تورات وانجیل اور دیگر صحف انبیاء علیہم السلام میں موجود
حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق تمام بشارات

وما جعله الله الا

بشریٰ

لكم ولتطمئن قلوبكم به

مولینا عنایت رسول عباسی چریاکوٹی رحمۃ اللہ علیہ

www.Only1Or3.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم

مقدمہ

اب سے کتاب بُشریٰ کی تصنیف کو تقریباً اُنچاس ۴۹ سال گزرے۔ اس طویل مدّت میں اس کتاب نے موجودہ حالتِ طبع تک کتنی کروٹیں بدلیں۔ سب سے پہلے خود مصنّف علّام نے اپنی زیرِ نگرانی طبع کا مصمّم عزم کیا تھا اور اُس کے لئے اکثر اعزہ نے چندے دیئے جس سے چریاکوٹ میں ایک مطبع قائم کیا گیا اور پریس خریدا گیا۔ خیال یہ تھا کہ بشریٰ کے طبع کے سلسلہ میں آپ کی دیگر تصانیف بھی چھپ جائیں گی۔ کسی دوسرے مطبع میں اس کتاب کے چھاپے جانے میں عبرانی عبارات کی وجہ سے تصحیح نیز کتابت میں سخت دشواریوں کا سامنا تھا۔ عبرانی ٹائپ منگانے میں بھی بڑی دشواری تھی۔ اوّل تو خرچ بہت زیادہ تھا جس کو علّامہ موصوف خود برداشت نہیں کر سکتے تھے، دوسرے کمپوزیٹر کی دہی دشواری تھی۔ کسی ایسے شخص کا ملنا نہایت دشوار تھا جو عبرانی الفاظ کے کمپوز کرنے کی

خدمت انجام دے سکتا۔ ان تمام دقتوں پر نظر کر کے یہی صورت آسان نظر آئی کہ خود حریاکوٹ ہی میں پریس رکھا جائے اور علامۂ موصوف کتابت کا کام اپنے ذمہ لے کر خود کتابت فرمائیں اور پروف کی تصحیح کریں لیکن افسوس ہے کہ مشین آنے کے بعد آپ بیمار پڑ گئے اور اس علالت سے جاں بر نہ ہو سکے اور یہ کام انجام نہ پا سکا۔

اس کے بعد آپ کے صاحبزادے مولوی معصوم عباسی مرحوم نے اس کے طبع کی ہمت کی۔ اس زمانہ میں نواب الحاج محمد اسحاق خاں صاحب اعظم گڑھ میں عہدہ ججی پر تشریف لائے اور میرے والد مرحوم سے اس کتاب کے چھاپے جانے کی متعلق گفتگو کی اور یہ خواہش ظاہر کی کہ اس کتاب کے طبع کا شرف میں حاصل کرنا چاہتا ہوں اور اس کی طبع کے تمام اخراجات میں برداشت کروں گا۔ لیکن مولوی معصوم مرحوم کا یہ خیال تھا کہ وہ خود اپنے اہتمام سے اس کتاب کو چھپوائیں گے۔ مگر یہ کوشش بھی ناکام رہی۔ اس کے بعد پھر ایک نیک دل صاحب ثروت نے اس کی طبع کے لئے مولوی صاحب مرحوم سے سلسلہ جنبانی کی۔ لیکن یہ سعی بھی نامشکور رہی۔ پھر ڈاکٹر انصاری مرحوم (جو مولوی معصوم مرحوم کے حقیقی ماموں زاد بھائی تھے) اس کتاب کے چھپوانے کے لئے مستعد ہوئے۔ لیکن ان کو اپنے مشاغل اور قومی خدمات سے کب فرصت تھی کہ اس اہم علمی کام کی جانب متوجہ ہوتے اور یہ کام ان کے قابو سے باہر بھی تھا۔ چنانچہ اس کے اخراجات اور زحمتوں کو خیال کر کے اس کے چھپوانے میں ہاتھ نہ ڈالا۔ اور کتاب پھر ایک عرصہ دراز تک پڑی رہی۔ خود مولوی معصوم صاحب مرحوم کو اپنی زمینداری کے جھگڑوں سے کب فرصت کہ اس کے لئے دوا دوش کرتے۔ پھر لاہور سے ایک صاحب نے ایک بیش قرار رقم پیش کی اس شرط پر کہ یہ کتاب ان کے حوالہ کی جائے اور وہ خود اس کے مصارف برداشت کریں اور اپنے اہتمام سے چھپوائیں اور حقوق طبع ان کے حق میں محفوظ ہوں۔ اس کو مولوی صاحب مرحوم نے منظور نہیں کیا۔ اس کے متعلق گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ ان پر فالج گرا اور ان کا

انتقال ہوگیا۔ ان کے اولاد نرینہ نہ تھی۔

بعد ازاں میرے چھوٹے بھائی مولوی محمد یٰسین مرحوم نے اس کے چھپانے کی طرف توجہ کی اور غازی پور میں ایک مطبع "اتحاد اسلام" کے نام سے قائم کیا اور ارادہ ہوا کہ اس کتاب کو اس مطبع میں طبع کرائیں۔ لیکن اب بھی اس کتاب کی قسمت میں طبع ہونا مقدر نہ تھا۔ ان کی حیات نے وفا نہ کی اور مرض طاعون میں ان کا انتقال ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور کچھ زمانہ تک یہ کتاب گوشۂ خمول میں پڑی رہی۔

انتظار تھا کہ ؂

"مردے از غیب بروں آید و کارے بکند"

کہ اس کتاب کی قسمت نے ایک اور پلٹا کھایا اور یہ کتاب اس فخر روزگار و زماں، مایۂ دانش و سرتاج دانشوراں، صاحب فضل و عرفاں ڈاکٹر سر سلیمان سابق چیف جسٹس الہ آباد ہائی کورٹ کے دست کرم تک پہنچی اور آپ نے اس کتاب کی وہی قدر کی جس کی یہ مستحق تھی اور نواب بہادر ڈاکٹر الحاج سر مزمل اللہ خاں صاحب رئیس اعظم بھیکم پور ضلع علی گڑھ سے اس کے متعلق گفتگو فرمائی۔ آپ کی ذات تو ہمیشہ سے مرکز جود و سخا رہی آپ نے ابتدا سے علم کی قدر کی ہے۔ سرسید علیہ الرحمہ سے آپ کو جس قدر لگاؤ تھا وہ اس سے ظاہر ہے کہ علی گڑھ کالج کی آپ نے ہمیشہ مدد فرمائی اور ام اے او کالج ہمیشہ آپ کا ممنون کرم رہا اور برابر مختلف اوقات میں آپ آنریری سکرٹری بھی رہ چکے ہیں۔ آپ نے اس کتاب کی اہمیت پر خاص توجہ فرمائی اور آپ نے اس کی طباعت کے مصارف کو برداشت فرما کر بہت بڑی قومی خدمت کا ثبوت پیش کیا۔ جناب نواب سر مزمل اللہ خاں صاحب رئیس اعظم کا یہ ایثار حقیقتاً اسلام کی اتنی بڑی خدمت ہے جس پر مسلمانان دنیا بالخصوص مسلمانان ہند ہمیشہ فخر کریں گے۔

مصنف علام نے اس کتاب کی تصنیف سے اس موضوع کا اسلامی علوم میں اضافہ کیا جس سے علم کلام اب تک تشنہ تھا۔ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ جنھوں نے علم کلام

کی بنیاد ڈالی تھی اور ان کے بعد ان کے متبعین نے اس کو ایک مستقل فن بنا دیا۔ لیکن متقدمین نے عقلی دلائل سے تمام عقائد اسلامیہ کا ثبوت دیا اور یونانیوں کے مسلمات کو جن کا عقائد اسلامیہ پر برا اثر پڑتا تھا وہم باطل اور دھوکے کی ٹٹی ثابت کیا اور بنیادی مسائل فلسفیہ کہ جن پر ان کی ساری عمارت کھڑی تھی متزلزل ہو گئے۔ اسی ضمن میں سب سے اہم اور معرکۃ الآرا مسئلہ ہمارے رسول مقبول روحی فداہ کی رسالت کا ثبوت یہود اور نصاریٰ کے مقابلہ میں ایک ایسا مسئلہ تھا جس کا ثبوت دلائل عقلیہ سے اتنا مفید نہیں ہو سکتا تھا جتنا کہ ان کے مسلمات سے کارآمد ہو سکتا ہے۔ ان کے مسلمات دو قسم کے ہیں ایک تو وہ مسائل جن کا ماخذ فلسفۂ یونان تھا یا دوسرے اقوام کی معیت میں ان کے جلاوطنی کے زمانہ میں پیدا ہو گئے تھے یا اور قوموں کے خیالات ان کے اذہان میں امتداد زمانہ کی وجہ سے جاگزیں تھے ان کا استیصال تو علم کلام نے پورا کیا اور اس میں مسلمان کامیاب رہے۔ لیکن دوسرا پہلو جو ان سب سے زیادہ موثر تھا ان کے وہ مسلمات تھے جن کی بنیاد ان کی مسلمہ آسمانی کتابیں یعنی توریت، زبور، انجیل اور دیگر انبیاء بنی اسرائیل کے صحف سماویہ پر تھی اس میں مسلمانوں نے صرف اتنی کوشش کی کہ ان کو محرف ثابت کیا اور ان کی آیات میں تناقض دکھایا جس کا منشائیہ تھا کہ جن آیات سے حضرت کی رسالت اور پیشینگوئی ثابت ہوتی ہے ان میں تحریف ہوئی اور موجودہ توریت اور انجیل و دیگر کتب سماویہ اصلی حالت میں نہ رہیں، جو کچھ ہیں وہ محرف ہیں بوجہ ان کے آیات کے متناقض ہونے کے اور جس کلام میں باخود ہا تناقض ہو وہ کلام الٰہی نہیں ہو سکتا ہے لہذا یہ کلام الٰہی نہیں ہیں۔ اس سے صرف اتنا ثابت ہو سکتا ہے کہ بوجہ تحریف کے موجودہ توریت اور انجیل اور دیگر صحف سماویہ قابل اعتبار نہیں لیکن یہود و نصاریٰ اس کو محرف تسلیم نہیں کرتے اور وہ اس امر سے منکر ہیں کہ ان کتب سماویہ میں ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی پیشینگوئی موجود ہے۔ یہود و نصاریٰ کے مقابلہ میں اگر کوئی استدلال ہو سکتا ہے تو صرف اسی

صورت میں کہ موجودہ توریت وانجیل میں اعم اس سے کہ وہ محرّف ہوں یا نہ ہوں آپ کی بعثت کی پیشین گوئی موجود ہے جس سے ان کو انکار نہیں ہوسکتا۔ اگر یہ ثابت کیا گیا کہ موجودہ توریت وانجیل ناقابل اعتبار ہیں جس کو یہود و نصاریٰ تسلیم نہیں کرتے تو اس سے آں حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ جو شخص مدعی بشارت ہے اس کو ضروری ہے کہ وہ توریت وانجیل سے بشارت کو ثابت کرے جس میں ان کو کلام کی گنجائش باقی نہیں رہ سکتی۔

ابن حزم ظاہری اندلسی نے اپنی کتاب "الملل والنحل" میں یہود و نصاریٰ کی کتابوں سے بحث کی ہے، لیکن پیشینگوئیوں سے اس میں کوئی بحث نہیں ہے۔ ان کی تمام تر دلیلیں موجودہ توریت اور انجیل کے غلط ثابت کرنے پر مبذول ہیں اور یہود و نصاریٰ پر تعریض کی ہے اور توریت وانجیل میں باخود ہا تناقض ثابت کرکے ان کو غلط ثابت کیا ہے۔ لیکن اس ثبوت سے کہ موجودہ توریت وانجیل محرّف ہیں نفس اثبات پیشین گوئی پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ چنانچہ علامہ شہرستانی جو علامہ ابن حزم ظاہری اندلسی کے ایک صدی بعد ہوا ہے اس نے اپنی کتاب "الملل والنحل" میں توریت کی ایک آیت سے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی کو ثابت کیا ہے جس کا ذکر من جملہ اور پیشین گوئیوں کے علامہ عنایت رسول عباسی چریاکوٹی مصنف کتاب ہذا نے بھی کیا ہے۔ علامہ شہرستانی نے توریت وانجیل کے محرّف ہونے کے ثبوت سے کوئی بحث نہیں کی ہے، لیکن ان کی تحریر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ زبان عبرانی سے واقف نہ تھے، ورنہ جس اصول کو پیش نظر رکھکر علامہ مصنف نے پیشین گوئیوں کو ثابت کیا ہے ان کے پیش نظر بھی یہی اصول ہوتا۔

علامہ ابن حزم اندلسی نے توریت کی ایک آیت کو نقل کیا ہے اور اس کو اپنے دعوئے تحریف کے ثبوت میں پیش کیا ہے جس کو میں یہاں نقل کرتا ہوں اور علامہ عنایت رسول عباسی مرحوم نے اسی آیت سے پیشین گوئی کو اس طرح ثابت کیا ہے جس سے یہود کو جو زبان

عبرانی پر کافی عبور رکھتے ہیں ہرگز انکار نہیں ہو سکتا اور اس سے دونوں کے تراجم کا فرق بیّن نظر آئے گا اور معلوم ہو جائے گا کہ علامہ موصوف نے اپنے ذاتی اجتہاد کو کتنا دخل دیا ہے اور زبان عبرانی میں ان کو کس قدر مہارت اور قدرت تھی۔

سفر توریہ مثنی باب ۳۲ آیہ ۱ :-

سُنو اے آسمانو! میری بات اور سُنے زمین میرا کلام اور زیادہ ہو گا مثل بارش کے اور بلکہ شبنم کے میرا کلام اور ہو گا بارش کی طرح گھاس پر اور مثل شبنم کے پودوں پر کیونکہ میں پکاروں گا خدا کے نام کو تو تعظیم کرے گا اُس کی۔ خدا ہمارا اللہ ہے جو منصف ہے قائم رہنے والا ہے جو کہ مکمل ہوئی اس کی خلقت اور اس کے احکام معتدل اللہ امانت دار جو کہ ظلم نہیں کرتا عادل ہے قائم رہنے والا ہے۔ مٹ گئی نافرمان اُمت اور ناشکر ہے رب کا۔ اے قوم جاہل قیمت کی کیا نہیں ہے وہ تمھارا باپ جس نے پیدا کیا تم کو اور تمھارا مالک۔ قدیم زمانہ کو یاد کرو اور سوچو اجناس میں اور اپنے باپ دادا سے پوچھو تو تم کو بتلائیں گے اور اپنے بڑوں سے تو تم کو بتلائیں گے۔ جب کہ وہ تقسیم کرے گا بڑے اجناس کو اور فرق کرے گا بنی آدم میں۔ اُس نے تقسیم کیا اجناس کو بنی اسرائیل کے حساب سے۔ رب نے سمجھا اپنی اُمت کو اور یعقوب نے اپنے حصہ کو اس نے پایا اس کو ویران زمین میں اور ایسے بیابان میں جس میں کوئی راستہ نہیں ہے تو اس کو آزاد کیا اور اس پر متوجہ ہوا اور اس کی حفاظت کی جس طرح پلک آنکھ کی حفاظت کرتی ہے اور اڑایا ان کو جیسا گدھ اپنے بچوں کی حفاظت کرتا ہے اور اس پر گشت کرتا ہے اور اس کی حفاظت کے لئے اپنے پَر پھیلاتا ہے پس وہ متوجہ ہوا ان کی طرف اور ان کو اپنے پَر پر اٹھا لیا تو رب تنہا اُن کا سردار تھا اور اس کے ساتھ اس کے سوا کوئی دوسرا خدا نہ تھا تو اس نے ان کو اپنی بہترین زمین میں جگہ دی تاکہ وہ لوگ اس کی روٹی کھائیں اور ان کو اس کے پتھر کی شہد ملے اور اس کے چٹانوں کا زیتون اور اس کے

مویشیوں کا گھی اور اس کی بکریوں کا دودھ اور بکری کے بچوں کی چربی اور بکروں کے گوشت اور گیہوں کے میدے اور انگور کے خون۔ ان لوگوں نے نافرمانی کی موٹے ہو گئے اور لات مارا ان پر اور چربی میں پوشیدہ ہو گئے پھر اپنے خالق خدا کو چھوڑ دیا اور ان کے خدا کے ساتھ کفر کیا تو ان کو بتوں کو پوجنے پر مجبور کیا۔ یہاں تک کہ خالق نے ان پر عذاب نازل کیا اور یوجہ ان کے شیطان کو سجدہ کرنے کے نہ خدا کو اور بوجہ ان کے اجناس کے الٰہ کو سجدہ کرنے کے کہ جن کو وہ نہیں جانتے تھے اور نہ ان سے پہلے ان کے آباء نے ایسا کیا تو ان لوگوں نے اس خدا کو چھوڑ دیا جس نے ان کو جنا۔ پھر وہ لوگ اپنے خدا کو بھول گئے تو رب نے اس کو دیکھا اور اس پر غضب ناک ہوا اس وجہ سے کہ اس کے لڑکے اور لڑکیوں نے اس کو چھوڑ دیا تو اس نے کہا کہ میں اپنا منھ ان سے چھپا لوں گا تا کہ میں جانوں کہ ان کا نتیجہ کیا ہوتا ہے۔ پس وہ ایک قوم کافر نافرمان ہے اور مجھ کو غضب ناک کر دیا اس کی عبادت سے جو خدا نہیں ہے اور اپنے فواحش سے مجھ کو غضب ناک کر دیا اور میں ان کی حالت کو ایک ضعیف قوم کے ذریعہ سے بدل دوں گا اور ان کو ایک جاہل قوم کے ذریعہ سے ذلیل کر دوں گا۔ میرے غضب سے ایک آگ بھڑکی ہے جو جلا دے گی ہُوا تک۔ پس وہ پہنچے گی اسفل السافلین تک اور لے جائے گی پہاڑوں کی جڑوں تک تو جمع کروں گا میں اپنے عذاب کو اور چھید دوں گا ان کو اپنے تیر سے اور ان کو ہلاک کروں گا بھوک سے اور ان کو چڑیوں کی غذا بناؤں گا اور ان پر درندوں کے دانتوں کو مسلط کروں گا اور زندگی کو ان پر دشوار کر دوں گا تو اگر میدان میں نکلے تو ان کو ہلاک کر دوں گا نیزوں سے اور اگر قلعہ میں پناہ گزیں ہوئے تو ڈر ان میں سے نوجوان کو اور دوشیزہ کو اور لڑکے کو اور بڈھے کو رعب سے یہاں تک کہ کہوں گا وہ لوگ کہاں ہیں کہ ان کی یادگار کو زمین سے منقطع کر دوں گا۔"

ابن حزم اندلسی ان آیتوں کو لکھ کر بیان کرتے ہیں کہ :

" اس سورہ میں ایسے فضائح ہیں جن کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف نہیں کی جاسکتی۔ جیسے اس آیت میں ہے کہ " اللہ تعالیٰ ان کا وہ باپ ہے جس نے ان کو جنا اور وہ لوگ اس کی بیٹیاں اور بیٹے ہیں " حاشا اللہ ایسی باتوں سے۔ اور نصاریٰ نے خدا کا بیٹا ٹھیرایا وہ صرف انہیں ملعون، جھوٹی، تبدیل شدہ کتابوں سے جو یہودیوں کے ہاتھوں میں ہیں اور اس سے بڑھکر اور کون سے تعجب کی بات ہوسکتی ہے۔ ان لوگوں نے اپنے کو اللہ تعالیٰ کی اولاد قرار دیا ہے اور جو لوگ اس قوم کو جانتے ہیں وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ یہ سب سے زیادہ گندی قوم، سب سے زیادہ بدصورت اور سب سے زیادہ بُرے کلام والی اور خبیث ترین اقوام اور سب سے زیادہ جھوٹی، ذلیل ترین اقوام، سب سے زیادہ پست ہمت اور سب سے زیادہ بزدل بلکہ حاشا اللہ اس اختیار فاسد سے "

ظاہر ہے کہ اس طرز تعریض سے اثباتِ نبوّتِ رسالت مآبؐ اور ان کتب سماویہ سے اثبات پیشین گوئی سے کیا تعلق۔

اسی بیان کی تفسیر کو ملاحظہ کرنا چاہیئے جو علامہ عنایت رسول مرحوم نے صفحہ ۱۳۱ میں توریت سے نقل کر کے ترجمہ کیا ہے اور اس کی ایسی جامع اور فاضلانہ تحقیق کی ہے اور انھیں آیتوں کو آں حضرتؐ کی بشارت کے ثبوت میں پیش کیا ہے اور ایسا مدلّل ثبوت دیا ہے جس کے بعد عبرانی زبان کے واقف کو پھر کسی شبہ کی گنجائش باقی نہیں رہ سکتی۔

علامہ شہرستانی نے اپنی کتاب ملل و النحل میں لکھا ہے کہ :-

" تمام تر توریت ان دلائل اور آیات پر مشتمل ہے جن سے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کا حق ہونا اور صاحب شریعت کا سچا ہونا ثابت ہوتا ہے، علاوہ ان آیات کے جن میں ان لوگوں نے تحریف کی یا تبدیل کیا یا اس میں کچھ گھٹایا یا بڑھایا اور تحریف کی دو شکلیں ہیں ایک تو کتابت اور صورت میں دوسری تفسیر آیات میں اور آیات

کی تاویل میں چنانچہ سب سے مشہور واقعہ حضرت ابراہیم اور اُن کے بیٹے حضرت اسمٰعیل کا ہے کہ آپ نے ان کے اور اُن کی اولاد کے حق میں دعا کی تھی اور اللہ تعالیٰ نے اس دعا کو قبول فرمایا کہ میں نے اسمٰعیل کو اور اُن کی اولاد کو برکت دی اور تمام نیکیاں ان میں رکھ دیں اور میں ان کو تمام قوموں پر ظاہر کروں گا اور ان میں انھیں میں سے ایک رسول بھیجوں گا کہ جو میری آیتوں کو پڑھکر ان کو سنائے گا۔ یہود اس واقعہ کا اقرار کرتے ہیں لیکن اس کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ اس سے مراد حکومت ہے نہ کہ رسالت اور نبوت۔ ان کو یہ الزامی جواب دیا گیا کہ اگر اس سے مراد ملک ہے جیسا کہ تم تسلیم کرتے ہو تو یہ حکومت حق اور عدل و انصاف کی ہوگی یا نہیں اگر عدل و انصاف کی نہ ہو تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم پر اور ان کی اولاد پر ایسے ملک کا کیونکر احسان رکھا جو ظلم اور غیرحق ہو اور اگر عادل وصدق سے ہو تو بادشاہ کو اپنے قول اور دعوے میں سچا ہونا چاہیئے اور اللہ تعالیٰ پر جھوٹ لگانے والا صاحب عدل و حق نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ جھوٹ لگانے سے زیادہ کون ظلم ہوسکتا ہے (ومن اظلم ممن افتریٰ علی اللہ کذباً) لہٰذا تکذیب باری تعالیٰ میں تجویز ظلم لازم آتی ہے اور اس سے رفع منت نعمت ہے اس سے ثابت ہوا کہ یہاں ملک مراد نہیں ہوسکتا بلکہ رسالت و نبوت۔"

پھر علامہ شہرستانی لکھتے ہیں کہ :-

" اللہ تعالیٰ طور سینا سے آیا اور ساعیر سے ظاہر ہوا اور شدت سے فاران سے متجلی ہوا۔ ساعیر بیت المقدس کا پہاڑ ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مظہر تھا اور فاران مکہ کا پہاڑ جو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا مظہر ہے اور چونکہ اسرار الٰہیہ اور انوار ربانیہ وحی اور تنزیل ومناجات اور تاویل تین مراتب پر ہیں ایک مبدأ اور وسط اور کمال لہٰذا آنا مبدأ کے مشابہ ہے اور ظہور وسط کے اور تجلی

کمال کے ۔ توریت نے تعبیر کیا طلوع صبح شریعت اور تنزیل کو آنے سے طور سینا پر اور طلوع شمس کو ساعیر پر ظاہر ہونے سے اور درجہ کمال پر پہنچنے اور استوا کو فاران پر متجلی ہونے سے اس کلمہ میں حضرت عیسیٰ اور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نبوت کی پیشینگوئی ہے اور اس کا اثبات ہے۔"

اب یہاں علامہ شہرستانی کی تحقیق متعلقہ اُس دعا کے جو حضرت ابراہیمؑ نے حضرت اسمٰعیلؑ کے بارہ میں کی تھی اس کو علامہ عنایت رسول مرحوم کی تحقیق سے مقابلہ کیجیے تو معلوم ہوگا کہ علامہ شہرستانی نے سوائے الزامی جواب کے کوئی تحقیق پیش نہیں کی اور الزامی جواب سے کسی دعوے کا اثبات نہیں ہوتا بلکہ مدعی کی دلیل کو مجروح کرنا اعم اس سے کہ فریق مخالف اس کے مقابلہ میں اپنے مدعا کو ثابت کر سکے یا نہ کر سکے اور یہ طریق اثبات مدعا کے لئے مفید نہیں ہوا کرتا۔

علامہ عنایت رسول مرحوم نے جو ترجمہ اور اس کی تحقیق پیش کی ہے اس کو مقابلہ کرنے سے معلوم ہوگا کہ آپ کو کتب مقدسہ پر کس قدر عبور تھا اور آپ کا استدلال کتنا محقق ہے چنانچہ سر سید مرحوم اپنی کتاب الخطبات الاحمدیہ صفحہ ۵۰۸ میں لکھتے ہیں کہ:

"میں نے اس بحث کو جناب مولانا و بالفضل اولٰنا جناب مولوی عنایت رسول صاحب چریا کوٹی کے سامنے پیش کیا جو عبرانی زبان اور توریت مقدس کے بہت بڑے عالم ہیں اور ہم مسلمانوں میں غالباً آج تک عبرانی اور کالدی زبان و توریت و زبور و صحف انبیا کا کوئی ایسا عالم نہیں گزرا۔ جناب ممدوح نے فرمایا کہ ترجموں کی طرف ہم کو التجا لے جانے کی کچھ ضرورت نہیں ہے اور جب کہ یونانی ترجمہ توریت کا حضرت عیسیٰ سے پیشتر ہو چکا تھا تو حواریوں نے بھی غالباً اسی ترجمہ سے نقل کیا ہوگا تو بس گویا دلیل صرف ایک یونانی ترجمہ پر عود کرتی ہے اور ہم اس کو پسند نہیں کرتے کہ ترجمہ کے استدلال سے اصل متن پر کچھ الزام لگائیں مگر جن لفظوں پر بحث ہے وہ ہمارے مطلب کے بہت

زیادہ مفید ہیں "۔

سرسید مرحوم نے جس بحث میں یہ لکھا ہے وہ بھی بشارت سے تعلق رکھتی ہے اور وہ بحث بتمامہ حضرت علامہ کے ہی قلم کے رشحات ہیں لیکن چونکہ وہ خود حضرت علامہ کے زبان عبرانی میں شاگرد تھے اس لئے انھوں نے اس بحث کو اُن کی طرف منسوب نہیں کیا۔

حضرت علامہ فرماتے ہیں : (عبارت عبرانی بخط عربی)

" ول یشمعیل شمعتیخا ھِنه بیرختی او تو وھفریتی
او تو بماود مئود شنیم عاشار نسیئم یولید انتیو لگوی
گادول "۔

(ترجمہ) اسمٰعیل کے بارہ میں تیری دعا قبول کی اس کو ہم نے خلافت دی
اور ہم نے اس کو عظمت اور جبروت دی۔ زیادہ سے زیادہ بارہ امام
اس سے پیدا ہوں گے۔ اس کو بڑی قوم کروں گا۔

واضح ہو کہ حضرت ابراہیم نے دعا کی تھی شریعت کے ہمیشہ جاری رہنے کی وہ قبول ہوئی۔ لیکن حضرت اسمٰعیل کو کوئی شریعت نہیں ملی البتہ یہ بات ہمارے پیغمبر کے وقت میں پوری ہوئی۔

اب یہاں دو لفظوں پر بحث ہے ایک ھفریتی یہ لفظ اسی مادہ فرءِ سے نکلا ہے چونکہ الف غیر مقروٗ تھا، اس لئے گر گیا پس ھفریتی کے معنی " میں اس کو فرءِ ادام کروں گا " جیسا کہ ہاجر کو خواب ہوا تھا۔ دوسرا لفظ (بماود ماؤد) اس کے معنی تو کثیراً کثیراً ہیں لیکن یہ اشارہ ہے ہمارے پیغمبر کے نام کی طرف۔ اس طرح کہ محمد بحساب جمل ۹۲ ہے اور بماود ماؤد کے عدد بھی ۹۲ ہیں۔ بارہ امام اس سے نکلیں گے مطلب یہ ہے کہ بماود ماود یعنی محمد سے بارہ امام پیدا ہوں گے۔ یہاں بھی حدیث اثنا عشر خلیفہ کی مشہور ہے یہ سب باتیں ہمارے پیغمبر کے

وجود باجود سے پوری ہوئیں:

اس آیت میں جو (انشیتو لگوی گادول) واقع ہے اس فقرہ کے ایک معنی اور ہیں وہ یہ ہیں کہ ہم نے اس کو یعنی اسمٰعیل کو بڑی قوم یعنی محمد دیا کیوں کہ لگوی گادول کے عدد اور محمد کے عدد ایک ہے (ل - گ - و - ی - گ - د - و - ل) یہ رموز اس آیت کے ہیں۔

گادول عبرانی میں بدون الف ہوتا ہے۔ اس آیت کا ترجمہ یوں ہونا چاہیے کہ "ہم نے خلافت اس کو دی اور عظمت اور جبروت بہت زیادہ بارہ امام اس سے پیدا ہونگے یعنی ہم نے اس کو محمد دیا۔"

خلاصہ کلام یہ ہے کہ جب حضرت اسمٰعیل تیرہ برس کے تھے اس وقت حضرت ابراہیم کو ختنہ کا حکم ہوا اور یہ بشارت ہوئی کہ سارہ کے لڑکا ہوگا جس کی نسل سے سلاطین پیدا ہونگے اس وقت حضرت ابراہیم سربسجود ہوئے اور دعا کی حضرت اسمٰعیل کی رسالت کے لئے کہ اس کی شریعت ہمیشہ قائم رہے وہاں سے حکم ہوا کہ رسالت تو اسحٰق کو ملے گی یعنی وہی صاحب کتاب و شریعت ہوگا لیکن محمد جو اس کی نسل سے ہوگا صاحب شریعت ہوگا۔ تیری دعا میں نے قبول کی اسمٰعیل کے حق میں۔ چنانچہ اس دعا کا ذکر سورہ بقرہ میں اس طرح ہے

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ۔

(ترجمہ) اے ہمارے مالک قائم کر ان میں (قوم میں) رسول ان میں سے کہ پڑھے ان پر تیری نشانیاں (یعنی ثابت کرے کہ ایک ہستی پاک واجب الوجود لائق پرستش ہے اور اس کی تصدیق کرائے) اور سکھائے ان کو کتاب (یعنی اوامر و نواہی یعنی حکمت عملی) اور حکمت (یعنی حکمت نظری) اور ان کو پاکیزہ کرے

(یعنی بازالہ رزائل واقامہ فضائل ان کو مہذب کرے یعنی بہ تہذیب قوتِ نظری عملی ان کو کامل کرے، سرور ابدی کو پہونچائے)۔

علامہ شہرستانی نے یہودیوں کی اس تاویل کا کہ حضرت اسمٰعیل نے جو دعا کی تھی اس سے مراد حکومت اور سرداری ہے نہ نبوت اور رسالت جیسا کہ ان کے بارہ بیٹے سردار ہوئے جو جواب دیا ہے اس کے مقابلہ میں علامہ عنایت رسول مرحوم کی تحقیقات کو دیکھنے سے واضح ہوگا کہ ان کو توریت اور صحفِ انبیا پر کس قدر عبور اور زبان عبرانی میں کس پایہ کا تبحر تھا اور بلحاظ قوت استدلال آپ کے جواب پر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ آپ نے جو الزامی جواب دیا ہے وہ بھی تحقیق کا پہلو لئے ہوئے ہے پہلے نفس مسئلہ کی تحقیق کی ہے اس کے بعد جو جواب دیا ہے وہ محض مسکت ہی نہیں ہے بلکہ اثبات دعوے کو بھی شامل ہے تاکہ نفس مسئلہ تشنۂ تحقیق نہ رہ جائے۔ چنانچہ علامہ تحریر فرماتے ہیں (خطبات احمدیہ میں بھی چھپ چکا ہے)۔

"ہر ایک منصف مزاج ان آیتوں کو پڑھکر سمجھ سکتا ہے کہ ان آیتوں میں جُدا جُدا تین لفظ استعمال ہوئے ہیں اوّل یہ کہ "میں نے اس کو برکت دی" دوم یہ کہ "اسے بہت فضیلت دی" سوم یہ کہ "اس کو بڑی قوم کروں گا"۔ پس اب ہم پوچھتے ہیں کہ کیا یہ کہنا صحیح ہے کہ ان تینوں جُدا جُدا لفظوں کے ایک ہی معنی ہیں یعنی اولاد کا زیادہ ہونا"

جب کہ حضرت اسحاق بیر شبع میں پہونچے تو خدا تعالیٰ نے خواب میں ان سے یہ وعدہ کیا تھا کہ: "میں تیرے باپ ابراہیم کا خدا ہوں تو ڈرمت میں تیرے ساتھ ہوں تجھکو برکت دوں گا اور اپنے بندہ ابراہیم کے سبب تیری نسل کو بہت کروں گا"

(توریت کتاب اوّل باب ۲۶-۲۴)

جس مضمون کا وعدہ حضرت اسمٰعیل سے کیا گیا اور جو لفظ برکت کا اسمٰعیل کے وعدہ میں

استعمال ہوا اسی مضمون کا وعدہ اسحاق سے کیا گیا اور وہی لفظ برکت کا اسحاق کے
وعدہ میں بھی بولا گیا۔ پس یہ کہنا کس قدر تعجب کی بات ہے کہ اسمٰعیلؑ سے جو وعدہ تھا وہ
دنیاوی تھا اور اسحاق سے جو وعدہ تھا وہ روحانی تھا۔"

اس کو علامہ شہرستانی کے جواب الزامی سے مقابلہ کر کے دیکھیے تو دونوں میں فرق بین نظر آئے گا۔ اسی طرح وہ بشارت جس کو علامہ شہرستانی نے لکھا ہے اس کو علامہ عنایت رسول مرحوم نے بھی توریت سے نقل کر کے لکھا ہے۔

"موسیٰ کی پانچویں کتاب کے ۳۳ باب کی ۲ آیت (عربی حرفوں میں)

ویومر یھوا مسینای باوزارح مسعیر لامو ھو فیع مھر بارانؔ
واتا مر بوث قودش میمینو الیش داث لامر۔

(ترجمہ) کہا (یعنی موسیٰ نے) اللہ سینا سے آیا اور چمکے گا سعیر سے اور بہت
شدت سے متجلّی ہوگا کوہ فاران سے اور آئے گا باگ لڑائی سے اس کے
داہنے ہاتھ میں آگ ہوگی اور اس کے پاس شریعت (یا یہ کہ اس کے ہاتھ میں شریعت
کی آگ ہوگی)۔

اس کے بعد فاران کی تحقیق کی ہے جو محیر العقول ہے اور ثابت کیا ہے خود توریت ہی کی عبارتوں سے کہ فاران ملک عرب ہی کو کہتے ہیں جس کے بعد اس پیشینگوئی میں کسی شبہ کی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی۔

علاوہ پیشینگوئیوں اور بشارتوں کے جہاں توریت اور قرآن پاک کی مطابقت کی ہے اس کے دیکھنے سے توریت کا منزل من اللہ ہونا اور اسی کے ساتھ قرآن پاک پر ایمان میں تقویت ہو جاتی ہے اس سے صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ قرآن پاک اور توریت ایک ہی سرچشمۂ فیضان سے نازل ہوئے ہیں۔

مسلمانوں نے علم کلام کی ترتیب اور ایک مستقل فن بنا دینے سے جو خدمتِ اسلام

کی ہے اور اس سے فلسفۂ یونانی کی بنیاد کھوکھلی کر دی بہت بڑا احسان تھا لیکن علم کلام حقیقتاً ناتکمیل تھا جس کی طرف علمائے متقدمین نے توجہ نہیں کی تھی بجز امام فخر الدین رازی کے لیکن ان کی حیات نے وفا نہیں کی اور یہ امر اہم رہ گیا تھا جس کی طرف صدیوں کے بعد علامہ عنایت رسول نے توجہ کی اور حقیقتاً علم کلام میں جو کمی رہ گئی تھی اس کو پورا کر کے اسلام پر بہت بڑا احسان کیا۔

جس طرح اس کتاب کی تصنیف سے مصنف مرحوم نے علم کلام کی کمی کو پورا کیا اور مسلمانوں پر بلکہ اسلام پر احسان کیا اسی طرح سر شاہ محمد سلیمان چیف جسٹس الہ آباد ہائی کورٹ نے اس کو نواب سر مزمل اللہ خاں صاحب مدت فیوضہم کی سرپرستی میں دے کر اس کی طباعت کا انتظام کیا۔ نواب صاحب بہادر کا احسان مسلمانوں پر اس کتاب کی طباعت سے ہمیشہ قائم رہے گا جب تک اس کتاب سے دنیا کو نفع پہنچتا رہے گا۔

اس کتاب کے طبع میں وہی مسئلہ کتابت عبارات عبرانی اور پروف کی تصحیح کا پیش آیا ظاہر ہے کہ یہ سوال اتنا اہم تھا کہ اب تک اس کتاب کے چھپنے میں یہی سوال لاینحل اور بہت بڑا سد باب تھا۔

عبرانی عبارات کی طباعت کے متعلق پیشتر یہ خیال تھا کہ اس کا فوٹو لے کر عبرانی عبارت چھاپی جائے لیکن اول تو اس میں خرچ بہت زیادہ تھا۔ دوسرے زحمت بھی بہت تھی۔ اسی کے ساتھ کاتب صاحب نے اس امر کا یقین دلایا کہ وہ ہو بہو عبرانی عبارت کی نقل کر دیں گے۔ اس لئے یہ امر آسان سمجھا گیا کہ اس کی نقل کی جائے اور فوٹو کی زحمت اور خرچ سے سبکدوشی ہو۔ اگرچہ نقل ویسی ہی نہ ہو سکی تاہم صورتِ موجودہ قابلِ اطمینان کہی جا سکتی ہے۔

مولوی حاجی محمد مقتدیٰ خاں صاحب شروانی نے اپنی انتہائی کوشش اس امر میں صرف کی کہ کتابت عبارت عبرانی بالکل اصل کی نقل ہو۔ ظاہر ہے کہ ایک ناواقف زبان

کے لئے یہ چیز کس قدر دشوار اور دقت طلب تھی۔ لیکن مولانا محمد مقتدیٰ خاں صاحب اور کاتب صاحب کے مساعی قابل صد تشکر ہیں کہ ان دونوں حضرات نے نہایت جاں فشانی سے اس مشکل کو حل کیا، اگرچہ اس میں وقت زیادہ صرف ہوا جو موجودہ حالات پر نظر کرکے ناگزیر تھا۔

پروف کی تصیح کا کام میں نے خود انجام دیا۔ میرے لئے تو یہ اپنا فرض تھا لیکن اس پر بھی میں نہیں کہہ سکتا کہ میں کہاں تک اس میں کامیاب رہا۔ بہرحال اس کی موجودہ صورت ایک گونہ قابل اطمینان ہے۔

حضرت علامہ مولانا عنایت رسول علیہ الرحمہ مجھ سے فرماتے تھے کہ "یہ کتاب قیامت میں میری بخشائش کے لئے کافی ہے" میں یہ کہتا ہوں کہ اگر یہ کتاب جیسا کہ علامہ موصوف فرماتے تھے ان کی بخشائش کے لئے کافی ہے اور ضرور اس سے اُمید کی جاسکتی ہے اس لئے کہ اس سے بڑھکر اسلام کی خدمت اور کیا ہوسکتی تو وہ ذات ستودہ صفات بھی اسی طرح اس اجر بخشائش کی بدرجۂ اولیٰ مستحق ہے جس نے اپنے مصارف سے اس کو چھپواکر دنیائے اسلام کو اس کا فیض پہنچایا اور اس کی اشاعت کا سبب ہوا۔ علی اللہ اجر العاملین۔

۲۷ دسمبر ۱۹۳۷ء

محمد امین عباسی چریاکوٹی

پروفیسر عربی انٹرمیڈیٹ کالج

ڈھاکہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ترجمۂ مصنّف

مصنّف علاّم کے حالات لکھنے میں جس استیعاب کا ارادہ تھا افسوس ہے کہ اس کا سامان مہیّا نہ ہو سکا جس کا سب سے بڑا سبب ملازمت کی پابندیاں اور بنگال کا قیام ہے جس قدر اس کے متعلق مواد مہیّا ہو سکتا تھا اس کے لئے نہ تو میں کافی وقت بچا سکا اور نہ اُن جزئیات کو یک جا کرنے کا موقع مل سکا۔ اس لئے کہ جن مقامات سے وہ حاصل کئے جا سکتے تھے وہ مجھ سے بہت دُور تھے اور ملازمت کی پابندیاں ایسی نہ تھیں کہ میں آسانی سے اس خدمت کے انجام کے لئے مختلف مقامات کا سفر کرتا۔ مجبوراً جو کچھ مجھکو خود اور میرے عزیز محترم مولانا احمد کرم عباسی کو (جو علاّمہ مرحوم کے علاوہ شاگرد رشید ہونے کے ایک مدّت تک حضرت علاّمہ مرحوم کی صحبت سے فیض یاب رہے) یاد تھے لکھ سکا۔

آپ کے حالات لکھنے میں جس استیعاب کی ضرورت ہے اس کو لکھنے کے لئے

ایک علیحدہ رسالہ کی حاجت ہے؛ اگر حیات مستعار نے وفا کی تو آئندہ اس کو پورا کیا جائے گا (انشاء اللہ تعالیٰ)۔

آپ کا نسب نامہ علامہ عنایت رسول ابن قاضی علی اکبر ابن قاضی غلام مخدوم ابن قاضی عبد الصمد ابن مولانا ابو الحسن ابن محمد ماہ ابن منصور ابن ملّا جلال ابن جمال الدین ابن قاضی محمد فضل ابن قاضی محی الدین نور ابن مخدوم ابو الجلال اسمٰعیل فاتح چریا کوٹ ابن ابو العلا اعز الدین ابن ابو الجلال فخر الدین ابن شیخ محمد فصیح ابن احمد ملیح ابن صالح ابن شریف ابن زید ابن عمر ابن قاسم ابن نظام الدین ابن زین العابدین ابن ہاشم امیر الامراء ابن مظفر ابن جعفر ابن عبد الصمد ابن اسمٰعیل ابن منصور ابن عبد الملک ابن ابو العباس عبد اللہ عرف سفاح خلیفہ عباسی، ابن محمدؒ ابن علیؒ ابن عبد اللہ (رض) ابن العباس رضؓ ابن عبد المطلب جدّ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم۔ عبد المطلب سے عدنان تک کتابوں میں مذکور ہے۔

تبحّر نہایت فصیح البیان اور بہت بڑے خوش تقریر تھے۔ مشکل سے مشکل مسائل فلسفیہ اور ریاضیہ کو نہایت اچھے طریق سے حل فرماتے تھے کسی مباحثہ میں کبھی بھی آپ کو گھبراتے نہیں دیکھا۔ میں نے خود دیکھا کہ مباحثہ میں چاہے کتنا ہی مشکل مسئلہ کیوں نہ ہو فریق کے ہر ایراد اور اعتراض پر بہت سنتے اور نہایت سلجھا ہوا جواب دیتے۔ اثناء بحث میں اگر آپ کو خود کسی مسئلہ میں اشتباہ واقع ہوتا تو آپ فرماتے کہ ابھی ٹھہر جاؤ میں اس پر غور کرلوں تو اس کا جواب دوں گا۔ اس کے بعد اس کو حل فرماتے۔ مجھے یاد نہیں ہے کہ آپ نے کبھی کسی کو الزامی جواب سے خاموش کیا ہو، بلکہ ہمیشہ تحقیقی پہلو اختیار فرماتے اور فرماتے کہ الزامی جواب عدم تحقیق کی دلیل ہے۔

خدا نے خلق و مروت، حسن سیرت اور زیبائی صورت دونوں بوجہ اتم آپ کو بخشی تھیں۔ کتاب بشریٰ آپ کے تبحر و زور تحقیق کا ایک ادنیٰ نمونہ ہے۔ یوں تو عبرانی زبان جاننے والے اب اکثر افراد نظر آتے ہیں لیکن یہ مرتبۂ تحقیق کسی کو بھی

میسر نہ ہوا اور نہ ہے۔ آپ مجھ سے اکثر فرماتے کہ: "مسلمانوں کی سرد مہری کا یہ عالم ہے کہ مجھ سے اس فن کو سیکھتے نہیں میرے بعد اس فن کا خاتمہ ہو جائے گا۔"

آپ کی طبیعت نہایت جدت پسند واقع ہوئی تھی۔ آپ اکثر پیچیدہ مسائل میں ایسی بات پیدا کرتے تھے جو نہایت خوش آئند ہوتی۔ اسی کے ساتھ کبھی کبھی اعتراضات کے جواب میں ظرافت سے بھی کام لیا کرتے تھے۔

آپ زبان عبرانی کے بہت بڑے ماہر اور جلیل القدر فاضل تھے، اور زبان کلدی و فارسی کی قدیم زبان جس میں ژند اور اوستا کی قدیم کتابیں ہیں اس سے بھی باخبر تھے اور اس کے قدیم حروف ہجا کو بھی اپنی کتاب قواعد فارسی میں ذکر کیا ہے۔

انگریزی اور سنسکرت زبانوں سے بھی بقدر ضرورت واقف تھے۔ چنانچہ میں نے خود دیکھا کہ آپ سے چریاکوٹ کے ایک فاضل سنسکرت سے اکثر مباحثے ہوا کرتے تھے۔

ولادت اور ابتدائی زمانہ

آپ کی ولادت کی صحیح تاریخ نہیں معلوم۔ مگر سنہ ١٢٤٤ھ میں قصبہ چریاکوٹ کو یہ فخر حاصل ہوا کہ علامہ عنایت رسول جیسا آفتاب علم و فضل اس کی آغوش سے پیدا ہوا۔ صغر سنی ہی میں صرف و نحو کے ابتدائی رسائل اپنے والد بزرگوار قاضی علی اکبر المتوفی سنہ ١٢٥٣ھ سے پڑھے۔ جب کافیۂ ابن حاجب تک پہنچے تو اپنے پھوپھا حضرت مولانا احمد علی ابن مولوی غلام حسین عباسی چریاکوٹی کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو کر ان کے دامن استفادہ سے لپٹ گئے۔

مولانا احمد علی علیہ الرحمۃ نے بہ سبب قرابت قریبہ اور نیز شاگرد کی جودت و ذکاوت دیکھ کر ان کو شفقت کی نگاہ سے دیکھا اور آخر ان کے شوق نے استاد کو بحیثیت ایک شفیق کے ان کی طرف متوجہ کر دیا۔ مولانا موصوف آپ کی تعلیم میں بجان و دل کوشش فرماتے اور ہمیشہ سفر و حضر میں اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ جب علوم ہندسہ، حساب، منطق، فلسفہ، مناظرہ، ہیأت، کلام، علم الکرہ، فقہ، علوم ریاضیہ وغیرہ کی تکمیل سے فارغ ہوئے تو

علم حدیث کا شوق ہوا اور ریاست محمد آباد ٹونک پہنچکر مولانا حیدر علیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

مولوی احمد مکرم عباسی ابن مولانا ابو الجلال محمد اعظم عباسی مرحوم ابن مولانا نجم الدین عباسی چریا کوٹی مرحوم جو حضرت مولانا مرحوم کے شاگرد اور فیض صحبت سے مستفیض تھے لکھتے ہیں کہ "حضرت استاذی علیہ الرحمۃ نے ایک دفعہ بر سبیل تذکرہ مجھ سے فرمایا تھا کہ "علم الاشتقاق یا حکمت کی کوئی شاخ (مجھکو خوب یاد نہیں) مولانا فضل رسول بدایونی کی خدمت مبارک میں حاصل کی تھی۔ مولانا ممدوح کی سوانح عمری (ترجمہ) میں ایک مطبوع کتاب میں نے کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد دکن میں دیکھی تھی۔ اس میں تو اس امر کی صراحت ہے اور حضرت استاذیؒ اور دوسرے علمائے چریا کوٹ کی بڑی تعریف اور توصیف لکھی ہے۔"

مولانا حیدر علیؒ نے حدیث کی سند حضرت شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلویؒ سے حاصل کی تھی اور ریاست ٹونک میں مطب کرتے تھے اور درس بھی دیتے۔ اس طرح علامہ عنایت رسول عباسی کو بیک واسطہ حضرت شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلویؒ تک حدیث کی سند کا سلسلہ پہنچتا ہے۔

آپ نے ایک زمانہ تک تحصیل فن حدیث میں اشتغال رکھا۔ اس فن کے تکمیل کے بعد وطن میں مراجعت فرمائی اور مسائل علم حدیث اور اصول حدیث و اسماء رجال کی تحقیق میں مشغول رہے۔ اس کے بعد آپ کو زبان عبرانی کی تحصیل کا ذوق پیدا ہوا۔ اس شوق کی سراسیمگی میں پھر اپنے وطن کو دوبارہ خیرباد کہنے کی ٹھان لی اور کلکتہ کا سفر اختیار کیا۔ اب تک ریل جاری نہیں ہوئی تھی کلکتہ کا سفر نہایت دشوار تھا۔ لیکن ان مصائب نے آپ کے پائے طلب میں لغزش پیدا نہ کی اور کلکتہ روانہ ہو گئے۔

میرے والد ماجد مرحوم فرماتے تھے کہ آپ کے والد قاضی علی اکبرؒ اس زمانہ میں غازی پور میں وکالت کا شغل رکھتے اور اپنے معاصرین وکلا میں سب سے زیادہ سربرآوردہ تھے اور آپ کی آمدنی بہت وافر تھی۔ حکام وقت بھی آپ کی بہت عزت

کرتے تھے۔ قاضی علی اکبر مرحوم نے آپ کے سفر کا سامان درست کیا اور ایک کشتی کلکتہ تک کے لئے کرایہ کی گئی اور براہ دریائے گنگ کلکتہ ۱۲۶۸ھ میں پہونچے۔ فوجداری بالاخانہ کے قریب قیام فرمایا۔ وہاں یہ دقت پیش آئی کہ کوئی یہودی زبان عبرانی آپ کو سکھانے کے لئے مستعد نہیں ہوتا تھا۔ مجبوراً آپ نے ایک نصرانی کی طرف رجوع کیا۔ اُس نے عذر کیا کہ میں زبان اُردو سے پوری طرح واقف نہیں ہوں، اس لئے آپ اتنی انگریزی سیکھ لیجئے کہ میں اس کی وساطت سے آپ کو عبرانی کی تعلیم دے سکوں چنانچہ آپ کے شوق نے اس منزل کو بھی طے کیا اور آپ نے تھوڑے ہی دنوں میں اتنی انگریزی سیکھ لی کہ جو معلم اور متعلم کے درمیان مشترک ہو سکے۔ اسی سلسلہ میں آپ نے زبان یونانی بھی سیکھی، اس وجہ سے کہ انجیل مقدس یونانی زبان میں ہے۔ لیکن چونکہ آپ کو ابھی اس منزل تک پہونچنے میں کچھ اور مصائب بھی جھیلنے باقی تھے نصرانی نے خلاف معاہدگی کی اور آپ کو زبان عبرانی سکھانے سے انکار کر دیا۔ اس وقت سخت مصائب کا مقابلہ ہوا اور مختلف یہودیوں کے دروازے کھٹکھٹانے پڑے۔ اخیر میں ایک حاخام مستعد ہوا اور اس نے آپ کو عبرانی کی تعلیم دی اور انگریزی کی تحصیل کے بعد تین سال تک زبان عبرانی کا درس جاری رکھا اور اسی اثناء میں آپ نے زبان کلدی کی بھی تکمیل کی اور غالباً ۱۲۷۲ھ میں وطن کی طرف مراجعت فرمائی۔ آپ فرماتے تھے کہ یہود بڑے متعصب ہوتے ہیں، غیر یہود کو زبان عبرانی سکھانا معصیت جانتے ہیں اس لئے کچھ دنوں تک یہودیوں کی وضع اختیار کرنی پڑی۔ غازی پور میں ایک یہودی خاندان آباد تھا، اس نے بھی بہت مدد کی اور ان سبھوں نے کلکتہ میں اپنے عزیزوں کو سفارشی خطوط لکھے، جس سے یہ مشکل آسان ہوئی۔ آپ نے واپسی میں بذریعہ ریل سفر کیا۔ اُس وقت ایسٹ انڈیا ریلوے جاری ہو چکی تھی۔ آپ براہ راست کلکتہ سے غازی پور تشریف لائے۔

ظاہر ہے قدرت نے اس شرف کو آپ کی ذات سے مخصوص کر رکھا تھا اور اس موضوع پر یہ پہلی کتاب ہے اور جس تحقیق اور موشگافیوں سے کام لیا گیا ہے اس کا نظیر اب تک نظر نہیں آیا۔ یوں تو بعض علماء متقدمین نے زبانِ عبرانی میں کمال حاصل کیا تھا جیسے علامہ ابن رشد اندلسی نے بھی زبان عبرانی میں مہارت حاصل کی اور ان کی ایک تصنیف میں نے دیکھی ہے جو زبانِ عبرانی میں ہے۔ لیکن اس موضوع پر نہیں ہے اور نہ کتبِ سماویہ سابقہ سے اس میں کوئی بحث ہے بلکہ فلسفہ میں وہ تصنیف ہے۔

جس زمانہ میں حضرت مولانا مرحوم کا قیام غازی پور میں اپنے والد ماجد قاضی علی اکبر مرحوم کے پاس تھا اس زمانہ میں نجم الہند سر سید احمد خاں مرحوم صدر الصدور تھے اور قاضی علی اکبر مرحوم سر سید مرحوم کی اجلاس میں وکالت کرتے تھے۔ آپ کے فضل و کمال کا شہرہ سر سید کے کانوں تک پہنچا تو آپ کی ملاقات کے بے حد مشتاق ہوئے۔ چونکہ سر سید مرحوم کو بھی زبان عبرانی سے بہت وَلَہ تھا اور علمی اور فنی تحقیقات کے دل دادہ تھے اس لئے آپ سے ملنے کی خاص کشش دل میں پیدا ہوئی اور جب تک سر سید کا قیام غازی پور میں رہا مولانا عنایت رسول صاحب مرحوم سے برابر عبرانی اور دیگر فنون میں استفادہ کرتے رہے۔

اُستاذی والدی مرحوم مجھ سے فرماتے تھے کہ ایک بار اسی زمانہ میں ایک یورپین جج غازی پور میں آیا تھا جو زبان عبرانی سے واقف تھا اور اس زبان سے اس کو بہت شوق تھا۔ حضرت مولانا کی عبرانی دانی اور اس کے کمال کو سُن کر آپ سے ملنے کا بہت مشتاق ہوا اور بارہا اس نے آپ سے ملنے کی خواہش ظاہر کی لیکن آپ اُس سے نہ ملے، جس کا اس کو بہت رنج ہوا اور آپ کا سخت مخالف ہو گیا جس سے آپ کو کچھ دنوں کے لئے غازی پور چھوڑنا پڑا۔

مولانا علیہ الرحمۃ نے زمانۂ طالب العلمی ختم ہونے کے بعد پھر کبھی سفر نہیں کیا بجز

ایک بار کے جس کا ذکر ہو چکا اور تمام عمر اپنے وطن یعنی چریا کوٹ میں ہی رہ کر تصنیف و تالیف میں زندگی بسر کر دی۔ آپ نے اپنی صاحبزادی مرحومہ کو اکثر علوم عربیہ کی تعلیم دی تھی۔ ان کے ساتھ آپ کو اتنی محبت تھی کہ ان کے انتقال کے بعد شدت الم و حزن سے آپ سنہ ۱۳۱۹ ہجری میں مبتلائے اسہال کبدی ہوئے بالآخر غرۂ شوال سنہ ۱۳۲۰ ہجری میں شب جمعہ کو بوقت عشا انتقال فرمایا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

دوسرے روز بعد نماز جمعہ کثیر التعداد مسلمانوں نے نماز جنازہ میں شرکت کی اور سپرد خاک کئے گئے۔

وضع، اخلاق، عادات مولٰنا علیہ الرحمۃ کی عام روش حکیمانہ تھی۔ آپ بہت سادہ وضع میں رہتے۔ سادے کپڑے پہنتے، ململ کی بڑی آستینوں کا ڈھیلا اور لمبا کرتہ جس کا چاک بصورت لا سامنے ہوتا ؎

بفکر نیستی ہرگز نمی افتند مغروراں
اگرچہ صورتِ مقراضِ لا دارد گریباں ہا

بڑی مُہری کا پاجامہ، سر پر کنٹوپ اور پاؤں میں چوڑے پنجے کا دہلی وال جوتا، جاڑوں میں کنٹوپ روئی دار ہوتا اور کرتے کے اوپر روئی دار انگرکھے کا اضافہ ہو جاتا، چلتے وقت ہمیشہ عصا ہاتھ میں ہوتا تھا۔

آپ جب زبان عبرانی سے فارغ التحصیل ہو کر وطن واپس تشریف لائے اس وقت یہودیوں کے وضع کی ترکی ٹوپی پہنتے تھے۔ آپ نے مجھ سے بسبیل تذکرہ فرمایا کہ جب میں غازی پور میں سر سید سے ملا تو سر سید نے ترکی ٹوپی بہت پسند کی اور خود بھی اس کا استعمال شروع کیا اور آخر میں مدرسۃ العلوم کے طلبہ کی یہی وضع قرار پائی تو ترکی ٹوپی عام ہو گئی تو میں نے ترکی ٹوپی کا استعمال چھوڑ دیا اور کنٹوپ اختیار کیا۔

قد متوسط اور تیر کی طرح سیدھا، گندمی رنگ، چہرہ روشن اور کسی قدر لمبائی

لئے ہوئے گول، پیشانی بلند، آنکھیں بڑی اور کشادہ، ناک اونچی اور جڑ کی طرف زرا جھکی ہوئی، لب پتلے اور سرخ، رخسارے پر گوشت، ڈاڑھی لمبی۔ چالیس برس کی عمر سے دانت گرنے لگے اور بیشتر گر گئے اور بال قطعاً سپید ہو چکے تھے۔ سر کے بال بڑے بڑے جو عموماً کان کی لو تک پہنچتے تھے۔

مذہب و عقائد مولانا عقائد اشعریہ کے پیرو تھے۔ فقہ میں امام اعظم ابو حنیفہؒ کے مداح اور معتقد تھے۔

تلامذہ مولانا علیہ الرحمۃ فطرۃً نحیف الجثہ اور نازک طبع واقع ہوئے تھے، اس لئے طلبہ کے ہجوم کو پسند نہیں فرماتے تھے۔ آپ کے تلامذہ کی تعداد اگرچہ بہت کم ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ جتنے شاگرد آپ کے تھے ان میں سے ہر ایک فرد اپنے فن میں ماہر تھا۔ مثلاً استاذ الوقت مولانا محمد فاروق عباسی چریاکوٹی مرحوم کو (جو مولانا علیہ الرحمۃ کے حقیقی چھوٹے بھائی تھے) پیش کیا جا سکتا ہے۔

طرز تعلیم آپ کا طریقۂ تعلیم موجودہ زمانہ کے طریق تعلیم سے بالکل جداگانہ تھا۔ آپ تعلیم میں حکما کے طریق کے متبع تھے۔ پہلے آپ سبق زیر درس کو خود تیار کرتے اور اس کے متعلق جتنے امور ضروری ہوتے ان کو ذہن میں محفوظ کرتے۔ درس میں ان سب کو متعلم کو سمجھاتے اور لکھا دیتے۔ چنانچہ اس طرح کسی فن کی ایک کتاب ختم ہونے کے بعد طالب العلم کو اس فن پر کافی عبور ہو جاتا۔ یہی سبب تھا کہ آپ ایک سبق سے زیادہ کے متحمل نہیں ہوتے تھے۔ یہ ممکن ہوتا کہ ایک ہی سبق میں ایک سے زیادہ طلبہ شریک ہوں۔ اس صورت میں روزانہ اسباق بالالتزام نہیں ہوتے تھے۔ آپ طالب العلم کو ہمیشہ ہدایت فرماتے کہ جو مضامین لکھائے گئے ہیں ان کو اس فن کی کتاب میں مطالعہ کرو اور ان کو ذہن میں محفوظ کر لو۔ آپ سے تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ کے لئے شائق اور جفاکش ہونا ضروری تھا۔

حضرت علامہ مرحوم معمولاً سبق شروع ہونے سے پیشتر نہایت دل خوش کن باتیں کرتے اور سبق کے متعلق کچھ گفتگو فرماتے اس لئے کہ طالب علم کی توجہ دوسری طرف سے ہٹکر یکسو ہوجائے اور قبول و اخذ کے لئے مستعد ہو جائے۔

آج کل موجودہ زمانہ میں انگریزی اسکولوں میں اس امر پر بہت زور دیا جارہا ہے کہ تعلیم لڑکوں کو بار نہ ہو اور ان کا خیال سبق کی طرف متوجہ ہوجائے جس پر علامہ مرحوم بہت پہلے اس حکیمانہ اصول کے کاربند تھے۔ اکثر اثنائے سبق میں ظرافت کی باتیں بھی فرماتے اس لئے کہ تسلسل کار سے دماغ کو تفریح ہو جائے اور ذہن کند نہ ہو لیکن میرے والد ماجد اوقات فراغ میں مثلاً شب کو سوتے وقت طالب العلم کو نکات و رموز فن کی تعلیم دیتے۔

تصانیف **بُشریٰ** یہ کتاب آپ کی اخیر تصنیف ہے۔ اس کے متعلق آپ فرماتے کہ میری بخشش کے لئے یہ کتاب کافی ہے (۲) **مقولات عضدیہ**۔ اقلیدس میں تین جلدوں میں اور ہر جلد میں چھ مقالے۔ یہ التزام آپ نے اس کتاب میں فرمایا ہے کہ ہر شکل اقلیدس کے علاوہ حکیم اقلیدس کے ثبوت کے دو تین ثبوت اور بھی اس سے مختلف دیئے ہیں اور ہر مقالہ کی ابتدا میں اس کے متعلق تحقیق پیش کی ہے (غیر مطبوع)

(۳) **کتاب الصلوٰۃ**۔ اس کتاب میں یہ تحقیق کی گئی ہے کہ نماز پہلے کب فرض ہوئی اور اس کی کیا صورتیں مختلف ادوار میں رہیں اور اس کی مکمل تاریخ (غیر مطبوع تشنۂ طبع)

(۴) **اعجاز القرآن**۔ قرآن پاک کا دیگر کتب سماویہ سے مقابلہ اور اس کے اعجاز کے وجوہ اور مخالفین کا جواب اور حقیقت اعجاز پر ایک مبسوط تقریر جس کا کچھ حصہ اخبار الوقت گورکھپور میں بھی چھپا تھا۔ (غیر مطبوع تشنۂ طبع) (۵) **کتاب الرضاعت**۔ اس کتاب میں رضاعت کے متعلق بحث ہے (غیر مطبوع) (۶) **رسالہ نیچریہ**۔ اس رسالہ میں نیچر کی تحقیق اور بحث ہے۔ (غیر مطبوع) (۷) **الملاہی**۔ اس کتاب میں باجے کے حلت و حرمت کی تحقیق اور بحث ہے (غیر مطبوع) (۸) **شہادت نامہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ**۔ اس کتاب میں شہادت

کی عقلی بحث اور تحقیق ہے اور خوارج کے ان اعتراضات کا جواب ہے جو یہ گروہ حضرت امام حسین رضؓ کی شہادت پر کرتے ہیں۔ اسی ذیل میں کوفہ کی تاریخ اور یہ ثابت کیا گیا ہے کہ کوفہ ہمیشہ فسادات کا مرکز رہا ہے اور یہاں کے لوگ قدیم الایام سے بے وفا اور ناقابل اعتبار رہے۔ اس ذکر میں ابن سبا یہودی کی سوانح عمری تواریخ یہود سے اس کا ثبوت، یہ کتاب اپنے موضوع میں تمام شہادت ناموں سے جو مختلف ادوار میں لکھے گئے نادر ہے (غیر مطبوع تشنۂ طبع) (۹) **کتاب الحساب** - علم ارثماطیقی (ارتھمیٹک) پر لکھی گئی ہے جس میں ہر اعمال حسابیہ کا ثبوت اقلیدس کے ساتویں، آٹھویں، نویں، دسویں مقالہ سے دیا گیا ہے (غیر مطبوع) (۱۰) **جبر و مقابلہ** - اس میں حضرت مولانا علیہ الرحمۃ نے آٹھ مساوات کا اضافہ کر کے چودہ مساوات کئے ہیں (غیر مطبوع تشنۂ طبع) (۱۱) **نور الانظار فی علم الابصار** علم مناظر میں لکھا گیا جس میں اس علم کے اشکال سے بحث اور اس کی تحقیق ہے (غیر مطبوع تشنۂ طبع)

(۱۲) **فصول عضدیہ** - فن صرف میں اور اسی کے ساتھ علم قراۃ میں رسالہ ہے (غیر مطبوع)

(۱۳) **میزان الکافی** - علم الصرف میں مختصر رسالہ (غیر مطبوع) (۱۴) **بدایۃ الصرف** - قواعد فارسی میں یہ رسالہ لکھا گیا ہے اس میں فارسی کا قدیم رسم خط جو بائیں طرف سے لکھا جاتا ہے جس زبان میں ژند اور استا کی قدیم کتابیں ہیں جو اب بالکل مفقود ہیں وہ بھی مذکور ہے اور اس کے کچھ قواعد بھی ہیں اور اس کے حروف ہجا بھی لکھے گئے ہیں اور کلدی حروف تہجی کی بھی تعلیم ہے جو اس وقت یورپ کے سوا اور کہیں بھی اس کا وجود نہیں (غیر مطبوع) (۱۵) **زبان عبرانی کے قواعد** - جس میں زبان عبرانی کی صرف و نحو لکھی گئی ہے۔ یہ سب کتابیں زبان اردو ہی میں ہیں (غیر مطبوع تشنۂ طبع)۔

مضامین متفرقہ حضرت علامہؒ کے ملفوظات بہت ہیں جن میں سے بیشتر تہذیب الاخلاق میں چھپ چکے ہیں اس کے علاوہ اخبار الوقت جو ایک زمانہ میں گورکھپور سے شائع ہوتا اور اخبار لبرل جو اعظم گڑھ سے شائع ہوتا تھا اور رسالہ زمانہ

میں جو کان پور سے اب بھی شائع ہوتا ہے اور بعض دوسرے اخبارات و رسائل میں شائع ہو چکے ہیں۔ جہاں تک یادداشت کے اندر محفوظ تھے ان کو لکھا جاتا ہے:۔

(۱) **الیوم فی التورات**۔ توریت میں لفظ یوم کس معنی میں آیا ہے (۲) **معاد**۔ توریت کے نقطۂ نظر سے (۳) **قوم نوحؑ**۔ (۴) **طوفان نوحؑ کے قصہ** پر جو نظم کالڈیا کی اینٹوں پر کندہ ہے مورخانہ ریمارک۔ یہ مضمون تہذیب الاخلاق میں چھپ چکا ہے۔ (۵) **جدول سنین طوفانی**۔ از کتاب مقدس ملاخیم یعنی سلاطین (تہذیب الاخلاق میں چھپ چکا ہے) (۶) **نقشۂ سنین ہبوطی بمطابقت سنین طوفانی** (العلم میں چھپ چکا ہے) (۷) **حضرت ابراہیمؑ اور ان کا آگ میں ڈالا جانا** (تہذیب الاخلاق میں چھپ چکا ہے)؛ (۸) **دابۃ الارض**۔ سرسید کو اس سے انکار تھا۔ ان کا جواب بھی اسی مضمون میں دیا گیا ہے (اخبار لبرل اعظم گڑھ میں چھپ گیا ہے) (۹) **النور**۔ علم مناظر کے متعلق ایک مبسوط مضمون ہے جو زمانہ کان پور میں چھپ چکا ہے۔ (۱۰) **پردۂ نسواں** پر ایک مضمون معلم نسواں حیدرآباد میں اور اس کے بعد (۱۱) مولوی محب حسین کے جواب میں ایک نہایت بسیط مضمون زمانہ کان پور میں شائع ہوا۔ (۱۲) **تعریب**۔ جزیہ پر ایک مضمون (غیر مطبوع) (۱۳) **ایک رسالہ** اس مضمون پر کہ مفقود الخبر کی بی بی کا نکاح جائز نہیں (غیر مطبوع) (۱۴) مولوی عبداللہ خاں مرحوم ساکن حیدرآباد نے مولوی شبلی صاحب مرحوم اور دوسرے علماء سے یہ سوال کیا تھا کہ حضرت موسیٰ کو ان کی ماں نے جب صندوق میں بند کر کے دریا میں ڈالا تو آل فرعون نے اس صندوق کو کہاں پایا؟ آپ نے اس کا تفصیلی جواب مسکت دیا کہ وہ مقام عین الشمس کے قریب ہے۔ اس میں زیادہ تر توریت سے حوالے دیئے گئے ہیں اور اسی سے بحث ہے۔ (غیر مطبوع) (۱۵) **قوم عرقی کی تاریخ** ایک ممتاز عرقی نے یہ رسالہ حضرت مولانا سے لکھوایا تھا (غیر مطبوع) (۱۶) **القدیر**۔ اس مسئلہ مختلف فیہا پر محققانہ بحث (غیر مطبوع) (۱۷) **جواب ابن رشد**۔ علامہ قاضی

ابن رشدؒ نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ معجزہ دلیل نبوت نہیں ہو سکتی اس کا مدلل جواب اور معجزہ اور نبوت کی تحقیق۔ اس مضمون کا ایک حصہ رسالہ العلم میں چھپ چکا ہے اگرچہ نامکمل چھپا ہے۔ (۱۸) مولانا نجم الدین عباسی چریاکوٹیؒ جو حضرت علامہ کے حقیقی پھوپی زاد بڑے بھائی اور ہم سبق تھے۔ شہر بنارس میں مقیم تھے۔ اس زمانہ میں ایک فاضل بشپ آگیا تھا۔ اس نے دعویٰ کیا کہ توریت و انجیل میں حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کوئی خبر یا پیشنگوئی نہیں ہے۔ اس مسئلہ پر بشپ اور مولانا نجم الدین مرحوم کے درمیان دلچسپ مناظرہ ہوا۔ اگرچہ بشپ مذکور کو سپر ڈال دینی پڑی لیکن مولانا ممدوح کو بوجہ زبان عبرانی سے ناواقفیت کے اپنے جواب پر خود اطمینان نہ تھا، بنارس سے ہی علامہ ممدوح کو اس مناظرہ سے مطلع کیا اور پوچھا کہ یہ پیشین گوئی کس طرح ہے جو کچھ ہو اور جس طرح ثابت ہوتا ہو مضمون کی صورت میں لکھنا چاہیئے۔ اس کے جواب میں حضرت علامہ ممدوح نے ایک طویل و مبسوط مضمون تحریر فرمایا اور اسی زمانہ میں یہ سوال و جواب تہذیب الاخلاق میں چھپ گیا ہے

لذیذ بود حکایت دراز تر گفتم

محمد امین عباسی چریاکوٹی (مولوی فاضل)

پروفیسر عربی ڈھاکہ

۴ر دسمبر ۱۹۳۷ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محمد رسول اللہ

تبشیر

مُبَشِّرَ الْکِتَابِ یَأْتِیْ مِنْ بَعْدِیْ اسْمُهٗ بُشْرٰی

بشارات اور ذاتِ ہمایونی فخرِ موجوداتﷺ

کتبِ سماویہ اور صحفِ انبیا علیہم السّلام کے اندر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارات اس کثرت اور تفصیل کے ساتھ ہیں کہ ان کے ذریعہ سے ذاتِ مبارک کے تعیینِ کامل معیّن و مشخّص کرنے میں از روئے عقل و انصاف کسی قسم کا ادنیٰ شک و شبہ بھی باقی نہیں رہ سکتا۔ یہی وجہ تھی کہ اہل کتاب اباً عن جدٍ اور نسلاً بعد نسلٍ آپ کے عالمِ شہود اور منصۂ وجود میں آنے کے بے تابی کے ساتھ منتظر رہتے تھے۔ بلکہ آپ کے واسطہ سے بمقابلہ کفار کشودِ کار کی دعائیں کرتے تھے (وَکَانُوْا مِنْ قَبْلُ یَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَی الَّذِیْنَ کَفَرُوْا) اور جب آپ تشریف لے آئے

تو وہ لوگ جو ازل سے سعید تھے آپ پر جوق جوق ایمان لانے لگے۔ اور جو ایمان نہ لائے دل اُن کے بھی آپ کی تصدیق کرتے تھے۔ اسی واقعہ کے متعلق کلامِ پاک میں ارشاد ہے کہ "یَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ" (اُنھیں یعنی نبی آخرالزماں کو ایسے ہی پہچانتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں یا اپنی اولاد کو پہچانتے ہیں) اور یہی وجہ تھی کہ اُن کے بچے تک آپ کو اپنے ماں باپ سے زیادہ پہچانتے تھے۔ میرے اس دعوے کا ثبوت دلائل النبوۃ (علامۂ بیہقی) کی یہ روایت ہے کہ بقول حضرت انسؓ ایک یہودی لڑکا ("غُلَامًا يَهُوْدِيًّا") نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا۔ ایک بار وہ بیمار ہوا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لے گئے اور دیکھا کہ اس کا باپ اس کے سرہانے بیٹھا توریت پڑھ رہا ہے۔ آپ نے فرمایا: "اے یہودی، میں تجھے اُس خدا کی قسم دلاتا ہوں جس نے توریت موسیٰ پر نازل کی کہ کیا تو توریت کے اندر میری تعریف اور میرا حال اور میرا مخرج پاتا ہے"؟ (یہودی نے) کہا "نہیں"۔ (اس پر) لڑکے نے کہا: "ہاں قسم ہے اللہ کی اے رسول اللہ ہم توریت میں آپ کی تعریف اور آپ کے مخرج کا حال پاتے ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ سوائے خدا کے کوئی معبود نہیں۔ اور یہ کہ آپ اللہ کے رسول ہیں"۔ آپ نے (اصحابِ حاضر الوقت سے) فرمایا کہ "اس (یہودی) کو اس (لڑکے) کے سرھانے سے اٹھا دو اور اپنے بھائی (اس لڑکے) کی خبر گیری کرو"۔

کلام عرب میں "غلام" کا لفظ جوانی بلکہ نوجوانی سے پہلے کی عمر والے کے لیے بولا جاتا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ توریت کی بشارات کا علم کس قدر عام تھا۔

اور انجیل کی بشارتیں تو توریت سے بھی زیادہ واضح ہیں جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے ارشاد سے (جو قرآن کریم میں نقل ہے) ثابت ہے کہ "مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ" (میں اس رسول کی خوشخبری دینے والا ہوں جو میرے بعد آئے گا جس کا نام احمد ہے)۔ قرآن میں جا بجا صحف سابقہ کے عام مضامین کے بھی حوالے ہیں مثلاً وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ (بے شک لکھ دیا ہم نے زبور میں) اِنَّ هٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى (بے شبہ یہ موجود ہے اگلے صحیفوں میں)

یہی نہیں بلکہ آپ کے اصحاب اور اہل بیت کے بھی علامات و نشانات بتائے گئے ہیں۔ "ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ" (یہ کہاوت یعنی نشانی ہے اُن کی توریت میں اور کہاوت ہے اُن کی انجیل میں)۔

ان وجوہ سے اس اعتنا کی بنا پر جو مسلمانوں نے بتوفیقِ الٰہی قرآن کی فہم و تفہیم کے متعلق کیا یہ ممکن نہ تھا کہ علمائے اسلام ان بشارات سے کما حقہٗ آگاہی حاصل کرنے کی کوشش نہ کرتے جو ان صحف میں پائی جاتی ہیں چنانچہ کتبِ تفاسیر و مناظرہ اس دعوے کی بیّن دلیل ہیں۔

انجیلِ برنابا اس سلسلہ میں یہ واقعہ نہایت حیرت انگیز ہے کہ ہمارے علمائے ربّانیین کی دور رس نظر سے انجیل برنابا (یا برنباس)

بھی نہ بچی، جس کا علم عام دنیا کو صرف حال ہی میں ہوا ہے۔ کیوں کہ کہا جاتا ہے کہ اس کا صرف ایک نسخہ اطالی زبان میں وائنا (پایہ تخت آسٹریا) کے شاہی کتب خانہ میں تھا۔ لیکن مسلمانوں کے یہاں اس کے حوالے سالہاے دراز سے آرہے تھے اور اس کی نسبت ہمارے علما نے طے کر دیا تھا کہ "هِیَ اَقرَبُ الاَناجیلِ مِنَ القُرآن" (یہ انجیل ساری انجیلوں سے زیادہ قرآن سے قریب ہے)۔

غالباً فائدہ اور دل چسپی سے خالی نہ ہوگا اگر ایک موقع (ولادت مسیح علیہ السلام) کا ترجمہ دونوں کتابوں کا بالمقابل دکھایا جائے:

ولادتِ حضرت مسیحؑ

برنابا

اللہ نے اس پچھلے زمانہ میں جبریل فرشتہ کو ایک کنواری کے پاس بھیجا جو مریم کہلاتی تھی۔ اور داؤد کی نسل سے تھی جو یہودا کے سبط کا تھا۔ جس وقت میں یہ کنواری پوری پاکیزگی کے ساتھ زندگی بسر کرتی تھی بغیر کسی ذرا سے بھی گناہ کے۔ وہ ملامت کی بات سے پاک تھی۔ روزہ کے ساتھ نماز پر کمربستہ۔ ایک دن اکیلی تھی کہ ناگاہ جبریل فرشتہ اس کی

قرآن

اور مذکور کر کتاب میں مریم کا جب کنارہ ہوئی اپنے لوگوں سے ایک شرقی مکان میں۔ پھر پکڑ لیا ان سے ورے ایک پردہ۔ پھر بھیجا ہم نے اس پاس اپنا فرشتہ۔ پھر بن آیا اس کے آگے آدمی پورا۔ بولی مجھ کو رحمان کی پناہ تجھ سے اگر تو ڈر رکھتا ہے۔ بولا میں تو بھیجا ہوا ہوں تیرے رب کا تاکہ دے جاؤں تجھ کو ایک لڑکا ستھرا۔ بولی کہاں سے ہوگا میرے لڑکا اور

برنابا

خواب گاہ میں داخل ہوا اور اُسے یہ کہتے ہوئے سلام کیا کہ اے مریم خدا تیرے ساتھ رہے۔ کنواری فرشتہ کے ظاہر ہونے سے ڈر گئی۔ لیکن فرشتہ نے اُسے یہ کہتے ہوئے تسلی دی کہ مریم تو ڈر نہیں کیوں کہ تجھے خدا کے یہاں سے ایک نعمت ملی ہے۔ وہ اللہ کہ اس نے تجھے ایک نبی کی ماں ہونے کے لیے پسند کیا ہے۔ خدا اس کو قوم بنی اسرائیل کی طرف مبعوث کرے گا۔ تاکہ وہ اس خدا کی راہوں میں اخلاص کے ساتھ چلیں۔ پس کنواری نے جواب دیا اور بیٹا میں کیوں کر پیدا کروں گی حالانکہ میں مرد کو جانتی تک نہیں۔ تب فرشتہ نے جواب دیا۔ اے مریم بے شک وہ اللہ جس نے انسان کو بغیر کسی اور انسان کے بنایا۔ البتہ وہ قدرت رکھتا ہے کہ تجھ میں ایک انسان بغیر کسی اور انسان کے پیدا کر دے۔ کیوں کہ یہ بات کچھ اس کے نزدیک محال نہیں۔ پھر مریم نے کہا ہاں بے شک میں جانتی ہوں کہ اللہ قدرت والا ہے۔ پس جو اس کی مرضی ہے وہ ہو۔ تب فرشتہ نے کہا کہ تو اس نبی کے ساتھ حاملہ ہو جا جس کو آئندہ یسوع کے نام سے پکارے گی۔ پھر اس کو شراب نشہ لانے والی چیز اور ہر ایک ناپاک گوشت سے باز رکھ۔ کیوں کہ بچہ اللہ کا قدوس ہے۔

قرآن

چھوا نہیں مجھ کو آدمی نے اور کبھی نہ تھی میں بدکار۔ بولا یوں ہی فرمایا تیرے رب نے وہ مجھ پر آسان ہے اور اس کو ہم کیا چاہیں لوگوں کے لیے نشانی اور مہر ہماری طرف سے اور ہے یہ کام ٹھہر چکا۔ پھر پیٹ میں لیا اس کو۔ پھر کنارہ ہوئی اس کو لے کر ایک پرلے مکان میں۔ پھر لے آیا اس کو جننے کا درد کھجور کی جڑ میں۔ بولی کسی طرح میں مر چکتی اس سے پہلے اور ہو جاتی بھولی بسری۔ پھر آواز دی اس کو اس کے نیچے سے کہ غم نہ کھا۔ کر دیا تیرے رب نے تیرے نیچے سے ایک چشمہ اور ہلا اپنی طرف کھجور کی جڑ۔ اس سے گریں گی تجھ پر پکی کھجوریں۔ اب کھا اور پی اور آنکھ ٹھنڈی رکھ سو کبھی دیکھے تو کوئی آدمی سو کہیو میں نے مانا ہے رحمان کا ایک روزہ۔ سو بات نہ کروں گی آج کسی آدمی سے۔ پھر لائی اس کو اپنے لوگوں پاس گود میں۔ بولے اے مریم تو نے کی یہ چیز طوفان۔ اے بہن ہارون کی نہ تھا تیرا باپ برا آدمی اور نہیں تھی تیری ماں بدکار۔ پھر ہاتھ سے بتایا اس لڑکے کو۔ بولے ہم کیوں کر بات کریں اس شخص سے کہ وہ ہے گود میں لڑکا۔ وہ بولا میں بندہ ہوں اللہ کا۔ مجھ کو اس نے کتاب دی اور مجھ کو

برنابا	قرآن
تب مریم یہ کہتی ہوئی جھک گئی کہ یہ لو میں اللہ کی باندی ہوں۔ پس تیرے کہنے کے موافق ہو۔ پھر فرشتہ واپس چلا گیا۔ لیکن یہ کنواری یہ کہہ کر اللہ کی بزرگی بیان کرنے لگی (فصل اول آیت ۱/۱۲) مریم کے دن پورے ہوئے تاکہ وہ بچہ جنے۔ پس کنواری کو ایک نہایت جھلکنے والے نور نے گھیر لیا اور وہ اپنا بیٹا بغیر کسی تکلیف کے جنی اور اس کو اپنے دونوں بازوؤں پر لے لیا۔ اور اس کے بعد اس بچہ کے ہاتھ پاؤں رسی سے باندھ کر اُسے کھرلی[1] میں رکھ دیا۔ (فصل ۳ آیت نصف آخر ۸/۱۲)	اس نے نبی کیا اور بنایا مجھ کو برکت والا جس جگہ میں ہوں اور تاکید کی مجھ کو نماز کی اور زکوٰۃ کی جب تک میں رہوں جیتا اور سلوک والا اپنی ماں سے اور نہیں بنایا مجھ کو زبردست بدبخت۔ اور سلام ہے مجھ پر جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن مروں اور جس دن اٹھ کھڑا ہوں جی کر۔ (پارہ ۱۶۔ سورہ مریم۔ رکوع ۲) (ترجمہ شاہ عبدالقادر ؒ)

تاریخ اسلام کا یہ مشہور واقعہ ہے کہ حبشہ کی دوسری ہجرت کے موقع پر نجاشی رضؓ (شاہ حبشہ) نے حضرت جعفرؓ ابن ابی طالب سے سورہ مریم کی آیات ہی سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی تھی۔ پس کیا عجب ہے کہ وہ یہی آیات ہوں اور حضرت جعفرؓ نے انھیں اِسی بنا پر انتخاب فرمایا ہو کہ وہ خود ایک انجیل کے بیان سے اس قدر قریب ہیں۔

"بُشریٰ" مع ہٰذا یہ بھی واقعہ ہے کہ ہماری تفاسیر اور مناظرہ کی کتابوں میں یہ تمام حوالے نہ بالاستیعاب تھے اور نہ بالترتیب۔ خدا جزائے خیر دے مولانا عنایت رسول صاحب چریا کوٹی مرحوم کو

---

[1] کھرلی مویشیوں کے چارہ کھانے کی جگہ۔

کہ انھوں نے یہ کتاب "بُشریٰ" خاص اسی مبحث پر ایسی ہمہ گیری کے ساتھ تالیف فرمائی۔ فجزاہ اللہ عنا وعن سائر المسلمین الی یوم الدین۔

تالیف کتاب پر کاوش

خاص اسی مقصد کے لیے مولانا نے عبرانی وغیرہ السنۂ قدیمہ جس کد و کاوش کے ساتھ حاصل کیں اس کا حال مقدمہ نوشتۂ شمس العلما، مولوی محمد امین صاحب چریاکوٹی (برادر زادہ حضرتِ مؤلف مرحوم صفحہ ۲۱ ترجمہ) اور خود مؤلف کے دیباچہ (صفحہ اوّل) سے معلوم ہوگا۔ اس کے بعد (اگست ۱۸۷۴ء سے اگست ۱۸۹۴ء تک) پورے ۲۰ سال کے عرصہ میں) جس جاں کاہی کے ساتھ یہ کتاب مرتب ہوئی اُس کا حال مولانا شبلی مرحوم کی زبانی نواب صدر یار جنگ بہادر مدظلہٗ کے قلم سے سنیے:

> "مولٰنا شبلی صاحب مرحوم نے مجھ سے بُشریٰ کی تالیف کے سلسلے میں ایک بار فرمایا تھا کہ مولوی عنایت رسول صاحب کے مکان کے صحن میں ایک پلنگ بچھا ہوا تھا اُس پر بیٹھ کر مطالعۂ کتب میں اس شان سے مصروف ہوتے تھے کہ دنیا و ما فیہا کی خبر نہ رہتی دونو کہنیاں پلنگ پر ٹیک کر اور سر ہاتھوں کے درمیان میں رکھ کر مطالعے میں غرق ہو جاتے۔ کثرتِ نشست کی وجہ سے پلنگ کے بان دبتے دبتے زمین سے جا لگے تھے۔ تاہم مولوی صاحب اُسی پر بیٹھے ہوئے مصروف رہتے۔"

اس ضمن میں دوسری خصوصیات پر غور کیجیے جو کتاب کے بین السطور سے ثابت ہیں۔ "فراغ تحصیل علوم" کے بعد بھی علم کی تلاش جاری ہے اور گویا

حد تک جاری رہتی ہے۔ "مسیحی علما کا مناظرہ" محض لفاظی اور زبان آوری کے ذریعہ سے نہیں ہی بلکہ "صحف انبیا علیہم السلام کے اسرار کی دریافت" کے بعد ہے۔ اور اسی کے لیے وہ تمام "مشقت" اور "تلاش" ہی جس کا ذکر اوپر ہوا۔

"بعد ازیں والد بزرگوار کی اطاعت" جو اسلام کا فریضہ اور مشرق کا زیور تھی اور جس کی نگہداشت شاید اب مفقود ہے۔ الا ماشاء اللہ (صفحہ اول موتلف) "خانہ نشین" ہونے اور دیگر مشاغل کے باوجود "یہ فکر ہمیشہ دامن گیر رہتی ہے کہ کان کہنہ سے جواہر نفیسہ نکال کے قدر شناسوں کے سامنے رکھوں" یہ سب اُس زمانہ اور اُس نسل کی خصوصیات تھیں جن کا اب عام فقدان ہے۔ دونوں کے نتائج اور ان کا فرق براے العین نمایاں ہے۔ "تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْكُمْ مَا اكْتَسَبْتُمْ" ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

تحریک تالیف وطبع غرض ان حالات میں اور ان خیالات کے ساتھ مولانا عنایت رسول صاحب مرحوم نے "بُشریٰ" تالیف فرمائی اور یہ نہایت عجیب اتفاق ہے کہ اس کی تالیف کی تحریک ۱۸۷۲ء میں ایک وکیل عدالت دیوانی ضلع اعظم گڑھ (منشی محمد اکرام صاحب مرحوم) کی جانب سے ہوئی

(صفحہ ۲ مقدمۂ مؤلف) اور اس کے طبع کی تحریک بھی تقریباً ساٹھ سال بعد (۱۹۳۴ء میں) ہندوستان کے بہت بڑے علم دوست و معارف پرور، بین قومی شہرت کے محقق (آنریبل ڈاکٹر سر شاہ محمد سلیمان بالقابہ حال جج فیڈرل کورٹ انڈیا) نے فرمائی۔ "الدال علی الخیر کفاعلہ"۔

رئیس کا سہارا "مگر اس مطلب کے اتمام کے لیے کسی رئیس کا سہارا درکار تھا۔" (صفحہ ۲ مقدمۂ مؤلف) اور اس سلسلہ میں کتاب کی طباعت و اشاعت کی جو جو کوششیں ہوئیں اور جن جن اہل دل نے اس خدمت کے لیے اپنی آمادگی ظاہر کی وہ شمس العلما مولوی محمد امین صاحب کے مقدمۂ کتاب (صفحات ۱/۳) میں مذکور ہیں - خداوند تعالیٰ ان تمام اصحاب کو ان کی نیتِ خیر کا اجرِ خیر عطا فرمائے۔ "انما الاعمال بالنیات"۔

لیکن نیت کے بارور ہونے کی سعادت قسامِ حقیقی نے نواب بہادر مزمل اللہ خاں صاحب مرحوم رئیس بھیکم پور کی قسمت میں رکھی تھی۔ "ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ"۔

ڈاکٹر سر شاہ محمد سلیمان صاحب بالقابہ کی (جو اس وقت الہ آباد ہائی کورٹ کے چیف جسٹس تھے) پہلی ہی تحریک پر بخوشی تمام اس کی چھپائی کے مصارف ادا فرمانے منظور کیے - اور نہایت ذوق و شوق کے ساتھ مجھے اس کے مسلم یونیورسٹی پریس میں چھاپنے کا حکم دیا جس کا میں اس زمانہ میں مینیجر تھا۔

ڈاکٹر صاحب ممدوح کی ابتدائی تحریک اور نواب صاحب مرحوم کی فوری منظوری کے بعد گو مؤلف مرحوم کے خاندان سے مسودہ حاصل ہونے میں خاصہ وقفہ ہوا، لیکن مسودہ کے آتے ہی نواب صاحب مرحوم نے نہایت تاکید کے ساتھ اسے میرے سپرد فرمایا۔ اور متن (خصوصاً عبری عبارتوں) کی کتابت کا نمونہ طلب کیا جس کی میں نے تعمیل کی۔ جس جلسہ میں یہ پیش ہوا حسنِ اتفاق سے اس میں خود نواب مرحوم کے علاوہ ڈاکٹر صاحب ممدوح، نواب صدر یار جنگ بہادر اور بعض دوسرے اہلِ نظر و بصیرت اصحاب تشریف فرما تھے۔ سب نے بالاتفاق پسندیدگی اور مسرت کا اظہار کیا۔ اور کام کی عام نگرانی نواب صدر یار جنگ بہادر کے حوالہ ہوئی۔

مسودہ کی مسلم یونیورسٹی پریس کو حوالگی

کتاب کی بابرکت ندرت، اُس کے مؤلف کی مسلمہ قابلیت اور شہرت، ڈاکٹر سر سلیمان کی تحریک اور علم دوستی، نواب صاحب مرحوم کی فیاضی اور ذاتی دلچسپی، نواب صدر یار جنگ بہادر کی معارف پسندی، سنہ ۱۹۳۴ء کے مسلم یونیورسٹی پریس میں بفضلِ خدا ہر قسم کے کام کی آسانی حتیٰ کہ عبری عبارتیں (جو کتاب میں نہایت کثرت سے ہیں) اُن کی نقل کا سنگلاخ مرحلہ بھی بحمد اللہ سنگِ راہ نہ تھا، گو دشوار گزار ضرور تھا۔ کیوں کہ اس کے متعلق اُس وقت کے مسلم یونیورسٹی پریس کے آرٹسٹ نے اپنے اشہب قلم کی

طرف سے بالکل مطمئن کر دیا تھا ے

فیضِ روح القدس ار باز مدد فرماید
دیگراں ہم بکنند آں چہ مسیحا می کرد

ان تمام بظاہر موافق حالات کے اندر کتاب کے جلد سے جلد چھپ جانے میں بظاہر کوئی امر مانع نہ تھا۔ مگر ے

زمانہ دگرگونہ آئیں نہاد
شد آں مرغ کو خایہ زریں نہاد

ڈاکٹر سر شاہ محمد سلیمان یونیورسٹی کے وائس چانسلر نہ رہے، نواب صاحب مرحوم کے وہ اثرات نہ رہے، نواب صدر یار جنگ بہادر گو اس زمانہ میں ایک معتدبہ مدت تک پریس کے باضابطہ نگراں رہے تاہم مہماتِ امور میں ممدوح کو کوئی دخل نہ تھا ے

از صحنِ خانہ تا لبِ بام ازانِ من
واز سقفِ خانہ تا بہ ثریا ازانِ تو

کا مضمون تھا۔ خلاصۂ نتیجہ یہ ہے کہ بُشریٰ کا کام الیٰ لانہایت معرضِ التوا میں پڑ گیا۔ حتیٰ کہ یکم ستمبر ۱۹۳۶ء کو مسلم یونیورسٹی پریس بند ہو گیا ے

ما کل ما یتمنی المرء یدرکہٗ
تجری الریاح بما لا تشتھی السفن

شروانی پریس کا شرف

بعینہٖ اسی تاریخ (یکم ستمبر ۱۹۳۶ء) کو میں نے شروانی پرنٹنگ پریس کا ڈکلریشن دیا اور سب سے پہلا کام جو میں نے بحمد اللہ عقیدۃً ہاتھ میں لیا وہ "بُشریٰ" کا تھا جس کا مسودہ میں نواب صاحب مرحوم کی منشا اور نواب صدر یار جنگ بہادر کے حکم سے اپنے ساتھ لیتا آیا تھا۔ اور بفضلِ خدا تقریباً سال بھر کی کان کنی کی جان کنی کے بعد یہ "جواہرِ نفیسہ" پوری آب و تاب کے ساتھ صاحب بصیرت و بصارت جوہر شناس جوہریوں کے ہاتھوں میں پہنچ گئے۔ ڈاکٹر شاہ محمد سلیمان، نواب صدر یار جنگ بہادر اور خود نواب صاحب مرحوم مطبوعہ متن کتاب کو دیکھ کر خوش ہوئے اور اظہار پسندیدگی فرمایا۔ عبری عبارتیں (جو پورے متن میں خون کی رگوں کی طرح دوڑی ہوئی ہیں) ان کی خوش سوادی اور صحت کی تصدیق شمس العلماء مولوی محمد امین صاحب (صفحہ ۱۵، ۱۶ مقدمۂ اول) اور ان کے برادر خرد مولوی محمد مبین صاحب کیفی چریا کوٹی نے بھی کی۔ مولوی محمد امین صاحب کا مقدمہ اور ترجمۂ مصنف بھی چھپ گیا اور اب بظاہر کتاب کی اشاعت میں کوئی حالتِ منتظرہ باقی نہ تھی۔

لَا یَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا یَسْتَقْدِمُوْنَ

برایں ہمہ مشیت الٰہی دگر گوں تھی۔ دنیا جانتی ہے کہ نواب صاحب مرحوم مضامین وغیرہ کے طور پر کبھی کچھ نہیں لکھتے تھے۔ وہ تقریباً نصف صدی تک مختلف نہایت

اہم حیثیتوں سے منظرِ عام پر رہے۔ ایم اے او کالج کے جوائنٹ سکریٹری اور سکریٹری اور پریزیڈنٹ رہے۔ مسلم یونیورسٹی کے وائس چانسلر اور رکٹر رہے۔ مسلم لیگ کے چوٹی کے رکن رہے۔ اور کیا رہے' اور کیا رہے۔ خلاصہ یہ کہ "من صنّف فقد استھدف" کی صف بلکہ زد میں رہے۔ ان پر بارہا (خوں خوار نہ سہی) جگر خوار حملے ہوئے۔ تاہم وہ اپنی شخصی اور عام زندگی کے عینِ شباب کے عہد میں بھی ان معاملات میں غم خوار ہی رہے لیکن "بشریٰ" کے ساتھ مرحوم کو جو شغف تھا اس کے لحاظ سے وہ تمہید یا "پیش لفظ" کے طور پر اپنی کوئی تحریر بھی شامل کرنا چاہتے تھے جس میں خدا کا شکر ادا کرتے کہ ایسی متبرک و نادر الوجود کتاب کی اشاعت کا شرف حاصل ہوا اور ڈاکٹر سر شاہ محمد سلیمان صاحب کا شکریہ کہ اُن کے وسیلہ سے ہوا۔ اور مؤلف مرحوم کے بعض اُن خیالات کی نسبت اپنا خیال ظاہر فرماتے جو جمہور علمائے اسلام کے مسلمات کے خلاف ہیں۔ مگر اول علالت اور پھر ضعف اور آخر میں موت نے مہلت نہ دی۔ نتیجہ یہ کہ اس حیص بیص میں ایک سال اور گزر گیا۔ یہاں تک کہ ستمبر ۱۹۳۸ء میں نواب صاحب مرحوم کو واصل بحق ہونے کی بشارت مل گئی۔ "اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ"۔

اس سلسلہ میں خاص میرے لیے یہ قدغن تھا کہ میں تاخیرِ اشاعت کے

وجوہ قلم بند کر کے شاملِ کتاب کروں۔ چنانچہ معزز ناظرین مطبوعہ فہرستِ مضامین میں ملاحظہ فرمائیں گے کہ اس کا نشانِ شمار تین کے عدد سے شروع ہوتا ہے، گویا اوپر کے دو نمبروں کی جگہ سادہ ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ پہلے نمبر پر مرحوم کی تحریر ہوتی اور دوسرے پر میری اور یہ دونوں نمبر تیسرے پر سے اُس وقت حک کیے گئے، کہ سوائے قدرتِ خدا کے مرحوم میں کچھ باقی نہ رہا تھا۔ لیکن اب نواب صدر یار جنگ بہادر کے ارشاد کے بموجب بقدرِ استطاعت میں ہی مرحوم کی خواہش کو پورا کرتا ہوں۔ حالآنکہ میں سمجھتا ہوں کہ جو جگہ انھوں نے خالی چھوڑی ہے وہ پُر ہونی ممکن نہیں ہے۔ شمس العلماء مولوی محمد امین صاحب کے مقدمہ (صفحہ ۱/۳) سے یہ بھی معلوم ہوگا کہ اہتمام طبع کے لحاظ سے قبل ازیں کیا کیا کوششیں ہوئیں۔ اور خداوند کارساز کا بے حد و بے حساب شکر ہے کہ اس نے اپنی رحمتِ کاملہ سے اس شرف کو ناچیز شروانی پریس کے لیے خاص فرمایا۔ "وَاللّٰهُ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ۔" اور اب کتاب تحریکِ تالیف (۱۸۴۲ء) سے پینسٹھ سال اور تکمیل (۱۸۹۴ء) سے پینتالیس سال بعد شروانی پریس سے شائع ہوتی ہے۔ "لِکُلِّ اَجَلٍ کِتَابٌ یَمْحُوا اللّٰهُ مَا یَشَآءُ وَیُثْبِتُ وَعِنْدَهٗ اُمُّ الْکِتٰبِ" ؎

شکر کہ جمازہ بمنزل رسید — زورقِ اُمید بساحل رسید

فہرست مضامین کتاب کی اشاعت کی مرحوم کو اس قدر عجلت تھی کہ انہوں نے حوالۂ کاتب کرنے سے قبل مسوّدہ پر سرسری نظر ڈالنے کی بھی اجازت نہ دی۔ اور دست بدست کاتب کے سپرد کردیا گیا۔ ورنہ میں کتاب کی تبویب و تفصیل کردیتا جس سے مضامین کو ایک دوسرے سے جدا کرنے اور فہمِ مطالب میں سہولت ہوتی۔ تاہم میں نے طبعِ متن کے بعد یہ خدمت انجام دی۔ اور میری درخواست پر شمس العلماء مولانا محمد امین صاحب نے بھی ایک فہرست بنائی۔ اور ان دونوں کو ملاکر میں نے بقید صفحہ وسطر ایک تیسری فہرست مرتب کردی ہے جو ان شاء اللہ تعالیٰ تلاش مضامین میں بہت کچھ معین ہوگی۔ خدا کا شکر ہے کہ کتاب کے نام کے لیے قرآن مجید سے سجع بھی نہایت موزوں نکل آیا اور عام طور پر پسند کیا گیا۔ یعنی "وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُكُمْ بِهٖ۔"

تصحیح کاپی اور پروف کی تصحیح (خصوصاً عبرانی عبارتوں کے سبب سے نہایت اہم مسئلہ تھی۔ مگر اللہ کا احسان ہے کہ اس سے بوجہ احسن عمدہ بجا ہی ہوئی۔ عبرانی کی کلیۃً تصحیح خود شمس العلماء صاحب موصوف نے کی ہے اور مکمل مطبوعہ نسخہ کے ملاحظہ کے بعد وہ اس جانب سے بفضلہ تعالیٰ فی الجملہ مطمئن ہیں۔ (صفحہ ۱۵، ۱۶ مقدمہ) ۔ کاپیوں پر دو برساتیں بھی گزری ہیں۔ اور شمس العلماء صاحب کی خدمت میں ڈھاکہ (مشرقی بنگال)

کے ایاب و ذہاب کے دوران میں بھی وہ دست مال اور بھیگی ہو گئی تھیں۔ اور استر کے تنگی کاغذوں پر اکثر کے پورے پورے عکس آ گئے تھے۔ اصلاح سنگی میں یہ نقص رفع کرنے کی امکانی کوشش کی گئی۔ بریں ہم ؎

تو نیز ار بدی بینی اندر سخن
بخلقِ جہاں آفریں کار کن

کتاب کی زبان اور املا

مولانا عنایت رسول صاحب مرحوم اور اُن کی مصنفات اس زمانہ کی ہیں کہ ہندوستان (خصوصاً مسلمانوں) کی تحریری زبان عموماً فارسی اور علما کی عربی یا فارسی تھی۔ اور اردو (خصوصاً سلیس اُردو) کا اتنا رواج نہ ہوا تھا جتنا کہ اب ہے۔ یہی وجہ ہے کہ باوجود تبحر اور ادائے مطالب پر پوری قدرت کے جا بجا نامانوس طرز ادا موجود ہے اور بعض دوسرے مواقع پر (خصوصاً عبرانی اَعلام میں) املا کا بھی اختلاف ہے۔ لیکن میں نے بلحاظ احترام اور بلحاظ باقیات صالحات کہیں کچھ دست اندازی نہیں کی۔ اگرچہ مولانا محمد مبین صاحب کیفی نے میرے پاس کے نسخہ کے حواشی پہ میری یادداشت دیکھ کر فرمایا کہ اگر میرے ذریعہ سے مسوّدہ آتا تو میں ضرور اصلاح کر دیتا۔

مؤلف کا جوشِ عقیدت

مولانا مرحوم نے بتوفیق ایزدی اس کتاب کی تدوین و ترتیب میں جس جوش و خلوص کا ثبوت دیا ہے وہ متعدد واقعوں سے

ثابت ہے انھوں نے اپنی زندگی کے تقریباً بیس سال نہایت دل سوزی اور جاں کاہی کے ساتھ اس کی تالیف پر صرف کیے۔ انھوں نے ہر جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب اور کاملین امّت رضی اللہ عنہم اور ان کے خوارقِ عادات کا ذکر احترام اور قوّت ایمانی کے ساتھ کیا ہے۔ وہ شغفِ حُب میں قصیدۂ بردہ شریف کا یہ شعر کثرت سے نقل کرتے ہیں ؎

یا ربّ صلّ وسلّم دائماً ابدا
علیٰ حبیبک خیر الخلق کلھم

کہیں لکھا ہے ؎

علیک سلام اللہ یا اکرم الوریٰ
ومن ھو فی الّا رض للخلق شافع

کہیں ؎

یک نظر فرما کہ مستغنی شوم

زبور کی اس آیت کی تفسیر کے ذیل میں کہ "تمام ملک حاکم کے واسطے وجد کرو" لکھتے ہیں: "یہ کسی حکمراں کی خبر ہے۔ آں حضرت کے حکمراں ہونے میں شبہ نہیں۔ زندگی میں ہزارہا آدمی آپ کے جمال و کمال و کلام کے عاشقِ زار تھے۔ اب بھی عشّاق قبر پر وجد کرتے ہیں" (صفحہ ۳۲۱)۔ خاتمہ میں (صفحہ ۴۲۳) لکھتے ہیں کہ "یہ رسالہ باختصار

تمام رقم ہوا۔ تاکہ دیکھنے والوں کے دل میں عظمت و محبت اُس عالی جناب کی متمکن ہو اور بروزِ جزا میری نجات کی سند ہو۔" فجزاہ اللہ ویغفرلہ۔

معجزات انبیاء علیہم السلام اور کرامات اولیاء رضی اللہ عنہم کے آپ اُسی طور پر قائل اور مقر ہیں جیسے جملہ جمہورِ اسلام۔ چنانچہ اس بشارت کے ذیل میں کہ "موسیٰ کا سا نبی بھیجوں گا" آپ نے حضرت موسیٰ کے عصا کے سانپ بننے اور آں حضرت کی مشتِ مبارک میں سنگریزوں کی تسبیح، حضرت موسیٰ کے فرق نیل اور آں حضرت کے شقِ قمر، حضرت موسیٰ کا پتھر سے چشمے نکالنے اور آں حضرت کی انگشتہائے مبارک سے پانی جاری ہونے، حضرت موسیٰ کے قارون اور آں حضرت کے سراقہؓ کے خسف (یعنی زمین میں دھسنے) کے واقعات کا مقابلہ کیا ہے (صفحہ ۵۳)۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے وقت کے خوارق عادات کو ذکر کیا ہے۔ مثلاً: ایوان کسریٰ کا زلزلہ، فارس کی آگ کا سرد ہونا، مکّہ کے بتوں کا سرنگوں ہونا (صفحہ ۴۳)، بحیرۂ ساوہ کا خشک ہونا (صفحہ ۳۲۲ و ۴۳۳)، خانہ کعبہ پر ملائکہ کا احاطہ (صفحہ ۴۳۳)، شُہُب کا بکثرت فضائے آسمان سے قریب قریب زمین کے چھوٹنا (صفحہ ۱۴۶ و ۴۰۰)، بعض غزوات میں جبریل اور ملائکہ علیہم السلام کا آپ کی امداد کرنا (صفحہ ۴۶ نوٹ)، مشتِ خاک سے کفار کا اندھا ہو جانا (صفحہ ۱۴۷)، شبِ معراج میں مسجد حرام (مکّہ) سے

مسجدِ اقصیٰ (بیت المقدس) تک طرفۃ العین میں پہنچنا (صفحہ ۱۴۸)، نارِ نمرود میں حضرت ابراہیمؑ کی سلامتی (صفحہ ۱۵۸)، افرادِ کثیرہ پر غلبہ آپؐ کا اور آپؐ کے اصحاب کا (صفحہ ۱۶۳ و ۱۶۴)، حضرت عامر بن فہیرہ کی لاش کو ملائکہ کا اُٹھا لے جانا (صفحہ ۱۳۷)، قصۂ سریۂ رجیع (صفحہ ۱۳۸)، حضرت مسیحؑ کی ولادت خلافِ طبع و عادت (صفحہ ۱۹)، تجلّیِ طور (صفحہ ۶۵)، شقِ قمر و ردِّ شمس (صفحہ ۸۸ و ۲۳۲)، ایک کاتبِ وحی کا مرتد ہو جانا اور پھر بعد مرنے کے زمین کا اُسے قبول نہ کرنا (صفحہ ۲۳۰) آپ کی دعا سے بادل کا آنا اور برسنا اور آپ کی دعا ہی سے کھُلنا (صفحہ ۲۳۰)، جنگل کے دو درختوں کا آپ کے حکم سے ملنا اور پھر متفرق ہونا اور درخت کا آپ کی رسالت کی تصدیق کرنا (صفحہ ۲۳۱)۔

ایک موقع پر سحر اور معجزات اور کرامات و خوارقِ عادات اور ان کے امکانات پر عقلاً و نقلاً بحث کی ہے جس کو پڑھنے کے بعد اس مغالطہ کی پورے طور پر تردید ہوتی ہے جو علی گڑھ کے حلقہ میں عامۃ الورود ہے کہ ان امور میں آپ سرسید کے یا سرسید آپ کے ہم عقیدہ ہیں۔ وشتّان بینھما (صفحہ ۲۴۰ تا ۲۵۵)۔

یا للعجب! یہ بات نہایت عجیب ہے (شاید میری فہم کا قصور ہو) کہ آپ نجوم و کواکب کی تاثیرات کے اس طور پر قائل معلوم ہوتے ہیں جو عقائدِ اسلام کے خلاف ہے۔ مثلاً عہدِ عباسیہ کے مشہور حکیم

ثابت بن قرہ کی نسبت فرماتے ہیں کہ "زحل کو اس سے بڑی مناسبت و خلت تھی۔ اکثر مصائب میں اس کا معین رہتا تھا۔" (صفحہ ۲۲۴)۔

"ایک مرتبہ خلیفۂ بغداد نے اس کی گرفتاری کے لیے فوج متعین کی۔ قبل پہنچنے لشکر کے زحل نے اُسے آگاہ کر دیا اور کہا کہ فرار کرو۔ چنانچہ وہ بھاگ گیا اور خلیفۂ وقت سے جان بچائی" (صفحہ ۲۸۱ سطر $\frac{16}{18}$)۔

اور لیجیے: "واضح ہو کہ ہر دین کے ساتھ کوئی نہ کوئی کوکب متعلق ہوتا ہے کہ وہ اس کا حامی ہوتا ہے۔ بت پرستی کے ساتھ تعلق قمر کو ہے۔ اور یہود کے دین کا تعلق زحل سے ہے۔ ملّت نصاریٰ متعلق بشمس ہے۔ اور دینِ اسلام کو تعلق زہرہ سے ہے۔" (صفحہ ۲۸۱ سطر $\frac{7}{11}$)

چاندی کا زینہ توریت کی اس بشارت کے سلسلہ میں کہ "اے مسکینۂ شکستہ، نامرحومہ ہاں میں تیرے پتھروں کو نگین کی جگہ بٹھلاؤں گا اور جواہر سے تیری بنا ڈالوں گا۔" (خطاب بمکۂ مکرمہ) لکھتے ہیں کہ:

> "اب اس زمانہ میں ہم دیکھتے ہیں کہ وہاں کی مٹی لوگ مثل نگینوں کے لے جاتے ہیں، پتھر کو کون کہے۔ سونے چاندی جواہر کی کچھ وقعت نہیں ابھی ہمارے زمانہ میں ایک نواب ہند نے ایک نردبان چاندی کا وہاں بھیجا۔ علما نے بڑی بڑی منت و چاپلوسی سے اس نواب کی قبول کیا۔ لیکن اس طرف لگایا جس طرف عورتوں کا مقام ہے۔"

حقیقت اس واقعہ کی یہ ہے کہ یہ زینہ کعبہ شریف کی داخلی کے لیے نواب کلب علی خاں بہادر مرحوم والی رام پور نے اپنی حاضری مکہ مکرمہ کے موقع پر نذر کیا تھا۔ چوں کہ اس مقدار کی چاندی کا استعمال مردوں کے لیے شرعاً ناجائز ہے، اس لیے علما کے فتوے کی رو سے اسے عورتوں کے لیے مخصوص کر دیا گیا ہے۔ اور وہ حرم محترم مکہ مکرمہ میں ایک جانب رکھا رہتا ہے۔

بعض عقائد مختلف فیہ آخر میں فاضل مؤلف مرحوم کے بعض اُن عقائد کو بیان کرتا ہوں جو مسلمات جمہور علما کے خلاف ہیں اور جن سے نواب صاحب مرحوم ناظرین "بشریٰ" کو خاص طور پر آگاہ کرنا چاہتے تھے۔ میرا یہ منصب نہیں کہ ان پر مفصل بحث کروں اور نہ یقیناً اس کی حاجت ہے۔ کیوں کہ مقصود اصلی بشارات ہیں اور اُمید ہے کہ ناظرین کی توجہات اُنھی پر مرکوز رہیں گی۔ خذ ما صفا ودع ما کدر۔

آپ مکہ میں زمزم کے مقام پر حضرت اسمٰعیل کی بزمانۂ شیر خوارگی پیاس کی تکلیف کو اور اس حالت میں حضرت ہاجرہ کے بین الصفا والمروہ دوڑنے کو تسلیم نہیں کرتے۔ بلکہ مکہ میں اپنی والدہ کے ہمراہ آنے کے وقت حضرت اسمٰعیل کی عمر ۲۴، ۲۵ سال کی قرار دیتے ہیں (صفحہ ۱۳ و ۱۴ و ۱۶ و ۲۴ ہم)۔ البتہ حضرت ہاجرہ کے مکہ پہنچائے جانے کے واقعہ کو تسلیم کرتے ہیں مگر اسے "بے رحمی" قرار دیتے ہیں (صفحہ ۳۲۹ سطر ۲۱)۔ قربانی یا ذبح کے واقعہ کو حضرت اسمٰعیل اور حضرت اسحٰق دونوں سے منسوب کرتے ہیں (صفحہ ۳۳ ہم)۔

جنّت کو ولایت روم یا ایشیائی ترکی میں اُتار لائے ہیں۔ اور

وہیں حضرت آدم کو پیدا کیا ہے (صفحہ ۶۹)۔

آپ کے نزدیک "ارواح بحصولِ کمال زمرۂ ملائکہ میں داخل ہو جاتی ہیں کہ یہی جنّت ہے" (صفحہ ۱۴۴ سطر ۲۰) اور "روح القدس سے مراد وہ حالت ہے جو انبیا پر بوقت نزول وحی طاری ہوتی ہے" (صفحہ ۱۷۰ سطر ۳) "وہ درحقیقت مُلک ہے، ہاں اپنے استکمال میں محتاجِ بدن ہے بخلاف مَلَک کے، خدا بھی اُسے مَلَک کے ساتھ ملا دیتا ہے" (صفحہ ۲۴۸ سطر ۴)۔

سب سے پہلی وحی ("اقرأ") کے فترۃ یعنی انقطاع کو تسلیم نہیں کرتے۔ بلکہ "فترۃ" کے معنی "حَمِیَ وَتَتَابَعَ (یعنی گرم ہوئی اور پیاپے آنے لگی)" کے لیتے ہیں اور سنداً "فترالسحاب" کو پیش کرتے ہیں جس کے معنی مینھ کی جھڑی لگنے کے ہیں (صفحہ ۱۷۲ سطر ۳)۔

واقعۂ اسراء پر بہت تفصیل کے ساتھ بحث کی ہے جو تقریباً اٹھائیس صفحوں پر پھیلی ہوئی ہے۔ خلاصہ آپ کی رائے کا یہ ہے کہ معراج یا اسراء دو مرتبہ ہوا۔ اسراء بیت المقدس جو نبوت سے پندرہ ماہ بعد ہوا۔ دوسرا اسراء سمٰوات جو نبوت سے پانچ برس بعد ہوا (صفحہ ۱۹۱ سطر ۱۷) "لیکن علمائے حدیث نے ان دونوں کو ایک میں ملا دیا ہے (سطر ۱۰) اور اسراء سمٰوات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ادنیٰ کمالات سے"

مان کر اسے حالتِ "بین النوم والیقظہ" (یعنی نیم بیداری) میں مانا ہے اور "مقصود معراجِ انبیاء سے انتہائی کمالِ انسانی" لیا ہے۔

قیامت کا بیان بھی بہت مفصّل و مطوّل ہے۔ اور اس ضمن میں کئی اہم مباحث ہیں۔ مثلاً حشرِ اجساد، عذابِ قبر، صراط، محشر، مقدار یوم قیامت وغیرہ وغیرہ۔ اور ان سب کا فیصلہ مولانا مرحوم نے اپنی ذاتی تحقیق کے مطابق فرمایا ہے۔ حشرِ اجساد کے متعلق خیال ہے کہ "یہ گفتگو نسبت ارواح کے ہے۔ کیوں کہ اجساد تو قبل فناء ارض فاسد ہی ہو جائیں گے" (صفحہ ۳۶۲ سطر ۷)۔

"اجسام کل فنا ہو جائیں گے۔ جان اپنے اعمال کو تکیں گے" (صفحہ $\frac{۳۶۶}{۱۳}$)۔

"فناء اجسام وحی و عقل دونوں سے ثابت ہے" (صفحہ $\frac{۳۶۹}{۷}$)۔

"یہ حالت جو روح کو بعد مفارقتِ بدن حاصل ہوتی ہے تا قیامِ قیامت قبر ہے۔ اس حالت میں جو الم ہوتا ہے وہی عذاب قبر ہے" (صفحہ ۳۵۸ سطر ۱۴)۔

صراط سے "خلا" مراد لیتے ہیں (صفحہ $\frac{۳۷۳}{۱}$)۔ محشر کی "زمین سے مقصود مکان ہے۔ یعنی خلا خواہ بُعد مقطور اور خدا کے نور سے مراد ارواح اور ملائکہ" (صفحہ $\frac{۳۶۶}{۱۴}$)۔

خدا یوم قیامت "کی مدت پچاس ہزار بتاتا ہے یعنی مدت قیام عالم اجسام پچاس ہزار برس ہے" (صفحہ $\frac{۳۶۸}{۶}$)۔

علیٰ ہذا "خدا کے نور سے مراد ارواح و ملائکہ" (صفحہ $\frac{۳۶۶}{۱۶}$)۔

"کتاب سے مقصود نفوس منطبعہ ہیں جو حامل ہیں صورِ حوادث کے" (صفحہ ۳۶۶/۱۷)۔

کل شیٔ ھالک الا وجہہ میں "وجہ" کے معنی سردار کے بھی ہیں۔ "سردار اُس کو کہتے ہیں جو صاحب رائے اور مدبّر ہو۔ یہ شان ملائکہ اور ارواح کی ہے۔ پس مضمون آیت یہ ہے کہ جملہ اشیا فانی ہیں سوا ارواح اور ملائکہ کے" (صفحہ ۳۷۴/۱)۔

قصۂ اصحاب فیل کے ذیل میں "طیرًا ابابیل" کو ملائکہ یا سحاب پرّاں اور "حجارۃٍ من سجیل" کو ژالہ قرار دیا ہے (۴۰۲/۱۳)۔

"نظرِ دقیق و فکرِ سلیم کے نزدیک شقِ صدر سے مقصود شرحِ صدر ہے" (صفحہ ۳۹۷/۲۰)۔

یہ وہ خیالات ہیں (اور شاید کچھ اور بھی ہوں، میں نے ان کا استیعاب نہیں کیا ہے) جو جمہور علمائے محققین کے مختار کے خلاف ہیں لیکن ان سے کتاب کے نفسِ مضمون پر (جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارات ہیں) کوئی اثر نہیں پڑتا۔ اور نہ فاضل مؤلف مرحوم کی اُس کاہش و کاوش کی قدردانی و شکرگزاری میں سرِ مو فرق آتا ہے جو انھوں نے اس کتاب کی تدوین میں اپنی عمر کے آخری دَور کے مسلسل بیس سال میں کی۔ بلکہ اس کتاب سے وہ مغالطہ عامۃ الورود نہایت صفائی کے ساتھ رفع ہوتا ہے جو مولانا کے عقاید کے متعلق سرسیّد مرحوم اور تہذیب الاخلاق کے زمانہ سے جاری و ساری چلا آرہا تھا۔ ان الحسنات یذھبن السیئات۔

LIBRARY GOVT. COLLEGE
5342

دوسرے کتاب کا اصل مبحث (یعنی بشارات) اتنا واضح ہے کہ اس سے ان شاء اللہ تعالیٰ کثرت سے پڑھنے والے مستفید ہوں گے۔ اور جو مسائل و مباحث مختلف فیہ ہیں اُن کے عمق تک جانا ضروری نہ سمجھیں گے اور جو جائیں گے خود اُن کے سامنے دوسرے نظریے بھی ہوں گے۔

اس قدر مختصر گزارش کے بعد اب آخر میں ناظرین کرام سے اُمید ہے کہ وہ کتاب کے نفسِ مضمون کو یک سوئی و یک جہتی کے ساتھ ملاحظہ فرمائیں گے اور یقین ہے کہ وہ بھی اُس وقت اس عقیدہ میں راسخ ہوں گے کہ جملہ انبیاء و رسل برحق ہیں، تمام صحف و کتب آسمانی ہیں، ساری بشارتیں (جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک سے ہزاروں سال اوپر تک جاتی ہیں) القاء ربانی ہیں اور بلا شائبۂ شک آں حضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم اُن کے حقیقی مصداق ہیں۔

غزل نعتیہ (از راقم آثم) ۵

درِ جاناں پہ جا کے جاں نکلی — زندگی مرگِ ناگہاں نکلی
جب چھڑا اُن کی عشق کا قصہ — داستاں ہی سے داستاں نکلی
وصف میں اُن کے حسن و خوبی کے — بے زبانی بھی تر زباں نکلی
حال میرا زبانِ حال پہ تھا — بے زبانی ہی ترجماں نکلی
عشوہ کیا، غمزہ و کرشمہ کیا — جو ادا نکلی دل ستاں نکلی
جگر و قلب سے رگِ جاں تک — نوکِ مژگاں کہاں کہاں نکلی

دل میں تیغِ نظر ہوئی پیوست
اور جب نکلی خوں چکاں نکلی

طلبِ مرگ نزع کی پرسش پر
اُن کے کشتوں کے منہ سے "ہاں" نکلی

شبِ دیجور ہو گئی کافور
جب وہ سیمائے بدرِ ساں نکلی

اُن کے کوچہ کی خاکِ صلِّ علیٰ
سرمۂ چشمِ انس و جاں نکلی

اُن کے قدموں پہ سر کی قربانی
سوزشِ نیشِ نوشِ جاں نکلی

سجدۂ بندگی سے پیشانی
بے نشاں کے لیے نشاں نکلی

سگِ ناپاک آستانِ حضور
میری کیا پاک داستاں نکلی

للہ الحمد نام پر اُن کے
رہبرِ خستہ جاں کی جاں نکلی

غفر اللہ لقائلہا و ستر زلاتہ الی اواخرھا من اوائلہا و احسن الیہ و الی من صحبہ و احسن الیہ و صلی اللہ و سلم علی جمیع الانبیاء المرسلین الملھمین المبشرین باوضح البشارات وافصحہا واجلی الاشارات وابلغہا بمن ھو خاتم النبیین و خصص باشرف الوسیلۃ لاتمام النعمۃ واکمال الدین وعلی اٰلہ وصحبہ الطیبین الطاھرین الی یوم الیقین، اٰمین یارب العلمین۔

شروانی پریس،
علی گڑھ؛
۲۱ ماہ مبارک رمضان ۱۳۵۸ھ
(۴ نومبر ۱۹۳۹ء)

عبدہ الجانی
محمد مقتدی خاں شروانی

فہرستِ مضامین

(البُشریٰ)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا وَّ اَیَّدَہٗ بِالتَّنْزِیْلِ نَھَارًا وَالصَّلٰوۃُ
وَالسَّلَامُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الَّذِیْ وَجَدْتَہٗ مَکْتُوْبًا فِی التَّوْرٰۃِ وَمَذْکُوْرًا
فِی الْاِنْجِیْلِ سِرًّا وَّجِھَارًا وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہِ الَّذِیْنَ جَعَلُوْا کَیْدَ الْکَفَرَۃِ
وَالشَّیَاطِیْنِ فِیْ تَقْلِیْلٍ وَّصَارُوْا بِاقْتِفَاءِہٖ لِاَمْطَارِ الْھُدٰی وَیَنَابِیْبِ
الْقُدْسِ سَحَابًا ھَاطِلًا بَلْ سَمَاءً مِّدْرَارًا ط

بعد اس کے بندہ عنایت رسول چریاکوٹی عباسی کہتا ہے کہ بعد فراغ تحصیل علوم
جس قدر مقدور و مقدر تھا علمائے مسیحی کے مناظرہ میں صحف انبیاء علیہم السلام کے اسرار
کی دریافت کا شوق پیدا ہوا اس لئے علمائے یہود کی خدمت میں زبان عبرانی سیکھ کے
ان کے دفاتر کو جہاں تک ممکن تھا بہ مشقت تمام جانچا اور ایک عالم مسیحی باشندہ یونان بہ تلاش
ملا تو اس سے زبان یونانی کی تلمذ کا اتفاق ہوا۔ بعد ازیں والد بزرگوار کی اطاعت کے

خانہ نشین ہوا اور نظم و نسق جاگیرات میں جو سرکار انگلشیہ سے عطا ہوئیں مصروف رہا لیکن یہ فکر ہمیشہ رہی کہ اُس کان کہنہ سے جواہر نفیسہ نکال کے قدر شناسوں کے سامنے رکھدوں مگر اس مطلب کے اتمام کے لئے کسی رئیس کا سہارا درکار تھا وہ اب تک میسر نہ ہوا۔ اس لئے وہ بات دل ہی میں رہ گئی لیکن جب اگست ۱۸۷۰ء میں منشی محمد اکرام صاحب وکیل عدالت دیوانی ضلع اعظم گڑھ کے پاس ملنے گیا تو وہاں حمایت الاسلام جسے مسٹر گاڈفری ہگنس صاحب نے بنایا ہے اور ہمارے مہربان سید احمد خاں صاحب نے انگریزی زبان سے ترجمہ کرا کر چھاپا ہے رکھی ہوئی تھی منشی صاحب نے فرمایا کہ اس کا وہ مقام جہاں فارقلیطا کی تحقیق کی گئی ہے خوب سمجھ میں نہیں آتا تم اُس کو صاف خلاصہ کر کے لکھدو۔ لہذا میں اس لفظ و اس پیشین گوئی میں بحث کرتا ہوں۔ اوّلاً مجھکو کلام مسٹر گاڈفری ہگنس صاحب کا لکھنا ضرور ہے۔ لہذا میں شروع کرتا ہوں۔ و باللہ التوفیق۔

وہ یہ ہے کہ ایک روایت مشہور ہے اور انجیلی تواریخوں میں مکتوب اور مذکور کہ عیسٰیؑ نے اپنی رفع سے پیشتر اپنے مریدوں سے فرمایا کہ ہم تمھارے پاس ایک شخص کو کسی نہ کسی حیثیت میں بھیجیں گے جس کو ہماری انجیل کے یونانی مترجم نے پیری کلیطاس لکھا ہے جس کا ترجمہ تسلی دہندہ ہے۔ مسلمان یہ کہتے ہیں کہ وہ شخص موعود محمدؐ تھے۔ برخلاف اُس کے جو رومی پادری اور پروٹسٹنٹ کہتے ہیں کہ مراد اُس موعود سے بارہ زبانہ آتشیں ہیں جسے ہر قسم کی زبان بولنے کی طاقت عطا ہوئی تھی۔ یہ قول قابلِ قبول نہیں۔ کیونکہ وعدہ تو ایک تسلی دہندہ کا تھا پھر یہ کہنا کہ ظہور بارہ زبانہ آتشیں وہی شخص موعود ہے فضول ہے۔ سوا اس کے حواریوں کے قوانین اور خود عیسائیوں کی کتاب سے کسی طرح پایا نہیں جاتا کہ روح القدس کا حواریوں میں آجانا تسلی دہندہ کا آنا ہوا اگر ایسا ہوتا تو ضرور

اُن کی کتاب میں مذکور ہوتا صرف زبان سے ایسے دعوے کی تصدیق نہیں ہو سکتی۔ علاوہ اس کے یہ فیض جس لئے انھیں سب زبان بولنے کی طاقت ہوئی حضرت مسیح کے سامنے ہی عطا ہوا۔ کیونکہ یوحنا کے بیسویں باب کے بائیسویں آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ خود عیسیٰ نے اپنی رحلت سے پیشتر یہ فیض اُن کو عطا کیا۔ یعنی پنتی کاسٹ کی ضیافت میں ایک زبانہ آتشی نے ہر ایک حواری پر طاری ہو کر اُسی لمحہ اُن کو سب زبانیں بولنے کی طاقت بخشی اور اُس شخص موعود کی نسبت وعدہ یہ تھا کہ بعد مسیح کے ہوگا۔ اگر یہ کہا جائے کہ وہ فیض چند روزہ تھا پھر لے لیا گیا تو صاف معلوم ہو جائے گا کہ یہ بناوٹ وحیلہ ہے جس کا بیان اصل انجیل میں نہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ حضرت مسیح نے جو فرمایا تھا کہ میرے بعد فارقلیطہ آئے گا اُس فارقلیط کی مراد میں اب اختلاف ہے کہ اُس سے کیا مقصود ہے۔ عیسائی یہ کہتے ہیں کہ اُس سے مراد ایک حالت ہے جس سے سب زبان بولنے کی طاقت ہو جاتی ہے اور اُسی حالت کا وعدہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کیا تھا اور مسلمان یہ کہتے ہیں اور اکثر اگلے عیسائی بھی یہی کہتے ہیں کہ مراد اُس سے ایک شخص ہے یعنی حضرت مسیح نے وعدہ کیا تھا کہ میرے بعد ایک شخص آئے گا۔ اگلے عیسائیوں کو ایک شخص کے آنے کا انتظار تھا چنانچہ دوسری صدی میں مان ٹینی جو اس ٹرٹولین سے پہلے ہوا ہے اُس کو اُس کے پیرو شخص موعود سمجھتے تھے اور اُس کے بعد مینس کو بھی اُس کے پیرو شخص موعود سمجھتے تھے۔ یہ سب ماجرا محمد کے زمانہ سے پیشتر ہوا ہے مگر اُن کے کامیاب نہ ہونے سے سمجھا جاتا ہے کہ وے شخص موعود نہ تھے۔ قول اُن عیسائیوں کا جو کہتے ہیں کہ مراد اُس سے حالت تھا صحیح نہیں کیونکہ فارقلیط کے معنی روح القدس نہیں اور یہ حالت اُن کو حضرت مسیح کے روبرو ہو چکی اور وعدہ فارقلیط کا بعد مسیح کے تھا اور مسلمان جو پچھے عیسائی ہوئے ہیں

بہت سے حقانی اگلے اور پچھلے عیسائی بھی کہتے ہیں کہ اُس سے مراد ایک شخص ہے جس کو یونانی مترجم نے بلفظ بری کلیطاس بیان کیا ہے مراد ایک شخص خاص ہے چنانچہ قبل بعثت محمد کے انتظار اُس موعود کا تھا۔ بلکہ منٹی کاسٹ اور میلنس کے پیرو نے اُسے شخص موعود خیال کیا تھا کہ بوجہ ناکامیابی کے غلط ٹھیرا۔ مسلمان کہتے ہیں کہ مراد اُس سے محمدؐ ہیں کیونکہ درحقیقت یہ لفظ بری کلیوطاس جس کے معنی محمد اور احمد ہیں ترجمہ کی غلطی سے یا عمداً تحریفاً بجائے بری کلیوطاس کے انجیلوں میں بری کلیطاس لکھا گیا جس کے معنی تشفی دہندہ کہتے ہیں۔ چنانچہ برنا باس کی انجیل میں بری کلیوطاس ہے جس کے معنی محمد ہیں۔ چنانچہ سیل صاحب لکھتے ہیں کہ اس مشکوک صحیفہ میں مسلمانوں نے بجائے لفظ بری کلیطاس کے بری کلیوطاس جس کے معنی احمد ہیں اپنے مطلب براری کے لئے بنا دیا ہے۔ علاوہ اس کے وہ نسخہ جسے سینٹ جروم نے لاطینی زبان میں ترجمہ کیا ہے بری کلیوطاس تھا کہ سینٹ مذکور نے بجائے لفظ بری کلیوطاس کے لفظ بری کلیطاس لکھدیا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ درحقیقت لفظ بری کلیوطاس تھا تحریف کر کے بری کلیطاس بنایا گیا۔ چنانچہ اسے چھپانے کے لئے نورانی تحریرات دستی غارت کی گئیں۔ چنانچہ تحریرات دستی کے غارت ہو جانے کا انکار نہیں ہو سکتا اور یہ بات وہ ہے جس کی نسبت جواب باصواب دینا مشکل ہے کیونکہ چھٹی صدی کے قبل کی تحریرات ایک بھی موجود نہیں۔ اگر اس کے جواب میں یہ کہیں کہ ٹرٹولین اور دوسرے قدیم مصنفوں کی عبارتوں سے ثابت ہو سکتا ہے کہ انجیلی تواریخوں کی قرأت صحیح قدیم زمانہ میں محمدؐ سے پیشتر ایسی تھی جیسی اب ہے اُن میں تحریف نہیں ہوئی مگر اس صورت میں یہ ثابت کرنا چاہیئے کہ ان قدیم مصنفوں کی تصنیفوں میں تحریف نہیں ہوئی کیونکہ جن لوگوں نے انجیل کی تواریخوں

کی قدیم تحریرات دستی کو غارت کیا اُنھوں نے ایک جعلی کو از سرِ نو لکھنے میں کیا تامل کیا ہوگا جس پر ایک قدیم مصنف کی تصنیف لکھی تھی اِس امر کو اوّل درجے کے حقانی عیسائیوں نے تسلیم کیا ہے کہ اور اور مقصدوں کے لئے اُن میں تحریف ہوئی ہے اور ظاہر ہے کہ جو لوگ ایک صورت میں تحریف کریں گے وہ دوسری میں بھی کریں گے اور چونکہ لفظ مذکور عبرانی قرار دیا گیا ہے پس اگر غلط لکھا گیا ہو تو گمان غالب یہ ہے کہ ابتدا کے عیسائی مورخوں نے جو دنیا میں سب سے بڑھکر جھوٹے ہیں اپنے خاص مطلب کے لئے جھوٹ بولا ہو اور یہ گمان ضعیف ہے کہ یوحنا حواری عبرانی شخص نے کوئی غلطی کی ہو کیونکہ وہ عبری اور یونانی دونوں زبانیں سمجھتا تھا اور اگر بالفرض فضیلت کی پگڑی اُس کو نہ ملی ہو اور یہی وجہ لفظ یونانی کلیطاس کو بجائے کلیوطاس کے غلطی سے کر دیا ہو تو اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ یوحنا کی اصل متن میں تحریف ہوئی ہے خلاصہ کلام اس مقام پر یہ ہے کہ فارقلیط لفظ عبرانی کو جسے حضرت مسیح نے خود استعمال کیا جب یوحنا حواری نے یونانی زبان میں ترجمہ کیا تو اس کا ترجمہ بری کلیوطاس جس کے معنی احمد اور ستودہ ہیں کرنا چاہتا تھا لیکن اُس نے غلطی سے لفظ بری کلیطاس سے ترجمہ کیا لہذا تحریف ترجمہ میں ہوئی۔ سیل صاحب کا یہ بیان ہے کہ اصل لفظ جسے حضرت مسیح نے استعمال کیا تھا فارقلیط تھا جس کے معنی ہیں ستودہ تو اس لفظ کا ترجمہ یونانی میں بری کلیوطاس ہونا چاہیئے تھا اُس کا ترجمہ بری کلیطاس غلط ہے۔ سینٹ مارس نے جس کو عیسائی صادق جانتے ہیں اس لفظ فارقلیط کو ایک مسلمان کے مباحثہ میں لفظ سریانی یا کلدی یا عربی تسلیم کیا ہے یونانی نہیں فقط۔ یہاں تک خلاصہ کلام ڈاکٹر ہگنس صاحب کا ہے جو اُنھوں نے درباب لفظ فارقلیط کے بحث کی ہے۔

مقدّمہ

اس مقام میں تحقیق مکّہ اور اُس کے اسماء کی ضرور ہے۔ یہ شہر اقلیم دوم وسط حجاز میں ٦٢ درجہ طول اور ٢١ درجہ ٤٠ دقیقہ عرض پر واقع ہے۔ یہ شہر بہت قدیم معلوم ہوتا ہے۔ اس شہر کے نام بہت ہیں۔ اس کی بِنا آدم علیہ السلام کے وقت میں پڑی۔ اگرچہ اس کا ثبوت تاریخی نہایت مشکل ہے لیکن انبیا کی کتاب و بیان سے اس کا پتا لگتا ہے۔ جب باقتضائے حکمت بالغہ آدم علیہ السلام واسطے تعلیم و تربیت نفوسِ انسانی وجود پذیر ہوئے تو ایسے مقام میں تھے جہاں ہر قسم کے درختانِ خود رو یہ قدرتی قائم تھے اور نہریں واسطے سیرابی کے جاری، طرح طرح کے جانور جس سے انسان نفع پا سکتا ہے موجود۔ نہ کسی کا غم نہ کسی کی تلاش تمام کمالات جو نوعِ انسان کے لئے ممکن ہیں اُن کو بلا اکتساب طبعاً حاصل تھے ہر قسم کے علوم ظاہری و باطنی جو منشار تہذیب، قوۃ نظری و عملی ہیں کہ اُسے عدالت کہتے ہیں بلا وسیلہ سبب و نظر و طریقہ فکر بالطبع کہ یہی کنایہ تعلیم الٰہی سے ہے اُن کے دل کو روشن کئے تھی۔ اُس وقت کی چیزوں میں صرف حجرِ اسود باقی ہے۔ گبر اس کی توجیہ یہ کرتے ہیں کہ اصل میں [illegible] تھا کیونکہ وہاں پرستش قمر کی ہوتی تھی۔ روحانیت ماہ کو وہاں سے بڑا تعلق تھا۔ چونکہ تاثیرات قمر بوجہ قرب کے اس زمین پر زیادہ ہیں اس لئے یہ مقام ہمیشہ قبلۂ اقوام رہا۔

بمرور ایام اب مکہ ہوگیا اصل اس کی یہ معلوم ہوتی ہے کہ جب آدم ابو البشر اس وادی غیر ذی زرع میں آئے تو انھوں نے اپنی اولاد کو اوّلاً علم فلاحت تعلیم کی کہ زمین کو قلبہ رانی وغیرہ تدبیرات سے مستعد حبوب و ثمار بستانی کریں جس میں اغذیہ متناسبہ طبع انسانی بہم پہنچیں پھر چونکہ تکمیل فلاحت کے لئے تقدیر ازمنہ و ادوار ضرور ہے اس لئے آپ نے تعلیم ریاضی کی بنا ڈالی پہلے حساب و ہندسہ بقدر ضرورت سکھایا پھر ہیئت و نجوم کی طرف متوجہ ہوئے ایک لکڑی آپ نے گاڑ دی اُس کے سایہ کو روز دیکھا کرتے جب سایہ وضع اول کی طرف عود کیا تو سمجھا کہ آفتاب پہلی وضع پر ہوگیا حساب سے معلوم ہوا کہ تین سو پینسٹھ (۳۶۵) دن میں اپنی جگہ پر پہنچا تو آپ نے ۳۶۵ دن کا سال مقرر کیا پھر قمر و دیگر کواکب کے رصد کی طرف متوجہ ہوئے اور مہینے قمری اور ایام اسبوع متعین کیا۔ جس پہاڑ پر یہ سب کارخانہ رہتا تھا اُس کا نام آپ نے ה ר ה י ר ח ہَرُ ہَیّاَ رِیح یعنی جبل القمر رکھا۔ اس پر اتفاق ہے کہ حضرت آدم جبل القمر پر رہتے تھے لیکن وہ پہاڑ کہاں تھا تو قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مکہ کی پہاڑوں میں تھا قریب قریب اس کے فانیطس یونانی نے تاریخ الحکما میں لکھا ہے اُسی جبل القمر کو اہل فارس مہ گہ کہتے تھے جس سے اس گبر کو مکہ کی توجیہ کا مضمون ہاتھ آیا۔ مکہ عربی و عبری میں ہلاکت کو کہتے ہیں۔ جب حضرت آدمؑ جنت سے اس وادی غیر ذی زرع میں آئے اُس مقام کو مکہ کہا پھر اُس کو حرم کیا اور اُس کا نام دار السلام رکھا کہ وہاں خونریزی قطعاً ممنوع ہے۔ مکہ کے اسماء سے سلام بھی ہے۔ عبرانی میں اس کا نام شالیم ہے شالیم اور سلام کے معنی ایک ہیں کیا عجب ہے کہ بعد موت قابیل کے اس کا نام مکہ ہوا ہو کہ ابتدائے موت وہیں سے ہوئی۔ [1] پھر جب طوفان میں بنا اُس کی خراب ہوگئی تو حضرت نوحؑ نے بارِ ثانی

---

[1] اس بیان کے پہلے قدم کی تحقیق ضرور ہے קֶדֶם قدم اس لفظ کے اصل معنی ہیں سامنے عربی قدام بمعنی جہت شرق پھر وہ حصۂ عرب جو فلسطین سے پورب ہے جس میں اکثر حصہ عراق داخل ہے قدم کا ترجمہ اگر عراق کریں تو بعید نہیں۔ عراق کے حدود قاموس میں عبادان سے موصل تک (بقیہ نوٹ بر صفحہ آئندہ)

اسے تعمیر کیا چنانچہ سام بن نوح وہیں رہتے تھے قرینہ اس پر یہ ہے کہ سام بن نوح کے پانچ بیٹے تھے۔ عیلام، اشور، ارفخشد، لود، ارام۔ عیلام سے قطعہ فارس آباد تھا۔ یہ قطعہ خلیج فارس کی شرقی جانب واقع ہے اس کے شمال علاقہ میدیہ جو مادای بن یافث کے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) طولاً و قادسیہ سے حلوان تک جو بنا لکھی ہے عبادان کا طول ۴۷ درجہ ۴۴ دقیقہ وعرض ۲۹ درجہ ۴۵ دقیقہ ہے اور موصل کا طول ۶۶ درجہ ۳ دقیقہ اور عرض ۳۶ درجہ ۴۲ دقیقہ ہے قادسیہ کا طول ۶۹ درجہ ۲۵ دقیقہ اور عرض ۳۱ درجہ ۵۴ دقیقہ ہے حلوان کا طول ۷۱ درجہ ۵۴ دقیقہ اور عرض ۳۴ درجہ ۳ دقیقہ ہے لیکن اگر قدیم سے مراد وہ ملک ہو جو بحر احمر سے پورب واقع ہو تو کل جزیرہ عرب مقصود ہوگا چنانچہ گزنیس نے (הר הקדם) ہر مقدم کا ترجمہ جبل عرب کیا ہے۔ استثنا کے دوسرے باب میں لکھا ہے (מקדם ...) مانسو مقدم بیر کے قوم عرب کو قدیم سے تعبیر کیا ہے۔ پیدائش باب چہارم میں ہابیل و قابیل کا قصہ یوں لکھا ہے کہ ہابیل بکریاں چراتے تھے اور قابیل مزارع تھا کچھ دنوں بعد قابیل اپنی پیداوار زمین سے ہدیہ صدقہ لایا اور ہابیل بھی پہلے بچے اپنی بکریوں کے اور ان کی چربی لایا اس سے سمجھا گیا کہ زکوٰۃ اس وقت فرض تھی۔ لیکن خدا ہابیل اور اس کے صدقہ سے خوش ہوا اور قابیل کا صدقہ مقبول نہ ہوا۔ اس حکایت سے مستنبط ہوتا ہے کہ کوئی مکان علیحدہ تھا جہاں یہ صدقات پہنچائے گئے۔ چونکہ قابیل کا صدقہ مقبول نہ ہوا اسے بڑا رنج ہوا اور وہ چین بچیں ہوا پھر ۱۶ آیت میں لکھا ہے کہ قابیل خدا کے سامنے سے چلا گیا اور سرزمین نود میں مقیم ہوا۔ خدا کے سامنے سے چلا جانا بے معنی۔ خدا تمام جگہ ہے اس کے سامنے سے کوئی کہاں جائے گا اس کے معنی یہی ہیں کہ اس مقام سے جہاں صدقہ لایا تھا چل دیا ان واقعات سے پیدا ہے کہ کوئی مسجد تھا جہاں صدقہ پہونچایا جاتا۔ قربانی لے جاتے وہیں حضرت آدم ابوالبشر مقیم تھے وہاں سے قابیل چلا گیا پھر ۲۶ آیت میں یہ ہے (...) ولشیت گم هو یلد بن ویقرا اشمو انوش از هوحل لقرا بشیم یهوا۔ (ترجمہ) اور شیث کے بھی ایک لڑکا پیدا ہوا اس کا نام انوش رکھا اس وقت سے خدا کا نام پڑھنا (یعنی نماز) شروع ہوا۔ اس سے سمجھا گیا کہ انوش کی پیدائش سے جو سنہ ۲۳۵ ہبوطی میں تھی نماز فرض ہوئی اس وقت سن حضرت شیث کا ۱۰۵ برس تھا اس سے سمجھا جاتا ہے کہ حضرت آدم کے وقت میں کوئی مسجد تھی کہ وہیں نماز پڑھنے جاتے تھے صدقات جمع ہوتے تھے ایک معنی اس آیت کے اور ہیں۔ اس وقت سے طواف کیا گیا نماز کے لئے یعنی فرضیت حج کی اس وقت سے ہوئی اس نے خود ہے کہ حضرت آدم کے وقت میں کوئی مسجد تھی جہاں نماز پڑھتے ہوں صدقات پہونچاتے ہوں حج کرتے ہوں قرآن میں ہابیل قابیل کا قصہ یوں مذکور ہے۔ واتل علیهم نبأ ابنی آدم

(بقیہ صفحہ آئندہ)

اولاد سے آباد تھا واقع ہے۔ آرام کی اولاد فرات کے غربی کنارہ سے جو ملک عرب میں میں ہے دجلہ کے شرقی کنارے تک تا علاقہ اہواز سرحد فارس و میدیہ تک خلیج فارس کے غربی کنارہ تک آباد تھی۔ اشور کی اولاد بھی عرب میں رہتی تھی۔ بسبب مخالفت نمرود دجلہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) بالحق اذ قربا قربانا فتقبل من احدھما ولم یتقبل من الآخر قال لاقتلنک قال انما یتقبل اللہ من المتقین۔ پڑھ اُن پر آدم کے بیٹوں کی خبر ٹھیک ٹھیک جب چڑھایا ان دونوں نے چڑھاوا تو مقبول ہوا ایک کا اور دوسرے کا مقبول نہ ہوا تو ایک نے یعنی قابیل نے جیسا توراۃ میں مذکور ہے، کہا میں تجھے قتل کروں گا تب کہا کہ خدا متقین ہی کا قربان قبول کرتا ہے۔ بیضاوی میں لکھا ہے القربان ما یتقرب بہ الی اللہ من ذبیحۃ او غیرھا۔ ظاہر نصوص سے نکلتا ہے کہ دونوں بھائیوں نے قربان ایک ہی مقام میں رکھا ورنہ حسد و بغض نہ ہوتا جو منشاء قتل ہوا۔ بیضاوی میں لکھا ہے کہ ہابیل قتل ہوئے حراء کے گھاٹی کے مابین یا بصرہ میں اس سے مستنبط ہوتا ہے کہ واقعہ ہابیل و قابیل ملک عرب میں ہوا تو وہیں مسکن آدم ان کے باپ کا ہوگا چونکہ قربانی کا نامقبول ہونا علت قتل عند العقل نہیں ہے اور نہ اس میں کچھ قصور ہابیل کا نظر آتا۔ اگرچہ حسد سے ایسے فعل سرزد ہوتے ہیں تاہم بعید القیاس ہے اس لئے بیضاوی میں اس کی توجیہ ہے کہ لڑکی جو قابیل کے توام تھی اس کا نکاح ہابیل سے تجویز ہوا لیکن قابیل اُس کے حسن و جمال کا فریفتہ تھا اور بوجہ توام ہونے کے اپنے کو احق سمجھتا تھا اس نزاع کا تصفیہ قبول قربانی ٹھہرا پھر جب ہابیل کا قربان قبول ہوا تو قابیل کو کینہ و حسد سب کچھ ہوا کہ منجر بقتل ہوا یہ توجیہ قرین قیاس ہے۔ ورنہ نزاع زمین منشاء فساد مشہور ہے ایک یہودی مورخ لکھتا ہے کہ ہابیل و قابیل دونوں ایک میدان میں تھے ہابیل کی بکریاں قابیل کے کھیت میں پڑیں تو اس نے ہابیل کو کہا کہ اس جوار میں بکری نہ چرا اگر اس میں گفتگو بڑھی تو قابیل نے ہابیل کو دل کے وسوسے سے دفعتاً مار ڈالا واللہ اعلم بالصواب جب ہابیل کی قربانی قبول ہوئی اور قابیل کی مردود جس سے اس کے دل میں بغض و حسد پیدا ہوا خدا نے فرمایا۔ הלוא אם
תיטיב שאת ואם לא תיטיב לפתח חטאת רבץ :

ترجمہ۔ بالضرور اگر تو اچھا کرے گا تو صعود ہے اور اگر بُرا کرے گا تو دروازہ پر گناہ پڑا رہے گا مطلب آیت واضح ہے کہ اچھا کام خدا تک پہنچتا ہے اور بُرا کام دروازہ پر پڑا رہتا ہے الیہ یصعد الکلم الطیب اس سے نکلتا ہے کہ کوئی مکان خاص عبادت کے لئے تھا دروازہ بے مکان کے نہیں ہوتا۔ الغرض یہ قرین قیاس ہے کہ آدم کے وقت میں کوئی معبد تھا اور نماز بھی تھی فتلقی آدم من ربہ کلمات۔ لیکن ان بیانات سے یہ نہیں ثابت ہوتا کہ وہ معبد جہاں حضرت آدم نماز پڑھتے تھے طواف کرتے تھے اموال زکوٰۃ جمع ہوتے تھے (بقیہ در صفحہ آئندہ)

کی اولاد سے آباد تھا واقع ہے آرام کی اولاد فرات کے غربی کنارے سے جو ملک عرب میں ہے دجلہ کے شرقی کنارہ تک تا علاقہ اہواز سرحد فارس دمیدیہ تک خلیج فارس کے غربی کنارہ آباد تھی۔ آشور کی اولاد بھی عرب میں رہتی تھی۔ بسبب مخالفت نمرود دجلہ کے پورب آباد ہوئی جسے ایک بڑا قطعہ آرمینیہ یعنی ارمن کے جنوب تا حد کلدیہ و سوسینہ جنوباً آباد ہوا جسے یونانی میں اسیریہ کہتے ہیں باقی ملک عرب ارفخشد و لود کی اولاد سے آباد تھا۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ ارفخشد کے عیبر پیدا ہوئے عیبر کے دو بیٹے تھے پلیغ اور یقطان۔ یقطان کثیر الاولاد تھا۔ اس کی اولاد سے جنوبی حصہ عرب سمندر تک آباد تھا۔ اسی یقطان کو قحطان بھی کہتے ہیں اس کے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) قربانی ہوتی تھی کہاں تھا لیکن توریت کی پہلی کتاب کے ۳ باب کی ۲۴ آیت یہ ہے וַיְגָרֶשׁ אֶת־הָאָדָם וַיַּשְׁכֵּן מִקֶּדֶם לְגַן־עֵדֶן אֶת־הַכְּרֻבִים וְאֵת לַהַט הַחֶרֶב הַמִּתְהַפֶּכֶת לִשְׁמֹר אֶת־דֶּרֶךְ עֵץ הַחַיִּים׃

لغات וַיְגָרֶשׁ گارش معنی نکال دینا וַיַּשְׁכֵּן شکین آباد کرنا و بسا دینا גַּן گن معنی باغ و چھپانا مثل عربی جن کے مجازاً حفاظت עֵדֶן عدن اصل معنی اس کے ہیں خوشی و شادمانی اور نام ہے ایک عمدہ ملک کا ایشیا میں הַכְּרֻבִים کروبیم معنی ملائکہ לַהַט لہطا معنی چمک הַחֶרֶב حرب تلوار לִשְׁמֹר شمور نگہبانی۔ (ترجمہ) نکال دیا خدا نے آدم کو اور بسایا حصہ عرب میں خواہ عراق میں عدن کی حفاظت کے لئے۔ ملائکہ اور درخت حیات کی نگہبانی کے لئے چمکتی تلوار مقرر کیا اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت آدم ملک عرب میں رہتے تھے تو ضرور وہ مسجد ملک عرب میں ہوگی لیکن یہ بات نہیں نکلتی کہ وہ مسجد کہاں تھی لیکن جب ہابیل کا قتل حرا کے مابین بیان ہوتا ہے تو قیاس یہی ہے کہ مسجد جواب کعبہ ہے بنوائی حضرت آدم کی ہے۔ سفر ہتا شار میں جو ایک معتبر تاریخ یہود ہے لکھا ہے کہ ہابیل کے قربان پر ایک تجلی ہوئی جس میں وہ قربان غائب ہو گیا۔ اب قیاس ہوتا ہے کہ جب ہابیل کے قربان پر تجلی ہوئی اور وہ تھا حرا کے پاس تو حضرت آدم وغیرہ نے اس کا نام کوہ فاران رکھا۔ کیونکہ فاران کے معنی تجلی ہیں پھر جب اس خطہ میں زبان عربی جاری ہوئی تو اس کا نام جبل النور ہوا ان بیانات سے نکلتا ہے کہ مسجد کعبہ کو پہلے حضرت آدم نے بنوایا۔ نوح جب سفینہ سے اترے تو مذبح بنایا۔ پیدائش باب ۸ آیت ۲۰

چند بیٹے تھے۔ الموداد شالف حضرماوث یعنی حضرموت یارح ہدورام اوزال دقلا عوبال ابی
مائل شبا یعنی شبا۔ الموداد کو عرب مراد کہتے ہیں اور اس کی اولاد کو بنی مراد۔ یہ جنوبی عرب میں
ایک پہاڑی سرزمین میں آباد تھی قریب زبید کے۔ یہ زبید ۱۴ درجہ ۱۰ دقیقہ عرض پر واقع ہے اسی
کے متصل اولاد شالف بسی تھی۔ حضرموت کی اولاد سے علاقہ حضرموت آباد تھا جس کا صدر مقام
قصبہ شام تھا جو ۱۶ درجہ ۳۰ دقیقہ عرض پر واقع تھا۔ یارح کی اولاد بحر احمر کے پاس آباد تھی ان
کا عربی نام بنی ہلال ہے بوجہ پرستش قمر کے یہ نام پایا ہدورام کی اولاد بھی اسی جنوب عرب میں
آباد تھی اوزال و دقلا کی اولاد یمن میں جس کا دارالسلطنت صنعا رہا۔ شبا کی اولاد بھی جنوبی
عرب میں آباد تھی الغرض قحطان کی اولاد عرب کے جنوبی حصہ میں آباد تھی جس کی شمالی حد ملک حجاز
سے شروع ہوتی تھی توراۃ میں ان کے پورب پچھم کی حد ظفار و میشا بتایا ہے ظفار بحر احمر
کے کنارہ ۱۳ درجہ ۲۰ دقیقہ عرض پر واقع ہے اور میشا خلیج فارس کے کنارے اور یلیغ
کی اولاد علاقہ حجاز سے خلیج فارس کے قریب قریب تک بسی الغرض کل عرب سام کی اولاد
سے معمور تھا۔ اس سے قیاس ہوتا ہے کہ مسکن سام بن نوح عرب میں تھا اور بدستور وہ
حرم رہا چنانچہ حضرت ابراہیم نے جب بخوف نمرود کسدیم یعنی عراق سے ہجرت کی تو پہلے مکہ
میں آکر پناہ لی اور تا قیام مکہ نمرود نے ان پر حملہ نہیں کیا حضرت ابراہیم کا پناہ لینا نوح اور سام
کے گھر میں توسفر ایشیا میں جو ایک معتبر تاریخ یہود ہے مذکور ہے اگرچہ اس مورخ نے کچھ
غلط بھی کیا ہے۔ موسیٰ کی پہلی کتاب کے باب ۱۴ آیت ۱۸ میں ہے וּמַלְכִּי־צֶדֶק
מֶלֶךְ שָׁלֵם הוֹצִיא לֶחֶם וָיָיִן וְהוּא
כֹהֵן לְאֵל עֶלְיוֹן ملکی صدق ملخ شالیم ہوصی لحم ویاین وہو کوہن لال علیون ترجمہ ملکی صدق بادشاہ
شالیم روٹی شراب لایا اور وہ خادم تھا خدائے تعالیٰ کا۔ ملکی صدق لقب ہے سام بن نوح کا جیسا مفسرین لکھتے ہیں دیکھو

۱؎ کوہن عبرانی میں امام دینی کو کہتے ہیں اور کاہن کے معنی خاموش ہیں یا من یقوم بامر الرجل ویسعیٰ فی حاجۃ
و علیون بمعنی عالیہ جو نام ہے حجاز کا بس معنی آیت یہ ہونگے کہ سام بن نوح جو حجاز کے امام تھے ۱۲

رشی وغیرہ تفاسیر یہود شالیم وہی عربی سلام ہے جو نام ہے مکّہ کا اور یہود کہتے ہیں کہ شالیم سے مراد اور شلیم ہے لیکن اس وقت اور شلیم میں مسجد نہ تھی لہذا وہ مقصود نہیں ہو سکتا ہے۔
قصّہ یہ ہے کہ جب حضرت ابراہیم نے جہاد میں فتح پائی تو سام بن نوح جو اس وقت میں امام تھے عشر لینے کے لئے اُن کے پاس گئے اور انھوں نے دیا بھی اُسی کا ذکر اس آیت میں ہے بیانات گزشتہ سے پیدا ہے کہ مکّہ اُس وقت بھی حرم تھا حضرت اسمٰعیل اور ہاجرہ کے قصّہ سے بھی مستنبط ہوتا ہے کہ اس وقت یہ مسجد قائم تھی حضرت ابراہیم نے دفع نزاع کے واسطے ان کو سام بن نوح کے پاس جو اس وقت تک زندہ تھے مکّہ روانہ کیا تھا مقصود یہ تھا کہ حضرت اسمٰعیل وہاں رہیں اور بعد وفات سام کے وہاں کے امام ہوں کیوں کہ ولادت حضرت اسمٰعیل ۲۰۳۳ھ ہبوطی میں تھی اور وفات سام بن نوح ۲۱۵۸ھ ہبوطی میں قصّہ یہ ہے کہ ۲۰۴۸ھ ہبوطی میں حضرت اسحاق پیدا ہوئے ایک روز دونوں بھائیوں میں دربارۂ میراث کچھ گفتگو تھی حضرت اسمٰعیل نے کہا کہ میں بڑا ہوں حضرت سارہ کو یہ مباحثہ ناپسند ہوا اور حضرت ابراہیم سے کہا کہ اس لونڈی اور اس کے بیٹے کو نکالو کہ میرے بیٹے کے ساتھ میراث نہ پاوے غالباً اس وقت حضرت اسحٰق کا سن بارہ برس کا رہا ہو گا تو لامحالہ حضرت اسمٰعیل کی عمر چوبیس برس کی ہو گی کیوں کہ ایسے مباحثے تمیز ہی سے ہوتے ہیں گو یہ بات حضرت ابراہیم کو ناپسند ہوئی پھر بنظر مآل اندیشی حضرت ہاجرہ کو اور حضرت اسمٰعیل کو مکّہ روانہ کیا کچھ پانی اور زادِ راہ حضرت ہاجرہ کے کندھے پر رکھ دیا اور کچھ حضرت اسمٰعیل کو دیا لیکن پانی راہ میں ختم ہو گیا مقام صفا مروہ تک بہ ہزار قباحت پہنچے۔ حضرت اسمٰعیل پر ایسی تشنگی غالب ہوئی کہ قریب الہلاک تھے پھر جب اُن کی ماں کو پانی معلوم ہوا تو پیاس کی تکلیف رفع ہوئی اور اُسی جگہ سکونت اختیار کی یہ خلاصہ ہے توارات اور اس کی تفاسیر کا لیکن موسیٰ کی پہلی کتاب کے ۲۱ باب کی ۱۴ آیت سے عوام سمجھتے ہیں کہ حضرت اسمٰعیل اس وقت از خود چلنے لائق نہ تھے۔ آیت یہ ہے

וַיַּשְׁכֵּם אַבְרָהָם בַּבֹּקֶר וַיִּקַּח־לֶחֶם
וְחֵמַת מַיִם וַיִּתֵּן אֶל־הָגָר שָׂם עַל־
שִׁכְמָהּ וְאֶת־הַיֶּלֶד וַיְשַׁלְּחֶהָ وَیَّشکیم اَبرَاہام بَبُّوقِر وَیِّقَّح لِحم
وحیمث مایم وَیِّتین اِل ہاغار سام عَل شِخماہ واِث ہَیَلِد ویشلّحِہا **ترجمہ** صبح کو ابراہیم اُٹھے اور
لیا روٹی اور مشک آب اور دیا ہاجر کو یعنی اس کے کندھے پر رکھ دیا اور لڑکے کو یعنی
دیا روٹی اور مشک لڑکے کو اور اس کو نکال دیا۔ عوام کہتے ہیں کہ روٹی پانی ہاجر کے کندھے پر
رکھ دیا اور لڑکے کو عطف کرنے میں غلطی ہوئی جب اسمٰعیل کی عمر پر نظر کرتے ہیں تو یہ عطف
درست نہیں ہوتا جوان مرد کو کیوں کر ہاجر کے کندھے پر رکھ دیا اس وقت حضرت اسمٰعیل کا
سن ۲۴ خواہ ۲۵ برس کا رہا ہوگا جیسا گذرا۔ ربّی شلومو یرحی نے تفسیر میں لکھا ہے کہ حضرت
سارہ نے اسمٰعیل کو ٹونا کر دیا تھا اس لئے وے چلنے سے معذور ہوگئے تھے یہ ایک الزام
حضرت سارہ پر بھی لگایا گیا نعوذ باللہ من ذلک۔ مسلمانوں میں یہی مشہور ہے کہ حضرت ابراہیم
نے ہاجرہ اور اسمٰعیل کو مکہ میں پہنچا دیا اس وقت حضرت اسمٰعیل شیر خوار تھے قسطلانی شرح
صحیح بخاری میں لکھا ہے کہ اس وقت حضرت اسمٰعیل دو برس کے تھے مرجع اس کا قول
ابن عباس ہے جو صحیح بخاری میں منقول ہے آگے ہم نقل کرتے ہیں۔ لَمَّا كَانَ بَيْنَ
إِبْرَاهِيمَ وَبَيْنَ أَهْلِهِ مَا كَانَ خَرَجَ بِإِسْمٰعِيلَ وَأُمِّ إِسْمٰعِيلَ وَمَعَهُمْ شَنَّةٌ
فِيهَا مَاءٌ فَجَعَلَتْ أُمُّ إِسْمٰعِيلَ تَشْرَبُ مِنَ الشَّنَّةِ فَيَدِرُّ لَبَنُهَا عَلَى صَبِيِّهَا
حَتَّى قَدِمَ مَكَّةَ فَوَضَعَهَا تَحْتَ دَوْحَةٍ ثُمَّ رَجَعَ إِبْرَاهِيمُ إِلَى أَهْلِهِ
فَاتَّبَعَتْهُ أُمُّ إِسْمٰعِيلَ حَتَّى لَمَّا بَلَغُوا كَدَاءً نَادَتْهُ مِنْ وَرَائِهِ يَا إِبْرَاهِيمُ
إِلَى مَنْ تَتْرُكُنَا قَالَ إِلَى اللهِ قَالَتْ رَضِيتُ بِاللهِ قَالَ فَرَجَعَتْ تَشْرَبُ مِنَ
الشَّنَّةِ وَيَدِرُّ لَبَنُهَا عَلَى صَبِيِّهَا حَتَّى لَمَّا فَنِيَ الْمَاءُ قَالَتْ لَوْ ذَهَبْتُ
فَنَظَرْتُ لَعَلِّي أُحِسُّ أَحَدًا قَالَ فَذَهَبَتْ فَصَعِدَتِ الصَّفَا فَنَظَرَتْ

وَنَظَرَتْ هَلْ تُحِسُّ اَحَدًا فَلَمَّا بَلَغَتِ الْوَادِيَ سَعَتْ وَاَتَتِ الْمَرْوَةَ وَفَعَلَتْ ذٰلِكَ اَشْوَاطًا ثُمَّ قَالَتْ لَوْ ذَهَبْتُ فَنَظَرْتُ مَا فَعَلَ يَعْنِي الصَّبِيَّ فَذَهَبَتْ فَنَظَرَتْ فَاِذَا هُوَ عَلٰى حَالِهٖ كَاَنَّهٗ يَنْشَغُ لِلْمَوْتِ فَلَمْ تُقِرَّهَا نَفْسُهَا قَالَتْ لَوْ ذَهَبْتُ فَنَظَرْتُ لَعَلِّيْ اُحِسُّ اَحَدًا فَذَهَبَتْ فَصَعِدَتِ الصَّفَا فَنَظَرَتْ فَلَمْ تُحِسَّ اَحَدًا حَتّٰى اَتَمَّتْ سَبْعًا ثُمَّ قَالَتْ لَوْ ذَهَبْتُ فَنَظَرْتُ مَا فَعَلَ فَاِذَا هِيَ بِصَوْتٍ فَقَالَتْ اَغِثْ اِنْ عِنْدَكَ خَيْرٌ فَاِذَا جِبْرَئِيْلُ قَالَ فَقَالَ بِعَقِبِهٖ هٰكَذَا وَغَمَزَ بِعَقِبِهٖ عَلَى الْاَرْضِ قَالَ فَانْبَثَقَ الْمَاءُ فَدَهِشَتْ اُمُّ اِسْمٰعِيْلَ فَجَعَلَتْ تَحْفِزُ هَا قَالَ فَقَالَ اَبُو الْقَاسِمِ صلعم لَوْ تَرَكَتْهُ كَانَ الْمَاءُ ظَاهِرًا قَالَ فَجَعَلَتْ تَشْرَبُ مِنَ الْمَاءِ فَيَدِرُّ لَبَنُهَا عَلٰى صَبِيِّهَا۔ ترجمہ جب ابراہیم اور اُن کی بی بی سارہ میں منازعت ہوئی تو لے اسمٰعیل اور ان کی ماں کو نکلے گھر روانہ ہوئے اور تھی ان کے ساتھ ایک مشک پانی کی ہاجرہ اس کا پانی پیتی تھیں تو اُن کا دودھ لڑکے کے لئے اترتا تھا یہاں تک کہ مکہ پہنچ گئی اور ایک بڑے درخت کے نیچے بوجھ رکھا تو لوٹے ابراہیم اپنے گھر بار کی طرف تو اُن کے پیچھے لگیں ہاجرہ جب مقام کدا میں پہنچے ہاجرہ نے اُن کو پیچھے سے پکار کر کہا کس کے پاس ہم کو چھوڑ جاتے ہو کہا خدا کے پاس کہا خدا پر میں راضی ہوں تو لوٹ آئیں پھر مشک سے پانی پیتی تھیں اور اُن کا دودھ لڑکے کے لئے اترتا تھا یہاں تک کہ پانی ختم ہو گیا تو ہاجرہ نے کہا کہ چلیں دیکھیں شاید کوئی مل جائے پھر گئیں اور چڑھ گئیں صفا پر ادھر ادھر تاکا تو کوئی نظر نہ آیا پھر جب وادی میں پہنچیں تو دوڑیں اور سات گشت کیا پھر کہا چلیں دیکھیں لڑکے کا کیا حال ہے پھر جا کے دیکھا تو وہ بدستور ہے قریب الہلاک پھر جی نہ مانا اور کہا چلیں دیکھیں شاید کوئی نظر پڑے لیکن کوئی نظر نہ پڑا یہاں تک کہ سات گشت کیا پھر کہا چلیں لڑکے کو دیکھیں کہ ناگاہ ایک آواز سنی تو کہا مدد کر

اگر تجھ سے ہو سکے تو دفعتہً جبرئیل پہونچے اور اپنی ایڑی زمین پر ماری اور پانی جاری ہوا اور ہاجرہ گھبرا گئیں پھر تو ڈھونے لگیں کہا ابن عباس نے کہ کہا ابوالقاسم صلعم نے کہ اگر چھوڑ دیتی ہاجرہ تو پانی سطح زمین پر ہو جاتا پھر تو پانی پینے لگیں اور اُن کا دودھ لڑکے کے لئے جاری ہوا۔ واضح ہو کہ یہ حدیث مرفوع نہیں یہ قول ابن عباس کا ہے اور ظاہر ہے کہ اُن کے وقت کا ماجرا نہیں کسی سے سُن کے کہا ہو گا لہذا بمقابل آیات تورات موثق نہیں ہو سکتا جو حضرت ابراہیم کی کمال سنگدلی پر دلالت کرتا ہے انبیا کی یہ شان نہیں ہے علاوہ بریں دو برس کے سن میں تو وے مکے کے جنگل میں پہنچائے گئے پھر حضرت ابراہیم وہاں جب آئے جب وے جوان ہو لئے اُن کی شادی بھی ہو گئی تھی تو ان کو حضرت ابراہیم قربانی کے لئے کب لے گئے تو یہ اس امر متعارف کے بھی خلاف ہے فتدبر دیکھو سورہ الصافات میں جہاں بانی کا ذکر ہے یہ قول ابن عباس اوس کے مخالف ہے لہذا نسبت ان کی طرف صحیح نہیں۔

قال اللہ تعالیٰ اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ ۚ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ۗ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا۔ اس آیت سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ اس مقام کا نام بکہ ہے بکہ عبرانی زبان میں رونے کو کہتے ہیں چوں کہ حضرت آدم وہاں اپنے معاصی پر گریہ وزاری کرتے تھے اور وہ اُن کا بیت الحزن تھا اس لئے اُس کو

لہ کہا اللہ تعالیٰ نے اول بیت جو لوگوں کے لئے بنایا گیا وہ ہے جو مکہ میں ہے مقصود یہ ہے کہ پہلا مسجد کعبہ ہے اس کے پہلے کوئی مسجد نہ تھا کیوں کہ مسجد ہی سب کے واسطے بنتا ہے وہ کسی کی ملک نہیں ہوتا ہر شخص اس میں عبادت کرتا ہے اس سے ظاہر ہے کہ یہ مسجد حضرت ابراہیم سے پہلے بنی ورنہ یہ اول مسجد نہ رہی۔ کیوں کہ نمرود کا بت خانہ بنا ابراہیمی سے نہیں تھا علاوہ بریں حضرت نوح کا مسجد بنانا بعد از طوفان ثابت ہے تورات سے اس وجہ سے انکار ابن کثیر کہ یہ مسجد حضرت ابراہیم سے پیشتر نہ تھا نا واقفی سے تھا

بلکہ کہا تیسری بنا اس کی حضرت ابراہیم و اسمٰعیل نے کی۔ چوتھی بنا ہمارے پیغمبر کے وقت میں قریش سے ہوئی جب سن شریف ۳۵ سال تھا اور آپ بھی شریک تھے۔ یہ مقام ہمیشہ حرم رہا قال اللہ تعالیٰ اِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِيْمَ مُصَلًّى وَعَهِدْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ قَلِيْلًا ثُمَّ اَضْطَرُّهٗٓ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝ وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهِيْمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

ل ترجمہ۔ خیال کر جب کیا میں نے گھر (یعنی کعبہ) کو تیرتھ و امن اور کہا لوگوں نے مقام ابراہیم کو (یعنی جو اب مقام ہے نماز وقت) مسجد اور حکم دیا ہم نے ابراہیم و اسمٰعیل کو کہ پاک رکھو میرا گھر عبادت کے لئے (کیونکہ طواف و عکوف و رکوع و سجود عبادت ہیں اور پاک رکھنے سے مراد ہو کہ اس میں سوائے عبادت کے دوسرا کام نہ ہو اور نیز بتوں سے جو اصنام پرستوں نے رکھ دیا تھا واضح ہو کہ جب ہابیل وہاں قتل ہوئے اور سن مرقومہ بالا میں نماز و حج فرض ہوا تو خدا نے وہاں خون ریزی حرام کر دیا پھر حضرت ابراہیم و اسمٰعیل کو حکم ہوا کہ اس میرے گھر کو اوثان سے پاک کرو یعنی صاف ہو کہ مسجد کعبہ حضرت ابراہیم سے پہلے تھی۔ پھر یہ فقرہ اذ یرفع ابراھیم القواعد من البیت دلالت کرتا ہے کہ مسجد پہلے سے تھی حضرت ابراہیم نے اس کے قواعد کو بلند کر دیا اس کو قسطلانی بھی تسلیم کرتا ہے یہاں ہم کو پیدائش ۳۴ و ۳۵ باب یاد آیا اسے لکھ دیتے ہیں حال یہ ہے کہ حضرت یعقوب مع اپنی اولاد کے نابلس میں جو بیت المقدس سے پورب اتر کونے پر رہتے تھے ان کے لڑکوں نے خدع سے وہاں کے رئیس اور اس کی اولاد و قوم کو قتل کر کے مال و اسباب سب لوٹ لیا جس سے حضرت یعقوب کو قرب و جوار کے حملہ کا اندیشہ ہوا تب وحی سے حکم معلوم ہوا کہ تم بیت اللہ چلے جاؤ (مصلحت یہ تھی کہ وہاں خونریزی منع تھی اور نیز وہ مسکن تھا بنی اسمٰعیل کا جو حضرت یعقوب کی یک جدی تھی اعانت کی امید تھی) تب حضرت یعقوب نے سونے چاندی کے اسباب ایک درخت کے نیچے دفن کر کے روانہ ہوئے اور ایک موضع میں جس کا نام لوز تھا پہنچے اور وہاں ایک مذبح بنایا اور اس کا نام بیت اللہ رکھا اس وقت سے لوز بیت اللہ ہوا اس سے ظاہر ہے کہ وہ بیت اللہ جہاں جانے کا حضرت یعقوب کو حکم ہوا تھا یہ بیت اللہ تعمیر کردہ حضرت نہ تھا بلکہ کوئی دوسرا بیت اللہ تھا سوائے مکہ کے اس وقت تک دوسرا بیت اللہ نہ تھا۔ قسطلانی شرح صحیح بخاری میں لکھتا ہے کہ دس مرتبہ کعبہ بنایا گیا لیکن جس حدیث سے کہتا ہے وہ ضعیف ہے ۱۲

قولہ تعالیٰ اِذْ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ۝ اَيْضًا جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ

باب اوّل بیان میں اُس خبر کے جو متعلق بانجیل ہے

پہلے[1] ہم کو یہ بحث ضرور ہے کہ فارقلیط کس زبان کا لفظ ہے اور کیا کیا تغیرات اس میں

لہ سورہ حج میں یوں وارد ہے وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِيْ شَيْئًا وَّطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْقَآئِمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ لِّيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِيْرَ ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ **ترجمہ** یاد کرو جب اتارا ہم نے ابراہیم کو موضع کعبہ میں اور کہا ہم نے میرا شریک مت کرنا اور پاک رکھ میرا گھر پھیری کرنے والے اور مقیم اور نمازیوں کے لیے اور پکارے لوگوں کو حج میں جب کئے ہیں میرے پاس پیادہ و سوار مسافت بعید سے حاضر ہوں اپنے منافع میں اور ایام معہود میں قربانی کریں تو کھاؤ اس میں سے اور محتاج کو کھلاؤ اور دور کریں اپنے میل اور پوری کریں اپنی نذریں اور پرانے گھر کا طواف کریں۔ یہ مقام دلالت کرتا ہے کہ مسجد کعبہ حضرت ابراہیم سے پہلے بھی اور وہاں لوگ عبادت کے لئے آتے تھے اور کچھ لوگ وہاں آس پاس میں رہتے تھے حضرت ابراہیم کے وقت میں یہ حکم جدید ہوا کہ قربانی خود بھی کھائیں اور دوسروں کو بھی کھلائیں جب حضرت ابراہیم سے وہ گھر بیت عتیق بیان ہوا تو شبہ نہیں کہ یہ گھر حضرت ابراہیم سے پہلے تھا اس سے نکلتا ہے کہ اور معابد جدیدہ میں حج نہ کریں بلکہ پرانے ہی گھر میں حج و قربانی کریں پیدائش باب آیت دوسری ויהי בנסעם מקדם וימצאו בקעה בארץ שנער וישבו שם ویہی بنسعام مقدم ویمصؤ بقعا بارض شنعار ویشبو شام۔ قدم کی تحقیق اوپر ہو چکی ہے **ترجمہ** جب کہ لوگ (یعنی اولاد نوح) عرب سے چل دئے تو پایا ایک بقعہ سرزمین شنعار میں یعنی دجلہ کے پورب (تو وہیں ٹھہر گئے۔ یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ اس وقت تک اولاد نوح عرب میں رہتی تھی جہاں ان کے باپ دادا کا مسکن تھا اس کے بعد یہ لکھا ہے کہ ان لوگوں نے باہم صلاح کیا کہ یہاں ایک شہر بسائیں اور ایک مندر بنائیں شاید یہ احتیاج نہ ہے تورات میں لفظ منارہ ہے اس زمانہ میں مندروں میں ایک منارہ بطور نشان بناتے تھے جس سے پہچانا جاتا تھا کہ یہ مندر ہے چنانچہ اب بھی اوضاع شوالہ کو لحاظ یہ اس وقت کی ایجاد ہے وہاں رصد شمس کرتے تھے اور پرستش شمس بھی چنانچہ ان لوگوں نے شہر آباد کیا اور وہ

(بقیہ بر صفحہ آئندہ)

ہوئے ہیں یہ لفظ عبرانی معلوم ہوتا ہے حضرت مسیح کی زبان عبرانی تھی اور یہودیوں ہی پر وعظ کرتے تھے جو ان کی قوم تھی اور اسرائیل ہی کی بستیوں میں پھرا کرتے تھے جہاں کی زبان عبرانی تھی کل کتب سماویہ قوم اور نبی کی زبان میں نازل ہوئی ہیں۔ یہ امر تجربہ سے بخوبی ثابت ہوتا ہے وحی غیر زبان نبی میں ثابت نہیں کوئی وجہ نہیں کہ خداوند کریم حضرت عیسیٰ کو یونانی زبان میں کتاب دے جسے نہ وے سمجھتے تھے نہ اُن کی قوم پھر انجیل اگر کتاب سماوی ہے تو ضرور نزول اس کا عبری میں ہوا ہوگا گو وہ اس زبان میں لکھی نہ گئی ہو بلکہ حواریوں نے اُسے یاد رکھا ہو اور پہلے پہل اس کا ترجمہ یونانی ہی زبان میں مکتوب ہوا ہو۔ لہذا ضرور ہے کہ اصل انجیل جو حضرت عیسیٰ پر نازل ہوئی عبری میں تھی گو وہ اب نہیں ملتی اور یہ ضرور نہیں کہ حضرت عیسیٰ جو خلاف طبع بے باپ پیدا ہوئے تو اُن کو وحی بھی خلاف عادتِ جاری یونانی زبان میں آئی ہو اس لئے کچھ شبہ نہیں کہ فارقلیط لفظ عبری ہے۔ یہ وہی ہے جسے حضرت مسیح نے استعمال کیا تھا سیل صاحب وغیرہ کا خیال صحیح ہے مَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ نہایت سچا کلام ہے اس لفظ کی دو قرات ہیں اول פְּרָא קְלִיטָה : پرقلیط خواہ فرقلیط دوم פְּאֵר קְלִיטָה فارقلیط ہر قرات میں یہ لفظ مرکب ہے دو لفظوں سے قرات اول میں پہلے لفظ فر ہے פְּרָא ۔ دوسری لفظ קְלִיטָה قلیط۔ دوسری قرات میں پہلی لفظ פְּאֵר ۔ پار ہے خواہ فار عبری میں بار فارسی فا سے بدلا کرتا ہے دوسری لفظ وہی ہے جو قرات اول میں تھی یہاں ضرور ہے کہ اولاً ہر جزو کی

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) منارہ بھی بنایا وہی شہر بابل ہے جب یہ شہر و مندر تیار ہوا اور اصنام پرستی بڑھتی گئی تو وہیں ذبح ہونے لگا بت پرست وہیں قربانی وغیرہ ارکان حج ادا کرتے تھے نمرود کے زمانہ تک بڑا زور شور رہا یہاں تک کہ زمانہ حضرت ابراہیم کا آیا اور ان سے جو کچھ مناقشہ ہوا وہ مشہور ہے پھر انھوں نے بحکم الٰہی ہجرت کی اس وقت ان کو یہ حکم ہوا جو آیت قرآنی میں مذکور ہے اس سے سمجھا جاتا ہے کہ حضرت ابراہیم سے پہلے مسجد کعبہ تھی اور وہاں حج ہوتا تھا لیکن اصنام پرستوں نے ایک مندر بابل میں بنا لیا تو حج کعبہ میں فتور پڑا اس لئے حضرت ابراہیم موجب ہدایت باری تعالیٰ لوگوں کو سمجھاتے تھے کہ شرک چھوڑ دیں اور حج پر ابراہیمی گرمی حج قائم

شرح کریں بعد اس کے اصل مطلب کی طرف متوجہ ہوں لہٰذا میں פֶּרֶא پرے کی مادہ میں بحث
کرتا ہوں۔ مادہ اس کا بار فارسی را مہملہ اخیر میں ہمزہ ہے ماضی اس کی مجرد کا اگرچہ
عدیم الاستعمال ہے פָּרָא پارا ہے باب הִפְעִיל ہفعیل جو مثل عربی
تفعیل کے ہے مستعمل چونکہ مشتقات اس سے بہت کم آئے ہیں اس لئے اصلی معنی اس کے شائع
نہیں ہیں گزینیس نے لکھا ہے کہ اصل معنی اس کے ہیں تیز دوڑنا، بھاری بوجھ اٹھانا اس مادہ
سے صرف دو لفظ آئے ہیں ایک פֹּארָה پورا جس کے معنی شاخ ہیں دوسری لفظ
פֶּרֶא پرا جس کے معنی گورخر ہیں عربی میں اسی سے فرا اسی معنی میں آیا ہے عربی میں
بھی اس مادہ سے دوسری لفظ نہیں آئی ہے لیکن سیاق کلام و طرز بیان انبیاء سے معلوم
ہوتا ہے کہ اس کے معنی رسول اور مسیح کے بھی ہوتے ہیں یعنی جس میں قوت و نبوۃ و سلطنت
دونوں ہو کیوں کہ وہ بھاری بوجھ اٹھاتا ہے رسالت سے بھاری بوجھ نہیں حضرت موسیٰ
نے بوقت رسالت اپنے عجز و ناتوانی کا عذر کیا تھا ارمیا نے بھی یہی عذر پیش کیا تھا قال
اللہ تعالیٰ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ
اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا۔
امانت سے مقصود رسالت ہے کیوں کہ امانت ضد خیانت ہے پس امانت سے وہی مقصود
ہوگا جس میں احتمال خیانت ہو رسالت میں احتمال خیانت ظاہر ہے چنانچہ بعض انبیاء
کو خدا بلفظ امین یاد کرتا ہے اسی وجہ سے جبرئیل بھی امین کہلائے اس آیت کے پہلے رسالت
ہی کا ذکر چلا آیا ہے کہ انبیا کی اطاعت ضرور ہے ان کو ایذا دینا ممنوع ہے ظاہر ہے کہ وہ چیز
مقصود ہوگی جو سوائے انسان کے کسی جسم میں نہ ہو یہ سوائے رسالت کے کوئی چیز نہیں بعض اشخاص
کہتے ہیں کہ مقصود طاعت ہے یہ بعید ہے کیوں کہ خدا کی طاعت سے کوئی خالی نہیں اَلشَّمْسُ
وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ مُسَخَّرَاتٌ بِاَمْرِهٖ بعض کی رائے ہے کہ مقصود شریعت ہے یہ ہمارے
خیال سے قریب ہے لیکن اوپر کی آیات سے اس قدر مرتبط نہیں اور نہ محل الخیانۃ پس ہم

یار عظیم اولاً حضرت آدم نے لیا خدا بڑی محبت سے کہتا ہی اِنّہ کان ظلوما جهولا
ونیز فرشتوں کے اعتراض سے تعرض ہے من یفسد فیها ویسفک الدماء کو
لحاظ کرو واللہ اعلم بالصواب اسی وجہ سے گو رخر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہی פאר
پار خواہ فار یہ مادہ کثیر الاستعمال ہے اصل معنی اس کے دو ہیں ایک چمک اور مجازاً جمال
وجلال و فخر و رونق و تهذیب اس سے פאר پار خواہ فار نکلا ہے جس کے معنی جمیل
و جلیل و مفخر و مہذب و حمید و محمود و محمد ہیں کتب سماویہ میں یہ لفظ اکثر ابواب میں مستعمل ہوئی
ہے اصلاً و مجازاً بلکہ اسی عربی فورہ و فارہ سے مشتق ہی دوسرے معنی اس کے کھودنے کے
ہیں اسی پارہ خواہ فارہ چوہے کے معنی میں مشتق ہے بلکہ عربی میں بھی چوہے کو فارہ
کہتے ہیں פארן پاران خواہ فاران اسی مادہ سے نکلا ہی خواہ اس وجہ سے کہ وہ
زمین پست ہی یا بوجہ اس کے کہ وہ پرستش گاہ تھی جو باعث رونق و فخر و تجلیات کا ہوا
کرتی ہی لفظ קליטה قلیط یوں ہی کتابت اس کی ہے لیکن قرات قلیطا مادہ
اس کا קלט قلط ہے یہ لفظ قلیل الاستعمال ہے اصل معنی اس کے تین ہیں ایک پناہ
لینا جس سے מקלט مقلاط نکلا ہے مقلاط کے اصل معنی مامن جائے پناہ ہیں لیکن
عرف میں اس کے معنی حرم ہیں جہاں خونریزی کرنا حرام و منع ہو موسیٰ کی چوتھی کتاب کے
۳۵ باب کے دیکھنے سے بخوبی ثابت ہو جائے گا اور یوشع بن نون کی کتاب میں بھی اس
کا ذکر ہے ערי המקלט عاری امقلاط شہریں جو حرم ہیں یعنی وہاں خون کرنا
جائز نہیں وے شہریں نبی لیوی کے متعلق تھی جہاں قاتل شبہ عمد بھاگ کے چھپتا تھا اور پناہ
لیتا تھا اور اس کا قتل وہاں جائز نہ تھا جیسے حرم موسیٰ کی چوتھی کتاب باب ۳۵ آیت ۱۲
והיו לכם הערים למקלט מגאל اور
ہوں گے یہ شہریں تمہاری لئے حرم خواہ مامن خون چاہنے والے سے پس مامن خواہ حرم
ترجمہ مقلاط ہے یوشع بن نون کے صحیفہ کے ۲۰ باب میں بھی مقلاط کے شہروں کا ذکر ہے

اس کو ہم بجنسہ نقل کرتے ہیں جس سے اُن کا حرم ہونا ثابت ہوگا וידבר יה
וה אל־יהושע לאמר דבר אל־בני ישראל לאמר
תנו לכם את־ערי המקלט אשר דברתי
אליכם ביד־משה׃ לנוס שמה
רוצח מכה־נפש בשגגה בבלי־דעת והיו
לכם למקלט מגאל הדם׃ ויקדשו את־
קדש בגליל בהר נפתלי ואת־שכם
בהר אפרים ואת־קרית ארבע היא
חברון בהר יהודה׃ ומעבר לירדן יריחו מ
מזרחה נתנו את־בצר במדבר במישר
ממטה ראובן ואת־ראמות בגלעד ממטה
גד ואת־גולן בבשן ממטה מנשה׃
אלה היו ערי המועדה לכל בני ישראל ולגר הגר ב
תוכם לנוס שמה כל־מכה־נפש בשגגה ול
א ימות ביד גאל הדם עד־עמדו לפני ה
עדה׃ **ترجمہ** خدا نے یوشع سے یوں کہا بنی اسرائیل سے کہہ دے کہ معین کرو اپنے لئے
پناہ یا حرم کی شہریں جو کہ ہم نے تم سے کہا موسیٰ کی معرفت۔ قاتل کے وہاں بھاگ کر پناہ
لینے کے لئے جس نے کسی کو سہواً ہلاک کیا ہو کہ ہوں گی وے شہریں تمہارے لئے امن خون
جلانے والے سے (امن ترجمہ مقلاط کا ہے بھاگ کر پناہ لینا נוס۔ نوس کا ترجمہ بھی نوس
کے معنی بھاگ کر پناہ لینا اسی وجہ سے מנוסה۔ منوسہ اس مقام کو کہتے ہیں جہاں
کوئی بھاگ کر پناہ لے) تب پاک کیا بنی اسرائیل نے قدش کو گلیل میں نفتالی کے پہاڑ میں

اور شیخم کو افرائیم کے پہاڑ میں اب اُسے نابلس کہتے ہیں ۵۷ درجہ ۳۰ دقیقہ طول ۳۲ درجہ ۲ دقیقہ عرض پر واقع ہے اور قریتؔ اربع جو حبرون ہے یہوداہ کے پہاڑ میں اور اردن پار یریحو کو پورب معین کیا بصر کو میشور کے میدان میں ربُوبین کی سبط سے اور راموث کو گلعاد میں گادؔ کی سبط سے اور گالون کو بادشان میں منسّی کی سبط سے (پس چھ مقام مقلاط یعنی حرم تھے قدش - شیخم - حبرون - بصر - راموث - گالون) یہ شہرین مجمع کی ہیں سب کے لئے بنی اسرائیل اور جو لوگ اُن میں رہتے ہوں وہاں بھاگ کر پناہ لینے کے لیے جس نے کسی کو ہلاک کیا ہو وہ مارا نہ جائے گا خون چاہنے والے کے ہاتھ سے جب تک وہ جماعت کے سامنے قایم ہو ان آیات سے ثابت ہے کہ چھ شہرین مرقومہ بالا مقلاط یعنی مامن تھے اور ان کو تقدیس کی لفظ سے بیان کیا ہے پس معلوم ہوا کہ یہ مقامات پاک تھے اور وہاں خون جائز نہ تھا اور مقلاط کہلاتے تھے یعنی حرم: اونقلوس جو بہت پہلا مترجم ہے اس نے تمام مقلاط کا ترجمہ کلدی زبان میں זכותא زخوتا کیا ہے اس کے معنی زکوٰۃ اور طہارت کے ہیں یعنی حرم جہاں خون جائز نہیں ربی شلوموسحاق نے موسیٰ کی چوتھی کتاب کے ۳۵ باب کی ۱۳ آیت کی تفسیر میں لکھا ہے שָׁלֹשׁ

עָרִים שֶׁבְּעֵבֶר הַיַּרְדֵּן לֹא הָיוּ קוֹלְטוֹת

עַד שֶׁנִּבְחֲרוּ שָׁלֹשׁ שֶׁבְּאֶרֶץ כְּנַ

עַן: ترجمہ تین شہرین جو اردن اس پار تھے حرم نہ ہوئے جب تک منتخب نہ ہوئے جسے معین کیا یوشع نے ملک کنعان میں پس ترجمہ קוֹלְטוֹת جو جمع ہے قولاط کی اور اسی مادہ قلط سے نکلا ہے حرم ہے پس قلیطہ کے معنی امن وحرم ہیں دوسرے معنی اس کے جمع یعنی اکٹھا کرنا گویا یہ قلب ہو לקיטה لقیط کا جو اس معنی میں کثیر الاستعمال ہو چنانچہ عربی لفظ بھی اسی سے ماخوذ ہے لقیط ہر قسم کی جمع کرنے کو کہتے ہیں خواہ چیزیں ہوں جیسے پھل وغیرہ خواہ آدمی ہو چنانچہ شوفطیم یعنی سفر القضاۃ کی ۱۱ باب کی تیسری آیت

میں لکھا ہے: ויתלקטו אל יפתח אנשים רי
קים: ترجمہ جمع ہوئے یفتاح کے پاس مفلس لوگ۔ ויתלקטו: یتلقطو جو
لقط سے نکلا ہے اسی کے معنی ہیں مجتمع ہوئے اور اسی سے ילקוט یلقوط جھولی
کے معنی میں مشتق ہے جس میں چیزیں اکٹھا کی جاتی ہیں الغرض لقیطہ تو اس معنی میں کثیر الاستعمال
ہے اور قلیطہ جو اس کا مقلوب ہے بہت کم مستعمل ہے پس مقلاط کے معنی جیسا کہ مامن وحرم ہیں
ویسا ہی اس کے معنی مثابہ ومجمع بھی ہوں گے چنانچہ یوشع کے ۲۰ باب کی ۹ آیت میں
ان شہروں کو مقلاط تھے ערי המועדה موعادہ سے بیان کیا ہے جس کے معنی مثابہ مجمع
ہیں گویا یہ تفسیر ہے مقلاط بمعنی ثانی کی لہذا قلیطہ کے معنی اجتماع ہوں گے چنانچہ بعض لغات
میں اس کی تفسیر اجتماع سے کی گئی ہے پھر مجازاً اس کے معنی سکڑ جانے کے ہوئے جسے
کوتاہی لازم ہے کہ اسی سے קלוט قالوط بونے کے معنی میں مشتق ہے اور اسی سے
عربی قلاط ماخوذ ہے بمعنی بونا تیسرے معنی اس کے مجازی دق کے ہیں لہذا قلیطہ کے معنی
دق ہی ہوں گے اس لئے قلیطہ کے تین معنی قرار پاتے ہیں امن۔ اجتماع۔ دق یعنی
کوٹنا یا مامن خواہ حرم مجمع یا مثابہ مدق اس میں کچھ شبہ نہیں کہ مکہ ہمیشہ حرم تھا کہ وہاں
خونریزی جائز نہ تھی اور اب تک وہی بات قایم ہے جیسا مقدمہ میں بیان ہوا قال
اللہ تعالٰی مَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا پیغمبر خدا نے فرمایا ہے اِنَّ هٰذَا الْبَلَدَ حَرَّمَهُ
اللّٰهُ تَعَالٰى يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى
اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَاِنَّهٗ لَمْ يَحِلَّ الْقِتَالُ فِيْهِ لِاَحَدٍ قَبْلِيْ وَلَمْ يَحِلَّ لِيْ اِلَّا
سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ فَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اھ یہ حدیث عبداللہ
بن عباس سے مروی ہے اور بعض طرق میں آیا ہے وَاِنَّهٗ لَا يَحِلُّ لِامْرِئٍ يُّؤْمِنُ
بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ يَّسْفِكَ بِهَا دَمًا پس اس وجہ سے اُسے قلیطہ کہنا جائز
ہے اُسے شالیم اور سلام کہتے ہیں اور بمعنی ثانی بھی اُسے قلیطہ کہہ سکتے ہیں اِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ

مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَأَمْنًا قرآن میں وارد ہے سام بن نوح کا رہنا وہاں دلالت کرتا ہے کہ وہ مقام حج تھا اور حضرت ابراہیم کا حضرت اسمٰعیل کو وہاں پہنچا دینا اور وہاں جرہم کے قبیلہ میں شادی کرنا جیسا قدیم تواریخ سے ثابت ہوتا ہے اس کا موید ہے یہ بات بالکل عقل کے خلاف ہے کہ حضرت ابراہیم نے ہاجر کو جو ان کی خدمت میں ہمیشہ رہیں اور حضرت اسمٰعیل نے اپنے بیٹے کو فقط حضرت سارہ کے کہنے سے جنگل و میدان میں چھوڑ دیا کہ ان کو شیر و بھالو نوچ ڈالے یہ اخلاق انبیاء سے بعید ہے اور بمناسبت معنی ثالث بھی اسے قلیط کہہ سکتے ہیں جیسا کہ بکہ بوجہ ازدحام کے اسے کہتے ہیں مقدمہ میں اس کا بیان کر چکا ہوں اب ہم متوجہ ہوتے ہیں اصل مطلب کی طرف کہ فارقلیط کہ جس کی بشارت حضرت مسیح نے دیا اس سے مقصود کیا ہے پس بموجب قرأت اول جب [illegible] فارقلیط پڑھیں معنی اس کے ہیں رسول مکہ اس سے سوائے پیغمبر خدا کے دوسرا مراد ہو نہیں سکتا اور بموجب قرأت دوم یعنی [illegible] فارقلیط اس کے معنی ہیں محمد مکہ ایسی صورت میں تو کچھ شبہ نہیں رہا اور اگر فار کے معنی فخر بھی ہوں تو فخر مکہ سے آپ ہی مراد ہو سکتے ہیں لیکن جب اس کے معنی محمد ہیں تو اب دوسرے معنی لینا عبث ہے اب ہم ایک ستر اس پیشین گوئی کی لکھتے ہیں جیسا اکثر پیشین گوئیوں میں ہوا کرتے ہیں ستر اس میں یہ ہے کہ بحساب جمل فارقلیط کی عدد ۴۳۵ ہوتی ہے اس کی مفردات ہم لکھتے ہیں ف ۸۰ ا ۱ ر ۲۰۰ ق ۱۰۰ ل ۳۰ ی ۱۰ ط ۹ ہ ۵ اور یہی عدد ابوالقاسم بن عبداللہ کا بھی ہوتی ہے اس کی مفردات یہ ہیں ا ب و ا ل ق ا س م ب ن ع ب د ا ل ل ہ عبرانی کتابت میں اللہ میں صرف الف ہوتا ہے قَالَ اللهُ تَعَالَى مُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ شعر

مشاع آمد میاں عیسیٰ و من گلشن وحدت
بجاں آں نیمہ بخریدم ہم از عیسیٰ بارزانی

واضح ہو کہ حضرت مسیح نے یہ پیشین گوئی ان الفاظ سے جو قدیم الایام سے چلی آتی ہے

بالفاظ متقارب کے ہے لے ہم لکھ دیتے ہیں جس سے اِس پیشین گوئی کے معنی خوب جلی ہو جائیں گے۔

باب دویم متعلق بکتب عہد عتیق

پہلے حضرت ہاجرہ سے فرشتہ نے کہا حضرت موسیٰ کی پہلی کتاب کے ۱۶ باب میں لکھا ہے וַיֹּאמֶר לָהּ מַלְאַךְ יְהוָה הִנָּךְ הָרָה וְיֹלַדְתְּ בֵּן וְקָרָאת שְׁמוֹ יִשְׁמָעֵאל כִּי שָׁמַע יְהוָה אֶל עָנְיֵךְ: ترجمہ خدا کے فرشتے نے اسے (یعنی ہاجرہ سے) کہا خبردار تو حاملہ ہے اور بیٹا جنے گی تو اس کا نام اسمعیل رکھنا کہ خدا نے تیرے درد پر نظر کی اسمعیل کی معنی عبری زبان میں مقبول خدا ہیں چنانچہ اونقلوس نے اس کے ترجمہ میں لکھا ہے וְתִקְרֵי יָת שְׁמֵיהּ יִשְׁמָעֵאל אֲרֵי קַבִּיל יְיָ צְלוֹתִיךְ: ترجمہ تو اس کا نام اسمعیل رکھنا کہ خدا نے تیری دعا قبول کی اِس مقام سے ظاہر ہے کہ فرشتے نے حضرت ہاجرہ کو بشارت دی تھی کہ لڑکا جو تیرے پیدا ہو وہ مقبول بارگاہ کبریا ہوگا نام ہی اس معنی پر دلالت کرتا ہے וְהוּא יִהְיֶה פֶּרֶא אָדָם יָדוֹ בַכֹּל וְיַד כֹּל בּוֹ וְעַל פְּנֵי כָל אֶחָיו יִשְׁכֹּן: وِہُو یہیِ پِرِء آدام یادو بکول وِیاد کول بو وعَل پنی کل اِحاو یشکون ترجمہ وہ رسول ہوگا اس کا ہاتھ سب پر ہوگا اور سب کا ہاتھ اس پر اور اپنے سب بھائیوں کے سامنے آباد ہوگا پرء آدام خواہ قرء آدام اس کے معنی ہیں رسول و خلیفہ گورخرے تو کچھ مطلب نہیں نکلتا خصوصاً جب آدم کے ساتھ متصل ہے جس کے معنی انسان ہے اس کا ہاتھ سب پر اور سب کا ہاتھ اس پر اشارہ بیعت کی طرف

ہے یعنی وہ مولود رسول ہوگا اور بیعت لے گا۔ یہ خواب حضرت ہاجر نے دیکھا تھا کیوں کہ آگے چل کر خود ہاجر نے کہا ہے کہ میں نے خواب دیکھا اس خواب کی تعبیر حضرت ہاجرا اور بہت لوگوں نے حضرت اسمٰعیل پر ٹھہلایا حالاں کہ یہ خبر بہ نسبت ہمارے پیغمبر کے تھی۔ خواب کی تعبیر میں کسی قدر فرق ہوگیا کیوں کہ حضرت اسمٰعیل کی رسالت ثابت نہیں کوئی شریعت ان کو ملی نہ تھی اور بیعت کا طریق صرف ہمارے پیغمبر کے وقت میں اجرا ہوا انبیاء سابقین کے زمانہ میں دستور بیعت کا نہ تھا قال اللہ تعالیٰ

إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ
يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ الٰہ اور احادیث بیعت بہت ہیں

اپنے سب بھائیوں کے مقابل میں آباد ہوگا اس سے مقصود یہ ہے کہ اس کی شریعت جملہ انبیاء بنی اسرائیل کے مخالف ہوگی بھائیوں سے مراد انبیاء بنی اسرائیل ہیں اور آبادی انبیاء ان کی شریعت کا جاری ہونا اور شیوع دین ہے علاوہ بریں שכינה شجنہ جسے عربی میں سکینہ کہتے ہیں روح القدس سے مراد ہے وہ اسی مادہ سے نکلا تو معنی آیت یہ ہوتے ہیں کہ بمقابل سب بھائیوں کے اس پر وحی نازل ہوگی نتیجہ ایک ہے الغرض ہاجر کے اس خواب سے حضرت ابراہیم اور بہت لوگوں کا یقین تھا کہ حضرت اسمٰعیل کی نسل سے کوئی رہنما جو خلق کو ہدایت کرے پیدا ہوگا چوں کہ یہ پہلی خبر ہے جو ہمارے پیغمبر کی نسبت دی گئی لہٰذا ہم اس کے بیان میں بسط چاہتے ہیں واضح ہو کہ פרא پرء کا مادہ פרא پارا ہے جس کا مجرد غیر مستعمل ہے اور بہت الفاظ اس سے مشتق نہیں ہوئے ہیں گزنیس کے بیان سے نکلتا ہے کہ اس کے اصل معنی ہیں تیز دوڑنا بھاری بوجھ اٹھانا اسی مناسبت سے حمار الوحش یعنی جنگلی گدھے کو פרא پرء کہتے ہیں کہ وہ تیز دوڑتا ہے اور بھاری بوجھ اٹھاتا ہے عربی میں بھی حمار وحش کو فرء کہتے ہیں وہ یہیں سے گیا ہے پھر مجازاً اس کے معنی سیادت

خواہ امامت وخلافت وہدایت مجھے بفعرنا פרה פרא اسی سے نکلا ہے
بمعنی خلافت وہدایت פֶּרֶא پرِ حمار الوحش اس معنی میں یہ لفظ کثیر الاستعمال ہے۔
لیکن جب مضاف ہو آدم یعنی انسان کی طرف פֶּרֶא אָדָם پرِ آدام
تو اس کے معنی خلیفہ ورہنما خواہ رسول ہوتے ہیں چنانچہ بادشاہ پرموث کا لقب
פראם پرام تھا غالباً یہ مخفف پر آدام کا ہے چون کہ اس کی رائے پر جملہ نظم و
نسق سلطنت تھا اور متقن تھا وہی قوم کا ہادی اور رہنما بھی تھا اور خلیفہ وحکمران بھی
اس لئے یہ لقب اختیار کیا گیا پرآدام نظیر ہے עֶגְלֵי עַמִּים عِگلی عمیم
کا עֵגֶל عِغل سانڈ کو کہتے ہیں עַמִּים عمیم بمعنی اقوام پس ترجمہ لفظی
اس کا قوم کا سانڈ لیکن مراد اس سے خلیفہ ورہنمائے اقوام ہوتا ہے سید القوم خادمہم
اُونقلوس نے پرِ کا ترجمہ می رود کیا ہے اس کا مادہ רוד رود ہے جس کے معنی
ہیں آزاد ہونا رجوع کرنا پھرنا پس مُرُود کا ضمہ اگر مجہول ہو تو اس کے معنی مرجع
ہوں گے اور اگر معروف ہو تو اس کے معنی مطاع ہوں گے تو معنی آیت یہ ہوئے
کہ وہ مولود مرجع بنی آدم خواہ مطاع آدمیان ہوگا الغرض פֶּרֶא אָדָם
پرِآدام کے اصل معنی ہیں تو معنی مجازی مطاع رسول یہ جملہ صفات آنحضرت میں تھے
بخلاف حضرت اسمٰعیل کے יָדוֹ בַכֹּל וְיַד כֹּל בּוֹ یادو بکول
بو یاد عربی ید ہے واؤ ضمیر واحد غایب کول عربی کل ہے بارموحدہ جو اس فقرہ میں
ہے وہ مفید اعانت ہے جیسا دوسری سموئیل کے ۲۴ باب کی ۱۷ آیت میں ہے۔ ہندی
محاورہ میں بھی بولتے ہیں اس کا ہاتھ مجھ پر ہے یعنی وہ میرا حامی و مددگار ہے۔
معنی فقرہ یہ ہوئے کہ اس کا ہاتھ سب پر ہوگا یعنی وہ سب کا حامی و مددگار اور سب
اس کے چنانچہ آپ بڑے کریم تھے تواریخ کے دیکھنے سے بخوبی ثابت ہو جائے گا صحابہ
کیسے جان نثار تھے ایسا کسی پیغمبر کے حواری نہ تھے ایسا ہی اونقلوس نے ترجمہ کیا ہے

جس کا حاصل یہ ہے کہ وہ سب کو محبوب ہوگا اور سب اس کو قال اللہ تعالیٰ إِنَّهُ
لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ ذِي قُوَّةٍ عِندَ ذِي الْعَرْشِ مَكِينٍ مُّطَاعٍ ثَمَّ أَمِينٍ
گرنیس نے اس فقرہ کے معنی یہ لکھا ہے کہ وہ سب کے مخالف ہوگا اور سب اس کے اگر یہ
تسلیم بھی ہو تو ہرج نہیں کہ آپ جملہ کفار کے مخالف تھے اور جملہ اہل ملل آپ کے بخلاف
حضرت اسمٰعیل اور ربی اسحٰق نے جو پرادام کے معنی شکاری لکھا ہے تو ہرج نہیں بلاشبہ
آپ سب کو مسخر کر لیتے تھے اب ہم اس آیت کے ایک معنی اور لکھتے ہیں فرشتہ نے
حضرت ہاجرہ سے کہا لڑکا جو تیرے پیدا ہوگا اس کا نام یشمع ایل رکھنا یہ لفظ یا تو مرکب
ہے دو لفظوں سے یشمُع و ایل لفظ اول صیغہ مضارع ہے مادہ اس کا שָׁמַע
شمع ہے وہ مثل عربی سمع کے بمعنی سماعت ہے اور مجازاً بمعنی قبول کرنا و ماننا اور ایل کے
معنی ہیں قوی و شجاع اور اسماء الحسنیٰ سے بھی ہے اس کے لغوی معنی ہوں گے ماننے گا
خدا کو یعنی خدا پرست ہوگا اس میں کچھ شبہ نہیں کہ حضرت اسمٰعیل خدا پرست تھے یا معنی اس کے
یہ ہوں گے کہ قبول کرے گا ایل یعنی قوی کو جو آنحضرت کے ناموں سے ہے جیسا انبیا
کی کتاب میں بھی مذکور ہے جس کا بیان آگے آئے گا پس معنی یہ ہوئے کہ تو اس کا نام
یشمع ایل رکھنا کہ وہ قابل ایل یعنی محمدؐ کا قبول کرنے والا ہوگا یعنی اس سے محمدؐ پیدا ہوگا
لیکن فرشتہ نے وجہ تسمیہ یہ بیان کیا کہ خدا نے تیری دعا قبول کی جس کا حاصل مقبول خدا ہے
یا یہ لفظ مرکب ہے تین لفظوں سے יֵשׁ מֵעַ אֵל یش مع ایل
لفظ اول فارسی ہست ہندی ہے کے بمنزلہ ہے لفظ دوم کے معنی صلب باطن و پیٹ
وانتڑی ہیں عربی معی اس کی מֵעַ معی بھی لفظ سیوم کے معنی بیان ہو چکے ہیں
معنی یہ ہوئے کہ ہے صلب ایل یعنی محمد مطلب یہ ہے کہ تو اس کا نام یشع ایل رکھنا کہ
ہے وہ مولود صلب ایل اس سے ایل یعنی محمدؐ پیدا ہوگا اب اس کے بعد جو کچھ ہے کہ وہ
رسول ہوگا اور مطاع ہوگا اور سب شان میں اسی ایل کی ہے جو نام ہے آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ آنحضرت نے فرمایا ہو کہ میں دعا رہوں ابراہیم کی اور بشارت ہوں عیسیٰ کی اور جو دیکھا میری ماں نے دعاے ابراہیم کا بیان آگے آئے گا اور بشارت عیسیٰ کا بیان ہو چکا اور جو دیکھا میری ماں نے اس سے مراد یہی خواب ہے جو حضرت ہاجر نے دیکھا تھا۔ یا رب صل وسلم دائماً ابداً ۔ علی نبیک خیر الخلق کلھم شعر

قاسم رحمت ابوالقاسم رسول اللہ کہ ہست
در ولائے او خدیو عقل و جان مولائے من

اب ہم اس آیت کے معنی جو یہود کہتے ہیں لکھ دیتے ہیں انقلوس نے اس کا ترجمہ کلدی زبان میں یوں لکھا ہے והוא יהי מרוד באנשא ידיה יהון בכלא ואף ידא דכלא יהון ביה ועל אפי כל אחוהי ישרי : ترجمہ وہ انسان میں آزاد ہوگا (یعنی وہ قوائے مدرکہ و محرکہ کے پھندے سے آزاد ہوگا جیسے لکھا ہے פרא אדם آزاد خدا کے ساتھ یا راجع الی اللہ پس مرود کے معنی آزاد ہیں جیسے راد کے معنی انقلوس نے فرا کا ترجمہ مرود سے کیا ہو جس کے معنی آزاد ہیں حالاں کہ فرا کے معنی آزاد کہیں مستعمل نہیں (تاہم ہمارے مطلب سے چنداں دور نہیں) وہ سب کو محبوب ہوگا اور سب بنی آدم اس کو محبوب ہوں گے ربی سلمان یرجی نے اپنی تفسیر میں فرا آدام کے معنی شکاری لکھا ہے حالاں کہ استعمال سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ فرا آدام کے معنی شکاری آئے ہیں اس کا ماحصل سب پر ہوگا جو آیت میں ہے اس کے معنی لکھا ہے کہ وہ ظالم ہوگا واللہ اعلم یہ معنی کہاں سے تراشا ہے یہ آیت نمبر ایک جو گزری اس کے مخالف ہو اس طرح کے بیہودہ معنی جو یہودیوں کے جی میں آیا لکھ دیا ہے چوں کہ حضرت ابراہیم کو معلوم تھا کہ اسمٰعیل کی شان بڑی ہو تو انھوں نے ایک موقع میں دعا کی לו ישמעאל יחיה

לְפָנֶיךָ : ترجمہ کاش اسمٰعیل قائم رہتا تیرے سامنے مقصود اس سے یہ تھا کہ اسمٰعیل کی شریعت ہمیشہ قائم رہتی کیونکہ انسان ہمیشہ زندہ نہیں رہ سکتا جیسا دلائل سے ثابت ہے۔ شیخ بوعلی سینا و امام فخر الدین رازی کی تصانیف میں دیکھو تو نبی ایسی شے کے لئے دعا نہیں مانگتا جو ناممکن الوقوع ہو لہذا حضرت ابراہیم کی دعا یہ تھی کہ شریعت حضرت اسمٰعیل ہمیشہ جاری رہے اور یہ دعا قبول ہوئی چنانچہ اگلی آیت میں لکھا ہے וּלְיִשְׁמָעֵאל שְׁמַעְתִּיךָ הִנֵּה בֵּרַכְתִּי אֹתוֹ וְהִפְרֵיתִי אֹתוֹ וְהִרְבֵּיתִי אֹתוֹ בִּמְאֹד מְאֹד שְׁנֵים עָשָׂר נְשִׂיאִם יוֹלִיד וּנְתַתִּיו לְגוֹי גָּדוֹל : ترجمہ اسمٰعیل کے بارہ میں میں نے تیری دعا قبول کی اس کو برکت دی ہم نے اور اس کو عظمت اور جبروت دی ہم نے زیادہ سے زیادہ بارہ امام اس سے پیدا ہوں گے اس کو بڑی قوم کروں گا واضح ہو کہ حضرت ابراہیم نے دعا کی تھی شریعت کے ہمیشہ جاری رہنے کی وہ قبول ہوئی لیکن حضرت اسمٰعیل کو کوئی شریعت ملی نہیں البتہ یہ بات ہمارے پیغمبر کے وقت میں پوری ہوئی اب یہاں دو لفظوں پر بحث ہے ایک הִפְרֵיתִי ہفریتی یہ لفظ اسی مادہ פָּרָה فرہ سے نکلا چونکہ الف غیر مقرو تھا اس لئے گر گیا پس ہفریتی کے معنی ہیں میں اس کو فراواں کروں گا جیسا کہ خواب ہاجرہ کو ہوا تھا دوسرے لفظ בִּמְאֹד מְאֹד بماد ماد معنی تو اس کے ہیں کثیر اکثیرا لیکن یہ اشارہ ہے پیغمبر کے نام کی طرف اس طرح کہ محمد بحساب جمل ۹۲ ہے بماد ماد کے عدد بھی ۹۲ ہے بارہ امام اس سے نکلیں گے مطلب یہ ہے بماد ماد یعنی محمد سے بارہ امام پیدا ہوں گے یہاں بھی حدیث اثنا عشر خلیفہ کی مشہور ہے یہ سب باتیں ہمارے پیغمبر کے وجود باجود سے پوری ہوئیں اس آیت میں جو וּנְתַתִּיו לְגוֹי גָּדוֹל ونتتیو لگوئی گادول واقع ہے اس فقرہ کے ایک معنی اور ہیں وہ یہ ہیں کر دیا ہم نے اس کو

(یعنی اسمٰعیل کو) بڑی قوم یعنی محمد لگوی گادول کے عدد اور محمد کے عدد ایک ہیں لگ دی گ د ول یہ رموز اس آیت کے تھے گادول عبرانی میں بدون الف ہوتا ہے اس آیت کا ترجمہ یوں ہونا چاہیے کہ خلافت دی ہم نے اس کو اور عظمت وجبروت بہت زیادہ بارہ امام اس سے پیدا ہوں گے یعنی دیا ہم نے اُسے محمدؐ۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ جب حضرت اسمٰعیل تیرہ برس کے تھے اس وقت حضرت کو ختنہ کا حکم ہوا اور یہ بشارت ہوئی کہ سارہ کے لڑکا ہوگا جس کی نسل سے سلاطین پیدا ہوں گے اس وقت حضرت ابراہیم سربسجود ہوئے اور دعا حضرت اسمٰعیل کی رسالت کے لئے مانگی کہ اس کی شریعت ہمیشہ قائم رہے وہاں سے حکم ہوا کہ رسالت تو اسحٰق کو ملے گی یعنی وہی صاحب کتاب وشریعت ہوگا تیری دعا میں نے اسمٰعیل کے حق میں قبول کی چنانچہ اس دعا کا ذکر سورہ بقرہ میں اس طرح ہے رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ اے ہمارے مالک قایم کر اُن میں (یعنی قوم میں) رسول ان میں سے کہ پڑھے ان پر تیری نشانیاں (یعنی ثابت کرے) کہ ایک ہستی پاک واجب الوجود لائق پرستش ہے اور اس کی تصدیق کرائے) اور سکھائے ان کو کتاب (یعنی اوامر و نواہی یعنی حکمت عملی) اور حکمت (یعنی حکمت نظری) اور ان کو پاکیزہ کرے (یعنی بازالۂ رزایل واقامت فضائل ان کو مہذب کرے یعنی بہ تہذیب قوۂ نظری وعملی ان کو کامل کر کے سرور ابدی کو پہنچائے) حضرت اسحٰق نے اپنے بیٹے عیص کے لئے دعا کی تھی اس میں یوں کہا ہے וְעַל־חַ
רְבְּךָ תִחְיֶה וְאֶת־אָחִיךָ תַּעֲבֹד וְהָיָה כַּאֲ
שֶׁר תָּרִיד וּפָרַקְתָּ עֻלּוֹ מֵעַל צַוָּארֶךָ׃ ترجمہ
تو اپنے ہتھیار پر زندگی بسر کرے گا اور اپنے بھائی کی اطاعت میں رہے گا لیکن جب وے مردود و برگشتہ ہوں گے تو تو اپنی گردن سے طوق دور کرے گا یعنی جب حکم تورات اُن سے لے لیا جائے گا یعنی اٹھا دیا جائے گا تو اس وقت تو ان کی اطاعت نہ کرنا چنانچہ بنی عیص تا زمانِ اسلام

تورات کے مطیع رہے زمان اسلام سے آزاد ہو گئے اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ کوئی
وقت ایسا آئے گا کہ حکم تورات منسوخ ہو جائے گا ترجمہ اونقلوس ہمارے اس خیال سے بہت
قریب ہے ועל חרבך תחיה ואת אחיך
תפלח ויהי כד יעברון בנוהי על פתגמי
אוריתא ותעדי ניריה מעל צוארך:
ترجمہ تو اپنے حربہ پر زندگی بسر کرے اور اپنے بھائی کی خدمت گزاری میں رہے گا
لیکن جب اس کے لڑکے کلمات تورات سے تجاوز کریں گے تو تو اپنی گردن سے اس کا طوق
نکال ڈالنا تجاوز کرنے سے مقصود یہی ہے کہ حکم تورات اٹھ جائے کیوں کہ اگر اس سے نافرمانی
تورات مراد ہو تو وہ یاربعام بن نباط ہی کے وقت سے شروع ہو گئی تھی لیکن بنی عیص تبعیت
بنی اسرائیل سے باہر نہ تھی فتدبر حال یہ ہے کہ حضرت اسحٰق نے اپنے مرنے سے پہلے حضرت
یعقوب کے حق میں یہ دعا کی تھی کہ دے خدا تجھے آسمانی شبنم سے اور نفائس ارض سے
اور غلہ کثیر اور شراب تیری اطاعت کرے گی اقوام تجھے سجدہ کریں گی تو اپنے
بھائی پر فضیلت رکھ تیری اولاد مادری تجھے سجدہ کریں گی تجھ پر لعنت کرنے والا
ملعون ہو اور تجھ پر درود بھیجنے والا مبارک ہو آسمانی شبنم سے مراد وحی ہے نفائس
ارض سے مقصود تعدیل حرکات ارادی وطبعی کیوں کہ اس جسم خاکی کی نفائس یہی ہیں باقی
سب ظاہر ہے جو کچھ دعا مانگی گئی اس سے عیاں ہے کہ ان کی اور ان کی اولاد کی رسالت
کے بارہ میں یہ دعا تھی کہ اس سے زیادہ کوئی چیز انسان کے لئے بہتر نہیں چنانچہ اکثر
انبیا حضرت یعقوب ہی کی اولاد میں ہوئے بعد ازیں بوجہ اصرار عیص ان کے حق میں
یہ دعا کی کہ سیر حاصل سرزمین تیرا مقام ہو اور آسمانی شبنم سے پیاس بجھائے گا اس سے نکلتا
ہے کہ وہ مطیع وحی ہوں گے اور صاحب ثروت اس کے بعد وہی ہے کہ اپنے حربہ پر
زندگی بسر کرے گا اور حضرت یعقوب نے اپنی وفات کے وقت میں جو یہودا پر پیشین گوئی کی ہے

سے ہم نقل کرتے ہیں יְהוּדָה אַתָּה יוֹדוּךָ אַחֶיךָ
יָדְךָ בְּעֹרֶף אֹיְבֶיךָ יִשְׁתַּחֲווּ לְךָ בְּנֵי
אָבִיךָ׃ גּוּר אַרְיֵה יְהוּדָה מִטֶּרֶף בְּנִי עָלִיתָ
כָּרַע רָבַץ כְּאַרְיֵה וּכְלָבִיא מִי יְקִימֶנּוּ׃ یہوداَ اَتّا یُودُوخا آحیخا یادِخا بِعُورِف اُویبِخا یِشتَحوُو لِخا بِنی آبیخا گور
اَریہ یہوداَ مِطِرِف بِنی عالیثا کارَع رابَص کاریہ وُخلاوی می یقیمنّو ترجمہ یہودا ہی تیرے
بھائی تیری شکر گذاری کریں گے تیرا ہاتھ تیرے دشمنوں کی گردن پر ہوگا تیرے باپ کی
اولاد تجھے سجدہ کریں گی ربّی سلمان یرحی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ مقصود اس سے
زمانہ داؤد ہے اس میں شبہ نہیں کہ سلطنت بنی اسرائیل شاؤل اور داؤد کے وقت سے
بہت زور پر ہوئی انتہیٰ یہودا بچہ شیر ہے چوں کہ تو میرے لڑکے مسبوح کے پاس سے
ہٹ گیا تو شیر و ببر کی طرح چھوٹنے لگا کون اٹھا سکے گا طرف عبرانی میں اس کو کہتے
ہیں جسے درندہ نے توڑا ہو مقصود یہ کہ چوں کہ تو یوسف کے قتل میں شریک نہ تھا تو اس
نیک نیتی کی وجہ سے تیری نسل ایسی مستولی ہوگی کہ کوئی اس کا مقابلہ نہ کر سکے گا۔
چنانچہ حضرت سلیمان کے وقت میں نہایت درجہ میں ترقی ہوئی לֹא יָסוּר
שֵׁבֶט מִיהוּדָה וּמְחֹקֵק מִבֵּין רַגְלָיו עַד כִּי
יָבֹא שִׁילֹה וְלוֹ יִקְּהַת עַמִּים׃ لو یاسور
شبط میہودَ ومحوقیق مبین رغلاو عد کی یابو شیلو ولو یقحت عمیم ترجمہ دور نہ ہوگا
عصا یہودا سے اور شریعت اس کے سامنے سے شیلو کے آنے تک جس کی طرف کشش قوموں
کی یعنی وہ مرجع اقوام ہوگا جیسا لفظ یقہت آوام سے مستفاد ہوتا ہے جس کا بیان اوپر ہو چکا
ہے שֵׁבֶט شبط کے معنی ہیں عصا جس سے مقصود عصائے سلطنت ہے ایسا
استعمال کثیر الوجود ہے מְחֹקֵק محوقیق کے معنی ہیں شارع و رہنما یہاں مقصود

شریعت ہی مقصود یہ ہے کہ بنی یہود میں سلطنت و شریعت ہمیشہ رہے گی یہاں تک کہ شیلو آئے جس کی طرف قوموں کے دل مائل ہوں گے یا اُس کے پاس قومیں جمع ہوں گی اونقلوس نے مجوقیق کا ترجمہ کتاب کیا ہے עַד כִּי־יָבֹא שִׁילֹה: وَبِنُو اَبْنِہی بِنُوہی اور کتاب اس کی اولاد سے سِفر الکلدی میں سفر و کتاب کو کہتے ہیں شیلو کی تعین میں اختلاف ہے یعنی مراد اس سے کون ہے۔

یہود کہتے ہیں کہ مراد اس سے مسیح ہے یعنی خلیفہ بنی اسرائیل چنانچہ اونقلوس نے اس کے ترجمہ میں لکھا ہے یہاں تک کہ اوی مشیحا، مشیحا کلدی میں مسیح کو کہتے ہیں یعنی وہ شخص جو کار سلطنت و نبوت کو انجام دے جیسے حضرت داؤد تھے ایسا ہی ربی سلمان یرحی نے بھی لکھا ہے لیکن وہ مسیح ابھی تک نہیں آیا مقصود ان کا حضرت امام مہدی ہیں چنانچہ وے اب تک انتظار رکھتے ہیں اور عقیدہ اُن کا یہ ہے کہ اس وقت سلطنت یہود پھر قائم ہوگی اور بیت المقدس قبلۂ عالم ہوگا اور عیسائی کہتے ہیں کہ شیلو سے مقصود حضرت عیسیٰ ہیں اور وہ مسیح تھے ان دونوں گروہ کی رائے میں خطا ہے سیاق کلام سے یہ مقصود نہیں ہوتا جب فکر کرتے ہیں کہ شیلو سے مراد کون ہے تو حضرت موسیٰ تو مراد ہو نہیں سکتے گو موسیٰ اور شیلو کے عدد ایک ہی جیسا بعض یہود کہتے ہیں کہ شیلو کے عدد ۳۴۵ ہے کیونکہ کتابت اس کی شین معجمہ اور یائے تحتانی اور لام اور ہا ہوز سے عبرانی میں ہوتی ہے اور کتابت موسیٰ کی عبرانی میں میم اور شین معجمہ اور ہا ہوز ہے کہ اس کے عدد بھی ۳۴۵ ہے اور معنی آیت یہ کہتے ہیں کہ عصا سے مقصود عصائے سلطنت نہیں ہے بلکہ وہ عصا جو حکام فرعون کا ان پر تھا مقصود یہ ہے کہ بنی اسرائیل سے تکلیف دور نہ ہوگی تا آنے موسیٰ لیکن یہ سیاق کلام سے بعید ہے اوپر سے تو بنی اسرائیل کی قوت سلطنت و اقبال کا بیان ہے جیسے خود حضرت داؤد و سلیمان پر جھلاتے ہیں پھر بیچ میں یہ کہاں سے آگیا کہ بنی اسرائیل کی تکلیف موسیٰ کے آنے تک رفع نہ ہوگی علاوہ بریں عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ شیلو کے آنے سے شریعت

منسوخ ہو جائے گی وہ حضرت موسیٰ کے آنے سے منسوخ نہ ہوئی بلکہ خوب جاری ہوئی
حضرت موسیٰ ہرگز مراد نہیں ہیں اگر کہیں کہ مراد بخت نصر ہے تو وہ بھی نہیں ہو سکتا کیوں کہ اس
کے وقت میں گو زوال سلطنت تو ہو گیا لیکن شریعت قائم تھی نہ اس کے پاس اجتماع اقوام
ہوا تھا اس کے ظلم سے لوگ اس سے گریزاں تھے اور حضرت عیسیٰ بھی مقصود نہیں ہو سکتے
کیوں کہ سلطنت بنی اسرائیل ان کے پہلے زائل ہو چکی تھی اور شریعت کی نسبت وے
خود کہا کرتے تھے کہ میں توریت منسوخ کرنے نہیں آیا ہوں مقصود یہ تھا کہ مجھے شیلو
نہ سمجھو میں وہ نہیں ہوں اور آگے نشانات بھی حضرت عیسیٰ سے نہیں ملتے الغرض
شیلو کی انتظار یہود کو ہمیشہ رہی اس سے مقصود ہمارے پیغمبر ہیں کیوں کہ ان کے
آنے سے شریعت موسوی منسوخ ہو گئی اور گو سلطنت پہلے زائل ہو چکی تھی لیکن
سلاطین کی طرف سے سردار مقرر ہوتے تھے وہ سرداری بھی اس دور میں جاتی رہی
ضربت علیہم الذلۃ والمسکنۃ اور اقوام کا اجتماع جیسا پیغمبر کے وقت میں ہوا کسی کے
وقت میں نہ ہوا تھا حضرت مسیح پر صرف بارہ آدمی ان کی زندگی میں ایمان لائے تھے
اور ہمارے پیغمبر کے وقت میں تمامی ملک عرب میں اسلام پھیل گیا تھا کروڑوں آدمی مشرف
باسلام ہوئے اس لئے شیلو سے مقصود ہمارے پیغمبر تھے پہلے ہم شیلو کے لغوی معنی پر بحث
کرتے ہیں اس کا مادہ [illegible] شالاہے اس کے معنی کبھی امن ہوتے ہیں دیکھو
۱۲۲ زبور کی ۶ آیت اس تقدیر پر شیلو کے معنی امین و مامون ہوں گے جو آنحضرت کے
اسماء سے ہیں قرآن میں بھی ثم امین مذکور ہے گرنیس میں شیلو کے معنی امن دہندہ لکھے
ہیں آنحضرت خود بھی امین و مامون تھے اِنَّ اللّٰہ یعصمک من الناس اور آپ کے وقت
میں بڑا امن ہوا خصوصاً ملک عرب میں کہ ایک بڑھیا شتر پر سوار ہو کر تنہا پھرا کرتی تھی اور
کوئی معترض نہ ہوتا تھا اور ملک شام جو مدت سے کفار کی لوٹ مار کا رمنہ تھا دور اسلام
سے مامون ہو گیا دوسرے معنی اس مادہ کے ہیں نکالنا پس شیلو کے معنی مخرج اور مہاجر

ہوں گے آپ کی ہجرت تو ایسی تھی کہ کتنے آدمی کفار کے جور سے مدینہ میں جا بسے اور یہ
ہجرت مثل ہجرت حضرت ابراہیم بموجب فرمان الٰہی تھی اور اگر شیلو کا مادہ שָׁאַל
شال ہو جس کے معنی مثل عربی سوال کے ہیں تو اس کے معنی مسئول ہوں گے یعنی جس کے
بارہ میں دعائے حضرت ابراہیم قبول ہوئی تھی وہ دعا بلفظ لو مصدر تھی جو حرف تمنی
ہے یہ فصاحت کلام وحی ہے שִׁילֹה شیلو کے معنی اکثر علماء یہود کہتے ہیں
جو שֶׁלּוֹ شین معجمہ جو اس میں ہے اس کے معنی اَشَر کہتے ہیں جو مرادف
عربی الّذی کے ہے یعنی شیلو کے معنی ہیں وہ شخص جس کے لئے ہے سلطنت لفظ سلطنت
اپنی طرف سے بڑھاتے ہیں ہم بھی اس کے قریب ہی معنی کہتے ہیں یعنی جس کی شریعت ہے
معنی آیت یہ ہیں کہ بنی اسرائیل سے حکومت و شریعت دور نہ ہوگی جب تک کہ شریعت والا
نہ آئے اس سے ظاہر ہے کہ شیلو وہ شخص ہوگا جو شریعت موسوی کو منسوخ کرے گا دوسری
شریعت جاری کرے گا ایسا سوائے ہمارے پیغمبر کے نہ ہوا نہ ہوگا اور کوئی مصداق نہیں
ہو سکتا چنانچہ حزقیل کے صحیفہ کے ۲۱ باب کی ۳۱ آیت ۳۲ تک ہم لکھ دیتے ہیں کہ اس سے
معلوم ہو جائے گا کہ حزقیل نبی نے بھی شیلو کے یہی معنی قرار دیا ہے جو ہم کہتے ہیں۔ כֹּה

אָמַר אֲדֹנָי יֱהוִה הָסִיר הַמִּצְנֶפֶת וְהָרִים
הָעֲטָרָה זֹאת לֹא-זֹאת הַשָּׁפָלָה הַגְבֵּהַ
וְהַגָּבֹהַ הַשְׁפִּיל׃ עַוָּה עַוָּה עַוָּה אֲשִׂימֶנָּה גַּם-
זֹאת לֹא הָיָה עַד-בֹּא אֲשֶׁר-לוֹ הַמִּשְׁ
פָּט וּנְתַתִּיו׃

كُه اَمَرْ اَدُنَاي يهُوَا هَاسِير هَمِّصْنِفِتْ وَهَارِيمْ هَاعَطَارَه زُوتْ
لُو زُوتْ هَشَّافَالَا هَجْبِيَه وَهَجَّابُوه هَشْپِيل عَوَّا عَوَّا عَوَّا اَسِيمِنَّا گَمْ زُوتْ لُو هَايَا عَدْ بُو اَشَرْ
لُو هَمِّشْپَاطْ وُنْتَتِّيو הַמִּצְנֶפֶת ۔ مِصْنِفِتْ طرہ قلغی جسے امام بنی اسرائیل پہنتے تھے
עַוָּה عَوَّا اس کے معنی ہیں معکوس جو چیز الٹ دی گئی ہو ترجمہ ہمارے الگ یہودی نے

یوں کہا کہ اُتار ڈال طرّہ اور کنایہ ہے کہ یہ تاج اسی قدر نہیں پست کو بلند کر اور بلند کو پست
الٹ پلٹ دیں گے اسے ہم لیکن یہ نہ ہو گا جب تک کہ شریعت والا نہ آئے جسے ہم دیں گے
طرّہ و تاج کے اُتارنے سے مقصود نسخ شریعت جاری ہے کیوں کہ لباس انبیا جب بدایت
وحی تھا تا وقتیکہ وہ حکم قایم رہے گا طرّہ و تاج خواہ جو کچھ لباس ہو قایم رہے گا علاوہ بریں
وہ لباس جس کے اتارنے کا حکم ہوا وہ تھا جسے پہن کر ائمہ خدمت بیت المقدس کی کیا کرتے
تھے اس کے اُتارنے کا حکم ہوا اور تا قیام خدمت بیت المقدس اس کا دور ہونا ناممکن پس
اس کے اُترنے سے کنایہ ہے خدمت بیت المقدس کے موقوف ہونے کا اور یہ بلا نسخ
شریعت غیر متصور مقصود یہ تھا کہ اب شریعت کے نسخ کا زمانہ قریب پہنچا اس کے بعد کہا
کہ فقط شریعت ہی نہیں منسوخ ہو گی بلکہ پست بلند ہوں گی اور بلند پست بہت سلاطین
برباد ہوں گے اور بہت اذل سلطنت اور سرداری کو پہنچیں گے الٹ پلٹ دینے سے
مقصود ہے کہ اس قوم سے شریعت و سلطنت لے لے گی اور ان کو ذلیل و خوار کر دیں گی
لیکن یہ نہیں ہو گا تا آنے اس کے جس کے لئے شریعت ہے کہ اس کو ہم دیں گے
پہلے نسخ شریعت و زوال سلطنت و ذلت و خواری بنی اسرائیل بیان کیا بعد اس کے کہا
کہ یہ امور واقع نہ ہوں گے جب تک صاحب شریعت جس کو ہم شریعت دیں گے نہ
آئے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ صاحب شریعت دی ہوئی شریعت پر ہدایت نہ
کرے گا بلکہ اس کو نئی شریعت ملے گی کہ یہ امور ہمارے پیغمبر کے وقت میں واقع
ہوئے شریعت سابقہ منسوخ ہوئی بہت سلطنتیں زائل ہوئیں اور بہت مفلس بے مایہ
سلطنت کے درجہ کو پہنچے עַד - בֹּא אֲשֶׁר - לוֹ הַמִּשְׁ
פָּט • عد بوا اشر لو ہمشپاط عد کے معنی ہیں تا بوا کے معنی آنا اشر بمعنی الذی یعنی
جس کے معنی لو معنی لہ یعنی لئے مشپاط معنی شریعت اشر لو ہمشپاط الذی لہ الشریعہ یعنی
جس کے واسطے شریعت ہے اور یہی معنی شیلو کے ہیں یہ وہی پیشین گوئی ہے جو حضرت

یعقوب نبی کی تھی انھوں نے شیلو کہا اب اس پیغمبر جلیل القدر نے اس شیلو کی تصریح کر دی
اشر تو ہمشپاط یعنی شریعت والا اس لئے ہم شیلو کے معنی شریعت والا کہتے ہیں اور پیغمبر تو
سلطنت والے بھی تھے بخلاف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اشعیا پیغمبر کے ۹ باب کی پہلی آیت سے
۷ تک جو پیشین گوئی ہے اسے ہم لکھتے ہیں وہ اگلی خبروں سے بہت تعلق رکھتی ہے
خصوصاً شیلو سے بہت باتیں معلوم ہوں گی העם ההלכים
בחשך ראו אור גדול ישבי בארץ
צלמות אור נגה עליהם: הרבית
הגוי לו הגדלת השמחה שמחו ל
פניך כשמחת בקציר כאשר יגילו
בחלקם שלל: כי את־על סבלו ואת
מטה שכמו שבט הנגש בו
החתת כיום מדין: כי כל־סאון סאן
ברעש ושמלה מגוללה בדמים והי
תה לשרפה מאכלת אש: כי־ילד
ילד לנו בן נתן־לנו ותהי המשרה
על־שכמו ויקרא שמו פלא יועץ אל
גבור אבי־עד שר־שלום: למרבה
המשרה ולשלום אין־קץ על־כסא
דוד ועל־ממלכתו להכין אתה ולס
עדה במשפט ובצדקה מעתה ועד עולם
קנאת יהוה צבאות תעשה זאת: تمام

ہَمُوۤاَنجِیم ہَبَوۡہِ شیخ رَامُوا اور گادُول یوشِبی مارِص صَلمَاوِث اور نَاغَہ علیہیم : ہَرۡ شِبِیا گوُیِ

تُوعَدلتا ہَتسِحَا سا مِحُو لِفَانِیخَا کِسۡمحَت بَقَاصِیر شَبرَیا علو بجلقام شالال : کِی اِث عول

سَبۡلُو تُو وِاث مَطِہ شِخۡمُو شبط ہَنُوعیس یُو ہَتحتو ثا کیُوم بِدیان : کِی کل سُوُون سُوٗیق

بَرَاعَش وسِملا مُغولا لَابِد اسیم دِہا شِیا اِسِبر نفیا ما خولث اِش : کِی یلد یلد لانُو بین

نِتَن لانو وِتِہی ہَمِسرا عَل شِخمو وَتیقرا شِمُو یلا یُوعاص ایل گیبّور ابی عَد سرشالوم :

لِمرَبِی ہَمِسرا اُوشا لوم این قیص عَل کِسا داوید وعَل مَملختو لِہاخیں اُتاہ وُلسعداہ

ہِشپاط وبِصداقا مِعتا وعَدعُولام قِناث یہوہ وا صباؤت تعسہ زوٗث لغات اور حرف

تعریف ہے عام معنی قوم ہولیخیم جمع ہے ہولیخ کی معنی سالک چلنے والا رامو معنی دیکھا

اور معنی نور گادول معنی شدید یوشب معنی مقیم یار تحتانی جو اس میں ہے علامت جمع کی

ارص معنی ارض صلماوث مرکب ہے دو لفظوں سے صَل جس کے معنی ہیں ظل وسایہ اور

ماوث سے جس کے معنی ہیں موت تو صَلماوث کے معنی ظل الموت ہوئے محاورہ ظلمت

شدید ہے جب ارص سے متصل ہوتا ہے یعنی ارص صلماوث تو کنایہ ملک عرب سے

ہوتا ہے اولاً معنی اس کے وہ ریگستان ہوتا ہے جس میں راہ نہ ہو تو وہ راہ نہ ملنے

سے شبیہ ہوتا ہے اندھیرے کے کہ اس میں بھی راہ نہیں ملتی چنانچہ ایسے ریگستان کو

ارص مافیلیا مافیل اندھیرے کو کہتے ہیں جیسے بدبار בַּמִּדְבָּר בְּאֶרֶץ

עֲרָבָה معنی ریگستان لیکن جب معرّف ہوتا ہے تو مقصود اس سے ملک عرب

ہوتا ہے ایسا ہی گزنیس نے بھی لکھا ہے کی ظرف زمانی ہے جوا جو ہل چلنے میں

بیلوں کے کندھے پر رہتا ہے עֹל سُبل بوجھ סֻבֳּל مَطِہ چھڑی لاٹھی

حربہ کبھی معنی تازیانہ ودرہ اور سزا שִׁכְמוֹ شِخِم کندھا שֶׁכֶם -

شیبط سوٹا لاٹھی بالخصوص چرواہے جو جانور ہانکنے کو رکھتے ہیں נֹגֵשׂ رَعِیر جیسے

پیادہ سپاہی סְאוֹן سئون نعل بھرا جوتا جو جنبتر لشکری پہنتے ہیں סֹאֵן سون

سپاہی لشکری מִשְׂרָה مسرا حکومت سلطنت سیادت עַד عد کے معنی ہیں
دوام وغنیمت תְּרוּמָה ترومہ ترقی קֵץ قیص انتہا חֵן خین
درستی מִדְיָן مدیان نام ہے ایک قصبہ کا جسے مدین کہتے ہیں ۵۵ درجہ ۴۵ دقیقہ
طول ۲۹ درجہ ۳ دقیقہ عرض پر واقع ہوا ہے قریب اس کا طول وعرض بھی یہی ہے مدین خلیج عقبہ یعنی لسان
شرقی قلزم پر محاذی تبوک جانب پچھم واقع ہے قریب ۶ مرحلہ اس میں ایک کنواں تھا
جس سے شعیب کی لڑکیاں پانی بھرتی تھیں مدین حضرت ابراہیم کی بیٹیوں میں تھی اُن کی
اولاد مدین سے تا یثرب جسے اب مدینہ کہتے ہیں آباد تھی چنانچہ مدینہ کے علاقہ میں فرع
وتیما، دومۃ الجندل ووادی القریٰ مدین خیبر فدک شمار ہوتی ہیں حضرت موسیٰ سے
اہل مدین سے جنگ عظیم ہوئی تھی بالآخر حضرت موسیٰ فتح یاب ہوئے اس وقت بنی اسرائیل
نے بڑی خوشی کی غنیمت میں مال کثیر ہاتھ لگا جسے باہم مجاہدین نے تقسیم کرلیا یہ پہلی لڑائی
تھی جو بنی اسرائیل سے ہوئی تھی بحکم موسیٰ مدینۂ منورہ ۶۵ درجہ ۲۰ دقیقہ طول و ۲۵ درجہ
عرض پر واقع ہے فرع ۶۶ درجہ ۳۰ دقیقہ طول و ۲۵ درجہ ۳ دقیقہ عرض پر واقع ہے
یہ مدینہ سے چار دن کی راہ پر ہے اس میں چھ دیہات آباد ہیں خیبر ۶۵ درجہ ۲۰ دقیقہ طول
۲۵ درجہ ۲۰ دقیقہ عرض پر مدینہ سے پورب اُتر کی کون پر تیما ۶۰ درجہ ۳ دقیقہ طول ۳۰ درجہ
۳ دقیقہ عرض پر تیما حضرت اسمٰعیل کی بیٹیوں میں تھی تبوک ۳۸ درجہ ۵۰ دقیقہ طول ۳۰ درجہ
۳ دقیقہ عرض پر ہے ینبع بھی مضافات مدینہ ہے ۶۴ درجہ ۳ دقیقہ طول و ۲۶ درجہ ۳ دقیقہ
عرض پر واقع ہے یہ قصبہ مدینہ سے قریب ہے اس میں قلعہ ہے اور خرما بکثرت ہوتا ہے
سادات حسنی وہاں رہتے ہیں اس کے قریب رضوی پہاڑ ہے مدینہ سے سات مرحلہ
جانب شمال ومغرب ہے یہ سب علاقہ مدین میں تھا ترجمہ وہ قوم جو اندھیرے میں چلتی تھی
بڑا نور دیکھا سکان زمین تاریک پر روشنی چمکی مقصود اس سے ملک عرب ہے کہ وہاں
ہمیشہ جہالت چھائی تھی بت پرستی اُن کا دین تھا خوں ریزی وقزاقی ان کا شعار تھا

یا ارض اسرائیل میں ہمیشہ شریعت جاری رہی بڑھایا تونے اس قوم کو یعنی سرور اس کا
زیادہ کیا تونے تیرے سامنے خوشی کریں گے جیسا ایام بہار میں جب وہ خوشی کریں گے
بتقسیم غنیمت : ملک عرب جہاں برابر جہالت تھی پیغمبر خدا کے زمانہ میں اس قوم پر نور
شریعت چمکا اور ان لوگوں کو ہر طرح کا سرور حاصل ہوا اور بقسمت غنایم حظ وافر پایا
یہ سوائے زمانہ ہمارے پیغمبر کے کسی پر منطبق نہیں הרבית הגוי ہربیتا
ہگوی جس کے معنی ہیں بڑھایا تونے اس قوم کو۔ اس لفظ کو لحاظ کرو کہ یہی لفظ خدا نے حضرت
اسمٰعیل کی نسبت استعمال کیا تھا جہاں کہا ہے کہ میں اس کو بڑھاؤں گا اور اس کو بڑی قوم
کروں گا بماُد ماُد جس کا بیان اوپر ہو چکا ہے البتہ وہاں صیغہ متکلم ہے اور یہاں مخاطب
پس حضرت اشعیا خبر دیتے ہیں کہ اُس خبر کے پورے ہونے کا زمانہ قریب آیا قسمت غنایم
ایک نشان اور زیادہ کیا کہ اس کی گردن کے طوق اور کندھے کی لاٹھی اور اس کے
حاکم کی چھڑی کو تونے توڑ دیا بوقت معرکہ مدین یا مثل واقعہ مدین۔ جو حضرت موسیٰ کے
وقت میں ہوا تھا اس فتح کے بعد بنی اسرائیل ہمیشہ مظفر و منصور رہے یہاں تک کہ تمام
ملک شام پر تسلط ہو گیا گردن کے طوق سے مقصود اوہام اور ظنون باطلہ ہیں جو بوجہ
اصنام پرستی ان کو لاحق تھا اور اس کی وجہ سے تکالیف لغو و باطل جیسے قتل بنات
وغیرہ اس قوم نے اپنی گردن پر لیا تھا اُس سے زمان پیغمبر میں آزاد ہو گئے اور کندھے
کی لاٹھی سے مراد اُن کی قزاقی و بیدردی ہے کہ اُس سے بھی وہ قوم ببرکت نفس قدسی
ہمارے پیغمبر کے پاک وصاف ہوئے اور اُن کے حاکموں کی چھڑی سے مقصود غیر قوموں
کی حکومت ہے کہ وے اس سے بھی آزاد ہو گئی تھی اور عجب نہیں کہ مراد اُس سے تسلط شیطان
ہو جیسا پیغمبر خدا نے فرمایا ہے کہ شیطان جزیرۂ عرب سے نکل گیا مقصود آیت یہ ہے کہ وہ
قوم جو ہمیشہ شیطان کے پھندے میں رہی اس سے آزاد ہو کے سیدھی سادی مسلمان ہو گئی۔
مدین کے معرکہ سے مقصود جنگ بدر ہے کہ اُسی وقت سے ترقی اسلام ہوئی مدینہ طیبہ

مسکن حضرت شعیب اور اُن کی اولاد کا تھا چنانچہ حضرت شعیب کا نام عبرانی میں یثرو تھا
اور یہ مدینہ انھیں کے نام پر آباد ہوا یثرب اب تک اس کا نام ہے واو اور بار موحدہ
بسبب قُربِ مخرج کے اکثر متبادل ہوتے ہیں انصار اُن کی اولاد میں ہیں چونکہ اُن
کی اولاد حضرت موسیٰ کے ساتھ رہتی تھی اس لئے وے بنی اسرائیل کہلاتی تھی چنانچہ انصار
اب تک اپنے کو بنی اسرائیل کہتے ہیں ورنہ دراصل وے شعیب کی اولاد ہیں اس لئے حضرت
اشعیا نے جنگ بدر کو یوم مدین سے تعبیر کیا ہے عجب نہیں کہ یوم مدین سے مقصود جنگ
خندق ہو جس کے بعد کفار کو طاقت حملہ مسلمانوں پر نہ رہی مدیان کے اصل معنی ہیں فتنہ و فساد
اس جنگ میں کل قبائل عرب اور یہود نے باہم ہو کے فتنہ برپا کیا تھا بلکہ سب سپاہی
متزلزل ہوں گے اور لباس خون آلودہ بلکہ جل بُھن جائے گا یعنی جو لڑیں گے تہ تیغ
ہوں گے جب پیدا ہوگا ہمارے لئے ایک بیٹا اور ہوگی خلافت اس کے کندھے پر جس کا
نام ہوگا پلی یوعیص ایل گبور ابی عد سر شالوم یعنی آیات متذکرہ میں جو خبر دی گئی ہے اس کا
ظہور جب ہوگا کہ ایک لڑکا ایسا وہاں پیدا ہوگا جو خلیفہ ہوگا اور اس کے یہ اسماء ہوں گے
شرح ایک ایک نام کی ضروری ہے פלא پلی اس لفظ کے معنی ہیں عجیب یعنی اچنبی
بات پیغمبر صاحب کا معجزہ ہونا تو ظاہر ہے قطع نظر اس کے آپ کی پیدائش کے وقت میں
بہت عجائبات ظاہر ہوئے تھے کسریٰ کے ایوان کے ۱۴ کنگرہ گر گئے فارس کی آگ بجھ
گئی جو مدت دراز سے افروختہ تھی مکہ کے بت سرنگوں ہو گئے تھے عجب نہیں کہ یہ وہی پیغمبر
ہو جو حضرت ہاجر نے خواب دیکھا تھا مکاشفہ شعیا میں الحملہ کی جگہ لام واقع ہو گیا۔
יועץ یوعیص اس کے معنی ہیں ہادی و واعظ ہدایت و وعظ تو آپ کا کام تھا چنانچہ
آپ معاد کی باتیں بتاتے تھے یہی آپ کی وعظ تھی بخلاف انبیاء سابق کے یعنی آپ دوزخ
سے ڈراتے تھے اور جنت کی بشارت دیتے تھے چنانچہ قرآن میں آپ کا نام بشیر و نذیر ہے
یہی معنی ہیں یوعیص کے אל اس کے معنی ہیں قوی جو آپ کے اسماء میں سے ہے اب ہم

یہاں ۸۲ زبور لکھ دیتے ہیں جس سے معلوم ہوگا کہ اس زبور میں آپ کا نام ایل مرقوم ہے

מִזְמוֹר לְאָסָף אֱלֹהִים נִצָּב בַּעֲדַת־אֵל
בְּקֶרֶב אֱלֹהִים יִשְׁפֹּט׃ עַד־מָתַי תִּשְׁפְּ
טוּ־עָוֶל וּפְנֵי רְשָׁעִים תִּשְׂאוּ־סֶלָה׃
שִׁפְטוּ־דַל וְיָתוֹם עָנִי וָרָשׁ הַצְדִּיקוּ׃
פַּלְּטוּ־דַל וְאֶבְיוֹן מִיַּד רְשָׁעִים הַצִּילוּ׃
לֹא יָדְעוּ וְלֹא יָבִינוּ בַּחֲשֵׁכָה יִתְהַ
לָּכוּ יִמּוֹטוּ כָּל־מוֹסְדֵי אָרֶץ׃ אֲנִי
אָמַרְתִּי אֱלֹהִים אַתֶּם וּבְנֵי עֶלְיוֹן כֻּלְּ
כֶם׃ אָכֵן כְּאָדָם תְּמוּתוּן וּכְאַחַד
הַשָּׂרִים תִּפֹּלוּ׃ קוּמָה אֱלֹהִים שָׁפְטָה
הָאָרֶץ כִּי־אַתָּה תִנְחַל בְּכָל־הַגּוֹיִם׃

مزمور لاساف الوہیم نصاب بعدت ایل بقرب الوہیم یشپوط ؛ عد ماتای تشپطو عاول وپنے رشاعیم تسئو سلا ؛ شفطو دال ویاتوم عانی وارش ہصد یقو ؛ پلطو دال وابیون میّد رشاعیم ہصیلو ؛ لو یادعو ولو یابینو بحشیخا یتہلخو یموطو کل موسدی ارض ؛ انی امرتی الوہیم اتم وبنی علیون کلخم ؛ اخین کاادام تموتون وخاحد ہساریم تپولو ؛ قومہ الوہیم شفطا ہا آرض کی آتا تنحل بکل ہگوئم

لغات مزمور یعنی زبور قرآن آساف معنی حاشیہ فصیح و نبی تفصیل اس کی اوپر گذری مقصود اس سے ہمارے پیغمبر ہیں الوہیم معنی خدا و ملائکہ نصاب معنی قائم عدت معنی جماعت ایل معنی قوی یہ پیغمبر کے اسماء سے ہے یشپوط اس کا مادہ شفط ہے اس کے معنی کبھی ہوتے ہیں انصاف کرنا کبھی حکومت کرنا کبھی مدد کرنا عد ماتای معنی کب تک

عادل معنی ناواجبی دال معنی مسکین یاتوم معنی یتیم ابیون معنی غریب راش معنی عاجز مصدیق
معنی تصدیق بشیخا معنی اندھیرا یتموطو معنی متزلزل ہوں گے موسیدی آرعن معنی اساس
ارض مقصود جبال ترجمہ یہ زبور ہے حاشر خواہ نبی کے بارہ میں خدا کھڑا ہے قوی
(محمد) کی جماعت میں وہ ملائکہ کے درمیان عدالت کرے گا۔ کب تک ناواجبی فیصلہ
کروگے اور اشرار کی خوش آمد۔ مدد کرو مسکین ویتیم کے غریب وعاجز کی تصدیق کرو
چھڑاؤ مسکین وغریب کو ان کو اشرار کے ہاتھ سے بچاؤ۔ تم نہ سمجھوگے نہ خیال کروگے
اندھیرے میں چلوگے جبال متزلزل ہوں گے ہم نے کہا تھا تم ملائکہ ہو تم سب مقرب خدا
ہو لیکن عوام کی طرح مروگے اور عوام سرداروں کی طرح گروگے۔ مستعد ہوائے خلیفہ
اور زمین پر حکومت کر کہ تو سب قبائل کا مالک ہوگا۔ خلاصۂ کلام حضرت داؤد یہ ہے کہ
محمد کی جماعت میں خدا معین رہے گا وہ یعنی محمد ملائکہ کے جرگہ میں عدالت کرے گا
یعنی اس کے صحابہ ملک سیرت ہوں گے اب اس وقت کے یہود کی طرف خطاب ہے
کہ تم لوگ کب تک امر ناواجب پر قائم رہوگے باوجود آیات بینات کے اپنے بیہودہ
خیال کو نہ چھوڑوگے اور بہ تبعیت اشرار سچے نبی کی تصدیق نہ کروگے۔ مدد کرو یتیم کی
اور اس کی تصدیق کرو ہمیشہ یہود جانب دار دیگر کفار رہے اس لئے یہ خطاب ہے
اس کے بعد کہتا ہے کہ نہ سمجھوگے اندھیرے میں چلوگے قرآن جو نور ہے اس کی
پیروی نہ کروگے تمہاری اس حرکت سے پہاڑوں کو لرزہ آئے گا کہا کہ ہم نے کہا کہ تم ملک
سیرت متبع وحی ہو قرآن کی تبعیت کروگے مگر تم لوگ عوام الناس کی طرح مروگے
قرآن میں جابجا ہے یا بنی اسرائیل اذکروا نعمتی التی انعمت علیکم وانی
فضلتکم علی العالمین ولا تشتروا بآیاتی ثمنا قلیلا یعنی تھوڑے نفع کے
لئے ہماری آیات کے معنی نہ بدلو۔ اس کے بعد پیغمبر کی طرف خطاب ہے کہ اے بادشاہ
مستعد ہو اور زمین پر حکومت کر کہ تو وارث اقوام ہوگا خدا کی طرف یہ اشارہ ہو نہیں سکتا۔

کہ وہ ہر وقت مالک ہے اور کسی پر منطبق نہیں ہے[1] גבור گبّور کے معنی ہیں
شجاع بہادر آپ کی شجاعت اظہر من الشمس ہے علاوہ بریں جبّار بھی آپ کو کہتے ہیں
בבי - בזר ابی عدد ترجمہ ابو القاسم ہے کیوں کہ تقسیم غنایم آپ کا کام
تھا اور نیز آپ کی شریعت دائمی تھی שר שלום سر شالوم اس کے معنی
ہیں سید اسلام آپ کے سید اسلام ہونے میں جائے گفتگو نہیں سر شالوم کے معنی ہیں
سید السلام سلام مکہ کے اسمار سے ہے آپ کا سید کُلّ ہونا مسلّم ہے بعض علماء رشل
گزنیس وغیرہ کہتے ہیں کہ سر شام وہی شیلوہ ہے۔ اس[2] خلافت کی ترقی اور سلامت کے لئے
کے لئے انتہا نہیں داؤد کے تخت و سلطنت پر اس کی درستی اور سرسبزی کے لئے ساتھ
عدالت اور راستی کی ابد تک خدا کی ناراضی یہ کرے گی۔ معنی آیت واضح ہیں آپ کی

لہ اس زبور میں آپ کی بشارت بہت واضح ہے عنوان اس کا مزمور ماسکیل ہے آساف کے تین معنی ہیں فصیح و نبی
و حاشر یعنی جو جمع و اکٹھا کرے آپ نبی بھی تھے فصیح بھی اور قبائل عرب جو مختلف و بخت تھے آپ ہی کے
وقت میں اکٹھا ہو گئے تھے کلمۂ توحید میں سب شریک تھے آپ کے ساتھ جان نثاری میں ایک تھے چنانچہ آپ کا
نام حاشر تھا یہ صفت آپ کی حضرت یعقوب نے بھی بیان کی ہے خلاصہ یہ ہے کہ یہ زبور ایسے نبی کے حق میں ہے جو
فصیح اور حاشر اقوام ہوگا اس کے بعد آپ کا نام ایل جو مرادف قوی ہے مرقوم ہے کہتا ہے کہ فرشتے قوی یعنی محمد
کی جماعت میں قایم ہوں گے یعنی اس نبی کی جماعت میں ملائکہ نازل ہوں گے چنانچہ جبریل ہمیشہ آیا کرتے تھے
اور بعض لڑائیوں میں بھی مدد کو آئے تھے جس کی حکایت قرآن میں ہے اور یہ جو کہتا ہے کہ ملائکہ کے
زمرہ میں حکومت کرے گا اس سے مراد ہے کہ اس کے صحابہ ملک سیرت ہوں گے בקרב אלהים ישפט
בקרב ابو ہیم یشپوط اس عبارت کے ایک معنی اور ہیں شرح اس کی یہ ہے با موحدہ جو قبل
میں ہے اس کے معنی ہیں مطابق و موافق اور قرب کے معنی ہیں ال خیال دل الوہیم کے معنی ہیں ملائکہ اور یشپوط کے معنی ہیں حکم دیگا
تو معنی فقرہ یہ ہوئے کہ مطابق دل خواہ خیال ملائکہ کے حکم دے گا یعنی اس کا حکم با یاد ملائکہ ہوگا چنانچہ بسا اوقات آپ حکم
لینے میں انتظار وحی کرتے تھے بعد نزول وحی حکم دیتے تھے پھر تیسری آیت میں اسرائیل سے کہتا ہے کہ مسکین و یتیم کی مدد کرو
اور مرحوم و عاجز پر ایمان لاؤ آنحضرت یتیم ضرور تھے اور زردار بھی اور رحم دل بھی اور بسبب امی ہونے کے عاجز بھی تھا ایمان
لانے کی ہدایت ہے اس کے کوئی دوسرے معنی نہیں ہو سکتے ایسا یتیم جس نے دعویٰ نبوت کیا ہو اور تصدیق کی ضرورت ہو سوائے
آنحضرت کے مزہو نہ ہوگا باقی واضح ہے۔ اس لیہ کے ایراد سے صرف اسی قدر مقصود تھا کہ آپ کا نام قوی حضرت اشعیا نے بیان کیا جیسا داؤد نے
اب پھر پیشین گوئی کی طرف متوجہ ہوتے اور شرح اسمار مذکورہ کرتے ہیں۔

شریعت ابدی ہو اور آپ رسول تھے داؤد کے تخت پر ہونا ظاہر ہے کہ خدا کی ناخوشنودی یہ سب کرے گی اشارہ ہے اس کی طرف کہ جب سارہ نے ہاجرہ کو بلا قصور نکلوا دیا تو یہ بات جناب باری کو ناپسند ہوئی اس لئے یہ ترقیات حضرت اسمٰعیل کو عطا ہوئی اب ہم اس خبر کی طرف جو حضرت یعقوب نے دی جس کو ہم لکھ رہے ہیں متوجہ ہوتے ہیں۔

شیلو کی کچھ نشان حضرت یعقوب نے بعد کی آیات میں بیان فرمایا ہے آیت

אֹסְרִי לַגֶּפֶן עִירֹה וְלַשֹּׂרֵקָה בְּנִי אֲתֹנוֹ כִּבֵּס בַּיַּיִן לְבֻשׁוֹ וּבְדַם עֲנָבִים סוּתֹה׃ اُوسری لگیفن عیرو ولسوریقا بنی اتو نو کبیس بیئین لبوشو وبدم عنابیم سوتو (ترجمہ) بندھا ہوگا انگور کی شاخ میں اس کا گدھا اور سوریقا سی اس کے گدھے کا بچہ دھوئے گا شراب سے اپنا لباس اور خون انگور سے اپنا سوت הַגֶּפֶן گفن اس کے معنی عبرانی میں شاخ انگور ہے اور שֹׂרֵקָה سریقا کوئی قسم انگور ہے جو ملک شام میں ہوتا ہے عربی میں اُسے سرق کہتے ہیں مقصود یہ ہے کہ شیلو کا قبضہ ملک شام اور فارس پر ہوگا فارس کی حد تا سرحد ہندوستان بھی چنانچہ یہ ملک صحابہ کے وقت میں فتح ہو چکے تھے گفن ایک گاؤں کا نام ہے قریب طائف کے اور سوارقیہ ایک مقام ہے بین الحرمین تو مقصود یہ ہوگا کہ شیلو ان مقامات کی سیر کرے گا اپنے کپڑوں کو شراب سے دھوئے گا مقصود یہ ہے کہ وہ شراب کو حرام کرے گا یہ سب باتیں پیغمبر خدا کے وقت میں پوری ہوئیں پس شیلو سے آنحضرت مراد ہوں گے۔ ربی سلمان ابن اسحاق نے اس کی تفسیر یہ کی ہے کہ اس وقت انگور ارض اسرائیل میں بہت ہوگا اور شراب سے کپڑے دھونا اس سے بھی کثرت انگور مقصود ہے یعنی اس قدر انگور ہوگا کہ شراب سے لوگ کپڑے دھوئیں یہ معنی سخت بیہودہ ہیں انگور کی کثرت تو وہاں ہمیشہ تھی اب بھی ہے اور علماء نے اس سے بھی بڑھ کر بیہودہ معنی لکھے

ہیں חַכְלִילִי עֵינַיִם מִיָּיִן וּלְבֶן שִׁנַּיִם
חַכְלִילִי میحالاب شنایم ولبن میاین عینایم خکلیلی : מֵחָלָב
خکلیلی کے معنی ہیں مخمور اور سیاہ عربی میں حاکل اسی مادہ سے ہے یہ صفت آنکھ کی ہوتی ہے
ایسی آنکھ کو اشکل بھی کہتے ہیں לְבֶן لبن کے معنی ہیں سپید (ترجمہ) شراب سے اس کی
آنکھیں مخمور ہوں گی اور دودھ سے سفید دانت' اس پیغمبر جلیل القدر نے شیلو کا حلیہ بھی لکھ
دیا ہے یعنی وہ اشکل العین ہوگا اور اس کے دنداں نہایت چمکدار ہوں گے جیسا کہ آپ کے
حلیہ میں بیان ہوا ہے کہ آپ اشکل العینین تھے اور دانت آپ کے نورافشاں ربی سلیمان ابن
اسحاق کی تفسیر کے موافق یہ معنی ہیں البتہ مصداق ٹھیرانے میں اختلاف ہے اور شراب سے مراد
روح القدس ہے کہ وہ ایک حالت ہے جو انبیاء پر بوقت نزول وحی طاری ہوتی ہے تو
مقصود آیت یہ ہوگا کہ روح القدس سے آپ کی آنکھیں مخمور ہوں گی اور دودھ سے مراد
شریعت ہے یہ مطلب ہے کہ آپ کے دنداں سفید ہوں گے یعنی آپ خنداں رہیں گے شریعت
سے یعنی بوجہ تائید شریعت یا اس وجہ سے کہ آپ کی امت حفظ شرائع میں محکم ہوگی یہودیوں
نے اس آیت کے اور معنی بھی لکھے ہیں چونکہ وے معانی نہایت نامعقول ہیں اس لئے زیادہ نقل
نہیں کرتا اب میں متوجہ ہوتا ہوں دوسری پیشین گوئی کی طرف ایوب کے ۱۱ باب کی ۱۲ آیت
میں یوں ہے וְאִישׁ נָבוּב יִלָּבֵב וְעַיִר פֶּרֶא אָדָם
יִוָּלֵד : ایش نابوب یلابیب وعیر پرا آدام یوّالید (ترجمہ) مرد امی حکیم ہوگا
اور عیر سے خلیفہ بنی آدم نکلے گا عیر مدینہ کے پہاڑ کا نام یہ مدینہ کے دکھن ہے جیسا اُحد
اُتر گو پیدائش آپ کی مکہ میں تھی لیکن ترقی اسلام جو کچھ ہوئی مدینہ سے ہوئی یہاں بھی
وہی لفظ פֶּרֶא پرا واقع ہے جس کے معنی ہیں خلیفہ : ایوب کے اس کل باب کی ہم
تفسیر کر دیتے مگر اس رسالہ میں ہم کو بہت اختصار ہے کیوں کہ معنی کہنے میں بڑا فرق پڑتا ہے۔
تحریفات معنوی بہت ہوئے ہیں ان شاء اللہ تعالیٰ دوسری کتاب میں طولانی بحث کریں گے

اب ہم ایک خبر میں بحث کرتے ہیں جس میں ایک مدت سے یہود و عیسائی اور محمدیوں میں بحث چلا آتا ہے۔ یہود کہتے ہیں کہ کسی خاص نبی کی نسبت یہ خبر نہیں ہے اور عیسائی کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ کی نسبت یہ خبر دی گئی ہے محمدی کہتے ہیں کہ مصداق اس کا جناب سرور کائنات سید عالم ہیں۔ موسیٰ کی پانچویں کتاب کے ۱۸ باب کے ۱۵ آیت میں یوں ہے۔ נָבִיא מִקִּרְבְּךָ מֵאַחֶיךָ כָּמֹנִי יָקִים לְךָ יְהוָה ——— אֱלֹהֶיךָ אֵלָיו תִּשְׁמָעוּן׃ نابی مقربخا ماحیخا کاموُنی ماقیم لخا یہوُدا الوہیخا الاِو تشماعون، ترجمہ نبی تم میں سے تمھارے بھائیوں میں سے میرا سا قائم کرے گا تیرے لئے اللہ اس پر ایمان لانا۔ ربّی سلیمان یرحی نے اس کی تفسیر میں لکھا ہے۔ כָּמֹנִי שֶׁאֲנִי בֵּי מִקִּרְבְּךָ מֵאַחֶיךָ יָקִים לְךָ תַּחְתַּי וְכֵן מִנָּבִיא לְנָבִיא: ترجمہ جیسا میں تم میں سے تمھارے بھائیوں میں سے ہوں قایم کرے گا وہ نبی میری شریعت تمھارے لئے یوں ہی ہر نبی۔ اس سے مستفاد ہے کہ تمثیل موسیٰ کی طرف اس باب میں بھی کہ جس طرح موسیٰ بنی اسرائیل میں سے ہیں ویسا ہی وے انبیاء بھی بنی اسرائیل میں سے ہوں گے اور جس طرح موسیٰ شریعت الٰہی کو جاری کرتے تھے اُسی طرح وہ بھی قایم و جاری کرے گا۔ اپنے مطلب پر قرینہ ۱۶ آیت سے ۲۰ تک پیش کرتے ہیں مضمون آیت یہ ہے کہ بروز اجتماع جماعت حوریب میں اللہ اپنے معبود سے یہ جو تم نے سوال کیا تھا کہ ہم پھر خدا کی آواز نہ سُنیں اور ایسی آگ نہ دیکھیں تاکہ مر نہ جائیں تب خدا نے مجھ سے کہا کہ بہتر ہے جو انھوں نے کہا میں اُن کے لئے نبی قایم کروں گا اُن کے بھائیوں میں سے تجھ سا اور دوں گا اپنا کلام اس کے مُنہ میں وہ کہہ دے گا

جو کچھ میں اُسے حکم کروں گا اور جو کوئی مری بات نہ مانے گا جو وہ کہے گا
میں اس سے سمجھ لوں گا۔ قصہ یہ ہے کہ بنی اسرائیل حوریب پہاڑ کے گرد جمع تھے
حضرت موسیٰ کے ساتھ اُس پہاڑ پر برق چمکی بڑے زور شور سے آواز ہوئی اس
میں عشر کلمات سُنے گئے تمام حاضرین نے سُنا اور اس پر ایمان لائے لیکن
اُس برق و رعد سے وے بہت ڈرے اور کہا کہ اس کے دیکھنے اور سُننے کی
ہم کو تاب نہیں اس پر یہ حکم ہوا جو لکھا گیا اس سے یہود وہ مطلب نکالتے
ہیں جو اوپر گذرا ان آیات کے بعد یہ ہے کہ اگر کوئی جھوٹ دعویٰ نبوّت
کرے تو وہ مار ڈالا جائے گا اس کو یہود حضرت عیسیٰ پر جھٹلاتے ہیں جو اوپر
خلاصہ ہے توراۃ اور اس کی تفاسیر کا جو یہود کرتے ہیں لیکن دقت نظر سے
معلوم ہوتا ہے کہ یہ مطلب نہیں ہے کیوں کہ مطلب ان کا یہ ہے کہ کوئی خاص نبی
مراد نہیں بلکہ جملہ انبیاء بنی اسرائیل مراد ہیں حالاں کہ ۵ آیت گزشتہ کی اخیر
میں لکھا ہے کہ تم اس پر ایمان لانا۔ تورات پر تو وے ہمیشہ ایمان رکھتے تھے
اُس پر ایمان لانے کی ہدایت کی ضرورت نہ تھی جملہ انبیاء بنی اسرائیل اسی
تورات بموجب ہدایت کرتے تھے ہاں نئی شریعت کو ماننا دشوار تھا اس نئے اس
کے ماننے کی ہدایت ضرور تھی اور ۱۸ آیت میں یہ لکھا ہے کہ میں اپنا کلام اس کے
مُنہ میں دوں گا وہ میرے احکام اُن سے کہہ دے گا اس سے ظاہر ہے کہ
کلام جو اس نبی کو دیا جائے گا اس میں احکام ہوں گے صاحب احکام و شریعت کوئی
نبی بنی اسرائیل میں سوائے موسیٰ کے نہیں ہوا ۔ נָבִיא אָקִים
לָהֶם מִקֶּרֶב אֲחֵיהֶם כָּמוֹךָ וְנָתַתִּי
דְבָרַי בְּפִיו וְדִבֶּר אֲלֵיהֶם אֵת כָּל
אֲשֶׁר אֲצַוֶּנּוּ׃ نابی اقیم لاہم مقرب اخیہم کاموخا ونا تتی دباری

یقیمو ود بر الیھم ابث کل اشر اصوتو ترجمہ ان کے لئے نبی قائم کروں گا میں ان کے بھائیوں میں سے تیرا سا اور دوں گا اپنا کلام اس کے منہ میں کر وہ کہے گا ان سے جو کچھ میں اس کو حکم دوں گا سورہ نجم میں اس کی طرف اشارہ ہو مَا یَنطِقُ عَنِ الھَوٰی اِن ھُوَ اِلَّا وَحیٌ یُوحیٰ عَلَّمَہٗ شَدِیدُ القُوٰی ذُو مِرَّۃٍ فَاستَوٰی ترجمہ۔ اپنے دل سے نہیں کہتا وہ تو وحی ہے جسے سکھایا ہے بڑے قوی محکم نے تب ٹھیک ہوا یعنی خدا جو اس سے کہہ دیتا ہے وہ بیان کرتا ہے اپنے دل سے نہیں کہتا خدا ہی کے سکھانے سے وہ راست ہوا ہے جیسا حضرت آدم کو کہا عَلَّمَ آدَمَ الاَسمَاءَ کُلَّھَا مِصوَہ עברانی میں حکم کو کہتے ہیں אֲצַוֶּנּוּ اصوِنُو اسی سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں میں اسے حکم دوں گا اس قصہ کو خیال کرنا چاہئے کہ شریعت بنی اسرائیل کو حضرت موسیٰ کے زمانہ میں معرفت فرشتہ کی دی گئی برق و رعد سے وے خوف زدہ ہوئے اور یہ درخواست کی کہ ہم کو اب شریعت اس طور سے نہ ملے غالباً یہ اس بنا پر رہا ہوگا کہ حضرت ابراہیم و اسحق و یعقوب کے بیانات سے ان کو معلوم تھا کہ ایک نبی صاحب شریعت بنی اسمٰعیل سے ہوگا تو جب درخواست ان کی نسبت شریعت کے تھی تو عام انبیاء بنی اسرائیل اس سے مراد نہیں ہو سکتے کہ وے صاحب شریعت نہ تھے بلکہ وے لوگ بموجب احکام توراۃ کے خود عمل کرتے تھے اور دوسروں کو ہدایت کرتے تھے چنانچہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل علاوہ بریں اس نبی کا یہ نشان بتایا گیا کہ وہ مثل موسیٰ ہوگا۔ یہود کا یہ کلام کہ مماثلت سے مقصود یہ ہے کہ وہ بنی اسرائیل سے ہوگا صحیح نہیں معلوم ہوتا کیوں کہ اسی کتاب کے اخیر میں ۱۰ آیت سے ۱۲ تک یہ لکھا ہے کہ جسے یہود تسلیم کرتے ہیں۔ عزرا نبی نے روح القدس سے لکھا ہے וְלֹא קָם נָבִיא עוֹד בְּ

ישראל כמשה אשר ידעו יהוה פנים
אל־פנים׃ לכל־האתות והמופתים
אשר שלחו יהוה לעשות בארץ
מצרים לפרעה ולכל עבדיו ולכל אר
צו׃ ולכל היד החזקה ולכל המורא
הגדול אשר עשה משה לעיני כל
ישראל׃ ولو قام نابی عود بیسرائیل کموشہ اشر یدعو یہودا پانیم ال
او توث و ہموفیم اشر شلاحو یہودا لعسوث بارص مصرایم لفرعو ولحل عبادو
ولحل ارصو ولحل ہتیاد ہحزاقا ولحل ہمورا ہگادول اشر عاسا موشہ لعینی کل
یسرائیل ترجمہ پھر موسیٰ کا سا نبی بنی اسرائیل میں قائم نہ ہوا جس پر خدا متجلّی ہوا
ہو علانیہ ایسی آیات و معجزات کے ساتھ جس کے ظاہر کرنے کے لئے بھیجا تھا خدا
نے اسے ملک مصر میں فرعون اور اس کے توابع کے سامنے اور اس قوت شدیدہ
کے ساتھ اور اس اعجاز عظیم کے ساتھ جو موسیٰ نے بنی اسرائیل کے سامنے کر دکھایا
ان آیات سے ظاہر ہے کہ تمثیل موسیٰ سے اسی قدر مقصود نہیں ہے جو یہود کہتے
ہیں عزرا اخیر دور میں تھے وے خبر دیتے ہیں کہ موسیٰ کا سا نبی آج تک نہیں
ہوا تو وہ شخص موعود جس کا تذکرہ ۱۸ باب کی ۱۵ آیت میں ہے اب تک
نہیں ہوا بلکہ وہ بڑے معجزات و آیات کے ساتھ ہوگا میرے نزدیک یہ ایک
پیشین گوئی ہے جو حضرت عزرا نے کی ہے واو جو ולא קם נביא
עוד בישראל כמשה׃ واو ولو قام نابی
عود بیسرائیل کموشہ میں ہے واو ہپوخ ہے ו ההפוך: اس واو کی
خاصیت یہ ہے کہ جب ماضی پر آتا ہے تو اس کے معنی مستقبل کے ہو جاتے ہیں

اور اگر مضارع پر آتا ہے تو اس کے معنی ماضی کے ہو جاتے ہیں یہ واوٗ کثیر الاستعمال ہے اور یہاں ماضی پر ہے تو معنی آیت یہ ہوں گے کہ نہ قائم ہوگا ابداً بنی اسرائیل میں کوئی نبی موسیٰ کا سا مطلب حضرت عزرا کا یہ ہے کہ نبی موعود جس کا وعدہ ۱۸ باب کی ۱۵ آیت میں ہے وہ بنی اسرائیل میں سے نہ ہوگا ایسا گمان مت کرو خصوصاً עוֹד عُود کے لفظ پر لحاظ کرنا چاہیے۔ عود کے معنی ہمیشہ کے آئے ہیں مرادف כָּל הַיָּמִים کُل ہیّا میم جیسا ربی داوٗد قمحی نے اپنی لغت میں لکھا ہے دونوں مقام کے ملانے سے مطلب واضح ہو گیا کہ حضرت موسیٰ نے خبر دی تھی کہ ایک پیغمبر میرا سا بنی اسمٰعیل میں ہوگا تم اس پر ایمان لانا۔ اس پر وعید بھی ہے کہ ایمان نہ لاوٗ گے تو میں سمجھ لوں گا باوجود اس کے افسوس ہے کہ یہود ان آیات باہرہ پر بہ تحریفات معنویہ عمل نہیں کرتے اس سے صاف ہو گیا کہ اس سے حضرت عیسیٰ مراد نہیں ہیں تمثیل موسیٰ کسی پر صادق نہیں آتی سوائے محمدؐ کے۔ دیکھو جس طرح حضرت موسیٰ نے عصا کو سانپ کر دکھایا اُس طرح ہمارے پیغمبر نے سنگریزوں سے تسبیح پڑھایا جس طرح موسیٰؑ نے سمندر پھاڑا اُس طرح معجزہ شق القمر ظاہر ہوا جس طرح موسیٰؑ نے بارہ چشمے پانی کے پتھر سے جاری کئے اُس طرح ہمارے پیغمبر کی انگلیوں سے پانی جاری ہوا تھا جس طرح حضرت موسیٰ کی دعا سے قارون زمین میں دھنس گیا تھا اُس طرح سراقہ بھی حضرت موسیٰ مثل پیغمبر کے بڑے حلیم تھے جس طرح موسیٰ کو ہمیشہ کفار سے بڑی لڑائی تھی ویسا ہی آنحضرت کو بھی قتال درپیش رہتا تھا اور کہاں تک لکھوں اس تمثیل کے لئے ایک رسالہ علیحدہ مرتب ہونا چاہیے احکام توراۃ و قرآن کے بہت ملتے ہیں اصول میں فرق نہیں ہے فروعات میں بسبب تبدل ادوار کے تفاوت ہوا ہے۔ سورہ احقاف میں اسی کی طرف اشارہ ہے قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ

وَكَفَرْتُمْ بِهٖ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى مِثْلِهٖ فَاٰمَنَ وَاسْتَكْبَرْتُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ترجمہ تو کہہ دیکھو تو اگر یہ خدا کی طرف سے ہو اور تم نے اس کو نہ مانا باوجودے کہ بنی اسرائیل کا ایک گواہ اس کے مثل کے گواہی دے چکا ہے اور اس پر ایمان لایا ہے اور تم نے گھمنڈ کیا تو کیا تم ظالم نہیں ہو بلاشک خدا ظالم کو کامیاب نہیں کرتا خلاصہ اگر یہ سچے نبی ہوں اور تم نے نخوت سے اُن کو نہ مانا باوجود شہادت موسیٰ تو پھر تم ظالم ہوگے اور مستحق وعید اور نسبت جھوٹے نبی کے جو آیت میں تذکرہ ہے وہ مسیلمہ کذاب واسود عنسی کی طرف اشارہ ہے چنانچہ صحابہ نے اس آیت کی تعمیل کی اور اُن کو قتل کیا اسی باب کی ۲۱ آیت میں خدا نے جھوٹے سچے نبی کی ایک شناخت بتائی ہے کہ اگر اُس کی خبر مطابق واقع کے نہ ہو تو سمجھو کہ وہ نبی جھوٹا ہو پیغمبر نے جو خبریں دیں اس میں سر مو فرق نہ ہوا قتلائے بدر کی مقامات قتل کو بتادیا تھا اس میں ایک انگل کا تفاوت نہ ہوا آیت اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا کو لحاظ کرو اس کی بسط وشرح میں مصروف نہیں ہوسکتا ورنہ کتاب طویل ہوجائے گی پس ایسے نبی کو بموجب حکم توراۃ جھوٹا کہنا کفر ہے شعر

یارب صل وسلم دائما ابدا علی نبیک خیر الخلق کلھم

اب یہاں ہم ایک خبر جو حضرت موسیٰ نے اپنی موت سے پہلے دی تھی بمناسب مقام لکھ دیتے ہیں موسیٰ کی پانچویں کتاب کے ۳۳ باب کی ۲ آیت וַיֹּאמַר יְהוָה מִסִּינַי בָּא וְזָרַח מִשֵּׂעִיר לָמוֹ הוֹפִיעַ מֵהַר פָּארָן וְאָתָה מֵרִבְבֹת קֹדֶשׁ מִימִינוֹ אֵשְׁדָּת לָמוֹ׃ وَیُّومَر یہوا مِسِّینائی باوزارح مِسِّعیر لامو ہوفیع مِہَر پاران وِآتا مِرِبِبوت قودش مِیمِنو ایش دات لامو ۔ סִינַי سینائی عربی میں اُسے سینا کہتے ہیں یہ ایک پہاڑی علاقہ ہے بحر احمر کی دونوں شاخ

کے بیچ میں اس علاقہ میں ایک پہاڑ ہے اُسے הר סיני ہر سینای کہتے ہیں عربی میں طور سینا ہر و طور کے معنی پہاڑ ہیں اس پہاڑ کی تین چوٹیاں ہیں جو ان میں چھوٹی اور پورب اُتر کی کون پر ہے اُسے חרב خوریب کہتے ہیں اور جنوبی حصہ اس پہاڑ کا הר סיני سینای کہلاتا ہے ایک چوٹی بجانب مغرب و جنوب واقع ہے یہ عرب میں ہے یہیں حضرت موسیٰ کو نبوت ہوئی تھی اور اس پہاڑ کے پاس ایک میدان ہے جسے عبرانی میں מדבר סיני مذبر سینای یعنی وادی سینا اور عربی میں طوی کہتے ہیں שעיר سعیر یہ ایک پہاڑی ضلع ہے ایدومیا کا جس پر حضرت عیص کی اولاد نے قبضہ کر کے سکونت اختیار کی یہ بحرالملح کے کنارہ سے بحر احمر کی شرقی شاخ تک پھیلا ہے اس میں ایک پہاڑ ہے اس کا نام عبرانی میں سعیر ہے اس کے شمالی حصہ کو عربی میں جبال کہتے ہیں اور جنوبی کو شراہ یہ بھی ملک عرب میں فلسطین کی سرحد پر واقع ہے حضرت موسیٰ نے اسی راہ سے شام پر حملہ چاہا تھا مگر اولاد عیص نے راہ نہ دی۔

ترجمہ- کہا (یعنی موسیٰ نے) اللہ سینا سے آیا اور چمکے گا سعیر سے اور بہت شدّت سے متجلی ہوگا کوہ فاران سے اور آئے گا لاکھ لڑائی سے اس کے دہنے ہاتھ میں آگ ہوگی - اور اس کے پاس شریعت یا یہ کہ اس کے ہاتھ میں شریعت کی آگ ہوگی - فاران اس میں اتفاق ہے کہ فاران ملک عرب میں ہے خود توریت سے معلوم ہوتا ہے کہ فاران وہ مقام ہے جہاں اسمعیل رہتے تھے جیسا لکھا ہے וישב במדבר פארן ترجمہ قیام کیا فاران کے میدان میں یہ حضرت اسمعیل کو لکھا ہے اس میں کچھ شبہ نہیں کہ حضرت اسمعیل مکہ میں رہتے تھے جیسا اوپر بیان ہوا پیدائش باب ۲۱ میں اس واقعہ کو یوں لکھا ہے کہ ابراہیم نے

علی الصباح کچھ زادِ راہ ہاجرہ کو دے کر رخصت کیا وہ روانہ ہوئے اور بیر سبع کی میدان میں مبہوت ہوئے وہاں پانی ختم ہو گیا تب چھوڑ دیا اس نے بیٹے کو کسی درخت کے نیچے اور ہٹ کے کچھ دُور جوان کے سامنے بیٹھے ایک تیر پرتاب کے فاصلہ سے اس خیال سے کہ اس جوان کی موت کا صدمہ نہ دیکھوں اور چلا کے رونے لگی تب خدا اس جوان کی دعا کی طرف متوجہ ہوا اور فرشتہ آسمانی نے ہاجرہ کو پکار کے کہا کیا ہے ہاجرہ مت ڈر خدا نے اس جوان کی دعا قبول کی مطابق اس کی حال کے اٹھا اس جوان کو اٹھا اور اپنا احسان اس کے ساتھ محکم کر کہ اس سے بڑی قوم کے لئے قائم رکھوں گا (گوی گا دول سے مراد محمد ہیں من حیث العدد تو مقصود یہ ہوا کہ اسی محمد کو پیدا کروں گا) پھر فرشتہ نے ہاجرہ کی آنکھ کھول دی اور کنواں مل گیا پھر تو ہاجرہ نے مشک بھر لی اور جوان کو پلایا پھر فرشتہ اس کے ساتھ اور وہ جوان معزز ہوا اور عرب میں قیام کیا اور شکار دوست ہوا اس نے فاران کے میدان میں سکونت اختیار کی اب یہاں چند امور لایق بحث ہیں اول بیر سبع کون مقام ہے جہاں ہاجرہ پریشان ہوئی تھیں میرے نزدیک وہ مقام صفا مروہ ہے بیر عبرانی وعربی میں کوے وچاہ کو کہتے ہیں شبع سبع عبرانی وعربی میں سات کو چونکہ ہاجرہ صفا ومروہ کے بیچ میں سات مرتبہ دوڑی تھیں جس کے بعد زمزم کنواں ملا تو اس میدان کو خدا نے بیر سبع سے بیان کیا اب تک اہل اسلام بین الصفا والمروہ سات مرتبہ سعی کرتے ہیں۔ یہ رسم برابر قریش میں بطور یادگاری جاری ہے حضرت اسمٰعیل وہاجرہ کا حال جو کچھ ان کی اولاد سے ملے وہ موثق ہے اس سے جو دوسری قوم سے ملے ان بزرگوں کا حال مسلمانوں میں بہت بسط وشرح سے مشہور ہے یہ واقعہ یعنی ہاجرہ کا پریشان ہونا اور غلبہ تشنگی اور نمود زمزم بین الصفا والمروہ مشہور ہے لہذا بیر سبع جو اس آیت میں مرقوم ہے اس سے مقصود بین الصفا والمروہ ہے یہود ونصاریٰ بیر سبع سے وہ مقام ارا[illegible]

کرتے ہیں جو ملک شام میں واقع ہے گرنیس میں لکھا ہے کہ اس نام کے چھ سات مقام ہیں یہود و نصاریٰ سے بیر سبع کی تعیین میں غلطی ہوئی بیر سبع جو شام میں ہے وہاں متعدد کوئیں ہیں اور حضرت ہاجرہ اس میدان میں حضرت ابراہیم کے ساتھ برابر دو روگشت میں رہتی تھیں وہاں ان کو پریشان ہونے کی کوئی وجہ نہ تھی اور پانی بھی نایاب نہ تھا ہاں بین الصفا والمروہ ایسا ہی مقام تھا جہاں پانی کے لئے انسان متوحش و پریشان ہوتا علاوہ بریں ۲۰ آیت میں مذکور ہے کہ قیام کیا مدبار میں مدبار عبرانی میں میدان کو کہتے ہیں گرنیس میں لکھا ہے کہ یہ لفظ جب معرف ہوتی ہے تو اس سے مقصود عرب ہوتا ہے اور یہاں بھی معرف ہے لہٰذا اس کا ترجمہ ہم نے عرب کیا ہے پس سیاق کلام سے پیدا ہے کہ بعد اس واقعہ کے ہاجرہ وغیرہ نے قیام عرب میں کیا پس بیر سبع کو ملک شام میں نہیں ہونا چاہئے بلکہ عرب میں اور عرب میں کوئی مقام اس نام سے مشہور نہیں ہے اسی کے بعد مذکور ہے کہ اس نے فاران کے میدان میں سکونت اختیار کی ان بیانات سے واضح ہو گیا کہ فاران میدان مکہ ہے جہاں حضرت اسمٰعیل رہتے تھے۔ حضرت اسمٰعیل و ہاجرہ کا مزار بھی مکہ معظمہ میں حطیم کے قریب ہے لہٰذا فاران جہاں حضرت اسمٰعیل رہتے تھے سوائے مکہ معظمہ کے دوسرا مقام نہیں ہو سکتا اس مقام سے حضرت اسمٰعیل کی نبوت بخوبی ثابت ہے ربی سلوموریجی نے حضرت ہاجرہ کی نبوت تسلیم کی ہے ایک فاران اور بھی ہے جو اندومیا اور فلسطین کی سرحد پر واقع ہے بلکہ بعض نے اُسے فلسطین میں داخل کیا ہے کچھ حصہ اُس کا ضرور فلسطین میں ہے پھر جب بڑھی تو اُن کی اولاد حجاز سے شام تک بسی و مسکن گزیں ہوئی چنانچہ موسیٰ کی پہلی کتاب کے ۲۵ باب میں لکھا ہے کہ وے حویلہ سے شور تک آباد ہوئے حویلہ ایک شہر کا نام ہے جسے حویلہ ابن یقطان نے آباد کیا ہے یقطان کے چند بیٹے تھے منجملہ اُن کے حویلہ و شبا و حضرماوت

اُن کے نام سے شہر میں آباد تھی ۔ حضر ماوث جسے اب حضر موت کہتے ہیں وہ ۳۷ درجہ
۲۱ دقیقہ عرض پر واقع ہے اور شبا کو اب سبا کہتے ہیں یہ سب سلطنت یمن میں واقع
تھی کسی زمانہ میں سلطنت یمن بہت وسیع و پر زور تھی شور یہ نام ہے شام کا عربی
میں اس کو سوریہ کہتے ہیں جس سے سیریہ نام یونانی نکلا ہے حویلہ و شور کے بیچ میں
علاقہ حجاز و مدین ہیں لہٰذا یہیں فاران کو بھی ہونا چاہیے اس میں شبہ نہیں کہ
حضرت موسیٰ عربستان میں پھرا کرتے تھے ۔ موسیٰ کی تیسری کتاب کے ۱۰ باب کے
۱۲ آیت میں یوں لکھا ہے ؏ וַיִּשְׁכֹּן הֶעָנָן בְּמִדְבַּר פָּארָן
وَیِشکُون ہِعانانِ بِمِدْ بَرپَارَان ترجمہ وہ ابر فاران کے میدان میں ٹھہر گیا جب حضرت
موسیٰ چلتے تھے ان کے ساتھ ابر چلتا تھا جہاں وہ ٹھہر جاتا تھا حضرت موسیٰ وہاں
قیام کرتے تھے چنانچہ وہ ابر فاران میں ٹھہر گیا اور حضرت موسیٰ نے وہاں قیام کیا
یہ مقام مکہ معظمہ تھا کہ وہ ایک جگہ اطمینان کی تھی سب عرب اُن کے ساتھ تھے اور وہ
حرم بھی تھا یہ امر لائق لحاظ کے ہے کہ جس فاران میں ابر ٹھہر گیا اور وہاں حضرت
موسیٰ نے قیام کیا کون مقام تھا وہ فاران جو ملک شام میں خواہ سرحد شام پر ہے
ہو نہیں سکتا کیوں کہ حضرت موسیٰ ملک شام میں گئے نہیں جب حضرت موسیٰ نے ایدومیا
کی راہ سے شام پر حملہ چاہا تو وہاں کے رئیس نے راہ نہ دی اور بلا عبور ایدومیا کے
فاران میں پہنچنا دشوار لہٰذا وہ فاران مراد نہیں ہو سکتا پھر موسیٰ کی منازل جو اُن
کی تیسری کتاب باب ۳۳ میں مذکور ہے اُس سے ثابت ہوتا ہے کہ فاران جہاں
موسیٰ نے قیام کیا وہ علاقہ حجاز میں تھا کیوں کہ جب انھوں نے میدان سینا سے
کوچ کیا تو قبر وث میں مقام ہوا پھر وہاں سے کوچ کر کے حصیروث میں مقام
ہوا جہاں مریم کو بوجہ بے ادبی موسیٰ برص ہو گیا کرینس میں لکھا ہے کہ یہ مقام ازبیا
پیٹریا میں واقع ہے اور حصیروث سے کوچ کر کے رتما میں خیمہ زن ہوئے اور رتما

سے کوچ کرکے رِتموں میں قیام کیا پھر وہاں سے کوچ کرکے لِبنَا میں قیام کیا۔ لِبنا ہی
بن ہے جو حدود حرم سے ہے الغرض اس روانگی میں حرکت لشکریان موسیٰ کی سینا
سے جنوباً معلوم ہوئی بن تک جو حدود حرم سے ہے پہونچے لبنا کو گرینس میں
لکھا ہے کہ ایک شہر کا نام ہے یہودیہ میں یعنی جہاں بیت المقدس ہے یہ مراد نہیں
ہوسکتا۔ کیوں کہ حضرت موسیٰ شام میں گئے نہیں جیسا توراۃ سے ثابت ہے دوسرا
مقام اسی قدر بیان کیا کہ جہاں حضرت موسیٰ نے قیام کیا تھا پس دوسرا مقام یہی ہے
جو حدود حرم سے ہے اس سفرنامہ میں یعنی موسیٰ کی کتاب مذکور بالا میں منازل موسیٰ
میں بِن شمار ہوا اور دوسرے مقامات میں فاران مذکور ہے اس سے سمجھا جاتا
ہے کہ فاران وہی بِن ہے یہ سفر خروج مصر کی دوسری سال میں ہوا تھا اس کوچ
کی تفصیل ہم آگے لکھیں گے جس سے صاف ہو جائے گا کہ فاران حجاز و مکہ معظمہ
ہے پھر وہیں سے جاسوس ملک شام میں روانہ کیا اسی کتاب کے ۱۳ باب کی
۲۶ آیت میں یوں لکھا ہے וַיָּבֹאוּ אֶל-מֹשֶׁה וְאֶל-
אַהֲרֹן וְאֶל-כָּל-עֲדַת בְּנֵי-יִשְׂרָאֵל אֶל-מִ
דְבַּר פָּארָן קָדֵשָׁה: وَيَابُوْئُو اِل مُوشِه وِاِل اَہرُوں وِاِل کُل عدَت
بنی یسرائیل اِل مُدبّر پاران قادیشہ ترجمہ اور (یعنی جاسوس) موسیٰ اور ہارون اور
سب جماعت بنی اسرائیل کے پاس میدان فاران میں جو مقدس ہے بعد وفات شمویل نبی
کے حضرت داؤد بخوف ساؤل خلیفہ و بادشاہ بنی اسرائیل جسے عربی میں طالوت کہتے ہیں
فاران میں چلے گئے اور چندے وہاں قیام کیا ان کے ساتھ کسی قدر فوج بھی تھی۔ لہذا
ایک مقام پر نہیں رہتے تھے اور اکثر مال دار و اہل دول کی ڈاکو و چوروں سے
نگرانی بھی کرتے تھے اس لئے اُن سے نفع بھی ہوتا تھا ایک معاملہ وہاں بمقام کرمِلْ
یہ پیش آیا کہ وہاں ایک شخص نابال نامی بڑا مال دار تھا اور اس کی حفاظت حضرت داؤد

اور اُن کے ساتھی کیا کرتے تھے زکوٰۃ مانگا وہ بہت بگڑا اور کہا میں تو داؤد کو نہیں
جانتا کون شخص ہے اس خشک جواب سے حضرت داؤد نے اس پر حملہ کیا مگر اس کی
جورو جس کا نام ابی غایل تھا حاضر ہو کر بہت معذرت کی اور زکوٰۃ ادا کیا کہ حضرت داؤد
خونریزی سے باز آئے اور واپس گئے مگر اسی حوالی میں گشت و دورہ کیا کرتے
تھے۔ چنانچہ بعد مرجانے نابال کے پیام بھیج کر حضرت داؤد نے ابی غایل سے نکاح
کیا۔ سموئیل کی پہلی کتاب کے ۲۵ باب کو دیکھنا چاہیے یہاں چند باتوں پر نظر ڈالنا
مناسب ہے نابال کے جواب سے کہ میں داؤد کو نہیں جانتا صاف ظاہر ہے کہ نابال
ملک شام کا رہنے والا نہ تھا کیوں کہ اس خطہ میں کوئی ایسا نہ تھا جو داؤد کو نہ پہچانتے
کیوں کہ وے خلیفۂ خدا تھے اور بادشاہ وقت کے داماد اور گانے میں بے مثل
تھے اور بیشتر جدال و قتال میں رہا کرتے تھے لیکن نابال ملک غیر کا رئیس تھا وہ
ان کو نہیں جانتا تھا اور کرمل جہاں وہ رہتا تھا ایک مقام ہے جو طے کے دونوں
پہاڑوں کے بیچ میں واقع ہے یعنی اجا و سلمیٰ کے بیچ میں وہ میشا کی اولاد کا مسکن ہے
جو حضرت اسمٰعیل کے بیٹوں میں تھے۔ حاتم طائی اسی جوار کا تھا ایک مقام اسی نام کا
ملک شام میں تھا لیکن وہ یہاں مراد نہیں ہو سکتا وہ نابال کی جواب سے منطبق نہیں
علاوہ بریں اس کرمل کو حوالی فاران میں ہونا چاہیے کیوں کہ حضرت داؤد نے اس گشت
کی حکایت زبور میں بھی کی ہے שָׁכַנְתִּי עִם־אָהֳלֵי קֵדָר
شاخنتی عم آہو قیدار ٹھہرا میں قیدار کی خیموں میں قیدار حضرت اسمٰعیل کے بیٹوں میں
تھے ان کی اولاد حوالی مکہ میں رہتے تھے چنانچہ ہمارے پیغمبر قیدار میں تھے اور بنی اسمٰعیل
خیموں میں رہتے تھے جب جہاں چرائی ہوتی تھی جا رہتے تھے اس قصہ سے بھی
ثابت ہے کہ فاران ملک عرب بلکہ حجاز میں واقع ہے علاوہ بریں نمرود نے قوم
حوری کو جو حوران و جبل شراہ میں کوفہ تک حکومت رکھتے تھے قتل کیا تا نخلستان

فاران اس کا ذکر پیدائش کے باب ۱۴ میں ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب
نمرود نخلستان فاران میں پہنچا بوجہ عظمت مکہ معظمہ کے خونریزی سے دست کش ہوکے
لوٹ گیا۔علاوہ بریں حضرت داؤد نے بنی عیص کو جو کوہ شراہ اور اس کی حوالی میں
رہتے تھے کہ وہ ایک قطعہ عربستان کا ہے متصل شام قتل عام کیا اور وہاں ۶ مہینے
ٹھیرے رہے اس وقت شاہزادگان بنی عیص سے حدد نامی ایک شخص معہ چند
اشخاص کے جو اسی قوم کے تھے بھاگ کر مدین میں گئے اور وہاں سے فاران جاکر
کچھ لوگ ساتھ لے کر مصر چلا گیا وہاں فرعون نے اسے پناہ دی۔ملاخیم باب ۱۱
کو دیکھو اس سے قیاس ہوتا ہے کہ حدد بخوف داؤد بھاگا تھا۔شام میں تو وہ پناہ
نہیں لے سکتا تھا اور حوالی اردن سے تاکوفہ بلکہ کچھ دور تک اس کے جنوب جو قومیں
رہتی تھیں وہ سب داؤد کے حکم سے باہر نہ تھیں وہاں پناہ نہ لے سکا تب وہ مدین
گیا جو علاقہ حجاز تھا لیکن مدین کے لوگ ایسے نہ تھے جو داؤد کے حملہ کو روک سکتے
تب وہ مکہ معظمہ میں گئے ہوں گے۔وہ جگہ حملہ سے محفوظ تھی لیکن اس وادی غیر ذی زرع
میں قیام نہیں کر سکتے تھے تو انہیں کی مدد سے مصر گئے تو اس سے مستنبط ہوتا ہے
کہ فاران یہی مقام ہے لیکن کل حجاز پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے جب בְּמִדְבַּר
פָּארָן مدبر فاران یعنی میدان فاران بولتے ہیں تو اس سے مراد ملک حجاز ہوتا ہے اور
הַר פָּארָן ہر فاران یعنی جبل فاران سے مکہ معظمہ اور קָדֵשׁ בַּרְ
נֵעַ قادیش برنیع بھی اس کو کہا ہے اور کبھی صرف قادیش، گو اس نام کا ایک
گاؤں اور قریب ملک شام کے واقع ہے جہاں حضرت مریم خواہر موسیٰ کا انتقال
ہوا۔مکہ معظمہ کو توراۃ میں بلفظ חָרְמָה حُرما بیان کیا ہے حرما زبان
عبرانی میں وقف کو کہتے ہیں چونکہ وہ مسجد حضرت آدم کی تھی اس کی پہلے کوئی
مسجد بنی نہ تھی اس لئے بلفظ حُرما مشہور ہوئی اب بھی حرم کہلاتی ہے۔یعنی

اس میں سوائے عبادت کے سب بات حرام ہے اِنَّ اَوَّلَ بیت وضع للناس خدا
بھی اس کو کہتا ہے سب کے واسطے موضوع تھا یعنی وقف تھا جو شان ہے مسجد کی او
دوسرا ایک شہر اس نام کا سرحد شام پر واقع ہے اس حرما کی آبادی اس وقت ہوئی
ہے جب حضرت موسیٰ نے قوم کنعانی پر جو دریائے اردن کے اس پار تھی فتح پائی
موسیٰ کی ۴ کتاب کا ۲۱ باب دیکھو اور اس حرما کا ذکر قبل فتح کے ہے اب ہم ایک
واقعہ لکھتے ہیں جس سے بہت سے مقامات کی تصریح ہو جائے گی ورنہ یہود و نصاریٰ
جو کتب سابقہ سے خوب واقف ہوتے ہیں عند المباحثہ مغالطہ دیں گے سال دوم ماہ
دوم تاریخ بستم کو بنی اسرائیل نے میدان سینا سے بموجب فرمان الہٰی کوچ کیا۔ یہ اُن
کا وہاں سے پہلا کوچ تھا تین دن تک وے چلتے رہے لیکن کوئی مقام قیام کے
لئے نہ ملا صعوبت سفر سے کلمات شکایت ان کی زبان پر جاری ہوئے کہ یکایک لشکر
میں آگ لگ گئی پھر وہ حضرت موسیٰ کی کوشش و تدبیر سے گل ہوئی اس لئے اس
مقام کا نام تبعیرا یعنی سوختہ ہوا بعد ازیں غذا کے لئے ان کو صرف من ملتا تھا ایک
غذا کی تکرار سے ان کے طبائع کارہ ہوئے گوشت کی درخواست کی خدا کی قدرت
سے دریائی بٹیریں بہت کثرت سے سمندر کی جانب سے گریں اور وے بی احتیاطی
سے کھانے لگے اس لئے بہت لوگ مر گئے تو اس مقام کا نام קִבְרוֹת הַתַּאֲ
וָה قِبرُوتْ ہتّاوَا یعنی قبور الشہوۃ رکھا پھر اس مقام سے کوچ کرکے חֲצֵ
רוֹת حَصِیرُوث میں پہنچے وہاں حضرت مریم کو برص ہو گیا تا صحت اُن کے وہاں
قیام رہا پھر اس مقام سے کوچ کرکے میدان فاران میں یعنی ملک حجاز میں پہنچے پھر
جب قادیش یعنی مکہ معظمہ میں داخل ہوئے وہ ابر جو اُن کے ساتھ چلتا تھا ٹھہر گیا تو
بنی اسرائیل نے وہاں قیام کیا اور وہاں سے بارہ آدمی جاسوسی کے لئے ملک
شام روانہ کیا وے لوگ شہر حبرون تک جو اب خلیل کہلاتا ہے اور نہر اشکول جو کہ

پورے ہے، وہاں تک گئے اور چالیسویں دن فاران میں بمقام قادیش واپس آئے اور
اپنی قوم میں اس ملک کی خوبیاں بیان کیں لیکن وہاں کی قوت و اطمینان و دلیری
ایسی بیان کیا جس سے ساری قوم بنی اسرائیل خائف و بددل ہو گئی اور قصد کیا
کہ کسی کو سردار کر کے ملک مصر میں لوٹ جائیں شام کا جانا مناسب نہیں لیکن موسیٰ کی
تدابیر سے ٹھہر گئے پھر اُن کو حکم ہوا کہ تم بحر احمر کی راہ سے شام کو روانہ ہو لیکن
وے آمادہ نہ ہوئے تب موسیٰ نے انھیں بہت ڈرایا اس سے وہ نہایت
غمگیں ہوئے اور شام کی روانگی کا اہتمام کیا لیکن دوسری راہ سے جدھر جبارین
رہتے تھے حضرت موسیٰ نے بہت منع کیا مگر وے کب سنتے تھے ناچار روانہ ہوئے
لیکن حضرت موسیٰ اور ہارون اور جو لوگ اُن کی رائے میں تھے وہیں رہے۔
جب وہ لوگ سرحد جبارین میں پہنچے تو وہ مور ملخ کی طرح گر پڑی اور تا حرما اُن
کو قتل کرتی ہوئی اُن کا تعاقب کیا۔ موسیٰ کی چوتھی کتاب کے ۱۰ باب سے ۱۵ باب
تک کا انتخاب ہے پھر موسیٰ کی چوتھی کتاب کے ۲۰ باب میں لکھا ہے کہ بنی اسرائیل
پہلے مہینے میں صین کے میدان میں جو ۳۰ درجہ ۵۳ دقیقہ عرض اور ۳۵ درجہ ۲۵
دقیقہ طول پر واقع ہے پہنچے اور بمقام قادیش ٹھہرے وہیں مریم کا انتقال ہو گیا
(یہاں مہینہ تو لکھا ہے لیکن سال کا کچھ ذکر نہیں یہ قادیش دوسرا ہے جو میدان
صین کے حاشیہ پر ۳۰ درجہ ۴۵ دقیقہ عرض ۳۵ درجہ ۲۴ دقیقہ طول پر واقع ہے اور وہ
قادیش میدان فاران میں ہے اسی مقام میں حضرت موسیٰ نے پتھر سے پانی نکالا تھا اس سے
قیاس ہوتا ہے کہ جب بنی اسرائیل کو جبارین کے مقابلہ میں شکست ہوئی تو ٹے جب
مرضی موسیٰ بحر احمر کی راہ سے روانہ ہوئے اور مقام قادیش تک پہنچے) پھر موسیٰ
نے مقام قادیش سے جو بنی عیص کی سرحد پر تھا جو جبل ثمراہ اور اس کے حوالی
میں سرحد شام میں سکونت رکھتے تھے پیام بھیجا کہ ہم تمھاری ریاست سے عبور کریں گے

کچھ تم کو ضرر نہ پہنچے گا لیکن انھوں نے قبول نہ کیا پھر وہاں سے کوچ کر کے کوہ ہور پر پہنچے جو بنی عیص کے جنوبی سرحد ۳۰ درجہ ۲۰ دقیقہ عرض ۳۵ درجہ ۲۵ دقیقہ طول پر واقع ہے وہیں حضرت ہارون نے وفات پائی عربی میں اُسے جبل ہارون کہتے ہیں اور اس اطراف میں کنعانیوں سے اور بنی اسرائیل سے دو ایک لڑائی ہوئی بالآخر بنی اسرائیل نے فتح پائی اور اس اطراف کو خوب لوٹا اس لئے اس مقام کا نام حُرما ہوا کیوں کہ حُرما کے معنی ہیں لوٹ اب وہاں سے بنی اسرائیل نے کوچ کیا اور اُوبوث میں پہنچے اور وہاں سے عی میں اور وہاں سے نہر زارد (یہ ندی دریائے اردن کے پورب واقع ہے جسے نہر عرب بھی کہتے ہیں) پھر وہاں سے کوچ کر کے دریائے ارنون کے کنارے پہنچے جو قوم اموری کی سرحد پر واقع ہے یہی دریا بنی لوط اور قوم اموری کی حد تھی مطابق واقعات گزشتہ کے حضرت موسیٰ نے اپنے خطبہ میں جو انھوں نے بعد فتح حسبان کے کہا تھا بیان کیا ہے جس کا ذکر موسیٰ کی پانچویں کتاب کے پہلے سے شروع ہوا ہے اس کو ہم ذکر کرتے ہیں۔ اللہ ہمارے معبود نے ہم سے حُوریب میں فرمایا کہ قیام تمھارا اس پہاڑ میں بہت ہوا اب کوچ کرو اور اُموری کے پہاڑ پر ہر طرف سے حملہ کرو تا دریای فرات اس پر قبضہ کر لو تب میں نے کہا کہ مجھ سے تنہا یہ مہم انجام ہو نہیں سکتی۔ قوم کی کثرت سے مناسب یہ ہے کہ سرداریں مقرر ہوں (الغرض مقصود حضرت موسیٰ کا یہ تھا کہ جب حملہ کا حکم ہے تو لشکر مطابق قواعد جنگ مرتب کی جائے ایسا ہی حضرت شعیب نے اُن کو صلاح دی تھی لیکن چوں کہ وہ مقام محفوظ نہ تھا اس لئے حضرت موسیٰ نے مکہ معظمہ میں جانے کا تہیہ کیا جس کا ذکر ۱۹ آیت سے شروع ہے) پھر کوچ کیا ہم نے حوریب سے اور طے کیا اس تمامی بڑے بیابان بھیانک کو جسے تم نے معائنہ کیا کوہ اموری کی راہ سے اور پہنچے قادیش بَرنیع تک (یعنی مکہ معظمہ

جب لشکر وہاں مرتب ہوا سرداران لشکر و عدالت منتخب ہو لئے) تب ہم نے ملک شام پر حملہ
کا حکم دیا اُس وقت تم لوگوں نے یہ کہا کہ اوّلاً چند اشخاص بطور جاسوسی وہاں روانہ ہوں
بعد دریافت حال بطور مناسب چڑھائی کی جائے چنانچہ یہ بات ہم کو پسند ہوئی اور اشخاص
جاسوسی کے لئے روانہ ہوئے اور وے دریائے اشکول تک گئے اور واپس آکے وہاں کی
خوبیاں بیان کیں لیکن تم لوگوں نے حملہ کرنے سے انکار کیا کتنا ہی ہم نے سمجھایا مگر تم
لوگوں نے نہ مانا بالآخر ہم نے تم کو حکم دیا کہ تم لوگ بحر احمر کی راہ سے روانہ ہو (یہ بھی اُن
لوگوں نے نہ مانا لیکن جب موسیٰ نے اُن کو نتیجہ بد سے آگاہ کیا) تب لوگوں نے کہا کہ ہم سے خطا ہوئی
اب ہم چڑھائی کریں گے اور لڑیں گے (لیکن وہ لوگ جس راہ سے تجویز تھی حملہ کو آمادہ نہ ہوئے
بلکہ دوسری راہ سے) پھر کتنا ہی ہم نے تم لوگوں کو منع کیا۔ تم لوگوں نے نہ مانا پھر تو قوم اموری
تم پر ٹوٹ پڑی اور کوہ شراہ سے حرما تک قتل کیا۔ پھر قادش میں مدت تک مقیم رہے
بعد ازیں بحر احمر کی راہ ہم نے کوچ کیا جیسا تجویز تھی اور کوہ شراہ کی گرد رہے۔ مدت تک
تب خدا نے حکم دیا کہ پہاڑ کو گھیرے بہت دن ہوئے۔ اب بجانب شمال متوجہ ہو لیکن
بنی عیص سے جو کوہ شراہ میں رہتے تھے احتیاط کرنا اُن کو کچھ گزند نہ پہنچے پھر بیان کیا
ہے کہ ہم گزرے سرحد بنی عیص سے عرب کی راہ سے ایلہ اور عصیون ہو کے پھر نہر زارد کو
اُتر گئے۔ قادیش برنیع سے تا عبور نہر زارد ۳۸ برس گزرا تھا۔ مقصود ہمارا حکایت مرقومہ
سے اسی قدر ہے کہ کوہ سینا جہاں حضرت موسیٰ نے مصر سے آکے قیام کیا تھا اور وہیں اوّلاً
اُن کو تجلی ہوئی تھی۔ ملک شام سے بہت قریب تھا۔ ۳۰ درجہ عرض سے ملک شام شروع ہے
خود بیت المقدس ۳۱ درجہ ۵۰ دقیقہ عرض پر واقع ہے کوہ سینا سے ایک درجہ کا فاصلہ بھی
نہیں ہے حملہ وہاں سے کچھ دشوار نہ تھا۔ لیکن اُس وقت تک فوج آراستہ نہ تھی اُس کا
آراستہ کرنا ضرور تھا۔ جس کے لئے مقام محفوظ مطلوب تھا اور کوہ سینا جو متصل مدین کے
واقع ہے جہاں حضرت شعیب کا مسکن تھا حضرت موسیٰ جن کی بکریاں چرایا کرتے تھے

اور نیز وہ مقام محفوظ نہ تھا۔ اس لئے حضرت موسیٰ نے وہاں رہنا مناسب نہ سمجھا۔ پس وہاں سے کوچ کر کے دشتِ فاران میں قادیش میں جو مقام محفوظ تھا قیام کیا۔ اگرچہ لشکر کے تجربہ کار کرنے کے لئے جا بجا پھرتے تھے لیکن قیام وہیں رہتا تھا یہ علاقہ حجاز معلوم ہوتا ہے جہاں بنی اسمٰعیل بستے تھے جو اہلِ مدین اور حضرت موسیٰ کے یک جدی تھے۔ اس خصوصیت سے اور نیز اس وجہ سے کہ مکہ حرم تھا حضرت موسیٰ نے وہاں رہنا اختیار کیا۔ وہاں جاسوس ملک شام سے چالیس دن میں واپس آئے تھے تو وہ دوسرا قادیش جو سرحد شام کے قریب ہے ہو نہیں سکتا۔ ان مقامات کے ذریعے سے یہود اکثر مغالطہ دیا کرتے ہیں۔ اس وجہ سے مختصر بیان اُن کا ضرور تھا שֵׂעִיר سعیر یہ پہاڑ و ریاست کا نام ہے جہاں عیص کی اولاد رہتی تھی وہیں جبل شراہ واقع ہے۔ اب ہم فاران میں کچھ اور بحث کرتے ہیں گو تطویل ہے لیکن خالی از نفع نہیں ہے۔ موسیٰ کی چوتھی کتاب کے ۱۳ باب میں لکھا ہے

וַיְדַבֵּר יְהוָה אֶל־מֹשֶׁה לֵּאמֹר׃ وَيُدَبِّير يَهْوا اِل موشہ لیمور۔ خدا نے موسیٰ سے یوں کہا שְׁלַח־לְךָ אֲנָשִׁים וְיָתֻרוּ אֶת־אֶרֶץ כְּנַעַן אֲשֶׁר־אֲנִי נֹתֵן לִבְנֵי יִשְׂרָאֵל אִישׁ אֶחָד אֶחָד לְמַטֵּה־אֲבֹתָיו תִּשְׁלָחוּ כֹּל נָשִׂיא בָּהֶם׃

شَلَخْ لِخَا اَنَاشِيم وِيَاتُرُو اِت اِرِضْ كِنَاعَن اَشِرْ اَنِي نُوتِين لِبْنِي يِسْرائيل اِيش اِحَاد لِمَطِّہ اَبُوتَا وتِشْلَاحُو كُلْ نَاسِي بَاهِم ۔ لغت شَلَخ اس مادہ کے معنی ہیں ارسال و روانہ کرنا یہاں صیغۂ امر ہے یاترو اس مادہ کے معنی ہیں گھومنا گشت کرنا پھر جاسوسی کرنا جو یہاں مقصود ہے اس کے معنی تلاش و جستجو بھی آتے ہیں مَطِّہ بمعنی خاندان ترجمہ کچھ لوگ اپنی تجویز سے جاسوسی کے واسطے ملک کنعان میں روانہ کر جسے ہم بنی اسرائیل کو دیں گے

ایک ایک مرد ہر خاندان سے جو سردار ہو بھیج ۳ וַיִּשְׁלַח אֹתָם
מֹשֶׁה מִמִּדְבַּר פָּארָן עַל־פִּי יְהוָה כֻּלָּם
אֲנָשִׁים רָאשֵׁי בְנֵי־יִשְׂרָאֵל הֵמָּה׃
وَیِشلَح اُوتام موشِہ مِمِدبَر پاران عَل پی یہوا کُلّام اَناشیم رَاشی بنی یسرائیل حِیمّا
(ترجمہ) تب روانہ کیا اُن کو موسیٰ نے دشت فاران سے مطابق حکم خدا کے سب کے سب سرداران بنی اسرائیل تھے اس کے بعد ۱۶ آیت تک تفصیل اُن سرداروں کی ہے جن کو موسیٰ نے جاسوسی کے لئے روانہ کیا تھا۔ الغرض موسیٰ نے دشت فاران سے ملک شام کی جاسوسی کے واسطے کچھ لوگ روانہ کئے تھے۔ یہ وہی فاران ہے جس کا ذکر باب گزشتہ کی اخیر آیت میں ہے کہ بنی اسرائیل نے حصیروث سے کوچ کر کے دشت فاران میں خیمہ ڈالا مطابق اس کے جابجا مذکور ہے۔ واضح ہو کہ منازل موسیٰ جو کتاب میں ثبت ہیں وے مقامات ہیں جہاں اُنھوں نے چند روز قیام کیا ہے بیچ کے منازل و مدت قیام کا کچھ ذکر نہیں۔

וַיָּתֻרוּ אֶת־הָאָרֶץ מִמִּדְבַּר־צִן עַד־
רְחֹב לְבֹא חֲמָת׃ وَیاتُرو اِت ہا آرِض مِمِدبَر صِن عَد رِحوب لِبو حَماث (ترجمہ) پھر تو جستجو کی اُس ملک کے دشت صِن سے رحوب تک بجانب حماۃ۔ صین گزٹیر میں لکھا ہے کہ یہ مقام فلسطین کے دکھن طرف ہے۔ نقشہ میں اندومیا سے ہی دکھن ہے۔ طول و عرض مرقومہ بالا سے بھی ایسا ہی پیدا ہے۔ قاموس میں اس نام کے دو مقام لکھے ہیں ایک یہی اور دوسرا کوفہ کے پاس یہ دونوں مقام سرحد شام پر واقع ہیں اور رحوب ارض کنعان کی شمالی حد پر کوہ لبنان کے پاس واقع ہے اور وہیں حماۃ بھی۔ الغرض جاسوس مرسلہ نے ملک شام کو جنوب سے شمال تک بالکل دیکھا۔ اس کے بعد ۲۲ و ۲۳ و ۲۴ آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ وے جاسوس دکن کو لوٹے اور حبرون تک آئے جو ۳۱ درجہ ۳۲ دقیقہ عرض ۳۵ درجہ ۹ دقیقہ طول پر واقع ہے اور وہاں اِشکول ندی تک پہنچے۔ جہاں سے خوشۂ انگور و

انار و انجیر توڑ لیے۔ عرض اشکول ۳۱ درجہ ۴۰ دقیقہ طول ۳۴ درجہ ۳۲ دقیقہ ہے۔

וַיָּשֻׁבוּ מִתּוּר הָאָרֶץ מִקֵּץ אַרְבָּעִים
יוֹם וַיֵּלְכוּ וַיָּבֹאוּ אֶל־מֹשֶׁה וְאֶל־אַהֲרֹן
וְאֶל־כָּל־עֲדַת בְּנֵי־יִשְׂרָאֵל אֶל־מִדְבַּר
פָּארָן קָדֵשָׁה׃

وَیّاشُبُو مِتُّور ہا آرِص مِقِّیص آرْباعیم یوم : وَیّیلِخُو وَیّابُو اِلْ مُوشِہ وِاِلْ اَہرُون وِاِلْ اَہرُون وِاِلْ کُلْ عَدَت بِنِی یِسرائیل مِدبَّر پاران قادیشا (ترجمہ) تب لوٹے جاسوس ملک سے چالیس دن کے عرصہ میں یعنی چلے و پہونچے۔ موسیٰ و ہارون کل جماعت بنی اسرائیل کی پاس دشت فاران میں جو مقدس ہے۔ بیان گزشتہ سے معلوم ہوا کہ جاسوس دشت فاران سے روانہ ہوئے تھے پھر وہیں لوٹ کر آئے اور یہ بھی ظاہر ہوا کہ وے جنوبی حد شام سے شمالی حد تک جا کے لوٹے تو حبرون بلکہ نہر اشکول پر جو بیت المقدس سے سمت دکھن ہے پہونچے اور بعد فراغ جاسوسی چالیس دن میں دشت فاران میں پہونچے اس سے پیدا ہے کہ فاران جنوبی حد شام سے قریب چار سو کوس کے ہے۔ اسی قدر مسافت کا معظمہ سے تا سرحد جنوبی شام ہے کیونکہ ۲۱ درجہ ۴۰ دقیقہ عرض پر واقع ہے اور نہر اشکول ۳۱ درجہ ۴۰ دقیقہ عرض پر تو فاصلہ درمیانی ۱۰ درجہ ہوا اور ایک درجہ ۶۹ میل ہوتا ہے بحساب میل انگریزی۔ اس حساب سے فاصلہ درمیانی ۳۴۵ کوس ہوا۔ جسے آدمی متوسط ۴۰ دن میں بسہولت طے کر سکتا ہے اور دوسرا فاران جس کا عرض ۳۱ درجہ ۱۵ دقیقہ ہے اور طول ۳۵ درجہ ہے نہر اشکول سے قریب ہے مراد ہو نہیں سکتا اور اگر کہیں کہ یہ مدت جاسوسی کا بیان ہے یعنی چالیس دن میں جاسوسی سے فراغت ہوئی جیسا شلوموہ یرحی کہتا ہے تو یہ صحیح نہیں کیوں کہ اسی تفسیر میں لکھا ہے کہ ملک شام شمالاً جنوباً چار سو کوس ہے متوسط آدمی دن بھر میں دس کوس چلتا ہے اس حساب سے چالیس دن میں تو صرف ۲ پہنچیں گے جنوب سے

شمال تک اور یایاً ذ باباً ۴۰ دن ہو گئے ہیں لہذا بیان ہو کہ نہر اشکول سے فاران تک
چالیس دن میں پہونچے مقصود ہمارا یہ ہو کہ وہ فاران دوسرا ہو جو فلسطین سے دکھن قریب
شام واقع ہو وہ مراد نہیں ہو سکتا۔ لہذا وہی فاران مراد ہو جو مسکن حضرت اسمٰعیل کا تھا یعنی
مکہ معظمہ۔ واضح ہو کہ ولایت روم جسے اب ایشائی روم خواہ ترکستان کہتے ہیں وہ قطعہ زمین
ہو جس کے پورب ایران اور پچھم بحر فرنگ جسے انگریز میڈی ٹری نین سی کہتے ہیں واقع
ہو اور اوتر بحر اسود اور دکھن علاقہ عرب ہو یہ ملک ۳۰ درجہ عرض سے ۴۴ درجہ تک اور
۲۶ درجہ طول سے ۴۰ درجہ تک آباد ہو پس عرض اس کا ۱۲ درجہ ہو اور طول ۲۴ درجہ تو
حساب سے یہ ملک پورب پچھم ۴۲۵ کوس ہوا اور اوتر دکھن ۴۴۰ کوس بحساب جغرافیہ
اہل عرب اسی سرزمین میں حضرت آدم پیدا ہوئے۔ اسی ملک کو خدا نے جنت سے تعبیر
کیا ہو دجلہ فرات وجیحان وسیحان دریائیں اسی ملک میں جاری ہیں جو حسب بیان توارت
سیرابی جنت کے لئے جاری ہوئیں دجلہ و فرات مشہور ہیں جیحان شام کو روم سے جدا کرتا ہو
اس کا عبری نام گیحون ہو چونکہ توارت میں اس کا بہنا سرزمین کوش میں بیان ہوا ہے اور
کوش نام ہو حام کے بیٹے کا جس کی اولاد سے حبشہ و زنگ وغیرہ بلاد سودان آباد ہے۔
اس لئے اس دریا کی تعیین میں یہود کو اختلاف ہو کوئی بات قرینہ کی کہتے نہیں جسے نقل کریں
لیکن ضرور ہو کہ یہ دریا وہیں ہو جہاں دجلہ و فرات ہو پس گنگا خواہ نیل کو کہنا جیسا بعض
مصنفین گمان کرتے ہیں بعید القیاس ہو باقی رہا یہ سخن کہ اس کی نسبت توارت میں لکھا ہو کہ
وہ سرزمین کوش میں جاری ہو تو کوش سے مراد یہاں سرزمین روم ہو کیونکہ کوش کے اصلی معنی
حسن وجمال و راست کرداری کے ہیں چنانچہ صفورا حضرت موسیٰ کی بی بی کو توارت میں
אשה כשית اشا کوشیث یعنی کوشی عورت لکھا ہو اونقلوس نے
کوشی کا ترجمہ שפירתא : شپرتا یعنی خوب صورت عورت لکھا ہے
یشلومو یرحی نے بھی یہی معنی لکھا ہے اور یہ لکھا ہو کہ ہڑیانی خوبصورت ہوتے تھے

اس میں شبہ نہیں کہ شعیب حام کی اولاد میں نہ تھے بلکہ وے اہل مدین بن قطورہ کی اولاد میں تھے بس یہاں بھی ارض کوش سے مراد ارض روم ہی کہ وہاں کے لوگ خوب صورت و خوش سیرت ہوتے تھے اور دریائے سیحان بھی اُسی ملک میں جاری ہی عبرانی میں اُسے پیشون کہتے ہیں شلومویرجی نے لکھا ہی کہ اُس سے مقصود دریائے نیل ہی یہ صحیح نہیں کہ نیل کو عبرانی میں חדקל : ایشحور کہتے ہیں[لہ] زیادہ بحث کا یہ مقام نہیں

[لہ] صحیح مسلم میں ایک حدیث ابوہریرہ سے مروی ہی کہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہی سیحان وجیحان والفرات والنیل من انہار الجنۃ (ترجمہ) سیحان وجیحان' فرات و نیل جنت کی ندیاں ہیں امام نووی نے اس حدیث کی شرح میں لکھا ہی کہ جیحان و سیحان ندیاں جو حدیث میں مذکور ہیں بلاد ارمن میں ہیں۔ جیحان مصیصہ کی ندی ہی اور سیحان اُذنہ کی ندی ہی یہ دونوں بڑی ندیاں ہیں اُن میں جیحان بڑی ہے یہی ٹھیک ہی۔ انتہیٰ۔ واضح ہو کہ مصیصہ کو قاموس میں لکھا ہی بلد بالشام چونکہ یہ ندی فاصل ہی روم و شام میں اور ہے مصیصہ علاقہ شام دریائے جیحان کے کنارہ تو کچھ تعارض نہیں ہی اور اُذنہ علاقہ روم میں ہی سیحان جو اُس سے بڑھ کے گزرتا ہی۔ جوہری نے اپنی صحاح میں لکھا ہی کہ جیحان شام کا دریا ہی جس پر نووی معترض ہیں کہ وہ ندی ارمن میں ہی۔ یہ اعتراض صحیح نہیں ایک کنارہ روم میں ہے اور ایک شام میں۔ ہاں ارمن میں بھی گزرتا ہے اور حازمی نے لکھا ہی کہ جیحان ندی مصیصہ کے مابین ہے۔ نہایۃ الغریب میں لکھا ہی کہ سیحان وجیحان دو ندیاں عواصم میں ہیں مصیصہ اور طرسوس کے پاس طرسوس بوزن حلزون ۵۸ درجہ طول ۳۷ درجہ عرض پر ملک ارمن میں واقع ہے۔ طرسوس انطاکیہ سے قریب ہی جس کا طول ۶۰ درجہ ۵۵ دقیقہ اور عرض ۳۷ درجہ ۵۰ دقیقہ ہی۔ اس لئے ابن زہیر نے اُسے ملک روم سے شمار کیا ہے حدود ملک تبدیل ہوا کرتے ہیں۔ قاضی عیاض نے لکھا ہی کہ یہ چار ندیاں بلاد اسلام میں جاری ہیں۔ نیل تو مصر میں ہے اور فرات عراق میں اور سیحان و جیحان جنھے جیحون سیحون کہتے ہیں خراسان میں ہیں یہ بالکل نا تحقیق ہے۔ واضح ہو کہ اس حدیث میں نیل انہار جنت میں شمار ہوئی۔ میرے نزدیک نیل سے مراد یہاں نیل مصر نہیں ہے بلکہ مراد اس سے دجلہ ہی جو انہار جنت سے ہی دجلہ کو کلدی میں دغلہ کہتے ہیں اور ارمنی میں بھی اور پہلوی میں تغیر اور سندی تغیرس اُسی سے یونانی طغرس منقول ہی عبرانی نام اس کا حدقل ہی حا حلقی اس کے اوّل میں زائد ہی تو اصل دقلہ ٹھیرا۔ یہ مادہ عبرانی میں قلیل الاستعمال ہی لیکن عربی میں مشتق خضاب ہے چونکہ دجلہ کے پانی میں کسی قدر رنگت ہی اس لئے اس کا نام حدقل ہوا۔ اسی مناسبت سے اُس کا ترجمہ کلدی میں دغلہ ہوا اور عربی میں دجلہ کیونکہ دجیل قطران کو کہتے ہیں جس کا رنگ نیلا ہوتا ہی چونکہ دجلہ کے پانی میں کسی قدر ازرقت ہی اس لئے اس کا نام دجلہ ہوا اور اسی معنی سے اُس حدیث میں اس کا نام ہوا نیل عربی میں عظلم کو کہتے ہیں وہ ایک گھاس ہی جس سے رنگ کرتے ہیں (نیل سے مراد یہاں دجلہ ہی۔ الغرض حدیث دالّ کہ ملک شام جنت ہی جو مسکن آدم تھا ۱۲

اب ہم اصل مطلب کی طرف رجوع کرتے ہیں یہ ملک جس کا عرض وطول اوپر بیان ہوا ہے چند حصوں میں منقسم ہے۔ ایک حصہ وہ ہے جو دجلہ سے پورب واقع ہے۔ اس حصہ کو یونانی میں آسریا کہتے ہیں عبرانی نام اس کا اشور ہے اسی میں شہر نینویٰ جو موصل سے متصل ہے بڑا شہر و کسی زمانہ میں دار السلطنت تھا۔ اسی حصہ میں نہر خابور جاری ہے۔ اس کے شمالی حصہ میں کرد وارم واقع ہے جہاں کوہ ارراط یعنی جودی پہاڑ ہے جہاں نوحؑ کی کشتی ٹھیری تھی اس کے جنوبی حصہ میں بغداد وغیرہ شہرین واقع ہیں جو اب عراق عرب کہلاتے ہیں۔ اسی حصہ میں شہر بابل جو نمرود کا دار السلطنت تھا واقع ہے دوسرا حصہ وہ ہے جو دجلہ و فرات کے بیچ میں ہے اسے یونانی میں میسوپوٹیا کہتے ہیں اسی حصہ میں نہر خابور جو راس العین سے نکلی ہے جاری ہے اور دریائے فرات میں گرتی ہے اس کو عبرانی میں خابور و کبار کہتے ہیں۔ راس العین ۶۴ درجہ ۳ دقیقہ طول ۳۶ درجہ ۵۰ دقیقہ عرض زمین مستوی پر واقع ہے وہاں سے بہت چشمے نکلے ہیں کہ ان سے مل کر نہر خابور ہے یہ پہلا شہر ہے دیار ربیعہ کا جانب دیار مضر اور حران سے دو دن راہ پر ہے حران جسے عبرانی میں حاران کہتے ہیں دیار مضر کا نامی شہر ہے ۶۳ درجہ ۳ دقیقہ طول ۳۶ درجہ ۵۰ دقیقہ عرض پر آباد ہے اس میں صابئین کے معابد بکثرت تھے اسی کی نواح میں سَروج جس کا طول ۶۲ درجہ ۴۰ دقیقہ و عرض ۳۶ درجہ ۵۰ دقیقہ آباد ہے۔ حران سے یک روزہ راہ پر جس میں باغات بکثرت ہیں دار الریاست دیار مضر کا رقّت تھا جس کا طول ۶۳ درجہ ۱۵ دقیقہ و عرض ۳۶ درجہ ۳ دقیقہ۔ الغرض میسوپوٹیا میں دیار ربیعہ و دیار مضر جس کے شہروں سے سروج رہا حران رقّت راس العین ماردین میا فارقین قرقیسیا نصیبین سنجار موصل تکریت وغیرہ ہیں مشہور خطے ہیں۔ تیسرا حصہ جو دریائے فرات سے پچھم ہے ملک شام ہے اس کی حد شرقی فرات ہے اور غربی بحر فرنگ و دریائے جیحان اور حد جنوبی ملک عرب اور شمالی طارس پہاڑ یہ حصہ شمالاً جنوباً ۳۰ درجہ سے ۳۷ درجہ ۴۰ دقیقہ تک چلا گیا ہے۔ پس شمالاً جنوباً یہ حصہ یعنی ملک شام ۲۹۰ کوس ہوا۔ اس حساب سے

۱

بھی مدت جاسوسی شمالاً جنوباً ۴۰ دن نہیں ہو سکتی۔ اُنس جلیل میں لکھا ہی کہ ملک شام کے پانچ حصہ ہیں اول فلسطین (یہ جنوبی حصہ ہی) یہ نہایت سیر حاصل ہی یہ بجانب مصر عریش سے شروع ہوتا ہی اُس کے قریب ہی غزہ جسے عبرانی میں عَزّہ بعین مہملہ کہتے ہیں اُس کا طول ۵۶ درجہ ۲ دقیقہ ہی اور عرض ۳۲ درجہ ۳ دقیقہ اُس میں قبر ہاشم بن عبد مناف کی ہے وہیں تولد امام شافع ہی اُس کے متصل رَملہ جس کا طول ۵۶ درجہ ۵۰ دقیقہ ہی اور عرض ۳۲ درجہ ۲ دقیقہ عسقلان جسے عبری میں اشقلون کہتے ہیں طول اس کا ۵۶ درجہ ۳۰ دقیقہ اور عرض ۳۲ درجہ ۱۵ دقیقہ ہی۔ یہ غزہ سے تین فرسخ ہی اور رملہ سے نو کوس یافا جسے عبری میں یافو کہتے ہیں طول اُس کا ۵۶ درجہ ۴۰ دقیقہ اور عرض ۳۲ درجہ ۲۰ دقیقہ ہے قیساریہ اُس کا طول ۵۵ درجہ ۲۰ دقیقہ اور عرض ۳۲ درجہ ۵۰ دقیقہ ہی حبرون ۵۶ درجہ ۳۰ دقیقہ طول اور ۳۱ درجہ ۳۵ دقیقہ عرض پر واقع ہی اس میں قبر ابراہیم علیہ السلام کی ہی اسے الخلیل بھی کہتے ہیں بیت المقدس ۵۶ درجہ ۳۰ دقیقہ طول و ۳۱ درجہ ۵۰ دقیقہ عرض پر واقع ہی نابلس ۵۶ درجہ ۳۰ دقیقہ طول و ۳۲ درجہ ۲ دقیقہ عرض پر واقع ہی اریحا جسے عبرانی میں یریحو کہتے ہیں ۳۱ درجہ ۵۱ دقیقہ عرض پر واقع ہے۔ انس جلیل میں عرض فلسطین یافا سے اریحا تک دو دن کی راہ لکھی ہی اور طول چار دن سے کچھ زیادہ۔ شام دویم حوران جس کا بڑا شہر طبریہ ہی اُس کا طول ۵۸ درجہ ۵۵ دقیقہ اور عرض ۳۲ درجہ ہی اسی حصہ میں شہر بُصریٰ واقع ہی جس کا طول ۶۰ درجہ ۳ دقیقہ ہی اور عرض ۳۲ درجہ ۵۵ دقیقہ یہ دمشق سے چار منزل ہی۔ شام سوم غوطہ ہی جس کا بڑا شہر دمشق ہی ۶۰ درجہ ۳ دقیقہ طول و ۳۳ درجہ ۳۰ دقیقہ عرض پر واقع ہی۔ شام چہارم حمص اور اُس کے مضافات ہیں۔ حمص شہر کا طول ۶۱ درجہ ۲ دقیقہ ہی اور عرض ۳۴ درجہ ۲۰ دقیقہ۔ شام پنجم قنسرین اس کا بڑا شہر حلب ہی جس کا طول ۶۳ درجہ ۲ دقیقہ ہے اور عرض ۳۵ درجہ ۵۰ دقیقہ۔ اسی انس جلیل میں لکھا ہی کہ شام کی حد جنوبی

ارض حجاز ہے۔ ایلہ سرحد پر واقع ہے کہ وہ بیت المقدس سے ۸ منزل ہے اور حد شمالی بیت المقدس سے ۲۰ دن کی راہ۔ اس حساب سے شام شمالاً جنوباً ۲۰ دن کی راہ ہوا۔ جب بھی چالیس دن مدت جاسوسی نہیں ٹھہرتی۔ اب یہاں ایک گفتگو اور ہے کہ سیر جواسیس میدان صین سے تا رحوب جسے عربی میں رحبہ کہتے ہیں تورات میں لکھی ہے عرض صین ۳۰ درجہ ۵۳ دقیقہ ہے اور عرض رحوب یعنی رحبہ ۳۴ درجہ ۵۹ دقیقہ ہے تو فاصلہ درمیانی ۴ درجہ ۶ دقیقہ ہوتا ہے جسے آدمی ۱۵ دن میں قطع کر سکتا ہے اگر بخط مستقیم چلے تو ایاباً و ذہاباً ۳۰ دن ہوئے لیکن جاسوسی رو داروی میں ہوتی نہیں ضرور کچھ نہ کچھ کہیں زیادہ بھی ٹھہرتا ہے۔ علاوہ بریں دے جواسیس براہ حبرون نہر اشکول لوٹے تھے جس میں پھیر ہے تو چالیس دن کی مدت جاسوسی کے لئے کفایت نہیں کرتی پس یہ مدت جاسوسی کا بیان ہے۔ یہاں ایک گفتگو اور ہے کہ فاران کے معنی نور و تجلی ہیں تو جبل فاران سے مقصود جبل النور ہوگا اور ہے جبل النور حرا کا نام جو مکہ سے متصل ہے وہیں آنحضرتؐ نے گوشہ نشینی کی تھی اور وہیں سے آغاز نبوت ہوا پس یہ کلام بڑی شدت سے شریعت کوہ فاران سے یعنی جبل حرا سے جاری ہوگی پورا ہوا۔ اب ہم یہاں موسیٰ کی کتاب کا پہلا باب ذکر کرتے ہیں۔

אֵלֶּה הַדְּבָרִים אֲשֶׁר דִּבֶּר מֹשֶׁה אֶל־כָּ
ל־יִשְׂרָאֵל בְּעֵבֶר הַיַּרְדֵּן בַּמִּדְבָּר בָּעֲרָ
בָה מוֹל סוּף בֵּין־פָּארָן וּבֵין־תֹּפֶל
וְלָבָן וַחֲצֵרֹת וְדִי זָהָב׃

ایلِہ ہدِّ باریم اَشِر دِبِّر موشِہ اَل کُل یسرائیل بعیبر ہیّردین بَمِّدبار باعرابا مُول سُوف بین پاران وبین توفِل ولابان وحصیروث ودِي زاہاب۔ لغات سمندر کی نالی کو عربی میں خلیج اور انگریزی میں گلف کہتے ہیں یردین جسے عربی میں اُردن کہتے ہیں نام ہے ایک ندی کا جو بحیرہ زغر میں گرتا ہے اس دریا کی پچھم ارض کنعان ہے اور پورب ارض گلعاد

جسے اب بلقاء کہتے ہیں قریات لوط بھی اسی میں داخل ہیں۔ سُوف عبرانی میں خلیج کو کہتے ہیں
اور غرابا او سرزمین کو جو لائق زراعت نہ ہو۔ نوفل ربی یوحنان نے لکھا ہے کہ میں نے خوب
جانچا اس نام کا کوئی گانوں نہ ملا۔ اونقلوس نے بھی اس کا ترجمہ کسی گانوں سے نہیں کیا بلکہ
اُسے معنی لغوی بیان کیا۔ الغرض اگلے مفسرین اسے نام کسی قریہ کا نہیں ٹھہراتے میرے
نزدیک یہ ایک پہاڑ کا نام ہے مکہ کے پہاڑوں سے جسے عربی میں طفیل کہتے ہیں چونکہ یہ عرب کا
پہاڑ ہے اس لئے عبری مفسرین کو معلوم نہ ہوا۔ لابان بھی کسی مقام مجہول کا نام ہے حصیروث
وہی مقام ہے جہاں مریم کو برص ہو گیا تھا۔ بے زاہاد وہ مقام ہے جہاں بنی اسرائیل نے
گوسالہ بنایا تھا وہ طور پہاڑ کے پاس تھا (ترجمہ) یہ وہ باتیں ہیں جسے موسیٰ نے جملہ بنی اسرائیل
سے اردن اس پار بحر احمر کے سامنے پاران طفیل ولابان و حصیروث ودی زاہات میں
بیان کیا یہ بہ نسبت اُن کتابوں کے ہے جو پہلے لکھی گئیں۔ پانچویں کتاب سرزمین مُوآب میں
مقصود یہ ہے کہ یہ چار کتاب ملک عرب میں ثبت ہوئیں۔ کچھ پاران یعنی مکہ معظمہ میں کچھ کوہ سینا
کے پاس کچھ حصیروث وغیرہ مقامات میں نازل ہوئیں کیونکہ بحر احمر کے سامنے یہ مقامات
واقع ہیں گر تنیس میں سوف کا ترجمہ ایریبین گلف یعنی خلیج عرب لکھا ہے۔ خلیج عرب بحر احمر کو
بلکہ جہاں سے بحر احمر دو شاخ ہوا ہے وہاں سے جنوبی حصہ اُس کا مراد ہے جس کے سامنے
ملک حجاز ہے کیونکہ اُن دونوں شاخ میں سے شرقی کو بحر ایلہ کہتے ہیں اور غربی کو بحر قلزم
اب یہاں سے ظاہر ہوتا ہے کہ پاران ملک حجاز میں بحر احمر کے سامنے ہے پاران کا ذکر طفیل
کے ساتھ جو مکہ کا پہاڑ ہے اس کا موید ہے אַחַד עָשָׂר יוֹם מֵחֹרֵב
דֶּרֶךְ הַר־שֵׂעִיר עַד קָדֵשׁ בַּרְנֵעַ׃
(ترجمہ) گیارہ دن کی راہ ہے حوریب (کوہ طور) سے قادیش برنیع تک کوہ سعیر (جبل شراہ)
کی راہ سے یہاں ہم کو قادیش برنیع کی تحقیق ضرور ہے کہ وہ حوریب یعنی کوہ طور سے براہ
جبل شراہ گیارہ دن کی راہ ہو۔ اس لئے ہم اولاً بحر احمر کا حال جو جغرافیہ میں مذکور ہے

لکھتے ہیں تقویم البلدان میں لکھا ہے بحر احمر یہ سمندر ایک موضع سے جن کا نام قلزم ہے شروع
ہوتا ہے یہ موضع شمالی کنارہ پر جس کا طول ۵۴ درجہ اور عرض ۲۸ درجہ و ثلث ہے واقع
ہے شاید یہ مقام اب سویس کہلاتا ہے یا سمندر میں غرق ہوگیا۔ کیونکہ سویس کا درجہ جو اب
نقشوں میں درج ہے اس سے کچھ متفاوت ہے۔ یہ سمندر قلزم سے دکھن کو جاتا ہے کچھ پورب
جھکتا ہوا قصیر تک جہاں طول ۵۹ درجہ و عرض ۲۶ درجہ ہے پھر وہاں سے دکھن جاتا ہے
پچھم جھکتا ہوا عیذاب تک جہاں طول ۵۵ درجہ اور عرض ۲۱ درجہ ہے پھر سیدھے جنوب کو
جاتا ہے سواکن تک جو ایک قصبہ ہے سودان کا جہاں طول ۵۸ درجہ اور عرض ۱۷ ہے
پھر وہاں سے جنوب کو جاتا ہے جزیرہ دہلک میں اور یہ اس کی ساحل غربی سے قریب ہے
جہاں طول ۶۱ درجہ اور عرض ۱۴ درجہ ہے۔ پھر ساحل حبشہ تک بڑھجاتا ہے اور مندب
پہاڑ سے مل جاتا ہے جو کہ انتہائے قلزم ہے جانب جنوب جہاں بحر احمر بحر ہند سے ملا ہے
وہاں دونوں جانب پہاڑ واقع ہونے سے سمندر بہت تنگ ہوگیا ہے یہاں تک کہ اس
پار کا آدمی اس کنارہ کے آدمی کو دیکھتا ہے۔ اس مقام کا نام باب المندب ہے۔ مندب کے
پہاڑ سودان کے میدان میں واقع ہیں اور عدن کے پہاڑ سے دوسری جانب سے مل گیا ہے
عدن باب المندب سے دکھن پورب کے کون پر ہے جانب شرقی قلزم بحر عدن سے شمال کو جاتا ہے
جس عدن کا طول ۶۶ درجہ اور عرض ۱۱ درجہ ہے۔ یہاں تک کہ یمن پر مرور کرتا ہوا حلی تک
پہنچتا ہے جس کا طول ۶۷ درجہ اور عرض ۱۹ درجہ ہے اور یہ آخر حد شمالی یمن ہے پھر وہاں سے
شمال کو جاتا ہے جدہ تک جہاں طول ۶۶ درجہ اور عرض ۲۱ درجہ ہے پھر شمال کو مغرب جھکتا ہوا
جحفہ تک جاتا ہے جو میقات اہل مصر ہے جہاں طول ۶۵ درجہ اور عرض ۲۳ درجہ ہے۔ پھر شمال کو
مغرب جھکتا ہوا ساحل ینبع تک پہنچتا ہے جہاں طول ۶۴ درجہ اور عرض ۲۶ درجہ ہے
پھر پچھم اُتر کی کون پر جاتا ہے۔ یہاں تک کہ مدین سے متجاوز ہو کے ایلہ سے مل جاتا ہے
جہاں طول ۵۵ درجہ ۴۰ دقیقہ اور عرض ۲۸ درجہ ۵۰ دقیقہ ہے پھر دکھن کو مڑتا ہے طور کی طرف

جو قلزم کی دونوں شاخ کی بیچ میں ہے واضح ہو کہ قلزم دو دو بارہ ہو کر شمال کو بہی ہے ایک شاخ پچھم ہو گئی اور ایک پورب اُن کو عربی میں ذراع خواہ لسان کہتے ہیں پس لسان شرقی کے سرے پر ایلہ ہے اور لسان غربی کی سرے پر قلزم اور اب سویس ہے اور دونوں لسان کے بیچ میں جو میدان ہے اُس میں طور پہاڑ ہے پس طور اور میدان حجاز کی بیچ میں سمندر ہے بحر قلزم جب قصیر سے متجاوز ہوتی ہے تو پھیلتی ہے پورب دکھن کو یہاں تک کہ وسعت ۷۰ میل ہو جاتی ہے اُس قطعہ وسیع کو برکہ غرندل کہتے ہیں واضح ہو کہ جو علاقہ درمیان دو لسان قلزم کی واقع ہے اسے عربی میں تاران کہتے ہیں جیسا قاموس میں لکھا ہے اسی میں کوہ طور واقع ہے جس کے جنوبی حصہ کو عبرانی میں حوریب کہتے ہیں اور اس کا عرض ۲۸ درجہ ۳۴ دقیقہ ہے اور شمالی حصہ کو سینا جس کا عرض ۲۸ درجہ ۳۵ دقیقہ ہے کوہ سعیر جسے جبل شراہ کہتے ہیں ۳۰ درجہ ۵۵ دقیقہ اُس کا عرض ہے۔ دشت فاران کا عرض ۲۹ درجہ ۳۳ دقیقہ لکھا ہے۔ قادیش برنیع کا عرض ۳۰ درجہ ۵۴ دقیقہ مرقوم ہے یہ سب طول و عرض ایک نقشہ مطبوعہ لندن سے جو ۱۸۳۸ء میں چھپا ہے میں نے لکھا ہے اس حساب سے حوریب سے فاصلہ تا فاران ۴۲ کوس کا ہے اور سینا سے فاران تک ۳۷ کوس اور کوہ سعیر سے فاران تک ۴۴ کوس کا اور فاران سے قادیش برنیع تک ۴۳ کوس تو حوریب سے قادیش برنیع تک ۸۵ کوس ہوا جسے انسان ۸ دن میں طے کر سکتا ہے بلکہ ۶ دن میں۔ لہذا آیت میں جو قادیش برنیع مذکور ہے جس کی مسافت کوہ طور سے گیارہ دن لکھے ہے وہ نہیں سکتا اور نہ وہاں حضرت موسیٰ تشریف لے گئے۔ دشت فاران جہاں بتاتے ہیں وہ سرحد فلسطین پر واقع ہے وہاں سے حملہ آسان تھا لیکن بنی عیص نے جانے نہ دیا بہ مجبوری حملہ بنی اسرائیل نے ملک موآب سے کیا اور مدین کی راہ سے عبور کر کے عوج بن عوق سے لڑی تھی اور پھر ملک موآب کی راہ سے حملہ کنعان پر کیا بلکہ اہل مدین سے بھی لڑائی ہوئی اور مدین اس فاران کی راہ میں نہیں پڑتا جو سرحد فلسطین پر واقع ہے اگر روانگی کوہ طور سے ہو۔

ربی سلمان یرچی نے جو اس آیت کی تفسیر کی ہے خلاصہ اُس کا یہ ہے کہ حوریب یعنی کوہ طور سے تا قادیش برنیع گیارہ دن کی راہ تھی اُسے تم نے ببرکت نورِ الٰہی تین دن میں طے کی لیکن حساب جو اُس کا لکھا گیا ہے وہ صحیح نہیں لکھا ہے کہ ۲۰ ماہِ ایار کو بنی اسرائیل نے حوریب سے کوچ کیا کیونکہ اُن کی روانگی کسی مقام توراۃ میں دوسری سال خروج کی دوسرے مہینے کی ۲۰ تاریخ بیان ہوئی ہے اور سیوان کی ۲۹ تاریخ کو جواسیس ملک شام کو روانہ بھیجے (تو یہ جملہ چالیس دن ہوئے) اس میں سے ۳۰ دن منہا ہونا چاہیئے کیونکہ بنی اسرائیل ایک ماہ قبروث میں مقیم رہے کیونکہ لکھا ہے کہ ایک ماہ انھوں نے گوشت کھایا اور گوشت اُن کو قبروث میں ملا تھا اور سات دن مریم کی وجہ سے حصروث میں مقیم رہے یہ سات دن بھی منہا ہونا چاہیئے۔ پس جملہ ایام منہا شدہ ۳۷ ہوئے پس ۳۷ نکال ڈالنے سے چالیس ۳ باقی رہے کہ وہی ایام قطع مسافت ہیں حوریب سے قادیش برنیع تک انتہیٰ: اس میں نقص یہ ہے کہ ایار بنی اسرائیل کی سال کا دوسرا مہینا نہیں ہے ماہ ہائے یہود تشری[1]، حشوان[2]، کسلیو[3]، طیبت[4]، شباط[5]، ادار[6]، نیسان[7]، ایار[8]، سیوان[9]، تموز[10]، آب[11]، ایلول[12] دوسرے یہ امر غیر ثابت ہے کہ بنی اسرائیل جس روز قادیش میں پہونچے اُس کی صبح کو جواسیس روانہ کیا۔ علاوہ بریں یہ امر ضرور نہیں کہ انھوں نے جو ایک مہینہ گوشت کھایا تو قبروث میں ٹھیر کے کھایا۔ جائز ہے کہ راہ چلنے میں بھی کھاتے ہوں، پس قادیش برنیع سے مقصود مکہ معظمہ ہے اسی وجہ سے اونقلوس نے قادیش برنیع کے ترجمہ میں רקם גיא ریقام گیا لکھا ہے ریقام کے معنی ہیں خالی اور گیا معنی وادی یعنی وادی غیر ذی زرع جو حضرت ابراہیم نے مکہ معظمہ کی نسبت فرمایا تھا مکہ معظمہ کا عرض ۲۱ درجہ ۴۰ دقیقہ ہے اور عرض حوریب ۲۸ درجہ ۴۴ دقیقہ تو فاصلہ درمیانی ۶ درجہ ۲۴ دقیقہ ہوا جو حساب سے ۲۲۸ کوس ہوتا ہے جسے آدمی بسہولت ۲۴ دن میں قطع کرسکتا ہے اور حضرت موسیٰ رات دن برابر چلتے تھے۔ اس لئے دن کو ابر سایہ کئے رہتا اور رات کو

قدرتی نور رہنما ہوتا تھا۔ اس لئے حضرت موسیٰ نے مسافت سیناسے قادیش تک ۱۱ دن کی بیان کیا۔ ابن خلدون نے لکھا ہے کہ بحر قلزم کی پورب ملک یمن ہے پھر حجاز پھر مدین اور ایلہ اور اس کے اخیر میں فاران ہے اور اسی کتاب میں لکھا ہے کہ قلزم سویس کے پاس ختم ہو جاتا ہے بعد سویس کے فاران اور بعد اس کے طور بعد اس کے ایلہ ایسا ہی عربی جغرافیو میں مرقوم ہے۔ الغرض تحقیقات سے ثابت ہوتا ہے کہ فاران سرحد شام پر فلسطین سے دکھن ایک میدان کا نام ہے لیکن وہ کوئی مشہور مقام نہیں ہے نہ وہاں کی کوئی یادگار ہے یہود کے بیانات سے اس کی نمود ہے توارت کے بیانات سے نکلتا ہے کہ حضرت موسیٰ وہاں تشریف نہیں لے گئے اور مکہ کے میدان کو بھی تورات میں فاران لکھا ہے جیسا اوپر بیان ہوا یہ ایک مقام مشہور ہے جہاں مسجد آدم علیہ السلام واقع ہے۔ وہاں دور دراز سے لوگ زیارت کے لئے جاتے تھے۔ سام بن نوح کا وہ مسکن تھا۔ ملک عرب انہیں کے حصہ میں تھا ان کی اولاد سے اس کا معمور ہونا اس پر دلیل بین ہے۔ حضرت ابراہیم کے آباء اولاً وہیں رہتے تھے۔ پھر نمرود کی ملازمت سے عراق میں دریائے فرات کے شرقی جانب جا بسے فافہم : اب ہم بیان خطبہ موسیٰ بالاستعاب ذکر کرتے ہیں جس سے حضرت موسیٰ نے جملہ بنی اسرائیل کے سامنے ارض مواب میں جسے اب بلقاء کہتے ہیں پڑھا تھا۔ اس کا ذکر موسیٰ کی پانچویں کتاب کے پہلے باب سے شروع ہوا مقصود اس سے خدا کی مہربانیوں کا بیان ہے جو بنی اسرائیل کے ساتھ ہوئیں اور اس کے وعدہ کا سچا ہونا اور قوم کے ضعف ایمان پر سرزنش تاکہ وے قوی دل ہو کے شام پر حملہ کریں اور اس قطعہ زمین کو اجنبی جام سے جو نہایت سنگ دل و سخت بت پرست تھے نکال لیں خطبہ یہ ہے:

موجود ہمارے معبود نے حوریب میں یوں فرمایا تمہارا قیام اس پہاڑ میں بہت ہوا۔ پھرو اور کوچ کر کے اموری کے پہاڑ کی طرف جاؤ بلکہ اس کی سب بستی کی طرف خواہ میدان میں ہو جبل ہو یا سہل خشکی ہو یا تری یعنی ملک کنعان میں دریائے

فرات تک جاؤ دیکھو تمہارے سامنے رکھدی ہم نے یہ سرزمین جاؤ اُس پر قبضہ کرو جس کی
نسبت خدا نے تمہارے آبا ابراہیم و اسحٰق و یعقوب سے وعدہ کیا کہ تمہاری اولاد کو دینگے
اُس وقت میں نے تم سے کہا کہ میں تنہا تمہارا بوجھ اُٹھا نہیں سکتا۔ خدا نے ہم کو بڑھایا۔ اب
تم مثل نجوم سماکے ہو خدا تم کو اور بڑھائے اور برکت دے میں تنہا کیونکر اُٹھاؤں تمہاری
تکلیف تمہارا بوجھ، تمہارا جھگڑا انتخاب کرو مردانِ دانشمند و فہیم و واقف کار اپنے قبائل
سے کہ ہم اُن کو سردار مقرر کریں تب تم نے جواب دیا کہ یہ انتظام بہتر ہے۔ تب ہم نے تمہارے
قبائل سے دانشمند و واقفکار اشخاص انتخاب کرکے سردار مقرر کیا۔ ہزار پر، سو پر، پچاس پر
اور دس پر اور کوتوال پھر اُن کو حکم دیا کہ دیانت و امانت سے انجام دو۔ رشوت نہ لینا۔
بلا رو رعایت فیصلہ کرنا۔ ہاں جو امر دشوار ہو اُسے میرے سامنے پیش کرنا تو میں تم کو خدا کا حکم
سنا دوں گا۔ اُس وقت تم کو شرائع سے آگاہ کر دیا۔ تب کوچ کیا ہم نے حوریب سے اور
طے کیا اُس کل بڑی بھیانک میدان کو جسے تم نے دیکھا کوہ اموری کی راہ سے جیسا خدا نے
فرمایا تھا اور پہنچے قادیش برنیع تک اُس وقت ہم نے تم سے کہا کہ تم لوگ کوہ اموری پر
گزرے جسے خدا تم کو دے گا۔ دیکھو خدا تمہارے معبود نے اس ملک کو تمہارے سامنے
کر دیا اُس پر چڑھائی کرکے قبضہ کر لو جیسا خدا نے تم کو حکم دیا کچھ خوف و خطر مت کرو تب
تم لوگوں نے ہمارے پاس آکر بیان کیا کہ روانہ کریں کچھ لوگ کہ اُس ملک کو دیکھ آئیں
اور راہ کو جدھر سے چڑھائی کریں اور شہروں کو جہاں جائیں گے یہ بات ہم کو پسند ہوئی
تب ہم نے بارہ آدمی تم میں سے منتخب کرکے روانہ کیا تو وے پھرے اور روانہ ہوئے
پہاڑ کی طرف اور پہنچے نہر اشکول تک (یہ بیت المقدس کے جنوب ہے) اور جاسوسی
کیا اور لے لیا اپنے ہاتھ میں وہاں کے میوے اور ہمارے پاس لائے اور وہاں کی
مخبری کی اور کہا کہ ملک خوب ہے لیکن تم چڑھائی پر آمادہ نہ ہوئے اور خدا کو ناراض کیا
اور اپنے خیموں میں خدا کی شکایت کرنے لگے اور کہنے لگے کہ بدخواہی سے خدا ہم کو

ملک مصر سے نکال لایا ہم کو قوم اموری کے حوالہ کرنے کو بہ نظر ہماری تباہی کے کہاں ہم چڑھیں۔ ہمارے بھائیوں نے ہمیں بددل کر دیا یہ کہکے کہ وہ قوم بڑی اور قوی ہے ہم سے بڑی بڑی شہریں جس کی شہرپناہ آسمان تک ہے وہاں بڑی گراں ڈیل طویل الاعناق اشخاص دیکھے ہم نے۔ تب ہم نے تم سے کہا کہ کچھ خوف وخطر مت کرو۔ اُن سے خدا تمہاری طرف سے لڑے گا جیسا تم نے مصر میں دیکھ لیا ہے اور بیابان میں مشاہدہ کر چکے ہو کہ تم کو لڑکے کی طرح یہاں اُٹھا لایا باوجود ان مشاہدات کے تم خدا پر ایمان نہیں رکھتے کہ رات کو تمہارے سامنے آگ جلتی تھی۔ راہ دکھانے کو اور دن کو ابر سایہ کرنے کو (واضح ہو کہ ملک حجاز میں اب تک بخوف سموم دن کو راہ نہیں چلتے رات ہی کو چلتے ہیں۔ اس لئے بنی اسرائیل کو راہ دکھلانے کے لئے رات کو روشنی آگے آگے جلتی تھی اور دن کو ابر سایہ کئے رہتا تھا اس سے سمجھا گیا کہ رات دن چلتے تھے) تب خدا تمہاری بات سن کے غضبناک ہوا اور قسم کھائی کہ اس خراب دور کے اشخاص اُس عمدہ زمین کو نہ دیکھیں گے سوائے کالیب بن یفنہ اور اُس کے پیروان کے جو خدا کے ساتھ پورے اُترے۔ تمہاری وجہ سے ہم کو بھی خدا نے کہا کہ تو بھی وہاں نہ پہنچے گا۔ یوشع بن نون جو تیرے سامنے کھڑا ہے وہ وہاں جائے گا۔ اُسی کو قوی کر کہ وہی بنی اسرائیل کو راہ چلائے گا۔ تمہاری اولاد جو اُس وقت نیک و بد نہیں سمجھتی وہ وہاں جائے گی اُنھیں کو ہم دینگے وے ہی اُس پر قبضہ کرے گی تم لوگ لوٹو یہاں سے کرو بحر احمر کی راہ سے تب تم لوگوں نے جواب دیا کہ ہم سے خطا ہوئی ہم چڑھائی کریں گے اور موافق حکم خدا کے لڑیں گے پھر تو ہر شخص نے اپنا حربہ سنبھالا اور آمادہ چڑھائی ہوا۔ تب خدا نے مجھ سے کہا کہ چڑھائی نہ کرو اور نہ لڑو کہ میں معین نہیں ہوں اپنے دشمنوں کے ہاتھ سے تباہ مت ہو تب ہم نے کہدیا۔ مگر تم نے نمانا اور خدا کو ناراض کیا اور اپنے غرور سے پہاڑ پر چڑھ گئے۔ تب نکلے اموری جو پہاڑ میں رہتے تھے تمہارے مقابلہ کو اور تمہارا تعاقب کیا جیسا بھڑ کرتی ہے اور

تم کو قتل کیا سعیر میں (یعنی جبل شراہ میں) حرما تک تب تم لوگ لوٹے اور خدا کے سامنے گریہ و زاری کیا لیکن خدا نے کچھ التفات نہ کیا تب تم پھرے قادیش میں بہت دنوں پھر تم لوٹے اور طے کیا بیابان کو بحر احمر کی راہ بموجب فرمان الٰہی اور گھیرے رہے کوہ شراہ بہت دنوں تب خدا نے مجھ سے کہا کہ تم کو اس پہاڑ کو گھیرے بہت دن ہوئے شمال کی طرف رخ کرو اور قوم کو یہ حکم دو کہ تم لوگ اپنے بھائی بنی عیص کے حدود میں گزرو گے جو کوہ سعیر (یعنی جبل شراہ) میں بسے ہیں اور تم سے ڈرتے ہیں احتیاط کرو اُن سے جدال نہ کرنا اُن کی سرزمین سے تم کو ایک قدم بھر نہ دیں گے کیونکہ ہم نے بنی عیص کو کوہ سعیر میراث دی ہے ہاں ان سے دام دے کر خریدنا اور کھانا بلکہ پانی بھی مول لے کے پینا۔ خدا تیرے معبود نے تیری جملہ مکاسب میں برکت دی وہ جانتا ہے تیرا قطع کرنا اس بڑے بیابان کو چالیس برس ہوئے خدا تیرا معبود تیرے ساتھ ہے کسی چیز کی کمی نہ ہوئی۔ تب گزرے ہم اپنے بنی عیص کے حدود سے جو سعیر میں مسکن گزیں ہیں براہ خشک زمین ایلہ اور عصیون ہو کے پھر متوجہ ہوئے بیابان مُوآب سے گزرنے کو (مُوآب نام ہے قوم کا جو لوط کی اولاد میں ہیں اُس ملک کو بھی مُوآب کہتے ہیں اور اب اُسے بلقاء کہتے ہیں اُس میں ایک قطعہ تھا جسے کرک کہتے ہیں اُس وقت وہاں کا بادشاہ بالاق تھا شاید اُسی کے نام سے بلقاء مشہور ہوا اُس میں ایک چھوٹا گاؤں ہے جسے عبری میں صُعَر اور عربی میں زُغَر کہتے ہیں۔ اس گاؤں میں حضرت لوطؑ نے پناہ لی تھی جب فرشتوں نے اُن کو بھگایا اسی نام سے وہ بحیرہ جس میں نہر اردن جسے نہر شریعت کہتے ہیں گرتا ہے بحیرہ زُغَر مشہور ہوا یہ علاقہ اس بحیرہ سے پورب طرف ہے اور دریائے اردن سے اور جس کا طول ۵۸ درجہ ۲۰ دقیقہ ہے اور عرض ۳۲ درجہ ۵۰ دقیقہ اور وسط بحیرہ کا طول ۵۹ درجہ اور عرض ۳۱ درجہ ہے) خدا نے مجھ سے کہا کہ قوم لوط پر حملہ نہ کرنا وہ دیار ہم نے اُس کی اولاد کو دیا ہے تم کو نہ دیں گے۔ اب تم مستعد ہو اور نہر زارد کو اُتر جاؤ تب ہم لوگ نہر زارد اُتر گئے (یہ نہر وسط مواب یعنی بلقاء میں ہے اسی کے کنارہ پر صُعَر یعنی زُغَر ہے) وہ ایام جو قادیش برنیع سے روانگی کے وقت سے تا عبور نہر زارد گزرے ۳۸ برس تھے اُس وقت تک جملہ اشرار ختم ہو چکے تھے تب مجھ سے خدا نے کہا کہ تو اب حدود مُوآب سے

گزر جائے گا اور بنی عمون کے حدود کے مقابل ہوگا اُن سے جدال مت کرنا وہ خطہ اُن کی میراث ہے
تم کو نہ ملے گا۔ تم مستعد ہوکے کوچ کرو اور دریائے ارنون سے عبور کرو (یہ ندی ۵۸ درجہ ۲۰ دقیقہ
طول و ۳۲ درجہ ۵۰ دقیقہ عرض پر واقع ہے۔ مواب اموریے کی سرحدی ندی ہے اس ندی کے جنوب ملک
مواب ہے اور اُدھر ملک اموری) دیکھ ہم نے رئیس حشبون سیحون اموری کو تیرے قبضہ میں دیدیا
اُس سے لڑو۔ اب تمہارا رعب جملہ اقوام کے قلوب پر جماویں گے۔ تب ہم نے بیابان مذکور سے
سیحون رئیس حشبون کے پاس قاصد بھیجکر یہ کہلا بھیجا کہ ہم لوگ تمہاری ملک سے گزریں گے
سیدھی راہ چلے جائیں گے کسی طرح ضرر نہ پہنچائیں گے۔ لیکن سیحون نے قبول نہ کیا اور قتال
کر لئے نکلا اور شکست کھائی پھر تو قتل عام جاری ہوا اور بنی اسرائیل نے اس تمامی ملک کو
تباہ کیا اور لوٹ لیا اور قبضہ کر لیا (حشبون جسے عربی میں حسبان کہتے ہیں ایک قطعہ ہے ملک شام کا دریائے
ارنون سے شمال جانب دریائے اردن تک چلا گیا ہے بحیرۂ زُغر سے پورب طرف اُس کا دارالسلطنت
اُس وقت حشبون تھا دریائے ارنون کے کنارہ عُروعیر شہر ہے جسے عربی میں عرایر کہتے ہیں۔ دیبون ایک قریہ کا
نام ہے جسے عربی میں ذیبان کہتے ہیں یہ موضع صور سے قریب ہے) پھر متوجہ ہوئے اور باشان کی
راہ لی تو نکلا عوغ رئیس باشان لڑنے کے لئے مقام اذرعی میں (باشان جسے عربی میں بثنیہ
کہتے ہیں وہ قطعہ شام ہے جو بصریٰ سے شمال و حوران سے پچھم ہے۔ یہ ریاست بہت سیرحاصل ہے بہت ندیاں
اس میں جاری ہیں دمشق سے جنوب ہے اس کے شہروں میں گولان ہے جسے عربی میں جولان کہتے ہیں اور
افیق جسے عربی میں فیق کہتے ہیں اس کا ایک صوبہ ارگوب تھا جس میں ساٹھ شہر آباد تھے اور یہی شہر دریا کنارہ
آباد تھا عربی میں اُسے اذرعات کہتے ہیں اس میں ایک بت خانہ تھا جس کا نام عشتورت تھا اُس میں زہرہ
کی پرستش ہوتی تھی یہ سب عوغ کی ریاست میں تھا جسے عربی میں عوج بن عنق کہتے ہیں) پھر خدا نے
مجھ سے کہا۔ اُس سے مت ڈر اُسے میں نے تیرے حوالہ کیا اور اُس کی تمام قوم کو اور
اُس کی تمام ریاست اُس کے ساتھ ویسا ہی کرنا جیسا سیحون کے ساتھ کیا چنانچہ خدا نے
ویسا ہی کیا اور ہم نے قتل عام جاری کیا اُس خاندان کا کوئی نہ بچا اُس کے کل شہروں کو

قبضہ کر لیا علاقہ ارگوب میں ساٹھ شہر یہ سب شہریں مُسَوّر تھے جس کے گرد شہر پناہیں بہت اونچی
تھیں سوائے دیہات کے اُس وقت لے لیا ہم نے دو بادشاہ اموری کے پاس سے وہ
ملک دریائے اردن کے پورب ارنون دریا سے کوہ حرمون تک (حرمون پہاڑ ایک جانب
لبنان کہلاتا ہے اور ایک جانب حرمون۔ الغرض ارنون دریا سے کوہ لبنان تک حضرت موسیٰ کے وقت میں
فتح ہوگیا) انتہیٰ یہاں یہ امر لائق لحاظ کے ہے کہ حضرت موسیٰ کو طور پر حکم جہاد ہوا۔ اس ہدایت سے
کہ دریائے اردن کے پورب طرف جو دو ریاست قوم اموری کی ہے اُس پر حملہ کرکے اس ملک کو
لے لو۔ وہاں شریعت جاری کرو کیونکہ وعدہ تھا کہ اُس ملک کو مع قوم کے تمھیں دیا ہم نے۔
قوم کے دینے کے معنی یہی ہیں کہ وہ تمھاری مطیع ہو جائے گی اور شریعت کی نسبت حکم تھا کہ اپنی
قوم اور غیر قوم کا فیصلہ ایک نہج پر کرنا یعنی سب کے لئے ایک شریعت ہے۔ یہ ریاست ارض
حجاز کی شمالی حد پر واقع ہے ایلہ و مدین وارض تیمار کے قریب ہے یہ علاقہ کوہ طور سے شمال مشرق
ہے۔ ایلہ ہو کے سیدھی راہ ہے اور فاران جسے یہود بتاتے ہیں وہ کوہ طور سے شمال مغرب ہے
بیچ میں ریاست بنی عیص پڑتی ہے وہ فلسطین کے حد جنوبی ہے بیت المقدس و جبرون مسکن
حضرت ابراہیم اُس میدان سے قریب ہے وہاں سے حملہ شام پر بہت آسان تھا مگر بنی عیص نے
راہ نہ دی۔ اگرچہ کچھ علاقہ اُن کی ریاست کا جو دارالسلطنت سے دور و اجاڑ تھا اوس
دوسری راہ میں بھی پڑا لیکن حکم تو تھا کہ تم دریائے اردن کے پورب جانب ریاست اموری
پر حملہ کرو۔ ایسی حالت میں اُن کو میدان پاران میں جانے کی ضرورت نہ تھی اور وہ راہ میں
پڑتا تھا۔ لیکن حضرت موسیٰ کا پاران میں جانا اور وہاں سے جاسوس روانہ کرنا ثابت ہو چکا ہے
اس لئے ضرور ہے کہ وہ پاران دوسرا ہو۔ دوسرا پاران وہی ہے جہاں مسکن حضرت اسمٰعیل کا تھا
دیکھو اس خطبہ میں بھی بیان ہے کہ ہم لوگ کوہ طور سے کوچ کرکے کوہ اموری کی راہ سے
اُس بڑے بھیانک میدان کو قطع کیا اور دوسری جگہ لکھا ہے کہ پاران میں ٹھہرے اس سے
نکلتا ہے کہ کوہ اموری کی راہ سے پاران گئے کوہ اموری اُس پاران کی راہ میں نہیں ہے

جو سرحد شام پر واقع ہے وہاں ارض حجاز کی راہ میں کوہ اموری پڑسکتا ہے پس ثابت ہوتا ہے
کہ کوہ اموری کی راہ سے یاران حجازی یعنی مکہ معظمہ میں پہنچ کے وہاں قیام کیا اس کی وجہ
یہی ہے کہ بنی اسمٰعیل اُن کے بنی اعمام سے تھے اُن سے امداد کی توقع تھی علاوہ بریں مکہ معظمہ
حرم تھا وہ جائے امن بھی دہی دیکھ کے حضرت موسیٰ نے قاتل شبہ عمد کے لئے حرم کی شہریں
مقرر کئے۔ علاوہ بریں جب حضرت موسیٰ نے کوہ فاران سے جاسوس روانہ کئے تو اُن کو حکم دیا
کہ جنوب شام سے جاسوسی کرنا چنانچہ ان لوگوں نے میدان صین سے جو متصل دوسرے فاران
کے جنوب شام میں ہے جاسوسی کی اور کل لشکریان موسیٰ دہیں فاران میں ٹھہرے رہے۔
تو اگر موسیٰ اُسی فاران میں تھے جو جنوب شام میں ہے اور وہیں سے جاسوس روانہ کئے تو یہ کہنا
کہ تم جنوب شام سے جاسوسی کرنا فضول ہو جائے گا۔ اس سے نکلتا ہے کہ جاسوس مکہ معظمہ سے
روانہ ہوئے اُن کو ہدایت ہوئی کہ تم جنوب شام سے جاسوسی کرنا۔ علاوہ بریں جاسوس
شام لوٹ گئے فاران میں آئے اور اُن کے بیان سے قوم بددل ہو کر حملہ سے منکر ہوئی کہ اُن کے
انکار سے ناراضی خدا کی ظاہر ہوئی۔ جب سے وے پشیمان ہو کے حملہ آور ہوئی اور شکست کھائی۔ تب
موسیٰ کو حکم ہوا کہ تم بحر احمر کی راہ سے لوٹو چنانچہ وے جب لوٹے تو بحر احمر کی راہ سے ایلہ
ہو کے جبل شراہ تک پہونچی اب خیال کرنا چاہیئے کہ اگر وے لوگ اُس فاران میں تھے جو
سرحد فلسطین پر ہے تو وہاں کوہ شراہ تک پہونچنے میں ایلہ نہ پڑے گا بلکہ پہلے کوہ شراہ ہی پڑے گا
تب ایلہ اس لئے وے لوگ مکہ معظمہ میں تھی اور وہاں کوہ اموری کی راہ سے گئے تھے اور
لوٹنے میں یثرب و مدین و ایلہ ہو کے جبل شراہ میں پہونچے پھر وہاں سے میدان مواب میں
ہو کے اردون اور تر کے حملہ کیا فتدبر: اب ہم معنی آیت کی طرف متوجہ ہوتے ہیں واضح ہو کہ
حضرت موسیٰ نے یہ بتایا کہ خدا ظاہر ہوا کوہ سینا میں یعنی آغاز نبوت موسیٰ وہیں سے ہوا۔
موسیٰ علیہ السلام کو شریعت یعنی پوری حکمت عملی جس میں تہذیب الاخلاق و تدبیر منزل و
سیاست مدن ہے عنایت ہوئی پھر چمکے گا کوہ سعیر سے۔ مراد اس سے بعثت حضرت عیسیٰ کی ہے کہ

ان کو صرف تہذیب الاخلاق ملا تھا۔ پھر شدت سے متجلی ہوگا۔ فاران یعنی مکہ میں مقصود اس سے ہمارے پیغمبر ہیں یعنی اُن کو بھی شریعت یعنی پوری حکمت عملی ملے گی الیوم اکملت لکم دینکم۔ پاک لڑائی سے مقصود جہاد ہے کہ صحابہ فقط اجراء دین کے لئے لڑتے تھے اُس کے دہنے ہاتھ میں آگ ہوگی مراد اس سے تلوار ہے اُس کے پاس شریعت ہوگی یہ ظاہر ہے اس کی تائید میں ۵۰ زبور کو لکھتے ہیں אֵל ایل اس نام سے حضرت داؤد نے بھی آپ کو بیان کیا ہے۔ ۵۰ زبور میں لکھا ہے

מזמור לאסף אל אלהים יה
וה דבר ויקרא ארץ ממזרח שמש עד־
מבאו׃ מציון מכלל־יפי אלהים הופיע׃
יבא אלהינו ואל־יחרש אש־לפניו תאכל
וסביביו נשערה מאד׃ יקרא אל־ה
שמים מעל ואל־הארץ לדין עמו׃
אספו־לי חסידי כרתי בריתי עלי־
זבח׃ ויגידו שמים צדקו כי־אלה
ים שפט הוא סלה׃

مِزمورِ لِآساف ایل اِلوہیم یہوا دبیر و یقرا اَرِض مِمزرَح شمش عد میبو: مِصیون مِخلل یوفی اِلوہیم ہوفیع یابو الوہینو و ال یحرش ایش لفانا و توخیل و سبیباو نسعرا مئود: یقرا ال ہشامائم معال و ال ہا آرِض لادین عمو: اِسفو لی حسیدا و کورتی بریتی علی زبح ویگیدو شامائم صدقو کی اِلوہیم شوفیط ہو سلا: لغات مِزمور معنی بھجن زبور قرآن آساف گورنر عالم جو تحصیل ملک کرے خواہ ناظم دلکگڑ دوسرے معنی ہیں شاعر نامی خواہ ادیب فصیح بلیغ خواہ نبی خطیب پر بھی اس کا اطلاق آیا ہے ایل قوی اِلوہیم حاکم و نام خدا بمعنی معبود ہوا اسم ذات بمعنی وجود و موجود دبیر معنی کہا یقرا کہیں گے اِرض معنی زمین مزراح معنی

مشرق شمس سورج عد معنی تا تک ہو غروب صیون کو، بیت المقدس اس کا مادہ
צָיָה صایہ ہے جس کے معنی ہیں خشک ہونا فعل اس کا غیر مستعمل ہے اس سے چند
الفاظ مشتق ہیں צִיָּה صیہ جس کے معنی ہیں خشکی جب ارض کے ساتھ مستعمل ہوتا ہے
אֶרֶץ צִיָּה ارض صیہ اس کے معنی ریگستان خواہ او سرزمین ہوتے ہیں
بیشتر مقصود عربستان ہوتا ہے צָיוֹן صایون ریگستان צִיּוּן صیون
معنی اس کے مقام ریگستانی خواہ خشک پہاڑ۔ عربی صہوہ اور نیز صیون مشتق ہے צוה
صاوہ سے اس کے معنی ہیں ستون خصوصاً جو نشان کے لئے قائم ہو جیسے میل מִכְלַל
יֹפִי مکلل یوفی کامل الجلال הוֹפִיעַ ہوفیع اس کا
مادہ יָפַע یفع ہے جس کے معنی ہیں نور چمکنا یہ اس کا متعدی ہے بیشتر بمعنی تجلی
آتا ہے יָבֹא یابو معنی آئے گا אֱלוֹהַּ الوہ معبود ملک قاضی و
سلطان יֶחֱרַשׁ یحرش مادہ اس کا حرش یعنی گنگ ہونا چپ ہونا
נִשְׂעֲרָה نسعرا مادہ اس کا سعر ہے معنی تھرتھرانا کانپنا (ترجمہ) یہ بھیجے ہے
بڑے گویا قوی بادشاہ کے حق میں خدا نے کہا ہے وہ تسلط کرے گا تمام روے زمین پر
خشک پہاڑ سے کامل الجلال بادشاہ جگ جگائے گا آئے گا۔ ہمارا بادشاہ اور چپ نہ رہے گا
اس کے سامنے آگ جلا دے گی اس کے گرداگرد بڑا زلزلہ پڑ جائے گا۔ پکارے گا اونچی
آسمان کی طرف اور زمین کی طرف اپنے قوم کے انصاف کے لئے جمع ہو ہمارے واسطے
دیندار لوگ جن سے معاہدہ قربان ہے کر اطلاع دیں گے۔ آسمان اس کا صدق کر وہ عادل
بادشاہ ہے۔ تفسیر: بڑے گویا سے مقصود آنحضرت ہیں۔ قرآن کی فصاحت معجزہ ہے
اس لئے داؤد نے آپ کو بلفظ اساف بیان کیا۔ آپ نے فرمایا ہے انا افصح العرب و
العجم۔ عرب کی فصاحت تو ظاہر ہے آپ سوائے عربی زبان کے دوسری زبان جانتے
نہ تھے۔ پھر افصح العجم ہونے کی کچھ معنی نہیں جز اس کے کہ خدا نے میرا یہ لقب عجمی زبان یعنی

عبرانی میں دیا ہے علاوہ بریں آساف سے نبی بھی مقصود ہوتا ہے اور آپ نبی بھی تھے علاوہ بریں
آپ فرماں روا تھے جس پاس غنائم واموال زکوٰۃ جمع ہوتے تھے تو آپ گورنر و تحصیلدار
بھی تھے علاوہ بریں آپ پاس قبائل واقوام کا اجتماع بھی تھا اس معنی سے بھی آپ آساف
تھے وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا ان معانی کے لحاظ
سے داؤد نے آپ کو بزبان وحی آساف فرمایا یہ موافق ہے حضرت یعقوب کے کلام کے
جو گزرا کہ اُس کے پاس قوموں کا جماوڑا ہوگا آساف کے معنی حاشر ہیں جو آپ کے اسمائے
ہے۔ حدیث صحیح میں آیا ہے کہ میں حاشر ہوں یعنی آساف۔ پھر داؤد نے آپ کو ایل یعنی قوی
فرمایا جو آپ کے اسماء سے ہے اور خود ہاجر کے خواب سے نکلتا ہے اور حضرت اشعیا نے
آپ کا یہ نام بیان کیا ہے پھر داؤد نے آپ کو الوہیم یعنی بادشاہ فرمایا اور جو تمام روئے زمین
پر تسلط کرے گا۔ یہ تو نسبت آنحضرت کے ظاہر ہے۔ دوسری آیت میں بیان ہے کہ خشک
پہاڑ سے وہ کامل الجلال بادشاہ ظاہر ہوگا۔ خشک پہاڑ سے مراد مکہ کا پہاڑ ہے کیونکہ اکثر
مقامات میں عربستان کو ایسے لفظوں سے بیان کیا ہے۔ قرآن میں بھی اُس کا ترجمہ وادی
غیر ذی زرع ہے۔ حضرت موسیٰ نے فرمایا تھا ہوفیع مہر پاران یعنی کوہ فاران سے
بشدت متجلی ہوگا۔ یہاں بھی وہی لفظ ہو فیع وارد ہے ہاں وہاں لفظ کوہ فاران ہے یہاں
خشک پہاڑ جسے بلفظ صیہون بیان کیا ہے اُسی کا ترجمہ ہم نے خشک پہاڑ کیا ہے اس
لفظ پر یہود ونصاریٰ اُلجھیں گے کہ صیہون بیت المقدس کے پہاڑ کو کہتے ہیں بلاشبہ
بیت المقدس کے پہاڑ کا یہ نام ہے لیکن یہاں مقصود نہیں ہے عجب نہیں کہ یہاں لفظ صایون
رہا ہو یہود نے عمداً خواہ خطاءً صیہون بنا دیا ہو کیونکہ عبرانی میں دونوں کی کتابت
یکساں ہے حرکات لگانے سے تفرقہ ہوتا ہے اور قدیم زمانہ میں حرکات لگائی نہیں جاتی تھی
عجب نہیں کہ حرکات لگانے میں صایون کا صیہون کر دیا ہو۔ اس کے بعد ہے کہ ہمارا بادشاہ
ممدوح جب آئے گا تو وہ چپ نہ رہے گا بلکہ اُس کے سامنے آگ کفار کو جلائے گی یعنی وہ

جہاد کرے گا کفار کو لڑائی سے فی النار کرے گا۔ چنانچہ یہ سب کچھ ہوا اُس کے بعد ہی کہ اُس کے گرد اگرد زلزلہ پڑ جائے گا چنانچہ فارس و شام و افریقہ تمام زلزلہ تھا علاوہ بریں فارس میں آپ کی پیدائش کے وقت میں زلزلہ عظیم آیا تھا اس کے بعد خطاب ہے بنی اسرائیل کی طرف جن پر قربان فرض تھا کہ تم مجتمع ہو یعنی اُس بادشاہ کے آنے کے وقت میں کہ آسمان اُس کے صدق کی گواہی دیں گے یعنی مبادی عالیہ سے ایسا کلام فائض ہوگا جو معجز ہوگا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ اور نیز معجزہ شق القمر و ردِ شمس آسمانی شہادت ہے اُس کے صدق و عدالت پر اس کے بعد کی آیات میں زجر و توبیخ و وعظ و نصیحت ہے بنی اسرائیل کو۔

گیارہ زبور مصدر ہے لفظ آساف سے اگر موقع ہوگا تو اُن کی تفسیر کی جائے گی[1]۔ اس آیت کی تفسیر میں جو ربی سلمان یرحی نے لکھا ہے وہ ہم لکھ دیتے ہیں۔

یعنی آیت تورات

---

[1] واضح ہو کہ קָרָא قارا یقرا اس مادہ کے اصل معنی ہیں چلانا ڈپٹنا تڑپنا مجازاً تسلط کرنا اور نیز اس کے معنی ہیں پکارنا، بلانا، منادی کرنا کہنا یہ مادہ عربی میں بھی مستعمل ہے پڑھنے کے معنی میں یعنی قراۃ قاف و را مہملہ و ہمزہ حروف اصلی ہیں اب ہم اس زبور کا ترجمہ دوسری طور سے کرتے ہیں۔ یہ زبور حاشر کے بارہ میں ہے۔ قوی حاکم جسے خدا نے کہا اور زمین مشرق سے مغرب تک پھیلے گا یوں کہیں کہ وہ زمین کو مشرق سے مغرب تک دعوت کرے گا یعنی ایک ارض کو اسلام کی طرف بلائے گا۔ حضرت موسیٰ نے اپنے تسبیح میں بلسان وحی آپ کو قوی کہا اور حاکم بھی اس واسطے حضرت داؤد اپنی اس زبور میں فرماتے ہیں کہ اُس حاشر کو خدا نے قوی حاکم کہا ہے اور تمام روئے زمین بھی بعد ظہور کہے گی یا یوں کہیں کہ خدا نے جسے قوی حاکم کہا ہے وہ تمام روئے زمین پر دعوت اسلام کرے گا۔ دعوت اسلام و اطاعت کی تھی ایسی عام دعوت کسی پیغمبر کی نہ تھی۔ اس کے بعد بیان زبور یہ ہے خشک پہاڑ سے کامل الجلال حاکم تجلی ہوگا واضح ہو کہ کامل الجلال ترجمہ ہے مُخَلَّل یوفی کا یہ مرکب ہے دو لفظوں سے ایک مخلل جس کے معنی ہیں کامل دوسرے لفظ یوفی ہے اُس کے معنی ہیں جمال و جلال و مطلق خوبی۔ اس لئے مخلل یوفی کے معنی ہوئے کامل الجلال و کامل الجمال و کامل المحمود (بقیہ بر صفحہ آئندہ)

מפני בזה יצאה לקבל את התורה שבאה לחתי
צב בתחתית ההר כתקן היוצא לקבל־
ל פני כלה שנאמר ־ לקראת האלהים
למדנו שיצא כנגדם ׃ וזרח משעיר למו׃
שפתח לבני עשו שיקבלו את התורה
ולא רצו׃ הופיע מהר פארן׃ שהלך
שם ופתח לבני ישמעאל שיקבלו־
ה ולא רצו ׃ ואתה לי שאלי מרבבות
קדש׃ ועמו מקצת רבבות מלאכי
קדש ולא כלם ולא ורב ולא כד־
רך בשר ודם שמראה כל כבודו
עשרו־ ותפה דת ביום השבת׃
השבת שניתנה להם מי תורה האש׃

(بقیہ نوٹ صفحہ گزشتہ)

← چونکہ عبرانی زبان میں صیغۂ اسم تفضیل نہیں ہوتا تو اُسے لفظ کال بڑھا کے بیان کرتے ہیں جیسے اشد علاوۃً اشد استخراجًا تو مخلل یوفی کے معنی ہوئے اجمل واجمل واحمد پس مخلل یوفی یہاں کنایہ احمد سے ہی ہے تو معنی آیت ہوئے کہ خشک پہاڑ سے احمد جو عالم پر متجلی ہوگا اور اگر صیون سے مراد بیت المقدس ہو تو آنحضرت لیلۃ الاسرا میں وہاں تشریف لے گئے تھے ورنہ یہ خبر ہی غلط ہو جائیگی کیونکہ بیت المقدس سے کوئی ایسا حاکم بعد داؤد کے نہیں متجلی ہوا اور آگے کا بیان واضح ہے بجز آنحضرت کے کسی پر منطبق نہیں اور خدا مقصود ہو نہیں سکتا قال اللہ تعالیٰ اولم تاتہم بینۃ ما فی الصحف الاولیٰ ترجمہ کیا اُن کے پاس اگلی کتابوں کی دلیل نہیں پہونچی ۔۔

(ترجمہ) سیناسے آیا یعنی اُن کے ملنے کو نکلا جب وے زیر کوہ کھڑے ہوئے تھے جیسے دولہ نکلے دُلھن لینے کے لئے چنانچہ کہا ہو خدا کے ملنے کے لئے اس سو ظاہر ہوا کہ نکلا اُن کے سامنے : چمکا سعیر سے یعنی کھولا (شریعت کو) بنی عیص کے سامنے تاکہ وے شریعت قبول کریں مگر قبول نہیں کیا : شدت سے چمکا کوہ فاران سے یعنی گیا وہاں اور کھولا بنی اسمٰعیل کے سامنے کہ قبول کریں مگر اُنھوں نے قبول نہیں کیا تب آیا بنی اسرائیل کے پاس پاک ملائکہ کی جدال کے ساتھ جو سراسر جلال تھے شریعت کی آگ سے مقصود یہ ہو کہ شریعت اُن کو آگ میں سے ملی تھی یہ معنی ایسے ہیں جس کا نہ سر ہو نہ پاؤں۔ کہتا ہو کہ اللہ سیناسے نکلا جیسے دولہ آتا ہو دُلھن کے ملنے کے لئے معلوم ہوا کہ توراۃ اُن کو مل گئی اب کہتا ہو کہ بنی عیص کے سامنے شریعت پیش کی گئی اور انھوں نے قبول نہیں کیا۔ اوّلاً تو اس کا ثبوت نہیں دوم یہ فقرہ اوّل کی مخالف ہو جب شریعت بنی اسرائیل کو مل گئی تھی تو بنی عیص کے سامنے پیش کرنا فضول تھا۔ علاوہ اس کے یہ مخالف ہو کہ حضرت اسحٰق کی دعا جو انھوں نے بنی عیص کے حق میں کی تھی کہ تو اپنے بھائی کی اطاعت میں رہے گا یعنی اُن کی شریعت پر چلے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا ایسا ہی سمجھو کہ بنی اسمٰعیل کے سامنے شریعت پیش ہوئی یہ محض بے اصل ہو مگر اس قدر فائدہ ہو کہ ہو فیع می ہر فاران سے הוֹפִיעַ מֵהַר פָּארָן یعنی چمکا فاران کے پہاڑ سے مقصود اس سے بنی اسمٰعیل ہیں اور اس مفسر کی رائے میں بھی فاران ملک حجاز ہے یہی تحریف معنوی ہو یحرفون الکلم عن مواضعہ کا مصداق یہود ہیں بعد اس کے یہ آیت ہو

אַף חֹבֵב עַמִּים כָּל קְדֹשָׁיו בְּיָדֶךָ וְהֵם תֻּכּוּ לְרַגְלֶךָ יִשָּׂא מִדַּבְּרֹתֶיךָ۔

اَف حُوبیب عمیّم کُل قدوشاد بیادخا وہیم تکو لرغلیخاں یسّا مدّبرو تیخا : (ترجمہ) مگر دوستدار اقوام یعنی اُس کے ہاتھ میں تلوار تو ہوگی مگر سب قوموں کے ساتھ محبت رکھے گا یعنی بڑا رحم دل ہوگا۔ آپ رحمۃ للعالمین تھے جو کوئی شخص آپ کے اخلاق سے واقف ہوگا تو وہ یقین

کرے گا کہ חֹבֵב עַמִּים جو بیث عمیم یعنی محب الاقوام آپ کی شان ہے)
اُس کے مقدس لوگ تیرے ہاتھ میں ہونگے (یہ صحابہ کی شان میں ہے یعنی اُس کے مقدس لوگ
یعنی صحابہ خدا کے ہاتھ میں ہونگے یعنی ہمیشہ اُس کی اطاعت اور ذوق شوق میں رہینگی یہاں تک کہ جان و
مال کو اُس کی راہ میں نثار کرنا اُن کا شعار ہوگا) اور مارے جائیں گے تیرے سامنے (یعنی تیری
راہ میں شہید ہونگے ایسا کسی پیغمبر کے وقت میں نہ تھا) تیرے کلام سے وے امامت پائیں گے خواہ
یوں کہیں کہ تیرے کلام لادے رہیں گے (یعنی چونکہ تیرے کلام پر ایمان لائیں گے اس لئے وے
امامت و خلافت کے مرتبہ کو پہونچیں گے) ربی سلیمان ابن اسحاق نے اس مقام پر لکھا۔
כָּל קְדוֹשָׁיו בְּיָדֶךָ · כָּל צַדִּיקֵיהֶם וְטוֹ
בֵיהֶם דָּבְקוּ בָּךְ וְלֹא מָשׁוּ מֵאַחֲרֶיךָ
וְאַתָּה שׁוֹמְרָם:
(ترجمہ) اُن کے سب صدیق اور اچھے تجھ سے لپٹے رہیں گے اور تیرے پیچھے سے
نہ ہٹیں گے اور تو اُن کی صیانت کرے گا۔ וְהֵם תֻּכּוּ לְרַגְלֶ
יךָ וְהֵם מִתְמַצְּעִים וּמִתְכַּנְּסִים לְתַ
חַת צִלֶּךָ:
(ترجمہ) وے مارے جائیں گے تیرے پاؤں تلے وے سر پر آرا اور مجتمع ہونگے تیرے
سایہ تلے יִשָּׂא מִדַּבְּרֹתֶיךָ · מְקַבְּלִין מְגִזְ
רוֹתֶיךָ וְדָתוֹתֶיךָ בְּשִׂמְחָה:
(ترجمہ) وے قبول کریں گے تیری شریعت بخوشی اس مفسر کی کلام سے ہم کو کسی قدر مدد ملتی
ہے اس لئے ہم نے نقل کردیا یہ پیشین گوئی بہت صاف ہے سوائے ہمارے پیغمبر کے
اور کسی کے ساتھ منطبق نہیں اس کو خوب سمجھو : حبقوق نبی نے اسی خبر کو واضح کرکے بیان کیا۔
اس کو ہم آیت آیت جدا لکھتے ہیں باب ۳ آیت ۳ אֱלוֹהַּ מִתֵּימָן

שָׁמַ כִּסָּה סֶלָה פָּארָן־מֵהַר וְקָדוֹשׁ יָבוֹא
יִם הוֹדוֹ וּתְהִלָּתוֹ מָלְאָה הָאָרֶץ׃

اِلوٗہ متیمّان یابُو وقادُوش مِہَر پاران سلاکتّاش مائیم ہُودود تِہلاّ تو مالیا ہا آرِص
(ترجمہ) خداوند جنوب خواہ یمن سے آئے گا اور مقدس کوہ فاران سے اس کا جمال آسمان کو چھپائے گا اُس کے جلال سے زمین بھر جائے گی اس سے ظاہر ہے کہ ملک عرب سے کوئی ذی شان صاحب حکم نمود ہوگا سوائے ان پیغمبر کے کوئی ملک عرب میں ایسا پیدا نہیں ہوا اگر مصداق اس کا ہمارے پیغمبر نہ ہوں تو یہ خبر ہی غلط ہو جائے گی תֵּימָן تیمان جنوب کو کہتے ہیں اس میں شبہ نہیں کہ مکہ شام سے جنوب ہے اور یمان ملک یمن کو بھی کہتے ہیں کہ کسی زمانہ میں وہاں حکمت بہت تھی الحکمۃ یمانیۃ کو لحاظ کرو اور کتب مقدسہ میں بھی وہاں کی حکمت کا بیان ہے تیمان کا لفظ جو اس نبی نے استعمال کیا ہے شاید اس وجہ سے ہو کہ علاقہ حجاز کسی زمانہ میں یمن میں داخل تھا اور سلطنت یمن سے بڑی کوئی سلطنت عرب میں نہ تھی وہاں کے لوگ عالی ہمت ذی شوکت صاحب علم و حکمت ہوتے تھے بلقیس ملکہ یمن تھی فقط حکمت کے ذوق میں حضرت سلیمانؑ کی خدمت میں گئی لشکر اسلام جو شام کو روانہ ہوا تھا اُس میں یمنی بہت تھے: آیت ۴: וְנֹגַהּ כָּאוֹר תִּהְיֶה
קַרְנַיִם מִיָּדוֹ לוֹ וְשָׁם חֶבְיוֹן עֻזֹּה׃

و نُوغہ کا اور تہی قرنیم میادو لو و شام حبیون عزّو ۔ لغات نوغہ شعلہ و کرن چمک آگ کی ہو یا چاند و سورج خواہ تلوار کی خواہ جلال ربانی کی قرنیم بجلی اور اُس کی چمک اور سورج پر بھی اطلاق ہوتا ہے حبیون ۔ اختفار ۔ پوشیدہ ہونا چھپا لینا بالاپوشش پردہ و ستر חבל اور نور و صبح و نہار קַרְנַיִם قرنیم بمعنی قرنین و سینگہ و بجلی שָׁם یہ ماضی ہے שָׁמֵם شمم کا اس مادہ کے معنی ہیں ویران ہونا و کرنا و متحیر ہونا و کرنا و نیست و نابود کرنا و مٹا دینا۔

(ترجمہ) روشنی صبح کی سی ہوگی اُس کے ہاتھ میں بجلی ہوگی اُس کی قوت پردہ اُٹھاوے گی
قرنیم میادولو کے یہ معنی بھی ہیں کہ اُس کے دونوں ہاتھ میں اُس کے سینگھ ہوں گے
یعنی وہ ذوالقرنین ہوگا۔ ذوالقرنین کے معنی ہیں بہت قوی سکندر کو اسی معنی سے ذوالقرنین
کہتے ہیں اور فقرہ اخیر کے یہ معنی بھی ہیں کہ اُس کی باطنی قوت متحیر کردے گی۔ اس فقرہ کی
یہ معنی بھی ہیں کہ پردہ عزت ربانی وہاں ہوگا جب عزو کی ضمیر خدا کی طرف پھرے اور شام
کے معنی ہوں وہاں جیسا متعارف ہے وہاں سے مقصود دشت فاران ہے۔ مقصود یہ ہے
اُس کا نور شدید ہوگا اُس کے ہاتھ میں برق یعنی تلوار ہوگی شدت نور سے مقصود یہ ہے کہ
اُس کی شریعت کامل ہوگی اور تھوڑے عرصہ میں پھیل جائے گی اور ہمیشہ قائم رہے گی اور
برق سے مراد تلوار ہے یعنی وہ جہاد کرے گا اور اپنی قوت پھیلائے گا: آیت ۵: לְפָנָיו
יֵלֶךְ דָּבֶר וְיֵצֵא רֶשֶׁף לְרַגְלָי
ו: لغات דֶּבֶר دبیر موت רֶשֶׁף شعلہ برق
(ترجمہ) اُس کے سامنے موت چلے گی اور نکلے گی برق اُس کے قدموں سے یہ اشارہ
ہے جہاد کی طرف: آیت ۶: עָמַד וַיְמֹדֶד אֶרֶץ רָאָה
וַיַּתֵּר גּוֹיִם וַיִּתְפֹּצְצוּ הַרְרֵי־עַד שַׁחוּ
גִּבְעוֹת עוֹלָם הֲלִיכוֹת עוֹלָם לוֹ:
عامد و یمودد ارص راءہ و یتر گویم و یتپوصصو ہرری عد شحو گبعوث عولام ہلیحوث
عولام لو لغات וַיַּתֵּר یتیر اس کا مادہ נָתַר نتر ہے اُس کے معنی
ہیں آزادی یتیر متعدی ہے دوسری معنی ہیں تپی جھاڑنا مجازاً پریشان و منتشر
کردینا וַיִּתְפֹּצְצוּ یتپوصیص مادہ اس کا פָּצַץ پوص ہے
چور چور ہونا ٹوٹ جانا הַרְרֵי־עַד ہرری عد مستحکم پہاڑ خواہ بلند
یہ لفظ مرکب ہے دو لفظوں سے اول ہر جس کے معنی پہاڑ ہیں دوسرا عد جس کے

معنی ہیں مستحکم خواہ بلند שַׁחוּ شحو مادہ اس کا שָׁחָה شحہ ہے
جس کے معنی ہیں خسف یعنی دھنس جانا اور جھک جانا גִּבְעָה گبعا پہاڑی
עוֹלָם عولام قدیم دائمی הֲלִיכָה ہلیخا راہ و طریق۔ (ترجمہ) قائم ہوا
اور زمین کو ناپ ڈالا تاکا اور قبائل کو آزاد کیا خواہ پریشان کیا اور ٹوٹ جائیں گے
بڑے پہاڑ اور قدیم پہاڑیاں جھک جائیں گی۔ خسف ہونگے ابدی راہ اس کی ہوگی
خواہ قدیم راہ اس کی ہوگی روئے زمین کی پیمائش سے مقصود یہ ہے کہ اس کی حکومت
خوب پھیلے گی قبائل کی آزادی سے مراد یہ ہے کہ وے بت پرستی چھوڑ کے شیطان کے
پھندے سے آزاد ہونگے۔ וַיַּתֵּר یتر کے دو معنی ہیں پریشان کرے گا قبائل کو
دوسرے معنی ہیں آزاد کردے گا دونوں بات ظاہر ہوئی۔ پہلے قبائل عرب پریشان ہوئے
مسلمان ہوکے پھر آزاد ہوئے۔ بڑے پہاڑوں کے ٹوٹنے سے مقصود یہ ہے کہ بڑی
بڑی سلطنت جیسی کسریٰ وقیصر برباد ہوں گی اور پہاڑی سے مراد چھوٹی ریاسات
ہیں جیسا عہد اسلام میں ہوا۔ قدیم راہ سے مقصود دین ابراہیمی ہے چنانچہ پیغمبر خدا نے
فرمایا ہے کہ یہ شریعت ابراہیمی ہے اور شریعت ہذا ابدی بھی ہے کہ تاقیام دنیا منسوخ نہ ہوگی
جو احکام خدا چند روز کے لئے دیتا ہے وہ باختلاف ادوار منسوخ ہو جاتے ہیں نسخ کے
معنی مدت کا پورا ہونا ہے مثلاً کسی نے دو دن کے لئے مزدور لگا۔ تو جب دو دن
گزر گئے تو یہی نسخ ہے پورا بحث اس کا ہم یہاں کرنا مناسب نہیں سمجھتے واضح ہو کہ یہ پیغمبر
اس مقدس کی قوت بیان کرتا ہے جو جبل فاران سے ممود ہوگا کہ قائم ہوئی ہے زمین ناپ
ڈالے گا یعنی اس کی شریعت بہت جلد میں پھیلے گی اور جس طرف دیکھے گا قبائل کے
قبائل مسلمان ہوکے آزاد ہو جائیں گے یعنی عقوبت آخرۃ نار و قتل و ہبت سے حتیٰ قال
لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ عَصَمُ مِنِّی اَموالَھُم وَدِمَاءَھُم اور پہاڑوں کے ٹوٹنے
سے یہ بھی مقصود ہے کہ بڑے سنگ دل راہ راست پر آئیں گے اور پہاڑیوں کے

جھکنے سے یہ بھی مراد ہے کہ کفار قریش مطیع اسلام ہو کے رکوع و سجود کریں گے یہ سب آنحضرت کے وقت میں ہوا: ؎

یک نظر دیدم ترا دیوانہ و مجنوں شدم

بیت:

جان سے ہو گئے بدن خالی ✣ جس طرف تو نے آنکھ بھر دیکھا

آیت: תַּחַת אָוֶן רָאִיתִי אָהֳלֵי כוּשָׁן יִרְגְּזוּן יְרִיעוֹת אֶרֶץ מִדְיָן׃

تحت آون رائیتی اہلی کوشان یرگزون یریعوث ارص مدیان اوّلاً ہم کو تین لفظوں کی تحقیق ضرور ہے۔ اول אָוֶן آون اصل معنی اس کے ہیں بیہودگی اور لغو و بیہودہ پر اطلاق اس کا بت پر بیشتر ہوتا ہے چنانچہ بت خانہ کو عموماً בֵּית אָוֶן بیث آون کہتے ہیں اور ایک بت خانہ کا نام آون تھا قریب دمشق کے دوم כּוּשׁ کوش: کوش و مصرائیم بن نوح کے بیٹوں میں سے تھے پیدائش باب ۱۰ آیت ۷، ۸؛ چنانچہ مصرائیم سے جو قطعہ آباد ہوا مصر کہلاتا ہے اور کوش کی اولاد سے حبش و زنگبار وغیرہ معمور ہے اکثر اطلاق کوش کا حبش و بربر و زنگبار وغیرہ پر آتا ہے جہاں کے باشندہ سیہ فام ہوتے ہیں اور اُس قوم پر بھی بولا جاتا ہے اور کوش نام ایک عربی قوم کا ہے جو سینا پہاڑ کے گرد بستی تھی پھر پھیل کر مدینہ منورہ تک پہونچی شعیب پیغمبر اُسی قوم سے تھے۔ چنانچہ مریم نے حضرت موسیٰ پر طعن کیا تھا کہ اُنھوں نے کوشی عورت سے شادی کی ہے چنانچہ مدینہ منورہ جسے یثرب کہتے ہیں آباد کردہ شعیب نبی ہے اُن کا نام توراۃ میں یثرو ہے اُنھیں کے نام سے یہ شہر مشہور ہوا واو یا تحتانی سے بدل گیا ہے کوئی مقام ملک شام میں بھی اس نام سے نامزد تھا۔ כּוּשָׁן کوشان اُس کا منسوب ہے جیسے کوشی מִדְיָן مدیان وہی مدین ہے جہاں شعیب

نبی کا مسکن تھا قوم کوش کو بھی مدیان کہتے ہیں یہ قوم حضرت ابراہیم کی اولاد میں سے ہے شعیب بھی اُس قوم سے تھے یہ قوم سینا پہاڑ سے مدینہ منورہ تک آباد تھی پیدائش باب ۲۵ آیت ۲ کو لحاظ کرو۔ اب ہم آیت کا ترجمہ لکھتے ہیں۔ آون کی نواح میں دیکھا میں نے خیمے اہل مدین کے اور ملک مدین کے خیموں کے چوب حرکت کریں گے یہ قوم ہمیشہ بنی اسرائیل کی اطاعت میں رہی مگر دور اسلام میں ائمہ اسلام کے ساتھ شام پر حکومت کرتے تھے۔ امیر معاویہ کا بلکہ جملہ بنی امیہ کا دار السلطنت دمشق تھا اور انصار چونکہ شعیب کے اولاد میں تھے تو وے اہل مدین سے بالضرور تھے اس لئے یہ نبی خبر دیتا ہے کہ اس دور میں اہل مدین آون یعنی ریاست دمشق پر محیط ہونگے چنانچہ بنی اُمیہ کے دور میں یہ بات پوری ہوئی۔ اس کے بعد کی آیات کی تفسیر ہم نہیں لکھتے کیونکہ اس رسالہ میں ہم کو صحف انبیاء سے بحث نہیں ہے لبطور تائید اخبار اوّل بعض بعض مقام کو لکھدیا ہے[1]۔ اب ایک خبر اور ہم لکھتے ہیں جو اوپر کی دونوں پیشین گوئی سے

---

[1] اس خبر کو ہم جمع کر دیتے ہیں کہ اُس کو لوگ خیال کریں حبقوق نبی شام میں رہتے تھے ملک عرب اُن سے جنوب ہے خلیفہ دکھن سے آئے گا یعنی مقدس کوہ فاران سے روشنی صبح کی سی ہوگی وہ بہت قوی ہوگا اُس کی باطنی قوت حیرت انگیز ہوگی۔ موت اُس کے آگے چلے گی اور برق اُس کے قدموں نکلے گی قائم ہوتے ہی ملک پر احاطہ کرے گا نظر ڈالے گا اور مقابل کو پریشان کر دے گا بڑے بڑے پہاڑ ٹوٹ جائیں گے اور قدیم پہاڑیاں سرنگوں ہونگی اُس کا مسلک ابدی ہوگا۔ دمشق کے نواح میں اہل مدین کے خیمے دیکھا میں نے مضطرب اہل مدین حرکت کرینگے۔ واضح ہو کہ قبائل عرب خیموں میں رہتے تھے جو لوگ اس خبر کو مطلع انصاف دیکھیں گے تو سوائے آنحضرت ﷺ کے دوسرے پر نہ مطابقت کرینگے اخیر فقرہ کا مطلب یہ ہے کہ اہل مدین اُس مقدس کے مقابلہ سے بھاگ کے دمشق میں پناہ لیں گے اس سے ہمارے پیغمبر کا ایک نشان اور بتایا کہ اُس سے مدین میں لڑائی ہوگی چنانچہ آنحضرت خود وہاں لڑنے کو تشریف لے گئے تھے غزوہ تبوک آخر غزوات ہے تبوک مدین سے ملا ہوا ہے وہ علاقہ مدین میں ہے سنہ ۹ ہجری میں یہ غزوہ ہوا تھا تیس ہزار آدمی آپ کے لشکر میں تھے حضرت موسیٰ سے بھی اس علاقہ میں جنگ ہوئی تھی۔ یہاں اب کلام ختم کرتے ہیں انشاء اللہ اس نبی کی کتاب کی تفسیر کسی موقع میں کریں گے

تعلق رکھتی ہے وہ ہوشیع نبی کی ۱۳ باب کی ۱۵ آیت ہے مگر چونکہ اوپر کے بیانات سے اس کی توضیح ہوتی ہے اس لئے ہم یہاں کل باب کو ذکر کرتے ہیں یہ نبی بنی افرائیم بن یوسف کی نسبت خبریں دیتا ہے کیونکہ بت پرستی بنی اسرائیل میں یاربعام بن نباط کے وقت سے شروع ہوئی جو افرائی تھا آیت כְּדַבֵּר אֶפְרַיִם רְתֵת נָשָׂא הוּא בְּיִשְׂרָאֵל וַיֶּאְשַׁם בַּבַּעַל וַיָּמֹת׃

کِدَبیر افرائیم رِتیت ناسا ہو بیسرائیل ویَّاشم بَبَعَل ویّاموث لغات:
رتیت خشوع ۔ (ترجمہ) افرائیم اپنے کلام خشوع آمیز سے امام بنی اسرائیل ہو گیا اور جب بوجہ بت کے آثم یعنی گناہگار ہوگیا تو تباہ ہوا مطلب یہ ہے کہ بنی افرائیم اپنی خوش گفتاری سے درجہ امامت کو پہونچے اور بت پرستی سے مردود ہوئے یعنی یوشع بن نون حضرت موسیٰ کی خدمت وصدق وامانت سے خلیفۂ خدا ہوئے بنی اسرائیل میں پھر یاربعام بن نباط افرائی کے وقت میں جب بت پرستی کرنے لگے تو مردود ہوئے ۔

וְעַתָּה יוֹסִפוּ לַחֲטֹא וַיַּעֲשׂוּ לָהֶם מַסֵּכָה מִכַּסְפָּם כִּתְבוּנָם עֲצַבִּים מַעֲשֵׂה חָרָשִׁים - כֻּלֹּה לָהֶם הֵם אֹמְרִים זֹבְחֵי אָדָם עֲגָלִים יִשָּׁקוּן׃

وعتا یوسیفو لحطو ویعسو لاہم مسیکا مکسپام کتبونام عصبیم معسہ حاراش کلہ لاہم ہیم اومریم زوبحی آدام عگالیم یشاقون (ترجمہ) اب اس پر انہوں نے اور خطا بڑھایا کہ بنایا اپنے لئے بت ڈھلی چاندی کی موافق اسی خیال کی چوبی بت تھے بالکل کاریگروں کی صنعت ان کو دی کہتے ہیں کہ آدمی کی قربانی کرنے والے آسمان چڑھینگے یعنی ان کو جنت ملے گی اور مراتب عالیہ کو پہونچیں گے بت پرستوں کا یہ قدیم خیال ہو کر

آدمی کی قربانی سے دیوتا بہت رضامند ہوتے ہیں جس کی توراۃ میں سخت ممانعت ہے ملک شام مصر وعرب میں تو اُس کا بڑا رواج تھا ہندوستان میں بھی اس کا نشان ملتا ہے۔ راون کو کہتے ہیں کہ مہادیو کے مندر میں اپنے سر کو کاٹ کے چڑھاتا تھا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ بڑا راجا ہوگیا۔ ستی ہونا بھی اسی قسم کی بات تھی۔ ہندو لاشوں کو اسی خیال سے جلاتے ہیں کہ اوسی اگن دیوتا کو جس سے روحانیت نار مقصود ہے میت کی نجات کے لئے چڑھاتے ہیں اُس پر یہ بھی مستزاد ہوتا ہے کہ اُس کی خاک کو یا نیم سوختہ نعش کو گنگا میں بہاتے ہیں تاکہ پانی کا موکل بھی رضامند ہو کے معین رہے۔ قدیم زمانہ میں ملک روس میں بھی ایسا رواج تھا بُت پرستوں میں اب بھی ہے اُس ملک میں جوالامکھی کی طرح بڑے بڑے کنڈ آگ کے ہیں جن میں قدرتی آتش ہمیشہ افروختہ رہتی ہے اگر اُسے دوزخ کہیں تو بے جا نہیں اُسی میں مردہ کو ڈال دیتے ہیں اور جو بت پرست مردوں کو دفن کرتے ہیں وے یہ سمجھتے ہیں کہ اجزا ارضی اُس میں زیادہ ہوتے ہیں تو موکل ارض کو زیادہ استحقاق ہے مگر فارس ومصر کے لوگ بوجہ شرکت اربع عناصر اور نیز اس وجہ سے کہ زندگی اُس کی ہوا سے ہے نعش کو ہوا میں رکھتے ہیں۔ للناس فیما یعشقون مذاہب۔ چونکہ اولاد کو بہت عزیز رکھتے ہیں اس لئے جو بڑے حریص جنت تھے وے اولاد چڑھانے لگے پھر بعض فرق جو بیٹے کو بہت عزیز رکھتے ہیں اُس کی قربانی کی ہمت نہ ہوئی تو لڑکیوں کو کم قدر خیال کر کے بتوں پر قربانی کرنے لگے پھر تو اُس قوم میں لڑکی کے مارنے کا رواج ہوگیا وَاِذَا الْمَوْءُدَةُ سُئِلَتْ بِاَیِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ۔ ہندوستان میں بھی چند قوم دختر کشی کرتی تھی اب دولت انگلشیہ کی توجہ سے یہ رسم بد موقوف ہوئی قلوب بنی اسرائیل مصریوں کی صحبت سے مائل اصنام پرستی تھی اس لئے حضرت موسیٰ اُن کو ایسے مقامات میں لئے پھرے جہاں نہ بت تھے نہ بُت پرست تاکہ اُن کے خیال سے مذاق بت پرستی محو ہو جائے تاہم جب موقع پاتے تھے تو کوتاہی نہیں کرتے تھے۔ قصہ گوسالہ وجبل غور کو خیال کرو اس لئے حضرت موسیٰ نے

چالیس برس جنگل و بیابان میں رہنا اختیار کیا یہاں تک کہ وے بڈھے جن کے دل میں خیال بت پرستی راسخ تھا مر گئے جب نئے دور کے لوگ رہ گئے جن کے قلوب ایسی آلائشوں سے پاک تھے ملک شام پر حملہ کیا کیونکہ اُس ملک میں بت خانے بہت تھے اُس کا گرد و فر دیکھ کے حملہ میں سستی ہوتی اور حصولِ مقصود میں نقص واقع ہوتا۔ سبحان اللہ ہمارے پیغمبر کی برکت ایسی تھی کہ اُسی وقت میں آپ کے توابع احکام شرائع پر ایسا محکم و مضبوط تھے کہ سر مو تجاوز نہیں کرتے تھے بت پرستی کا کیا ذکر تھا ہزارہا بت جو خانہ کعبہ میں رکھے تھے جسے وے اپنا دین و ایمان سمجھتے تھے توڑے گئے۔ آپ کے توابع جہاں جہاں گئے بتوں کو خوب نیست و نابود کیا ہندوستان میں جہاں بت شکنوں کا قدم کبھی نہیں گیا تھا کیسے کیسے بت خانے برباد ہوئے۔ ہندوستان کی تواریخ عہدِ اسلام کی دیکھو۔ حضرت موسیٰ کے وقت میں خدا پرستی ملک شام و کچھ حصہ عرب سے متجاوز نہ ہوئی تھی سو بھی صاف طور سے نہیں بلکہ خود بنی اسرائیل ہی مبتلائے بت پرستی ہو گئے جس کے بیان سے صحفِ انبیا مالامال ہیں حضرت عیسیٰ کے وقت میں تو کل بارہ ۱۲ آدمی ایمان لائے تھے اُن کے بعد گو مذہب عیسوی یورپ میں پھیلا لیکن بت پرستی محو نہ ہوئی صلیب اور حضرت عیسیٰ و مریم کی تصاویر گرجوں میں رکھی رہتی تھیں اور اب تک رکھی رہتی ہیں جسے وہ سجدہ و سلام کیا کرتے تھے اور کیا کرتے ہیں۔ علاوہ بریں اُن کا تو مذہب ہی تثلیث ہے اگر اُس کو ایک شاخ بت پرستی کی قرار دیں تو بعید نہیں عیسائیوں میں خدا پرست خالص طور پر کم ہیں وہ کلام حضرت موسیٰ کا کہ شریعت شروع ہوئی کوہِ سینا سے اور جگمگائی سعیر سے اور بہت شدت سے چمکی کوہِ فاران سے نہایت سچی بات ہے یعنی آغاز خدا پرستی حضرت موسیٰ کے وقت سے ہوا حضرت عیسیٰ کے وقت میں کسی قدر مدد ملی مگر محمدؐ کے وقت میں اکمل طور پر جاری ہوئی:

پیدائش باب ۱۲ کی ۳ آیت میں حضرت ابراہیم کی شان میں لکھا ہے وְנִבְרְכוּ בְךָ כֹּל מִשְׁפְּחֹת הָאֲדָמָה:

نبرخو بنجا خل مشیحوث ہا ارا ما (ترجمہ) تجھ سے برکت پائے گی کل اقوام روئے زمین
مقصود اس کا یہی ہے کہ تیرے سبب سے تمام روے زمین پر خدا پرستی پھیلے گی اب بہ نظر
انصاف دیکھو کہ زمانہ حضرت ابراہیم سے تا زمان حضرت عیسیٰ یہ وعدہ پورا نہ ہوا ہمارے
پیغمبر کے وجود با جود سے اس کا تکملہ ہوا۔ عام دنیا میں اخلاق حمیدہ اور سیر پسندیدہ پھیل گئے
ظلمت جہل و ضلالت دور ہوئی۔ ہنود و عیسائی وغیرہ مذاہب نے اکثر امور مسلمانوں سے
اخذ کئے گو وے اُسے بہ تبعیت اسلام نہیں کہتے۔ اس میں شبہ نہیں کہ خدا پرستی حضرت عیسیٰ نے
بھی پھیلایا لیکن بوجہ مسئلہ تثلیث خدا پرست اُن میں کم تھے اگر ہم اس کی تفصیل لکھیں تو
کتاب بڑھ جائے گی الغرض یوشع بن نون کی وفات کے بعد کچھ شائبہ پرستی بنی اسرائیل
میں تھا مگر یاربعام بن نباط کے زمانہ میں تو بت و بت خانے اس قوم نے تیار کر لئے جس پر انبیا
کی زبان سے وعید تھی: לָכֵן יִהְיוּ כַּעֲנַן־בֹּקֶר וְכַטַּל
מַשְׁכִּים הֹלֵךְ כְּמֹץ יְסֹעֵר מִגֹּרֶן וּכְעָשָׁן
מֵאֲרֻבָּה׃ —— لاخین یہیو کعنن بوقر وخطل مشکیم ہولیخ
کموص یسوعیر مگورن وخعاشان میارباہ (ترجمہ) لیکن ہو جائیں گی ظلمت فجر کی طرح اور
اور شبنم صبح کی طرح مٹ جائے گی جس طرح بھوسہ خرمن سے اُڑتا ہے اور دھواں روزن
سے یعنی وے بت جن کی وے اس قدر عظمت و پرستش کرتے ہیں سب اُڑ پڑ جائیں گے۔
یہ بات پیغمبر کے وقت میں پوری ہوئی کہ بت خانے توڑے گئے بت پرست راہ راست
پر آئے۔ مساجد اسلام کی بنا پڑی ایک خدا کی عبادت میں لوگ مشغول ہوئے گو عزرا کے
وقت میں بنی اسرائیل نے بت پرستی چھوڑ دی لیکن اقوام اصنام پرست میں بت پرستی و
کواکب و ملائکہ کی پرستش قائم رہی علاقہ بحرین میں صابئی مذہب بہت جاری تھا ملک فارس و
افغانستان و توران میں آتش پرستی کا زور تھا و سرزمین ہند بتوں سے مالامال تھی مصر و
تمام افریقہ میں اوثان کا ہجوم تھا دور اسلام میں یہ سب نیست و نابود ہوئے و علیٰ ہذا القیاس

یورپ میں بھی روشنی اسلام دَورِ بنی اُمیہ اور خلفاء عباسیہ میں منبسط ہوئی: וְאָנֹכִי
יְהוָה אֱלֹהֶיךָ מֵאֶרֶץ מִצְרָיִם וֵאלֹ
הִים זוּלָתִי לֹא תֵדָע וּמוֹשִׁיעַ אַיִן בִּ
לְתִּי׃
وآنُخی یہوَدا اِلُوہیخا مارِض مصرائیم وِالُوہیم زولاتی لو تیدَع وموشیع اینِ بلتی:
(ترجمہ) اور میں معبود تمھارا ہوں مصر سے حاکم میرے سوا کسی کو مت سمجھ میرے سوا کوئی نجات دہندہ نہیں ہے؛ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قبل زمان موسیٰ بنی اسرائیل میں خداپرستی نہ تھی مصریوں کی صحبت نے اُنھیں تباہ کیا تھا ورنہ زمانہ حضرت ابراہیم سے تا زمان یوسف علیہ السلام اُن کی خداپرستی یقینی ہے۔ ہاں جس طرح اولاد حضرت اسمٰعیل کچھ دنوں بعد بگڑ گئی اسی طرح اولاد اسحاق بھی بعد مرور ایام خراب ہو گئی حضرت موسیٰ و محمد سے اصلاح اُن کی بلکہ عالم کی ہوئی:؎

یارب صل وسلم دائما ابداً　　علی نبیک خیر الخلق کلهم

אֲנִי יְדַעְתִּיךָ בַּמִּדְבָּר בְּאֶרֶץ תַּלְ
אֻבוֹת׃ ——— اِنی یدعتیخا بمدبار بارِض تلئُوبوث
(ترجمہ) میں نے تجھے بیابان میں پہچانا یعنی خشک زمین میں یعنی ملک عرب میں مقصود یہ ہے کہ تمھاری حرکات ناشائستہ تو ملک عرب ہی میں ظاہر ہو گئی تھی کہ باوجود نزول رحمت و برکات کہ من و سلویٰ کھانے کو دیا اور پانی پتھر سے نکالا گیا اور ہر قسم کی آفات سے حفاظت کی گئی اور کس قدر آیات معجزات برأ العین تم نے مشاہدہ کیا۔ موسیٰ اور ہارون سا سرپرست موجود کوئی دقیقہ نافرمانی و سنگدلی و تذبذب و بے ایمانی کا اُٹھا نہیں رکھا۔ ہم نے تم کو حکومت ملک شام اپنے وعدہ بموجب عنایت کی כְּמַרְעִיתָם
וַיִּשְׂבָּעוּ שָׂבְעוּ וַיָּרָם לִבָּם עַל־כֵּן

שְׁכֵחוּנִי׃ ———— کُمرعیتّام وِیّیا عوسا بعُو وِیّا رُم
لِبّام عل کین شِکحا حونی: (ترجمہ) جب موٹے و سیر ہوئے تو اُن کا دل بڑھ گیا اس لئے ہم کو
بھول گئے یعنی جب ایسا ملک سیر حاصل اُن کو مل گیا تو جب اُن پر چھا گیا شکرگزاری تو
کیا کرتے غلبۂ شہوت و غضب و استیلای ہوا و ہوس سے کفران و عصیان پر کمر باندھی

וָאֱהִי לָהֶם כְּמוֹ־שָׁחַל כְּנָמֵר עַל־דֶּרֶךְ
אָשׁוּר׃ ———— وا اِیہی لاہِم کِمو شاحل کِنامیر عل دِریخ
اُشور شاحل عبرانی میں شیر کو کہتے ہیں خصوصاً سیاہ شیر جو عراق میں یعنی دجلہ کی پورب جانب
ہوتا ہے۔ نامیر عربی نمر یعنی چیتا اُشّور اصل معنی اس کے ہیں قَدَم دِریخ اشور
وہ راہ جو چلنے سے بنتی ہے ہندی پگ ڈنڈی اور نیز اُشّور نام ہے اُس حصّہ ترکستان کا
جو دجلہ سے پورب ایران تک آباد ہے اور شمالی حد اُس کی ارمن ہے اور کبھی اُس میں علاقہ
کلدانیان بھی داخل رہتا ہے جہاں دارالسلطنت بخت نصر اکثر حصّہ اس کا اب عراق کہلاتا ہے
پس معنی آیت یہ ہوئے کہ ہم تمہارے لئے شیر و چیتا ہونگے عراق کی راہ میں یعنی اہل عراق سے
تم کو تباہ کریں گے۔ چنانچہ تخریب بخت نصر کے وقت میں یہ خرابیاں پیش آئیں (ترجمہ) ہوں گے
ہم اُن کے لیے شیر کی طرح جلیا چیتا دشوار گزار راہ پر یعنی جب ایسا کفران و عصیان اُن سے
صادر ہوا تو اب ہمارا غضب اُن پر نازل ہوگا۔ حضرت آدم کو بھی سرزمین سیر حاصل ملی تھی ایک نافرمانی
سے کہ وہ خطائی الاجتہادی تھی وادی غیر ذی زرع میں جو وہ سرزمین مکہ معظمہ کی تھی پہنچائی
گئی تو بنی اسرائیل پر جو ہزارہا معاصی کے مرتکب ہوتے تھے کیوں نہ غضب نازل ہو

אֶפְגְּשֵׁם כְּדֹב שַׁכּוּל וְאֶקְרַע סְגוֹר
לִבָּם וְאֹכְלֵם שָׁם כְּלָבִיא חַיַּת הַשָּׂדֶה
תְּבַקְּעֵם׃
اِفگِشیم کِدوب شکّول وا اِقرَغ سِغور لِبّام وا اُخلیم شام کلابی حَیّت ہسادِہ تِبقّعیم

(ترجمہ) غضب ناک ریچھ کی طرح اُن کو جالیں گے ہم اور پھاڑ ڈالیں گے اُن کا دل اور
کھا جائیں گے اُن کو شیر کی طرح جنگلی سباع اُن کو پھاڑ ڈالیں گے שַׁכּוּל
شکول اُس کو کہتے ہیں جس کا بچہ مر گیا ہو۔ ایسی حالت میں جانور بڑے غضب میں ہوتے
ہیں خصوصاً ریچھ چنانچہ بنی اسرائیل پر ہر قسم کے غضب نازل ہوئے خشک سالی قحط و وبا
وغیرہ پھر اطراف و جوانب کے سلاطین کے حملے שִׁחֶתְךָ יִשְׂרָאֵל
כִּי־בִי בְעֶזְרֶךָ׃ ———— شیختخا یسرائیل
کی بی بعزرخا (ترجمہ) اے اسرائیل تجھکو تباہ کیا اُس نے جو بخلاف ہماری تیرا مددگار
ہے۔ یعنی شیطان مقصود یہ ہے کہ اے بنی اسرائیل تجھکو شیطان نے تباہ کیا جو خلاف مرضی
الٰہی ساعی ہو وہی شیطان ہے כִּי کی اس لفظ کے معنی عربی الذی کے
آئے ہیں اور بار موحدہ کے معنی برخلاف آئے ہیں اور בְעֶזְרֶךָ عزر معنی مددگار
اور بار موحدہ جو اُس پر داخل ہے زائد ہے۔ ایک معنی اس آیت کے یہ بھی ہوتے ہیں کہ
اے بنی اسرائیل تو نے اپنے کو خراب کیا کہ بعوض ہماری اپنا مددگار دوسرا ٹھہرایا
لفظ ٹھہرایا محذوف ہے אֱהִי מַלְכְּךָ אֵפוֹא וְיוֹשִׁיעֲךָ
בְּכָל־עָרֶיךָ וְשֹׁפְטֶיךָ אֲשֶׁר אָמַרְתָּ תְּנָה
לִּי מֶלֶךְ וְשָׂרִים׃
ایہی ملکخا ایفو دِ یوشیعخا بخل عاریخا و شو فطخا اَشر اَمَرتا تنالی ملخ وساریم
אֱהִי اہی یہ لفظ استفہام کے لئے ہے جیسے אֵי ای و אַיֵּה
اَیۃ عربی میں بھی آتی وَ اَیۃ استفہام کے لئے آتا ہے البتہ اہی قلیل الاستعمال ہے
אֵפוֹא ایفو معنی اب۔ (ترجمہ) اب تیرا سلطان کہاں ہے جو تجھکو بچائے
تیرے شہروں میں اور کہاں تیرے قضاۃ جن کے لئے تو نے کہا دے مجھکو بادشاہ وسردار
אֶתֶּן־לְךָ מֶלֶךְ בְּאַפִּי וְאֶקַּח בְּעֶבְרָתִי׃

اِتّین لِخا مِلِخ بِاَپّی واقّح بعبرانی (ترجمہ) دیں گے ہم تجھے بادشاہ غضب سے پھر غضب سے لیں گے צְרוּר עֲוֹן אֶפְרָיִם צְפוּנָה חַטָּאתוֹ׃ صارُور عوُنَ اِفرائیم صفونا حطاتو (ترجمہ) افرائیم کی گناہ تھیلی میں ہے اور اُس کی خطائیں چھپائی ہیں چونکہ بناء بت پرستی اور اُس کا شیوع یارُبعام بن نباط افرائیمی سے تھا اس لئے اُس کے گناہ کی عظمت بیان ہوئی۔

חֶבְלֵי יוֹלֵדָה יָבֹאוּ לוֹ הוּא־ בֵן לֹא חָכָם כִּי־ עֵת לֹא־ יַעֲמֹד בְּמִשְׁבַּר בָּנִים׃

جبلی یولیدا یابو لو ہو بین لو حاخام کی عیث لو یعمود بمشبر بانیم חֶבֶל جیبل معنی درد خصوصاً درد زہ وبمعنی رسّی عربی جبل و زنجیر خصوصاً پیمائش کی رسّی و جریب وبمعنی حصہ و قطعہ وبمعنی کمند وپھندا وجال מִשְׁבָּר مشبر معنی فم رحم מִשְׁבַּר مشبار معنی موج لہر עֵת عیث معنی وقت و زمانہ عموماً وقت مناسب وموقع وخوشی (ترجمہ) اُس کو وجع الولادت (یعنی دردِ زہ) ہوگا وہ نادان لڑکا ہے کیونکہ خوشی رحم کے منھ پر نہیں ہوتی یعنی لڑکا ہونے ہی سے خوشی نہیں ہوتی تاوقتیکہ وہ لائق وسعید نہ ہو۔ خلاصہ آیات یہ ہے کہ بوجہ کثرت معاصی و خطایا بنی افرائیم انواع عذاب ومصائب میں گرفتار ہونگے چنانچہ یہ سب کچھ ہوا بخت نصر و طیطوس کے وقت میں انتہا یہ ہوا کہ سلطنت بنی اسرائیل بالکل زائل اور بیت المقدس خراب ہوا۔ بہت بنی اسرائیل اسیر ہوئے تمام ملکوں میں تتر بتر ہوگئے نہ وہ شان رہی نہ شوکت کبر و نخوت کا دھواں دماغ سے نکل گیا מִיַּד שְׁאוֹל אֶפְדֵּם מִמָּוֶת אֶגְאָלֵם אֱהִי דְבָרֶיךָ מָוֶת אֱהִי קָטָבְךָ שְׁאוֹל נֹחַם יִסָּתֵר מֵעֵינָי׃

مِیَّدْ شئول اِفدیم مماوث اِغالیم اِہی دِبار یخا ماوِث اِہی قاطابخا شئول نوخم
یسّاتیر میعیانے: דֶּבֶר دوبر معنی چراگاہ קָטָב قاطاب معنی مقطع
شئول قبر و جہنم קָטָב قاطاب کا مادہ قطب ہے بمعنی کٹنا ماوث معنی موت
افدیم کا مادہ פָּדָה فدا ہے اس کے معنی ہیں چھڑانا אֱהִי اِہی یہاں
بمنزلہ یہی کے ہے جس کے معنی ہیں ہوگا۔ (ترجمہ) قبر سے اُن کو چھوڑا دیں گے ہم موت سے
اُن کو بچائیں گے اب چراگاہ اُن کی موت ہوگی اور آخرت اُن کی جہنم رحم ہماری آنکھ سے
چھپ جائے گا یعنی بعد ان خرابیوں کی اُن کو ہم سخت قید و مصائب شدیدہ سے نجات
دیں گے چنانچہ بخت نصر کے زمانہ میں بڑے بڑے مصائب ان لوگوں نے جھیلے پھر برکت
انفاس عزرا و دانیل نبی کے جب توبہ کیا اور قلوب راجع الی اللہ ہوئے تو قید شدیدہ سے
آزاد ہوئے اور پھر بیت المقدس آباد ہوا لیکن جب بار ثانی برباد ہوا تو پھر نہ آباد ہوا۔
اگرچہ کچھ سرداری اُن کے پاس رہ گئی تھی اور شریعت ہنوز قائم تھی اور الہام و
رویائے صادقہ اور کشف و تصوف اُن میں باقی تھا لیکن بعد بعثت ہمارے پیغمبر کے یہ سب
جاتا رہا۔ اس آیت میں یہی بیان ہے کہ ہم تم کو اُن شدائد سے بچا تو لیں گے لیکن بالآخر
ہمارا رحم تم سے جاتا رہے گا اور تمہارے لئے فنا و ذلت ہوگی یعنی شریعت جاریہ تم میں سے
اُٹھا دی جائے گی اور فیضان جو مبادی عالیہ سے تم پر نازل ہوتا ہے وہ بند ہو جائے گا اور
پھر تم پر رحم نہ ہوگا جیسا پہلے بعد بخت نصر کے ہوا تھا پھر یہ کب ہوگا اس کو اگلی آیت میں
بیان کیا ہے כִּי הוּא בֵּין אַחִים יַפְרִיא יָבוֹא
קָדִים רוּחַ יְהוָה מִמִּדְבָּר עֹלֶה וְיֵבוֹשׁ
מְקוֹרוֹ וְיֶחֱרַב מַעְיָנוֹ הוּא יִשְׁסֶה אוֹ
צַר כָּל־כְּלִי חֶמְדָּה:
کی ہو بین اخیم یفری یابو قادیم روح یہوا ممدبار عولہ ویبوش مقورو ویحرب

معیانو ہو یشہ اوصر کل کلی حمدہ۔ لغات כִּי کی جب הוּא ہو وہ جو
בֵּין بین عربی بین یعنی درمیان אַחִים احیم برادران יַפְרִיא
——— یفری خلیفہ خواہ رسول ہوگا۔ یہ لفظ פָּרָה پرہ سے نکلا ہے جس کے
معنی خلیفہ اور رسول کے ہیں جیسا گزرا یہ صیغہ مستقبل ہے تفعیل سے یعنی فرا آدام ہو گا יָבוֹא
یاوائگا קָדִים قادیم پورب ہوا کو کہتے ہیں اور کبھو اس کے
معنی بشر آتے ہیں جو یہاں مقصود ہے רוּחַ رووخ اس کے معنی ہیں ہوا اور
روح מִדְבָּר مدبار کے معنی میدان و بیابان کبھی کبھی اس سے مراد ملک عرب
ہوتا ہے جو بالکل ریگستان ہے עֹלֶה عولہ آئے گا וְיֵבוֹשׁ
ییبوشس سکھاوے گا מְקוֹרוֹ مقور ینبع چشمہ וְיֶחֱרַב یحرب ویران
کردے گا מַעְיָנוֹ میعان چشمہ יִשְׁסֶה یشسہ لوٹ لیگا אוֹצַר
اوصر خزانہ כָּל־כְּלִי חֶמְדָּה کلی حمدہ۔ جواہرات کو کہتے ہیں حمدہ کا
مادہ חָמַד حامد ہے جس کے اصل معنی ستایش کے ہیں پھر نفاست و زینت
חָמוּד حامود کے معنی ہیں محمود מַחְמָד محماد معنی محمد و ستودہ
حمدہ بھی مرادف محمود و محمد ہے (ترجمہ) جب وہ کہ اپنے بھائیوں میں فرا آدام (یعنی
رسول) ہوگا جس کے پہلی روح اللہ آئے گا بیابان سے (یعنی ملک عرب سے) چڑھ آئے گا تو
سوکھاوے گا اس کے چشموں کو اور ویران کردے گا اس کے عیون کو (یعنی افرائیم کے
چشموں کو) وہ لوٹے گا جواہرات کے خزانہ کو مقصود یہ ہے کہ ایسی بربادی بنی اسرائیل
کی جس کے بعد اُن پر رحم نہ ہوگا جب ہوگا کہ وہ شخص آئے گا جو اپنے بھائیوں میں فرا آدام
ہوگا یہ اشارہ ہے اُس کی طرف جو حضرت اسمٰعیل کی شان میں بیان ہوا کہ وہ فرا آدام
ہوگا اور بھائیوں کا لفظ جو اس مقام پر وارد ہے اُس سے اشارہ ہے اُس خبر کی طرف جو موسیٰ نے
دی تھی کہ تمہارے بھائیوں میں سے موسیٰ کا سا نبی قائم کروں گا اُس نبی کا ایک نشان

یہاں یہ بھی بیان ہوا کہ اُس کے پہلے روح اللہ آئے گا جو لقب ہے حضرت عیسیٰ کا اور
اگر روح اللہ سے مراد روح القدس اور جبرئیل ہوں تو بھی کچھ بعید نہیں مقصود یہ ہو گا کہ
کمال تباہی بنی اسرائیل کی کہ اُن سے سلطنت و شریعت دونوں لے لی جائے اُس وقت
ہو گی جب وہ فرد آدام جو موسیٰ کا ساتھی ہو گا عربستان سے ظاہر ہو اور اُس پر نزول
روح القدس ہو ایک نشان اُس نبی کا یہ بھی لکھا ہے کہ وہ کل خزائن جواہرات لوٹ لیگا
ظاہر ہے کہ خزائن کل بادشاہوں کے جو مدت ہائے دراز سے مجتمع تھے مسلمانوں کے قبضہ میں
آئے۔ اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ نہ ایسا حضرت عیسیٰ کے وقت میں ہوا اور نہ بخت نصر
وغیرہ کے اور مقصود خزانہ جواہرات سے شرائع و احکام الٰہی و قوت قدسیہ والہامات
ربانی کہ یہ سب پیغمبر اور اُن کے توابع میں بھی اور اب بھی کسی قدر ہے۔ الغرض مراد
یہ ہے کہ شریعت بنی اسرائیل اُس کی طرف منتقل ہو جائے گی چنانچہ ایسا ہوا اور اگر لفظ
حمدہ کو ہو کا بدل کہیں تو معنی آیت یہ ہونگے کہ یہ تباہی جب ہو گی کہ وہ جو اپنے بھائیوں
میں فرد آدام ہو گا جس کے پہلے روح اللہ آئے گا۔ عربستان سے چڑھ آئے وہ سب ظروف
کے خزانوں کو لے لے گا یعنی حمدہ یعنی اُس کا نام حمدہ ہو گا جو مرادف محمد ہے یعنی جملہ علوم
اولین و آخرین اُس کو دیا جائے گا اُس کا نام محمدؐ ہے۔ حمدہ کی کتابت عبرانی میں اس طرح
ہوتی ہے کہ اُس کے اخیر میں ہا مختفی لکھی جاتی ہے لیکن اگر اُس کے اخیر میں الف ہو
ہا مختفی کی جگہ اس طرح حمدا تو وہ مقلوب احمد ہو گا اس قسم کے الف کلدی الفاظ میں
بیشتر ہوتے ہیں اس نبی کے زمانہ میں کلدی الفاظ و محاورات مخلوط ہو گئے تھے اور
وہ زبان تو اُس ملک میں شائع تھی כלי کلی کے معنی ظرف ہیں مراد نقوش منطبعہ

نہ دانم آں گلِ خنداں چہ رنگ و بو دارد ٭ کہ مرغ ہر چمنے گفتگوئے او دارد

اس صحیفہ کی ۹ باب ۲ آیت سے ۷ تک ہم ذکر کرتے ہیں اس مقام میں یہود خیبر
و بنی قریظہ و بنی نضیر وغیرہ جو ملک عرب میں رہتے تھے مقصود ہیں گو اور یہود کی نسبت بھی

کچھ بیان ہے לֹא יֵשְׁבוּ בְּאֶרֶץ יְהוָה וְשָׁב אֶפְרַיִ
ם מִצְרַיִם וּבְאַשּׁוּר טָמֵא יֹאכֵלְ
וּ: ______ لو یشبو بارِص یہوا وِشاب اِفرایم مصرایم وباشور
طامی یوخیلو (ترجمہ) قیام نہ کریں گے خدا کی زمین پر (یعنی زمین مقدس کنعان میں) بلکہ
لوٹ جائیں گے بنی افرایم مصر اور ملک اشور (یعنی عراق میں) حرام کھائیں گے یہ نبی خبر دیتا ہے
کہ بنی اسرائیل ملک شام میں نہ رہ سکیں گے بلکہ وے مصر بھاگ جائیں گے جہاں سے
موسیٰ کے وقت میں دقت سے آئے تھے اور بابل کے قید خانہ میں حرام چیزیں کھائیں گے
اور یہ بھی مراد ہے کہ وے شریعت پر قائم نہ رہیں گے مصریوں کی تبعیت سے بت پرستی
کریں گے اور دیگر اصنام پرستوں کی خلطے حرام وحلال میں امتیاز نہ کریں گے مثلاً
بتوں پر جو چیزیں چڑھائی جاتی ہیں لقمہ چرب وشیریں دیکھکر تناول کرینگے چنانچہ بخت نصر کے
وقت میں یہ سب کچھ واقع ہوا לֹא־יִסְּכוּ לַיהוָה יַיִן וְלֹא
יֶעֶרְבוּ־לוֹ זִבְחֵיהֶם כְּלֶחֶם אוֹנִים לָ
הֶם כָּל־אֹכְלָיו יִטַּמָּאוּ כִּי־לַחְמָם לְ
נַפְשָׁם לֹא יָבוֹא בֵּית יְהוָה:
لو یسّکو لیہوا یَیِن ولو یعَربو لو زِبحیہیم کلحیم اونیم لاہیم کل اوخلاو یطمّاو کی لحمام لنفشام لو یا
بوبیث یہوا נָסַךְ مصدر נְסִיכָה: اصل معنی اس کے ہیں ٹپکانا خصوصاً
جو بتوں پر شراب وغیرہ ٹپکاتے ہیں پھر لیپنا ولیپ کرنا اور ڈھالنا יַיִן یَین بمعنی
خمر وشراب اس کا مادہ יָיַן یون ہے اگرچہ وہ غیر مستعمل ہے لیکن اہل لغت اس کے
معنی جوشش کرنا تجویز کرتے ہیں اُس سے دو لفظ نکلے ہیں ایک יָוֵן یاوین
بمعنی گارہ جس میں فی الجملہ خمیر ہوتا ہے۔ دوسری یین اس میں بھی جوشش وخمیر ہوتا ہے
בֵּית הַיַּיִן بیث ہیّاین شراب خانہ یہ ویسا ہی اشتقاق ہے کہ יָוָן

خیمر بمعنی خمر مشتق ہے חֵמֶר خامِرؔ سے جس کے معنی جوش و اختمار کے ہیں اور חֹמֶר خومرؔ بمعنی گارہ بھی اسی سے مشتق ہے اور کلدی زبان میں شراب کو حمرا חַמְרָא کہتے ہیں ان سب زبانوں میں یہ الفاظ مطلق شراب کو کہتے ہیں انگور کی ہو یا اور چیز کی ہو (ترجمہ) نہ ٹپکائیں گے خدا کے واسطے شراب اور نہ مرتب کریں گے اُس کے لئے قربانی اُن کی روٹی نجس ہے جو اُسے کھائے گا نجس ہوگا۔ اُن کی روٹیاں اُنھیں کے لئے ہیں خدا کے گھر میں نہیں پہنچتیں۔ بت پرستوں کا دستور ہے کہ اپنے دیوتاؤں کو شراب چڑھاتے ہیں یعنی مقام معین پر بہا دیتے ہیں۔ یہود بھی شبہ اس کی کشمش کا نقیع بہاتے ہیں اور اُس کو قدوس و شراب طہور کہتے ہیں اُس کو بہت متبرک سمجھتے ہیں کسی قدر خدا کے نام پر گرا دیتے ہیں اور باقی تھوڑا تھوڑا سب تبرکاً پی جاتے ہیں یہ آیت خفگی کی ہے مطلب واضح ہے מַה־תַּעֲשׂוּ לְיוֹם מוֹעֵד וּלְיוֹם חַג־יְהוָה׃ ماتعسو لیوم موعید ولیوم حغ یہوا (ترجمہ) تم کیا کرو گے عید خواہ وعدہ کے دن اور خدا کے حج کے دن مقصود یہ ہے کہ افعال تو تمھارے ایسے ہیں اور قلوب بالکل خدا کی طرف سے پھرے ہیں تو وعدہ کے دن یعنی زمانہ بخت نصر میں تم سے کیا ہو سکے گا اور خدا کے حج کے دن سے مراد حج زمانہ پیغمبر خدا یعنی ان ایام میں تم سے کچھ نہ بن آئے گا قتل و نہب جو کچھ مقدر ہے ہوگا۔ تدابیر تمھاری بالکل بے کار ہو جائیں گی כִּי־הִנֵּה הָלְכוּ מִשֹּׁד מִצְרַיִם תְּקַבְּצֵם מֹף תְּקַבְּרֵם מַחְמַד לְכַסְפָּם קִמּוֹשׂ יִירָשֵׁם חוֹחַ בְּאָהֳלֵיהֶם׃ کہ ہنّہ ہالخو مشود مصرایم تقبصیم موف تقبریم محمد لخسپام قیموش ییراشیم حوح باہولیم: لغات کہ ہنّہ ہاں ہالخو وہ چلی جائینگے שֹׁד شود ظلم و مصیبت מֹף موف معنی تنوف جو ایک مقام ہے مطلب کے وہ نول

پہاڑوں میں اور ایک دوسرے مقام کا بھی نام ہے دریائے نیل کے کنارے پر محمد مغنی ستود
כסף کیسف روپیہ קמוש قیموش خاردار درخت
חוח حُوَخ خار (ترجمہ) ہاں وے ظلم سے پریشان ہوجائیں گے مصری
اُن کو مجتمع کریں گے۔ موف میں وے لوگ گرینگے (یعنی مقامات مختلف میں اُن کا نام ہوگا)
محمد اُن کا مال خاردار درختوں کو اُس کا مالک کرے گا (خاردار درخت سے مقصود اہل فوج ہیں
چنانچہ مال اہل فوج میں تقسیم ہوتا تھا۔ عربستان میں سمرہ اور ببول بہت ہوتا ہے اُن کے درخت بھی
کانٹے سے خالی نہیں ہوتے اس واسطے عرب اُس سے مقصود ہیں جن کو اموال بنی قریظہ و بنی نضیر و خیبر
تقسیم ہوا تھا اور پیغمبر نے خود اُسے بانٹا تھا) اُن کے مکانات میں کانٹا ہوگا (مقصود معاملہ بنی نضیر سے
ہے کہ یہود بنی نضیر نے اپنے مکانات کو خود اُجاڑا تھا پھر اُن میں کانٹا رکھا گیا واضح ہو کہ جب سلطنت
بنی اسرائیل برباد ہوئی تو وے مقامات مختلف میں جس کو جہاں آرام ملا جا رہے کچھ لوگ مصر گئے کچھ بابل کچھ
عربستان و ہندوستان میں پیغمبر کے زمانہ میں جو کچھ معاملہ بنی قریظہ و بنی نضیر و یہود خیبر کے ساتھ ہوا وہ مشہور
ہے طے کے پہاڑوں میں جو کچھ یہود تھے نکالے گئے۔ کچھ قتل ہوئے اُن کا مال و اسباب لشکریوں پر تقسیم ہوا
ویرانے کی وجہ سے اُن کے مکانات میں خاردار درخت جم گئے۔ انہیں معاملات کی حکایت یہ نبی کرتا ہے جو
اُس پر مکاشفہ میں ظاہر ہوا۔ اس کا قرآن میں بھی ذکر ہے هُوَ الَّذِیْ اَخْرَجَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا
مِنْ اَھْلِ الْکِتَابِ مِنْ دِیَارِھِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ۚ مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ یَّخْرُجُوْا وَ
ظَنُّوْا اَنَّھُمْ مَّانِعَتُھُمْ حُصُوْنُھُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَاَتٰھُمُ اللّٰهُ مِنْ حَیْثُ
لَمْ یَحْتَسِبُوْا وَقَذَفَ فِیْ قُلُوْبِھِمُ الرُّعْبَ یُخْرِبُوْنَ بُیُوْتَھُمْ بِاَیْدِیْھِمْ وَ
ایدی المومنین فاعتبروا یا اولی الابصار۔ یہ آیت قرآنی اس پیشین گوئی
کی طرف اشارہ کرتی ہے اور یاد دلاتی ہے کہ یہود و نصاریٰ سمجھیں کہ وہ خراب واقع ہوئی چنانچہ
اخیر میں کہدیا کہ فاعتبروا یا اولی الابصار۔ یہاں آیت صحیفہ میں لفظ محمدؐ واقع ہے جو مرادف
محمود و حمید و محمد ہے کیا عجب ہے کہ اصل میں مُحمّد رہا ہو اعراب پیچھے سے لگایا گیا ہے اُس وقت میں اعراب

نہ تھا اس سے یہود کو انکار نہیں ہے باوجود ہوشیع نبی نے محمد کو عبری طور بوجہ مترادف و اتحاد معنوی کے محمد بیان کیا کیونکہ قلوب انبیا پر بیشتر معانی فائض ہوتے ہیں اس قدر حرکت لائق اعتبار نہیں فتدبروا)

בָּאוּ יְמֵי הַפְּקֻדָּה בָּאוּ יְמֵי הַשִּׁלֻּם יֵדְעוּ יִשְׂרָאֵל אֱוִיל הַנָּבִיא מְשֻׁגָּע אִישׁ הָרוּחַ עַל רֹב עֲוֺנְךָ וְרַבָּה מַשְׂטֵמָה׃ ـــــ

بائو یمی ہپقودہ بائو یمی ہشلوم یدعو یسرائیل اول ہنابی مشگاع ایش ہاروح عل روب عونخا ورباہ مسطما (ترجمہ) آپہنچا زمانہ سزا آپہنچا زمانہ اسلام سمجھیں گے بنی اسرائیل احمق ہے وہ نبی جھوٹا ہے صاحب قوت قدسیہ بوفور عواتب و کثرت عداوت : زمانہ سزا سے مقصود زمانہ بخت نصر وغیرہ سلاطین کفار ہے جس کے وقت میں یہود کو نہایت پریشانی ہوئی قتل ونہب کی انتہا نہیں بیت المقدس منہدم کیا گیا کتابیں جلائی ولوٹی گئیں۔ نفوس اسیر ہوئیں שִׁלֻּם شلم کے معنی اسلام ہیں یعنی سلامتی وامن مسلمانوں کے زمانہ میں یہود سے کچھ پرخاش نہ تھا جب تک وے خود سبقت نہ کریں یہود خود بت پرستوں کے ساتھ مل کر لڑتے تھے یہود سے یہ نہایت عجب تھا اور وے اپنی خباثت وعداوت سے پیغمبر صادق وموعود کو احمق وجھوٹا کہتے تھے اس کی آیت مرقومہ میں حکایت ہے مقصود یہ ہے کہ یہود اپنی خباثت وعداوت سے اُس نبی یعنی محمد سابق الذکر کو جو صاحب قوت قدسیہ ہوگا احمق وجھوٹا سمجھیں گے جیسا کہ واقع ہوا ہے: ایش ہاروح אִישׁ הָרוּחַ ایش ہاروح : ایش عبری میں مرد کو کہتے ہیں اور روح روح کو ترجمہ لفظی مرد روح عبری میں عام محاورہ ہے کہ ایش بمنزلہ عربی ذو کے مستعمل ہوتا ہے جیسے فارسی میں مرد میدان شجاع کو مرد زراعت کسان وفراع کو کہتے ہیں اُسی طرح عبری میں ایش ہا ادامہ فراع کو אִישׁ הָאֱלֹהִים ایش ہاالوہیم مرد خدا کو کہتے ہیں اس لئے

ایش ہارو و ح یعنی روح ہونگے یعنی صاحب قوت قدسیہ ہو المراد : ایک تبیح یعنی بھجن حضرت
موسیٰ نے اپنے مرنے سے کچھ پیشتر کہی ہے اُس کو ہم یہاں نقل کرتے ہیں הַאֲזִינוּ
הַשָּׁמַיִם וַאֲדַבֵּרָה וְתִשְׁמַע הָאָרֶץ
אִמְרֵי־פִי : ہا اَزِینو ہشّامَیِم واَدبیرا وَتِشمَع ہا اَرِص اِمری فی -
لغات הַ . אֲזִינוּ ہا اَزینو - مادہ اس کا אזן اُوزِن ہے جس کے معنی کان
جیسے عربی میں اُذن הַאֲזִין بمعنی کان دھرنا یعنی خوب غور سے سننا عربی میں
بھی اُذن اس معنی میں مستعمل ہے جیسے اصغا הַאֲזִינוּ ہا اَزینو صیغہ امر ہے بمعنی
کان دھرو یعنی خوب غور سے سنو- שָׁמַיִם شامَیِم سما، آسمان ہا ہونز
جو اس کے اول میں ہے حرف ندا ہے אֲדַבְּרָה اَدبیرا مادہ اس کا
דבר دابرہ ہے اس کے معنی ہیں کلام فعل اس کے مجرد کا اس معنی میں مستعمل
نہیں ہے پیعیل جو بمنزلہ باب تفعیل ہے بمعنی تکلم کثیر الاستعمال ہے یہاں اُس کا صیغہ متکلم
واقع ہے וְתִשְׁמַע تشمع صیغہ امر غائب ہے שָׁמַע : שָׁמַע
سے سننے کی معنی ہیں مثل عربی سمع یسمع کے הָאָרֶץ آرص زمین عربی ارض
אִמְרֵי امری بات گفتگو פִי پی عربی فی یعنی مونھ (ترجمہ) اے آسمانو
غور سے سنو جو میں کہتا ہوں اور اے زمین سن میری مونھ کی بات مقصود استشہاد یہ ہے کہ
تم لوگ سن رکھو کہ میں تبلیغ وحی میں قصور نہیں کرتا ہوں کیونکہ خزانہ وحی نفوس منطبعہ فلکی
ہوتی ہیں اس کی تفسیر جو ربی سلیمان برجی نے کی ہے مضمون اس کا یہ ہے کہ اے آسمان و
زمین تم گواہ رہو کہ میں نے بنی اسرائیل سے یوں کہا ہے اُن کو گواہ کرنے کی وجہ یہ تھی
کہ موسیٰ نے خیال کیا کہ میں بشر ہوں کل مرجاؤں گا تو اگر بنی اسرائیل انکار کریں کہ ہم نے
یہ بات نہیں سنی تو یہ گواہی دیں گے کہ وے قائم رہیں گے اور نیز اگر بنی اسرائیل خلاف
نہ کریں تو یہ گواہ اُن کی موافقت کریں گے کہ پانی وقت پر برسے گا اشجار پھولیں گے

پھیلیں گے: پیداوار ارض میں کمی واقع نہ ہوگی اور اگر خلاف واقع ہو تو یہ امور سب بند ہو جائیں
انتہیٰ: اور نیز آسمان سے مقصود علماء کبار و عرفاء نامدار ہیں اور زمین سے عامۃ الناس جن کی طرف
خطاب تھا کہ تم لوگ بتوجہ تمام میری بات سنو اور اس کو یاد رکھو درحقیقت یہ کلام جبرئیل ہے جو انبیاء
کے پاس پیام لاتے ہیں اور ان کو تعلیم کرتے ہیں **علمہ شدید القویٰ** کو خیال کرو
جبرئیل نے جو کچھ حضرت موسیٰ سے کہا۔ آگے وے اعادہ کرتے ہیں پس جبرئیل نے بعد پوری
ہونے توریت قریب زمانہ وفات حضرت موسیٰ کے یہ خبر دی ہے۔ علماء بنی اسرائیل اور[1]
عامۃ المومنین کی طرف خطاب کر کے کہ یہ یعنی جو آیات مابعد میں مصرّح ہے کسی زمانہ میں واقع ہوگا۔

---

[1] میرے نزدیک اس کی وجہ یہ ہے کہ שמים شامایم عبرانی میں آسمان کو بھی کہتے ہیں اور
اور عالم ارواح کو بھی جو مبادی عالیہ ہیں جیسے فیضان انوار قلوب پر ہوتا ہے کہ وہی منشاء مکاشفات ہے پس مقصود
یہ ہے کہ اگر اس تسبیح پر عمل ہو تو فیضان مبادی عالیہ سے ہوا کرے بوقت مناسب ورنہ بند ہو جائے۔ چنانچہ یہ
معاملہ بنی اسرائیل کے ساتھ بارہا ہوا کیا۔ بعد نزول قرآن و بعثت پیغمبر خدا و کفران یہود فیضان اُس قوم سے
سلب ہو گیا تھا۔ ایک سرّ ہے اُسے ہم لکھے دیتے ہیں کہ اس آیت میں مدت قیام احکام تورات یعنی شریعت موسیٰ
علیہ السلام بیان ہوئی ہے۔ تقریر اس کی یہ ہے کہ مفردات آیت حسب کتاب عبرانی یہ ہیں:-

ہ ا ن ی ن و ہ ش م ی م و ا د ب د ہ + و ت ش م ع ہ ا

د ص ا م ر ی ف ی   جس کا مجموعہ بحساب جمل ۲۱۴۵ ہوتا ہے کہ یہی مدت قیام
شریعت موسوی ہے بعد انقضائے مدت ہذا زمانہ نسخ تورات ہے و اجرائے احکام قرآن شریعت موسیٰ کے بعد
کوئی شریعت جاری نہ ہوئی حضرت عیسیٰ نے بھی تورات کو منسوخ نہیں کیا۔ انبیاء سابقین کو یقین تھا کہ احکام
تورات کسی زمانہ میں منسوخ ہو جائیں گے۔ جا بجا ان کے صحف میں اس کی طرف اشارہ ہے اس لئے حضرت
عیسیٰ برابر کہتے تھے کہ میں تورات کو منسوخ کرنے والا نہیں ہوں یعنی وہ دوسرا شخص ہے۔ اب ہم کو یہ بیان
کرنا ضرور ہے کہ ۲۱۴۵ سال کے گزر جانے پر زمانہ نفاذ احکام قرآن کیونکر ہوا بیان اس کا یہ ہے کہ
سن ۲۷۰۸ ہبوطی میں حضرت موسیٰ کا انتقال ہوا۔ اُسی سال میں (بقیہ نوٹ بر صفحہ ۱۱۴)

יַעֲרֹף כַּמָּטָר לִקְחִי ÷×÷ תִּזַּל כַּטַּל אִמְרָתִי :
يَعرُوف كَمَا طار لِقحي ÷ تِزّل كَطل اِمراتي -

لغات יַעֲרֹף یعروف اس کا مادہ عرف עָרַף ہے اُس کے معنی ہیں ٹپکنا یہاں صیغہ مستقبل واقع ہے כַּמָּטָר ما طار مطر کاف اُس کی پہلی تشبیہی ہے לִקְחִי لقح وعظ و نصیح و حکمت و دانش و ہدی תִּזַּל تزل اس کا مادہ نزل ہے بمعنی نزول טַל طل معنی طل یعنی شبنم אִמְרָתִי امرہ بکلام

(ترجمہ) ٹپکیں گے مینھ کی طرح ہمارے وعظ خواہ ہدایت اور اترے گا مثل شبنم ہمارا کلام - ربی سلیمان یرچی نے لکھا ہے کہ جس طرح مطر و باد لواقح سے خضراوات بڑھتے ہیں اور مکمل ہوتے ہیں اسی طرح شریعت سے قلوب زندہ و قوی ہوتے ہیں یہ خبر بہ نسبت قرآن کے ہے یہاں خبر بصیغہ مستقبل ہے جس سے

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۱۳) نزول تسبیح ہوا ہے اُس وقت تک احکام تورات بالکلیہ نافذ نہ تھے کیونکہ ایسا نفاذ موقوف تھا ملک شام پر بالکلیہ تسلط پر گو اُس وقت تورات تام النزول تھا لیکن تام النفاذ نہ تھا حضرت موسیٰ کی وفات کے ۱۴۰ برس بعد جب ملک شام پر بالکلیہ بنی اسرائیل کا قبضہ ہوگیا تورات پوری طور سے نافذ ہوگیا اُس وقت سے مدت قیام تورات محسوب ہونا چاہیے میں اتمام نفاذ توریت سن ۲۸۹۸ ہبوطی میں ہوا سنہ مذکور سے سال معراج تک ۲۱۴۵ سال پورے ہوتے ہیں جس میں نبوت آنحضرتؐ کی کامل و مکمل ہوگئی معراج بقول زہری جو اصح الاقوال ہے ہجرت سے ۸ برس پہلے ہوا یعنی نبوت سے پانچ برس بعد کہ وہ سن ۵۱۰۳ ہبوطی تھا - پس ۵۱۰۳ ہبوطی سے ۲۸۹۸ ہبوطی کو طرح دینے سے ۲۲۰۵ حاصل ہوتا ہے کہ اس قدر سنین تورات کے کامل النفاذ ہونے سے تا زمان معراج گزرے تھے چونکہ سن ہبوطی قمری ہے جو یہود میں اب تک مستعمل ہے اُس کو سال شمسی کی طرف تحویل کرنے سے ۲۱۴۵ سال شمسی حاصل ہوتے ہیں جو یہاں مراد ہے شمسی و قمری کی تحویل یا اگر دو ایک ماہ کا تفاوت بھی ہو تو مضائقہ نہیں - فقط

معلوم ہوتا ہے کہ کوئی کلام مقدس نازل ہونے والا ہے تو رات اس سے مقصود نہیں ہے
کیونکہ وہ پوری ہو چکی تھی۔ نصیح کے معنی وعظ و حکمت وہی ہیں جن کا جامع قرآن ہے
اس میں تہذیب الاخلاق و تدبیر منزل و سیاست مدن پوری حکمت عملی و معارف حقائق
جس سے تہذیب قوۃ نظری ہو سب کچھ موجود ہے اوتیت جوامع الکلم اس کی
شان ہے اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ سے
مقصود یہی ہے کہ مطابق قرآن کے ہدایت و نصیحت کی جائے اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ
یھدی وذٰلِکَ الْکِتَابُ لَا ریب فیہ ھدی یا یہا الناس قد جاءتکم
موعظۃ من ربکم وشفاء لما فی الصدور وھدی ورحمۃ للمومنین
وغیرہ آیات اس پیشین گوئی کو یاد دلاتی ہے وہ کلام یہاں پانی و شبنم سے تشبیہ دیا گیا ہے
جس سے چند باتیں مقصود ہیں۔ اولاً نزول اس کا بار بار جس پر لفظ تنزیل گواہ ہے۔ دوم وہ
کلام فصیح ہوگا۔ کلام فصیح کی تشبیہ پانی سے متعارف ہے۔ قرآن کی فصاحت اس درجہ میں ہے
کہ معجزہ ہے فاتوا بسورۃ من مثلہ اس کا شاہد ہے۔ سوم وہ کلام مثل پانی کے ہمیشہ
قائم رہے گا یعنی منسوخ نہ ہوگا۔ یہ حال ہے قرآن کا۔ چہارم اس کلام پاک سے قلوب زندہ
ہونگے جس طرح پانی سے زمین زندہ ہوتی ہے۔ صحیح مسلم میں ابو موسیٰ سے روایت ہے کہ
فرمایا پیغمبر خدا نے مثل ما بعثنی اللہ عزوجل بہ من الھدی والعلم
کمثل غیث ربی سلمان پرجی نے اس کی یوں تفسیر کی ہے کہ اے آسمان و زمین
تم شاہد رہنا میں تمہارے سامنے کہہ رہا ہوں شریعت جو ہم نے بنی اسرائیل کو دی ہے
وہ ہمیشہ پانی و شبنم کی طرح زندہ رہے گی یہ معنی بہت بے جوڑ ہیں تو رات اس وقت تک

پوری ہو چکی تھی وہ تحت میں حال و استقبال کے نہیں ہو سکتی اور اگر مضامین تسبیح کو کہیں تو
اُس میں جز خبر آئندہ کی کوئی ہدایت و وعظ نہیں۔ یہود کا یہ عقیدہ ہے کہ شریعت جو خدا سے
ملے آسے دائمی ہونا چاہیے نسخ نہیں ہو سکتی ورنہ واجب تعالیٰ شانہٗ کا علم ناقص ہو جائے گا
اس لئے شریعت موسوی موید ہے مگر یہ عقیدہ توراۃ کے خلاف ہے حضرت نوحؑ کے زمانہ میں
جملہ حیوانات مباح کئے گئے اور قبل اس کے بعض حلال اور بعض حرام تھے چنانچہ حضرت
نوحؑ نے سات سات جوڑا جانوران حلال کا اور ایک ایک جوڑا جانورانِ حرام کا کشتی میں لیا
رکھا تھا اس سے تغیر احکام شرعی بہ تبدل ادوار ثابت ہے جس کی تصریح توراۃ میں موجود ہے
توراۃ کے بیان سے ظاہر ہے کہ سارہ حضرت ابراہیمؑ کی بی مات بہن تھیں پھر حضرت موسیٰؑ
کے وقت میں ایسا تزوج حرام ہو گیا۔ حضرت یعقوبؑ نے لیاؔ و راحیلؔ کے ساتھ جو حقیقی
بہنیں تھیں نکاح کیا تھا مگر موسیٰؑ کے وقت میں ممانعت ہوئی۔ نسخ کے معنی ہیں مدت کا
پورا ہونا چونکہ وہ حکم اُتنے ہی دن کے واسطے دیا گیا تھا بعد تکملہ مدت حکم کے اُٹھ جانے سے
کوئی قباحت جیسا یہود خیال کرتے ہیں لازم نہیں آتی اس کی پوری بحث ہمارے یہاں
کتب اصول فقہ میں مرقوم و مسطور ہے۔ ہم نے بھی رسالہ کتاب الصلوٰۃ میں اس کا ذکر
بطور مناسب کر دیا ہے: כִּשְׂעִירִם עֲלֵי־דֶשֶׁא +
וְכִרְבִיבִים עֲלֵי־עֵשֶׂב:
کسعیریم علی دشا : وکربیبیم علی عِسب : لغات שְׂעִירִם سعیر جمع اس کی
سعیریم ہے باد لواقح اونقلوس نے اس کے ترجمہ میں רוּחַ מִטְרָא
رُوحِ مطرا لکھا ہے یعنی مینھ کی ہوا ربّی سلیمان یرحی نے لکھا ہے לְשׁוֹן רוּחַ
סְעָרָה : لاشون روح سعارا لیکن اس کی شرح یہ کی ہے کہ وہ ہوا
جس سے گھاس سبزہ بڑھتا ہے רְבִיבִים ربیبیم چھوٹی بوندوں کا مینھ عربی
شؤبوب جمع شآبیب ربّی سلیمان نے اس کے معنی طیفی ماطار یعنی قطرات مطر لکھا ہے

اونقلوس نے اُس کے معنی رسیسی ملقوشا یعنی وحیا پانی لکھا ہے שעירם
دِشا، کلدیمین דשא دِشا، کہتے ہیں یعنی زمین سے اولاً جو سبزہ خواہ روئیدگی
نمودار ہو ہمارے ملک میں اُسے ڈیبھی کہتے ہیں עשב : عیب عربی
عُشب (ترجمہ) جیسے باد لواقح سبزہ و خضراوات پر اور بوندیاں نباتات پر۔
خلاصہ ان دونوں آیت کا یہ ہے کہ کبھی نہ کبھی ہمارا کلام ایسا نازل ہوگا جس سے
قلوب زندہ اور کامل ہونگے جس طرح پانی اور باد لواقح کا فیض عام ہوتا ہے
اُسی طرح اُس کلام کا۔ سورہ فرقان میں مذکور ہے هو الذی ارسل الریح
بشرا بین یدی رحمته وانزلنا من السماء ماءً طهورًا لنحیی به
بلدة میتا ونسقیه مما خلقنا انعاما واناسی کثیرا ولقد صرفنه
بینهم لیذکروا فابی اکثر الناس الا کفورا : ریح کے معنی ہیں ہوا
اور قوت بشرًا معنی مبشرًا خوش خبری پہونچانے والا۔ (ترجمہ) وہی اللہ ہے جس نے
بھیجا قوتیں (یعنی خدا نے ہی تم کو ہر قسم کی قوت دی یعنی طبعی وارادی وخلقی وکسبی جس میں قوت نبوت
داخل ہے) خوش خبری دیتے ہوئی اپنی رحمت سے مقصود یہ ہے کہ خدا ہی ایسی قوت انبیاء کو
دیتا ہے جس سے وے بشارت دیتے ہیں خواہ وہ نعیم آخرت کی ہو یا کسی کے پیدا ہونے کی
ہو۔ مُرا قوت سے یہاں ملائکہ ہوں تو بعید نہیں تو معنی یہ ہونگے کہ خدا ہی نے بذریعہ
ملائکہ کے خوش خبری دی تھی اُس کی کتاب کی جیسا اس تسبیح میں مذکور ہوا آگے یہ ہے
پھر اُتارا ہم نے آسمان سے صاف پانی تاکہ زندہ کریں ہم زمین مردہ (یعنی غیر آباد کو)
اور پلائیں اُسے جانوروں کو اور بہت آدمیوں کو اور اُن سے اُن میں صاف صاف
بیان کیا ہم نے تاکہ وے سوچیں لیکن اکثروں نے انکار ہی کیا : مار طہور سے مراد

قرآن ہے جیسا کہ تسبیح موسیٰ میں اُسے ماء المطر سے تشبیہ دیا ہے۔ بلدہ مردہ سے مراد قلوب مردہ ہیں اور انعام سے مقصود طبایع کند و اشخاص متمرد ہیں اور انسان سے مقصود طبائع راست حق پسند ہیں کیونکہ اس کے بعد ہی لقد صرفنا بینھم لیذکروا۔ ہم نے اُسے صاف صاف بیان کیا اُن میں دھیان کریں یہ صفت قرآن کی ہو سکتی ہے نہ پانی کی پھر اُس کے بعد ذکر انکار کفار ہے یہ سب قرآن کے ساتھ چسپاں ہے پس معنی یہ ہیں کہ نازل کیا ہم نے قرآن ہدایت خلق کے لئے اور اُسے صاف صاف فصاحت بلاغت کے ساتھ بیان کیا تاکہ اُن کے دل میں بیٹھ جائے تاہم بہت لوگوں نے انکار کیا اس آیت سے خداوند کریم یاد دلاتا ہے کہ جس کلام کا وعدہ تسبیح موسیٰ میں ہوا ہے وہ یہ ہے۔ سورۂ شعرا میں قرآن کے بارہ میں نازل ہے وانہ لتنزیل رب العلمین: نزل بہ الروح الامین علی قلبك لتکون من المنذرین بلسان عربی مبین وانہ لفی زبر الاولین او لم یکن لھم اٰیۃً ان یعلمہ علماء بنی اسرائیل (ترجمہ) بے شک قرآن خدا کا نازل کیا ہوا ہے جسے جبرئیل نے تیرے دل پر اُتارا تاکہ تو منذرین (یعنی ڈرانے والوں) میں سے ہو وہ بزبان صاف عربی ہے بے شبہ وہ اگلوں کی کتابوں میں ہے یہ اُن کے لئے ایک نشان ہے کہ علماء بنی اسرائیل جانتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ آنحضرت زبان عبرانی جانتے نہ تھے پھر مضمون تسبیح موسیٰ جو آیات قرآنی میں مذکور ہے یا اور اخبار کا ذکر قرآن میں ہے دلیل صدق نبوت ہے اصنام پرستوں کو خیال کرنا چاہیے تھا کہ ایک شخص امی جو غیر زبان کی باتیں جسے نہیں جانتا بیان کر رہا ہے جز قوت قدسیہ کے کیونکر بیان کر سکتا ہے تمام بنی اسرائیل آپ کے مخالف تھے احتمالات جو پیدا ہوتے ہیں بالکل ضعیف ہیں بلاشبہ یہ ایک دلیل نبوت ہے۔ الغرض تسبیح موسیٰ اور قرآن میں اس کو ماء المطر سے تعبیر کیا اور صرفنا بینھم نے اُسے صاف بیان کیا ہے صاف پڑھ سکتے ہیں کلام شفاف یعنی فصیح۔ واضح ہو کہ سورۂ فرقان میں جو وارد ہے کہ وھو الذی

ارسل الریاح بشرا بین یدی رحمتہ اگر مراد رحمت سے ذات بابرکات پیغمبر خدا کی ہو کیونکہ ما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین آپ کی شان میں ہے تو بعید نہیں تو معنی یہ ہونگے کہ جس خدا نے رات دن بنایا اُسی نے محمد کے پاس جو سراسر رحمت ہیں جبرئیل کو بھیجا۔ چنانچہ بعض قرأۃ میں ریح بلفظ مفرد ہے اُس کے بعد نزول قرآن کا ذکر ہے اس معنی پر جو ہم نے بیان کیا آیت مابعد ولو شئنا لبعثنا فی کل قریۃ نذیرا۔ قرینہ ہے یہ تاکید مضمون گزشتہ ہے اور اگر کہیں کہ مقصود اس سے زبور و امثال سلیمان ہے تو کتب مرقومہ قرآن کی سی جامع نہیں ہیں اور نہ اُن کا نزول قرآن کا سا ہے:

כִּי שֵׁם יְהוָה אֶקְרָא הָבוּ גֹדֶל לֵאלֹהֵי
נוּ : ——— کی شیم یہوا اِقرا: ہابو گودل لیلوہیو لغات کی حسب یہ کی زبان ہے שֵׁם شیم معنی اسم יְהוָה یہووہ یہ اسم ذات واجب الوجود کا ہے تعالیٰ شانہٗ جلت کبریاہٗ معنی اُس کے ہیں موجود ہے אֶקְרָא اِقرا مادہ اس کا קָרָא قارہ جس کے معنی ہیں پڑھنا آیت میں صیغہ متکلم ہے הָבוּ ہابو معنی دو גֹדֶל گودل عظمت אֱלוֹהַּ الوہ معنی اس کے معبود اور حاکم کو ہی الوہ الوہیم کہتے ہیں (ترجمہ) جب میں خدا کا نام پڑھوں گا تو تم لوگ ہمارے حاکم کی تعظیم کرنا مقصود اس سے ہمارے پیغمبر ہیں جبرئیل کہتے ہیں کہ جب میں خدا کا نام پڑھوں گا تو جس کو بذریعہ اُس نام کے خلافت دوں تم لوگ اُس کی تعظیم کرنا یعنی اُس پر ایمان لانا اُس کی بات ماننا جو کچھ وہ کہے اُس پر عمل کرنا یہی حاکم کی تعظیم ہے چنانچہ جبرئیل نے جب حسب فرمان الٰہی ہمارے پیغمبر کو نبی اور خلیفہ مقرر کیا تو اُن کے پاس آئے اور کہا اقرأ باسم ربک الذی خلق یعنی پڑھ خدا کا نام جس نے پیدا کیا ہے یہ سورہ سب سے پہلے نازل ہوئی تھی اسی وقت میں آپ کا دل نور نبوت سے روشن ہوا اسی زمانہ کا ذکر اس آیت توراۃ میں ہے اس آیت کے ایک معنی اور ہیں وہ یہ تھے کہ

آیت ماتقدم سے متعلق ہے یعنی نزول کلام اُس وقت ہوگا جب میں خدا کا نام پڑھوں گا یعنی نماز فرض ہوگی حضرت موسیٰ کے وقت میں نماز فرض نہ تھی فقط قربانی فرض تھی۔ نماز آنحضرت کے وقت میں فرض ہوئی چنانچہ حضرت موسیٰؑ نے عندالمعراج فرضیت نماز میں بہت بحث کی تھی یہ وقت نزول شریعت ثانی بیان ہوا۔ خدا کا نام پڑھنے سے مقصود فرضیت صلوٰۃ ہے[1]۔ اُس کے بعد بیان ہوا کہ جب ایسا ہو تو تم لوگ ہمارے حاکم کی تعظیم کرنا یعنی اُس پر ایمان لانا اُس پر درود بھیجنا۔ قال اللہ تعالیٰ ان اللہ وملائکتہ یُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِیِّ یا یہا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما چنانچہ ہم مسلمان ہا بو گو دل لیلو ہینو کی تعمیل کرتے ہیں ربی سلیمان نے اس کی تفسیر میں یہ لکھا ہے کہ یہ بیان موسیٰ کا ہے جب میں خدا کا نام لوں تو تم اُس نام کی تعظیم کرو چنانچہ جب کوئی یہوہ کہتا ہے تو یہود تعظیماً باروخ ہود باروخ شمو پڑھتے ہیں یعنی وہ مبارک ہے اور اُس کا نام مبارک اور کہتے ہیں باروخ شیم کبود ملخو تو پڑھتے ہیں یعنی مبارک ہے اُس کی جلال مملکت کا نام یہ معنی آیت ہو سکتے ہیں لیکن یہ کوئی امر اہم نہ تھا جس کے لئے اس قدر اہتمام کیا گیا علاوہ بریں موسیٰ نے تو یہ کہا تھا کہ جب میں خدا کا نام لوں تو تم اس کی تعظیم کرو نہ یہ کہ جب کوئی خدا کا نام لے تو تم دعا پڑھو۔ اب اس کے بعد اُس خلیفہ کا بیان ہے جس کی تعظیم کا جبرئیل حکم دیتے ہیں הַצֻּר תָּמִים פָּעֳלוֹ כִּי־כָל־דְּרָכָיו מִשְׁפָּט:

---

[1] واضح ہو کہ مادہ اقراٗ کے معنی عبرانی میں پڑھنے کے بھی ہیں اور زور سے پکارنے کے بھی اور اقوہ کے معنی قوت اور قوی بھی ہیں اس لئے اس آیت کے یہ معنی بھی ہیں کہ وقت موعود اس وقت ہوگا جب میں خدا کا نام زور سے پکاروں یہ اشارہ ہے اذان کی طرف یعنی اُس وقت کا نشان ہے کہ جب خدا کا نام زور سے پکارا جائے اذان کا دستور دوسرا سلام سے پہلے نہ تھا اُس وقت تم ہماری قوت کی تعظیم کرنا اور قوی آپ کے اسمار سے ہے۔ فتدبر

ہَصّور تامیم پاعلو: کی خِل د. اخاو مشپاط: لغات צוּר صور صخرہ یعنی چٹان و
سنگریزہ צוּר הַחַלָּמִים صور ہحلّیم ندی کا روڑا مجازاً قوی و
بانی قوم یعنی جس سے کوئی قوم قائم ہو کبھو اس کے معنی ہوتے ہیں تیز חַרְבוֹת
צֻרִים حربوث صوریم تیز تلواریں کبھی اس کے معنی صورت کے
ہیں اور مجازاً مصور جو اسماء حسنیٰ سے ہے תָּמִים تامیم تام و کامل و صواب
פָּעֳלוֹ پوعَل کام و فعل דְּרָכָיו درخ راہ מִשְׁפָּט
مشپاط عدالت و قانون و شریعت (ترجمہ) وہ بانی قوم یعنی امام و پیشوا جس کے
افعال صواب ہوں گے۔ جس کی کل راہ عدالت ہوگی مقصود یہ ہے کہ وہ حاکم جس کی اطاعت کا
حکم ہے وہ بانی قوم ہوگا اُس کے افعال سب صواب ہونگے یعنی وہ معصوم ہوگا۔ یہ صفت
بعد موسیٰ کے کسی نبی میں نہیں پائی گئی کہ اُن سے کوئی قوم پیدا ہوئی ہو گو وہ معصوم
تھے ہاں حضرت عیسیٰؑ میں یہ نشان ملتا ہے لیکن مابعد کے بعض نشان اُن میں نہیں پائے جاتے
اس لئے وے مقصود نہیں ہوسکتے اور نیز مشپاط کے معنی شریعت و قانون ہے حضرت عیسیٰؑ
کے پاس کوئی شریعت نہ تھی چونکہ اس مصرعہ کے یہ بھی معنی ہیں کہ اُس کی سب راہ
شریعت ہے یعنی اُس کے افعال و اقوال بموجب چلنا چاہیئے قال اللہ تعالیٰ
قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ (ترجمہ) اگر تم چاہتے ہو کہ خدا
تم کو پیار کرے تو تم کرو جیسا میں کرتا ہوں تم کو خدا پیار کرے گا۔ ہم مسلمان سنن کی
پیروی و محافظت میں بڑی کوشش کرتے ہیں اور آپ کے افعال کو حجت سمجھتے ہیں
جیسا اس فقرہ سے سمجھا جاتا ہے۔ یہود اس کو ذات واجب الوجود پر حمل کرتے ہیں لیکن
چونکہ صفات مابعد خاص ہیں انسان کے ساتھ اس لئے حمل اُس کا ذات باری پر مناسب
نہیں ہے۔ אֵל אֱמוּנָה וְאֵין עָוֶל ۔ צַדִּיק
וְיָשָׁר הוּא ؛ ایل اِمونہ واین عاوِل صدّیق و

הָאֵל ، لغات אֵל ایل قوت وقوی وبہادر اسماءِ حسنیٰ سے بھی ہے הָאֵל
אָמֵן امونہ مستحکم مضبوط وعظمت وحفاظت وامن ودیانت وامانت אֱמוּנָה
וַיְהִי יָדָיו אֱמוּנָה ذیہی بادو رامونہ اُن کے ہاتھ مضبوط تھے امن اور
ایمان אֵל אֱמוּנָה این حرف نفی וְאֵין عادل ظلم עָוֶל צַדִּיק صدیق
معنی صدیق וְיָשָׁר یا شار راست (ترجمہ) قوی اور مضبوط ہوگا نہ ظلم
صدیق در راست وہ ہوگا۔ واضح ہو کہ پیغمبر کے ناموں میں سے قوی ہے جیسا کہ اشعیا پیغمبر کی
پیشین گوئی میں اوپر گزرا ہے کہ اُس کا نام قوی ہوگا۔ ایل گبور بیان ہوا اور یہاں
ایل امونہ حاصل دونوں کا ایک ہے۔ حضرت عیسیٰ پر تو یہ ہرگز منطبق نہیں اُن کو شجاعت و
دلیری و قوت کے ساتھ نہیں بیان کرتے۔ یہودیوں نے اپنی دانست میں اُن کو چوروں
کے ساتھ پکڑ کے پھانسی دیا۔ حضرت داؤد و سلیمان کے ساتھ موافق ہے لیکن اوپر کا بیان
نہیں ملتا کہ اُن سے کوئی قوم نکلی ہو۔ علاوہ بریں یہ وہی شخص ہے جسے اشعیا نے مع دیگر
نشانات ایل گبور لکھا ہے۔ معلوم ہوا کہ تا زمانہ اشعیا ایل امونہ ہوا نہ تھا جس کی توضیح
وے ایل گبور سے کرتے ہیں اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہاں داؤد و سلیمان نہیں ہو سکتے کیونکہ وے
اشعیا نبی سے بہت پہلے تھے اس لئے اس سے مقصود ہمارے پیغمبر ہیں واضح ہو کہ ایل کے
معنی سردار و امام کے آتے ہیں۔ کہتے ہیں ایل گوئیم یعنی سردار اقوام تو ایل امونہ کے
یہ معنی ہونگے کہ ایسا سردار جس کی سرداری و امامت کے لوگ دل سے تصدیق کریں گے
آپ امام المومنین بلاشک تھے اور ایمان ہی کی آپ دعوت کرتے تھے اس وجہ سے بھی
آپ ایل امونہ تھے علاوہ بریں امونہ کے معنی امین بھی ہیں جو آپ کے اسماء میں سے ہے
واضح ہو کہ بیت اول اور اس بیت کے ملانے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کسی رسول کی خبر دیتا
ہے کیونکہ صور کے معنی ہیں جس سے کوئی قوم پیدا ہو یعنی شارع کہ وہی رسول ہوتا ہے۔
الغرض صور سے مقصود رسول ہے۔ اس رسول کی چند صفات ان دونوں بیتوں میں مذکور ہیں۔

اولؔ تامیم یا علو۔ یعنی کامل الافعال انبیا کی افعال اُن کی شریعت ہوتی ہے مراد یہ ہے کہ وہ رسول جس کی شریعت پوری ہوگی اور اُس کا دین کامل ہوگا چنانچہ الیوم اکملت لکم دینکم اُس کے مطابق ہے۔ دوم اُس کی کل راہ عدالت ہوگی اُسی حزقیل نبی نے ۲۱ باب ۳۲ آیت میں بیان کیا ہے אֲשֶׁר לוֹ הַמִּשְׁפָּט اشر لو ھمشپاط یعنی جس کے لئے عدالت ہے جسے حضرت یعقوب نے شیلوہ سے بیان کیا تھا جس کا بیان اوپر ہو چکا ہے۔ سوم ایل یعنی بہادر جیسا اشعیا نے بیان کیا ہے جو گزرا۔ چہارم امونہ یعنی امین پنجم עָרִיץ این عاول یعنی ظالم و جابر نہ ہوگا جس کا نتیجہ صفوح و کریم ہے ششم صدیق و ہفتم صالح اشعیا نے اُس کی صفت سرداری بھی بیان کیا ہے یعنی وہ سردار ہوگا چنانچہ سورہ تکویر میں اکثر یہ صفات مذکور ہیں انه لقول رسول کریم ذی قوة عند ذی العرش مکین مطاع ثم امین שִׁחֵת לוֹ לֹא בָּנָיו מוּמָם דּוֹר עִקֵּשׁ וּפְתַלְתֹּל: شِیحیت لو لو بانا و مومام: دورِ عقیش و فتلتول۔ لغات שִׁחֵת شیحیت یہ ماضی کا صیغہ ہے مادہ שָׁחַת شیحت ہے جس کے معنی میں برباد کرنا تباہ کرنا ڈھا دینا لیکن جب کہیں שִׁחֵת דַּרְכּוֹ شاحت درکو اپنی راہ بگاڑا تو معنی ہوتے ہیں گمراہ ہوا۔ وعلیٰ ہذا القیاس שִׁחֵת נַפְשׁוֹ شاحت نفشو اپنی جان کو بگاڑا یعنی گمراہ ہوا לוֹ لو اپنی کو לֹא لو حرف نفی ہے حرف نفی کے بعد ایک ضمیر محذوف ہے اُس کے حذف پر اتفاق ہے اور بدون اُس کے معنی بھی نہیں بنتے מוּמָם مومام عیبی מוּם موم معنی عیب و ننگ דּוֹר دور معنی دور עִקֵּשׁ عقیش کج عربی عقاش פְתַלְתֹּל پتلتول ناہموار ترجمہ اپنے کو برباد کیا نہ اُس کو اُس کے عیبی لڑکی دور کج و ناہموار نے انقلوس نے اُس کا ترجمہ

لکھا ہے חַבִּילוּ לְהוֹן לָא לֵיהּ בְּנַיָּא דִּי פְּלַחוּ
לְטַעֲוָתָא דָּרָא - דְּאַשְׁנִּיאוּ עוֹבָדֵי
הוֹן וְאִשְׁתַּנִּיאוּ : حَبّیلو لیهون لا لیه بنّا دِی فلاخو لطیعو
تاوارا دِی اَشنیئو عوبادوحی واشتانیو (ترجمہ" تباہ کیا اپنے کو نہ اُس کو لڑکے جنھوں نے
طغیان کیا وہ دور جنھوں نے اپنی خدمت بدل دی اور گمراہ خواہ مغضوب ہوئے" میرے
نزدیک ترجمہ اُس کا عمدہ یہ ہے کہ گمراہ ہوئے خدا پرست نہیں بلکہ اُن کی تنگ دور کج و
ناراست خدا پرست قوم خدا کا بیٹا کہلاتی تھی - اسی محاورہ بموجب بنی اسرائیل کو خدا نے
اپنا بیٹا کہا ہے اور وے خدا کے بیٹے کہلاتے تھے یہاں بھی اُس کے غیبی بیٹے سے مراد خدا
کے بیٹے یعنی بنی اسرائیل ہیں ضمیر خدا کی طرف پھرتی ہے پس مقصود یہ ہے کہ بنی اسرائیل نے
خود اپنے کو تباہ کیا اُس ایل اموبہ کی مخالفت سے لیکن وے جو کج و ناراست ہیں یعنی وے
یہود جو مسلمان ہو گئے وے ہر قسم کی آفات ارضی و سماوی سے محفوظ رہے - ہاں وے
یہود جو کج و ناراست تھے وے بمخالفت اُس جناب کے جو اس تسبیح کے برخلاف تھے
برباد و تباہ ہوئے - یہود بنی قریظہ و بنی نضیر و یہود خیبر کے حالات کو دیکھو پھر صحابہ کے
وقت میں بھی یہود عیسائیوں کے ساتھ مل کر مسلمانوں سے لڑے تھے اُس وجہ سے
مبتلائے بلا ہوئے اگر ایسا نہ کرتے تو وے برباد نہ ہوتے بربادی اُن کی بموجب اس
خبر کے ضروری تھی - یہ اُن کی کجی طبیعت سے ناشی ہوا ورنہ خدا پرستی کے معنی یہ ہیں کہ
جب جیسا حکم دے اُسے اُٹھائے نہ جیدھر پھیرے وہ ادھر وہ ادھر ناز کرنا
چونکہ یہ مخالفت مرضیٔ الٰہی کے خلاف تھی اس لئے جبرئیل کہتے ہیں הַלַיהוָה
תִּגְמְלוּ זֹאת + עַם נָבָל וְלֹא חָכָם -
حَلیہوا تغملو - زوث : عَم نابال ولو حاخام : لغات - ہا، ہوز حرف تعجب ہے הַלַ
תִּגְמְלוּ تغملو مادہ اس کا גָּמַל کامل ہی بدلا دینا [illegible]

روشنی سے עַם عَم = قوم נָבָל نابال = احمق فاجر کافر جس וְלֹא ولو حرف نفی חָכָם حاخام = دانشمند حکیم (ترجمہ) واہ تم خدا کو یہ بدلا دیتے ہو۔ اے قوم کافر نادان۔ یہ حکایت ہے ہمارے پیغمبر کے زمانے کی کہ یہود نے انکار کیا تو جبرئیلؑ تعجب سے کہتے ہیں کہ جس خدا نے تمہارے ساتھ بے حد احسان کئے اس کا حکم تم نہیں مانتے باوجودیکہ اس کی اطاعت کا حکم پہلے سے دیا گیا اس بیہودہ عذر سے کہ ہم وہی شریعت سابقہ پر چلیں گے یہ کوئی اطاعت نہیں ہے۔ چونکہ انکار پیغمبر تورات کے حکم کے بھی خلاف تھا جیسا اس بھجن میں ہے۔ بڑے اہتمام سے حضرت موسیٰؑ نے بیان کیا اس لئے ان کو کافر کہا۔ الغرض کفر یہود خود اس مقام سے پیدا ہے جس نے اس پیغمبر آخر الزمان کی اطاعت قبول کی وہ بالکل پاک وصاف ہو گیا۔ ورنہ نجاست کفر سے ملوث ہو کے ذلت ومسکنت میں رہا هل جزاء الاحسان الا الاحسان تفسیر رشی میں اس مقام پر یہ لکھا ہے: עַם נָבָל שֶׁשָּׁכְחוּ אֶת הַטּוֹבוֹת שֶׁעָשָׂה לָהֶם : عم نابال ششاخواث ہطاسوی لاہم۔ قوم نادان جو بھول گئی جو ان کے ساتھ کیا گیا یہ تو ظاہر ہے کہ یہود سلوکات ربانی کو بھول نہیں گئے تھے ہاں اس بھجن و قرآن کے مضمون کو بلاشبہ بھول گئے جو کچھ موسیٰ نے اس کا مطلب بیان کیا تھا وہ ان کو یاد نہ رہا۔ دوسرے معنی اپنے دل سے تراش کر کہنے لگے اور نیز بھول جانے سے یہ مقصود ہے کہ وے یہ خیال نہیں کرتے کہ ان کے ساتھ جو احسان خدا کی جانب سے ہوا وہ کیوں ہوا کیا خصوصیت تھی اس کو اختیار ہے جس قوم کو چاہے بڑھائے جس کو چاہے گھٹائے جو حکم چاہے جاری کرے جسے چاہے منسوخ کر دے ذلك فضل الله يوتيه من يشاء וְלֹא חָכָם לְהָבִין אֶת הַנּוֹלָדוֹת שֶׁיֵּשׁ בְּהוֹלָכָה טוֹב לָהֶם בָּזֶה : ولو حاخام لہابین اِث ہنولادوث شیش

بیادو لِعِطیب ولھاریتع نادان حوادث کی امتیاز میں کہ نیک و بد کرنے کا اختیار اُسی کو ہے اونقلوس نے اس مقام میں یہ ترجمہ کیا ہے: הֲ קֳדָם יְיָ אַתּוּן גָּמְלִין דָּא עַמָּא דְּקַבִּילוּ אוֹרַיְתָא וְלָא חַכִּימוּ: افسوس ہے تم خدا کے سامنے ایسا کرتے ہو۔ ایسی قوم کہ توراۃ پر ایمان لائی اور سمجھتی نہیں۔ یہ مترجم یہود کی طرف حمق و نادانی کی نسبت کرتا ہے:

הֲלֹא-הוּא אָבִיךָ קָּנֶךָ הוּא עָשְׂךָ וַיְכֹנְנֶךָ: ہَلو ہو آبیخا قانیخا: ہو عاسخا ویخونیخا۔ (ترجمہ) کیا وہ تیرا مالک و خریدار نہیں ہے اُس نے تجھکو بنایا ہے اور مہذب کیا ہے خلق کل شی فھدیٰ اس کی تفسیر رشی نے کی ہے اُسے ہم نقل کردیتے ہیں הֲלֹא הוּא אָבִיךָ קָּנֶךָ שֶׁקְּנָאֲךָ: کیا وہ تیرا مالک خریدار نہیں ہے جس نے تجھے خریدا ہے ו בְּרוּהֵּר שֶׁקִּנְּךָ בְּקֵן הַסְּלָעִים וּבְאֶרֶץ חֲזָקָה: (ترجمہ) دوسری بات تجھکو پتھروں کے گھونسلوں میں پھیلایا اور قوی ملک میں: הוּא עָשְׂךָ אוּמָה בָּאוּמוֹת: (ترجمہ) اس نے تجھے امتوں میں ایک امت بنایا۔ مقصود یہ ہے کہ جس نے تم کو ایک اُمت بنایا وہ دوسری اُمت بھی قائم کر سکتا ہے וַיְכֹנְנֶךָ כֵּן מִכֶּם כֹּהֲנִים מִכֶּם נְבִיאִים וּמִכֶּם מְלָכִים שֶׁהַכֹּל תָּלוּי בוֹ: (ترجمہ) تم کو مہذب کیا جس سے تم میں سے ائمہ ہیں تم میں سے انبیاء اور سلاطین ہوئے۔ یہ سب اُسی کی قدرت میں ہے۔ זְכֹר יְמוֹת עוֹלָם בִּינוּ שְׁנוֹת דֹּר-וָדֹר: زِخور یموث عولام: بینو شنوث دور وادور لغات זְכֹר زخور مادہ اس کا זָכַר زاخر ہے جس کے معنی ہیں یاد کرنا عربی ذکر יְמוֹת

یوم عبرانی، یوم؛ יְמוֹת یموث اس کی جمع ہے جیسے ایام עוֹלָם عولام
بمعنی عالم، בִּינוּ بینو صیغہ امر ہے مادہ اس کا בִּין بین ہے معنی اس کے
سمجھنا שְׁנוֹת شنوث جمع ہے שָׁנָה شانہ کی بمعنی سنہ یعنی سال
דֹּר دور بمعنی دور (ترجمہ) یاد کرو ایام عالم خیال کرو سنین ادوار مقصود یہ ہے
کہ تغیرات و عالم تبدلات ازمنہ پر نظر ڈالو کہ کیسے کیسے تغیرات ہوا کرتے ہیں۔ رشی میں اس کی
تفسیر یہ لکھی ہے کہ ایام دنیا پر نظر ڈالو کہ اگلوں کے ساتھ اس نے کیا کیا۔ جب انھوں نے
اس کو ناراض کیا اور سنین ادوار کو خیال کرو دور انوش میں بحر اوقیانوس کو ان پر الٹ دیا
اور دور طوفان کو کہ ان کو ڈوبا دیا انتہی: اس مفسر کے کلام سے نکلتا ہے کہ قبل طوفان نوح
ایک اور طوفان عظیم آیا تھا جیسا پہاڑوں کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس طوفان عظیم سے
مٹیاں جہاں جہاں مجتمع ہو گئی تھیں وہ حرارت شمس سے متحجر ہو کے صورت جبال پیدا ہوئی
طبیعت عناصر مقتضی ہے کہ زمین ہمیشہ تہ آب ہو اور موالید ثلثہ معدوم لیکن بقوت قسری جب کسی قدر
پانی مستحیل بہ ہوا ہوا تو زمین مکشوف ہوئی پھر طوفانات عظیم کی وجہ سے جمادات وجود پذیر
ہوئے اور بعد ہٹ جانے میاہ کے جو طوفان اول میں جوش زن تھی مٹی سڑ کے نباتات و
حیوانات متکون ہوئے اس وقت حضرت آدم ابو البشر پیدا ہوئے چنانچہ توراۃ کے اول
ہی میں لکھا ہے کہ زمین توہو اور بوہو تھی یعنی بالکل تہ آب تھی اور ہوا پانی کو محیط تھی یہاں
ترتیب عناصر بہ لسان وحی معلوم ہوئی بعد اس کے عالم ایجاد و تکوین کی تفصیل ہے۔

قال اللہ تعالیٰ لقد خلقنا الانسان من صلصال من حماٍ مسنون

اور چونکہ کشف ارض قسری ہے اور قوت قسری دائمی نہیں ہوتی اس لئے ضرور ہے کہ جب عناصر
پھر حالت طبیعی پر ہو جائیں تو زمین تہ آب ہو جائے اور موالید ثلثہ دامن فنا میں مستور رہ کے وہ
ایک طرح کی قیامت ہے اس کا پورا بحث کتاب کو طولانی کرے گا۔ اس لئے قصر اولیٰ ہے
یہ مفسر لکھتا ہے کہ زمانہ انوش میں بحر اوقیانوس کو جوش ہوا تھا اس کا ثبوت تواریخی مشکل ہے

انوش حضرت آدم کے پوتے تھے تو اگر انوش سے مقصود انسان ہو تو البتہ انسان کی پیدایش کے قبل طوفان عظیم ثابت و مبرہن ہے۔ پھر یہ مفسر لکھتا ہے کہ ایک معنی اور بھی ہیں یعنی تم امور ماضیہ کو لحاظ کرتے نہیں اور ادوار کو خیال کرو کہ تم کو آئندہ کا امتیاز پیدا ہو تمھارے ساتھ بھلائی کرنے کا اور تم کو مسیح کی زمانہ میں پہونچا دینے کا اور آخرت کا۔ اس قدر تو یہ مفسر بھی اقرار کرتا ہے کہ مسیح کا زمانہ کوئی عمدہ زمانہ ہے جس پر توجہ ضرور ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ جب وہ مسیح آیا تو اُن لوگوں نے اُس کی تکذیب کی اُن میں سے یہ مفسر بھی ہے کہتے ہیں کہ وہ اب تک نہیں آیا اسی حسرت میں اُن کے ادوار منقضی ہو گئے שְׁאַל

אָבִיךָ וְיַגֵּדְךָ זְקֵנֶיךָ וְיֹאמְרוּ לָךְ:

شِاَل آبِیخا ویگِدخا : زِقینخا وَیُومِرو لاخ : שְׁאַל شِاَل صیغہ امر ہے مادہ اس کا שָׁאַל شَاَل ہے بمعنی سوال ۔ אָבִיךָ اب عربی مجازاً اُستاد و معلم ۔ וְיַגֵּדְךָ یگّد یہ صیغہ مضارع ہے مادہ اس کا נָגַד ناغد ہے۔ باب تفعیل کثیر الاستعمال ہے بمعنی اعلام و بتانا זְקֵנֶיךָ زاقین بمعنی بڈھا و شیخ اور حاکم و دیان (ترجمہ) اپنے باپ دادا سے پوچھ وے تجھکو بتائیں گے۔ باپ دادے سے مقصود انبیاء ہیں ایسا ہی رشی میں بھی لکھا ہے یعنی کتب انبیاء میں دیکھو تم کو خوب امتیاز ہو گا اپنی رائے پر تکیہ مت کرو : ان دونوں بیتوں میں ایک رمز ہے اس لئے ان کو ایک ساتھ لکھ کے بیان کرتے ہیں: زِخور یموُث عوَلم بنیو شنوث دور و دور : شِاَل آبیخا ویگّدخا : زِقینخا وَیومِرو لاخ ۔ ان دونوں بیتوں میں زمانہ پیغمبر خدا کا جس کو ایلیے نامزد کیا ہے بیان ہوا ہے بیان اُس کا یہ ہے کہ یموث عوَلم کی عدد ۶۰۲ ہے مفردات اُس کے یہ ہیں:

ی	م	و	ت	ع	و	ل	م	
۱۰	۴۰	۶	۴۰۰	۷۰	۶	۳۰	۴۰	

اور شنوث دور و دور کے ۱۱۸۲ ہے مفردات اُس کے ہیں:

ش	ن	و	ت	د	و	ر	و	د	و	ر
۳۰۰	۵۰	۶	۴۰۰	۴	۶	۲۰۰	۶	۴	۶	۲۰۰

مجموعہ ان دونوں کا ۱۷۸۴ ہوا اور زقینجا دَیُومر ولاخ کے عدد ۵۰۰ ہوتی ہے اور مجموعہ ان سب کا ۲۲۸۴ ہوا۔ چونکہ ولادت آنحضرت کی سن ۵۰۶۱ ہبوطی میں ہے اور وفات حضرت موسیٰ ۲۷۷۷ ہبوطی میں تو وفات حضرت موسیٰ سے تا زمان ولادت آنحضرتؐ ۲۲۸۳ ہوتے ہیں لیکن مدت جل سور کا تمام کو اس پر بڑھانے سے ۲۲۸۴ پورے ہو جاتے ہیں غالباً یہ تسبیح دو سہ ماہ پیشتر وفات سے ہو تو مہینوں کی بھی کمی بیشی نہ ہوگی۔ الغرض جبرئیل کا مطلب یہ ہے کہ اس وقت سے ۲۲۸۴ سال کے بعد وہ قوی رسول پیدا ہوگا۔ چنانچہ ویسا ہی ہوا تو معنی نظم مطابق اس سر کے یہ ہونگے۔ تم سوچو یموت عولم کو یعنی اُس کے عدد لو اور شنوت دور و دور کو سمجھو یعنی اُس کے عدد لو اور پوچھو اپنے اُستاد سے تجھکو بتا دے گا زقینجا دیومر ولاخ یعنی زقینجا دیومر ولاخ کے عدد اعداد ماسبق کے ملانے سے پوری مدت اُس کی حاصل ہو جائے گی واضح ہو کہ عدد کاف و خائے معجمہ کے عبرانی میں ایک ہے کیونکہ وے من حیث الکتابۃ ایک ہی شمار ہوتے ہیں وعلی ہذا القیاس۔ تاء مثناۃ فوقانی و ثاء مثلثہ کے عدد ایک ہی ہوتے ہیں فتدبر۔

شعر: یا رب صل وسلم دائماً ابداً ؛ علی نبیک خیر الخلق کلھم

בְּהַנְחֵל עֶלְיוֹן גּוֹיִם ׃ בְּהַפְרִידוֹ בְּנֵי
אָדָם ׃ بہنحیل علیون گویم : بہفریدو بنی آدام۔

لغات הַנְחֵל بہنحیل تملیک مادہ اس کا נָחַל : نحل ہے معنی قبضہ کرنا مالک ہوجانا خصوصاً ارث یعنی ملک ضروری עֶלְיוֹן علیون اس کے چند معنی ہیں اول فوقانی ضد תַּחְתּוֹן تحتون یعنی تحتانی جیسے הַבַּיִת הַזֶּה יִהְיֶה עֶלְיוֹן ہبایت ہزہ یہیہ علیون یعنی یہ گھر فوقانی ہوگا دوئم عالی جیسے אֵל עֶלְיוֹן ایل علیون یعنی الہ المتعال גּוֹיִם گوی گروہ הַפְרִיד ہفرید علیحدہ کرلینا بھگا دینا בְּנֵי אָדָם بنی آدام معنی بنی آدم اور سپاہی اور عوام الناس۔

(ترجمہ) گروہوں کو علیا کا مالک کرنا بنی آدم کو منتخب کر لینا یعنی انبیا سے پوچھ تو دے بتائیں گے قوموں کو مراتب عالیہ دینا اور بنی آدم کو منتخب کر لینا یعنی نبوت دینا یہ خدا کا کام ہے جس کو چاہتا ہے نبی کر دیتا ہے ربی سلیمان یرحی کا بیان یہ ہے کہ خدا نے نافرمانوں کو ان کا حصہ دیا اور بنی آدم کو جدا جدا کر دیا יַצֵּב גְּבֻלֹת עַמִּים לְמִסְפַּר בְּנֵי יִשְׂרָאֵל: یَصَّیب گبُولوث عمیم: لمسپار بنی اسرائیل

יַצֵּב یَصِّیب مادہ اس کا יַצֵּב یصب ہے بمعنی عربی قیام و نصب גְּבוּל گبُول بمعنی حد עַם عَم بمعنی قوم מִסְפַּר مسپار اس کا مادہ סֵפֶר سَفر ہے اس کے معنی ہیں شمار کرنا۔ اس لئے مسپار کے معنی ہیں شمار۔ دوسرے معنی اس کے ہیں لکھنا اس سے سوفیر بمعنی کاتب نکلا ہے اور سِفیر بمعنی کتاب تو مسپار کے معنی مکتوب و کتاب ہونگے۔ تیسرے معنی ہیں تفسیر و بیان (ترجمہ) قوموں کی حد بندی بہ تعداد بنی اسرائیل مقصود یہ ہے کہ وے تم کو بتائیں گے حد بندی قوموں کی یعنی اختلاف اقوام خدا کی طرف سے ہے یعنی باختلاف ادوار جو اس نے احکام مختلف دیا اس لئے اقوام مختلف پیدا ہو گئی۔ اس طرح کہ کچھ لوگ تو حکم جدید پر چلے اور کچھ لوگ حکم سابق پر اڑے رہے اور مصالح وقت پر نظر نہ کی بتعداد بنی اسرائیل یعنی بہت پس ان اختلاف پر نظر کر کے تم کو اس جدید فرقہ مسلمان کی تبعیت چاہیئے۔ بیت نمبر ۱۳ لغایت ۱۴ کے ایک معنی اور ہیں جو دو بیت گزشتہ سے زیادہ چسپاں ہیں علیون گوئم کے معنی ہیں جماعت عالیہ مراد اس سے ملائکہ ہیں۔ ترجمہ بیت نمبر ۱۳ و ۱۴ معاً بوقت قابض کرا دینے ملائکہ کے اور بھگا دینے عوام الناس۔ خواہ جنگ جویوں کے قائم کرے گا قوموں کے حدود مطابق کتاب بنی اسرائیل کے۔ ابیات گزشتہ میں زمانہ ولادت اس خلیفہ و رسول کا بیان ہوا تھا۔ اب زمانہ رسالت و خلافت کا بیان کرتا ہے کہ جب ملائکہ آئے قابض و مالک کر دیں گے خواہ ملک و زمین کا مالک کریں خواہ اس قوت و بصیرت کا جو زمانہ حضرت کو تھی

ے تا اخیر دور انبیاء بنی اسرائیل کو ہوئی تھی۔ چنانچہ جبرئیل نے آ کے آنحضرت کو رسول بنایا
اور چند بار ہنگامہ جنگ میں ملائکہ نے مدد دے کر فتح یاب کر کے قابض و مالک کر دیا جس کا
ذکر کلام مجید میں بھی ہے تو مقصود یہ ہے کہ جب وہ خلیفہ و رسول ہو گا تو قوموں کے لئے حدود
قائم کرے گا یعنی اُن کو شریعت دے گا مطابق کتاب بنی اسرائیل کے۔ کتاب بنی اسرائیل
کی توارت ہے یعنی اُس کی کتاب و شریعت مثل کتاب و شریعت موسیٰ کے ہو گی بعد موسیٰ کے
کسی نبی کو شریعت نہ ملی تھی آپ کی شریعت مسلمانوں پر تو نافذ ہی تھی کفار ذمی بھی اُس کے
مطیع تھے۔ اس لئے کہتا ہے کہ قوموں کے لئے حدود قائم کرے گا اور عوام الناس کے
بھگانے سے مقصود غلبہ ہے تو وہ غزوۂ خندق سے حاصل ہوا کہ بعد اُس کے کفار کو تاب
مقاومت اسلام نہ رہی یا مراد زمانہ ہجرت ہو کہ کفار کے بھگانے سے واقع ہوئی قائم؛
اب بیت مابعد کے یہ معنی ہیں کہ اُس خلیفہ و رسول کی قوم یعنی مسلمان خدا کا حصہ ہے یعنی وہ
قوم خاصان خدا سے ہیں اور یعقوب یعنی بنی اسرائیل اُس قوم کی میراث ہیں یعنی جملہ
فضائل بنی اسرائیل اُس قوم کی طرف منتقل ہونگے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کنتم خیر
امۃ اخرجت للناس و علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل: כִּי חֵ
לֶק יְהוָה עַמּוֹ ׃ יַעֲקֹב חֶבֶל נַחֲלָת
וֹ ׃ — کی حیلق یہوا عمّو: یعقوب حیبل نحلاتو - لغات כִּי
کے حرف تنبیہ חֵלֶק حیلق حصہ بھوک یعنی کھیت کا حصہ اور خود کھیت پر
بھی اطلاق آیا ہے עַם عم قوم חֶבֶל حیبل رسّی عربی حبل خصوصاً
پیمائش کی رسّی اور درد خصوصاً دردِ زہ اور گروہ جماعت נַחֲלָה:
نحلا۔ میراث (ترجمہ) اسلئے خدا کا بھوگ خواہ کھیت اُس کی قوم ہوتی ہے (اُس کی قوم
وہی کہلاتی ہے جو اُس کی پرستش کرے) یعقوب اُس کے میراث کی جماعت ہے مقصود یہ ہے کہ
قومیں سب اُسی سے ہیں مگر خدا پرست کو وہ دوست رکھتا ہے جیسے بنی اسرائیل کو

یابنی اسرائیل اذکروا نعمتی التی انعمت علیکم وانی فضلتکم علی العالمین

یہاں تک خطاب تھا بنی اسرائیل کی طرف بہ نظر تنبیہ و وعظ اب پھر اصل مطلب کی طرف رجوع ہو یعنی اُس ایل امونہ کو کہتا ہو اور اُس کے کچھ حالات ظاہر کرتا ہو: ימ
צאהו בארץ מדבר ובתהו ילל
ישמן יסבבנהו יבוננהו יצרנהו
כאישון עינו: یمصاہیو بارص مدبار: وبتوہو یلل یشیمون یسوبیبنہو یبوننہو: یصرنہو کاایشون عینو: لغات: ימצאהו یمصا مادہ اس کا מצא ماصا ہو جس کے معنی ہیں پانا یہ صیغہ مضارع ہو فاعل اُس کا ضمیر مستتر ہو جو پھرتی ہو قوم کی طرف اور ضمیر بارز جو اُس کے ساتھ ملی ہو مفعول ہو راجع ہے ایل امونہ کی طرف ארץ ارص ملک מדבר مدبار بیابان תהו توہو = ویران زمین جس میں پیدا نہ ہو ילל یلل = شور و غل خصوصاً جنگلی جانوروں کا ישמן یشیمون = ویران بیابان مجازاً جنگلی جانور۔ رشی میں תהו ילל ישמן توہو یلل یشیمون کی تفسیر لکھی ہو ארץ ציה שממה מקום
יללת תנים ובנות יענה ارص صیّا وشماما مقوم یللث تنیم وبنوث یعنا۔ زمین غیر آباد و ویران مقام شور و غل اژدرو شتر مرغ
יסבבנהו یسوبینہو یہ صیغہ مضارع ہو ضمیر اُس کے ساتھ متصل ہو
סבב יסובב بمعنی طواف۔ رشی میں اس مقام پر یہ ہے
יסבבנהו שם סבב מתחלפם
בענינים וסבבם בהגלים ללבב
עו... סבבם בתחתית...

שְׁבָקְתוֹ בִּבְרִית : ——— یسو بیہو شام

سابام وبتیعام بعنا رئیم وسابام بدغالیم لاربع روحوب وسابام تبجیث ہار شکافا ہو کمعقیت (ترجمہ) وہاں گھومایا اُن کو بدلیوں کے ساتھ اور گھومایا اُن کو جھنڈوں کے ساتھ چاروں جہت میں اور گھومایا اُن کو پہاڑ کے نیچے جس کو جھوکا یا چھتری کی طرح

יְבוֹנְנֵהוּ یبو نینو ہ باب یلیل ے יְסֹבְבֶנְהוּ

بونینہ یبونیہ اس کے معنی ہیں گرویدن کسی چیز میں دل لگانا ایمان و تصدیق دیکھو יִצְּרֶנְהוּ یصِرنیہو مادہ اس کا נָצַר ناصر ہے جس کے معنی نگہبانی کرنا ہے כְּאִישׁוֹן עֵינוֹ اِیشون عینو انسان العین مردمک چشم כְּאִישׁוֹן עֵינוֹ הַשָּׁחֹר שֶׁבָּעַיִן הַמֵּאִיר מִמֶּנּוּ : کاِیشون عینو ہوہشاخور شبعاین ہمّاہیر یوصی منو

(ترجمہ) وہ سیاہ جو آنکھ میں ہے جس سے روشنی نکلتی ہے: (ترجمہ) پائے گی اُسے (یعنی اُس ایل اموزہ کو) ملک ویران غیر ذی زرع میں سباع اور وحوش کے شور و غل میں اُس کا طواف کرینگے اُس پر ایمان لائیں گے اُس کی حفاظت کرینگے مردمک چشم کی طرح یعنی اُس ایل اموزہ کو ملک عرب میں پائیں گے چنانچہ اور مفسروں نے بھی ملک عرب سے تعبیر کیا ہے کہ یہ محاورہ تورات کے موافق ہے قطع نظر اس کے کہ ملک شام و مصر و فارس جہاں ایسے شخص کا وجود مظنون ہے سب سیر حاصل ہیں سباع و وحوش کے غل سے مقصود یہ ہے کہ وہاں کے سکان جاہل بے ہنر ڈاکو و بے رحم ہونگے پس یہ ملک عرب اور وہاں کے سکان کا حال ہے لہذا یہ خبر سوائے ہمارے پیغمبر کے کسی پر منطبق نہیں۔ صحابہ جان دیتے تھے اور آپ کا ساتھ نہیں چھوڑتے تھے ہمیشہ آپ کے گرد رہتے تھے اور بلاشبہ پتلی کی طرح آپ کی حفاظت و نگہبانی کرتے تھے۔ آپ کے وقت کے وقائع کو دیکھیں تو آشکارا ہو جائے گا کہ مصداق اس بیان کا سوائے ذات بابرکات حضرت محمدؐ کے کوئی نہیں ہو سکتا

حضرت داؤد وسلیمان وغیرہ انبیا کو خواہ کسی بادشاہ ہفت اقلیم کو اس سے کچھ مناسبت نہیں
ربی سلمان یرحی نے جو اس مقام کی تفسیر کی ہے اُسے ہم نقل کرتے ہیں הראתם
מצא לו נאמנים בהם הדבר שקבלו
עליהם התורה ומלכותו תודו נו מה
שלא עשו ישמעאל ועשו
שנאמר וזרח משעיר למו הופיע
מהר פארן: (ترجمہ) اُن کو پایا اپنے لئے امین ملک
بیابان میں کہ قبول کر لیا اُس کی شریعت وحکومت اور اُس کی تکلیف جو کہ بنی عیص واسمعیل نے
نہیں کیا جیسا کہ مذکور ہے کہ چمکا سعیر سے اور خوب روشن ہوا فاران کے پہاڑ سے انتہیٰ
اس مفسر نے مستقبل کو ماضی سے تفسیر کی ہے جو بالکل ناجائز ہے۔ علاوہ بریں کہتا ہے کہ خدا نے
بنی اسرائیل کو ملک عرب میں امین پایا جس سے جہالت اُس کی ثابت ہوتی ہے علاوہ بریں
خدا نے توراۃ میں کہا ہے کہ میں تمہارے ساتھ ملک مصر سے ہوں تو کیا اُس وقت اُن کو
امین نہیں جانتا تھا۔ علاوہ بریں ضمیر واحد کو جمع سے تعبیر کی یعنی آیت میں ہے اُس کو پا لیا گئے
اور یہ مفسر کہتا ہے اُس کو پایا اور جو آیت سند میں ذکر کرتا ہے اُس کی تفسیر ہم کر چکے ہیں اس
مقام سے کوئی تعلق نہیں۔ یہی تحریف ہے واضح ہو کہ ۷ نمبر سے ۱۰ نمبر تک بنی اسرائیل کو
زجر و توبیخ اور وعظ ہے اور ۱۱ نمبر سے دور تک آگے کی خبر ہے۔ ہمارے پیغمبر کی نسبت
ان آیات کو ۶ گزشتہ کے ساتھ ربط ہے۔ اس ۶ و ۱۵ و ۱۶ کے مضمون پر حضرت داؤد نے
زبور کی ۶۸ مزمار یعنی بھجن میں بیان کیا ہے اُس کے دوسری آیت سے ۹ تک ہم لکھدیتے
ہیں کہ اُس کا مضمون اس بشیر کی (بشیر عبری وحی) آیات مرقومہ بالا کے قریب قریب ہے
بخوف تطویل ہم پورے بھجن کی تفسیر نہیں کرتے۔ جب موقع ہوگا تو انشاء اللہ لکھدیں گے
قبل بیان مطلب لفظ אלהים الوہیم کی تحقیق ضرور ہے مادہ اس کا אלה

آلہ ہو لیکن غیر مستعمل ہو معنی اُس کے عبادت و پرستش یہ مادہ عربی میں اس معنی میں مستعمل ہو
اسے اِلُوہ بمعنی אֱלוֹהַּ معبود حق ہو۔ باطل مشتق ہو جیسے عربی الٰہ
کلدی میں بھی معبود کو الاہ والاہا کہتے ہیں لیکن جب اُس پر ہا ر تعریف داخل کرتے ہیں
تو مثل عربی اللہ کے سچے معبود پر اطلاق ہوتا ہو جیسے הָאֱלוֹהַּ
ہا اِلُوہ אֱלֹהִים اِلُوہیم یہ لفظ کبھی جمع ہوتی ہو اِلُوہ کی جو مطلق
معبود کے معنی ہیں ہو حق ہو یا باطل حالت توصیف و اضافت میں میم جمعیت گر جاتی ہو
صرف یائے تحتانی رہ جاتی ہو اور اُس کے قبل کا حرف سیری سے بدل جاتا ہو جیسے
אֱלֹהֵי מִצְרַיִם الوہی مصرائیم یعنی معبودان مصر אֱלֹהֵי
הַנֵּכָר اِلُوہی نیکار معبودان اجنب אֱלֹהִים חֲדָשִׁ
ים الوہیم خداشیم۔ نئے نئے معبود۔ لیکن معنی جمعیت اُس سے بلا قرینہ مستفاد نہیں ہوتے
بلکہ جب کوئی قرینہ نہ ہو تو یہ لفظ واحد ہوتا ہو۔ یعنی معبود حق۔ ایسے وقت میں اُس کی
صفت مفرد آتی ہو אֱלֹהִים צַדִּיק اِلُوہیم صدیق אֱלֹהִ
ים חַי اِلُوہیم۔ حی زندہ معبود جب اُس کے پہلے ہا ر تعریف ملاتے ہیں
تو خاص ہو جاتا ہو۔ سچے معبود کے ساتھ جیسے (יְהוָה הוּא הָאֱלֹ
הִים) یہوا ہو ہا الوہیم۔ اللہ ہی سچا معبود ہو یہ بمنزلہ لا الٰہ الا اللہ
کی ہو اور کبھی معنی اُس کے ملائکہ کے ہوتے ہیں اور کبھی سلطان و ملک و جیسے
בְּנֵי הָאֱלֹהִים بنی الوہیم شاہزادگان مجازاً قوی۔ مرادف ایل اور
کبھی منصف و دیان جب یہاں تک ممہد ہوا تو اب آیات زبور نقل کرتے ہیں ومن اللہ
التوفیق: مزمار ۶۸ آیت ۲: יָקוּם אֱלֹהִים יָפוּצוּ
אוֹיְבָיו וְיָנוּסוּ מְשַׂנְאָיו מִפָּנָיו: یاقوم اِلُوہیم
یا فوصو اویباؤ و یانو سو منا میتا نا ؤ (ترجمہ) قائم ہوگا سلطان خواہ خلیفہ۔ اُس کے

دشمن پریشان ہو جائیں گے بھاگ جائیں گے اُس کے اعدا اُس کے سامنے سے۔ حضرت موسیٰ نے اُس امام و خلیفہ کو ایل امونہ یعنی بہادر قوی بیان کیا تھا۔ داؤد اُسی کو الوہیم یعنی سلطان و خلیفہ کہتے ہیں الوہیم سے یہاں خدا مراد نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ قیام سے وہ منزہ ہے اور نہ اُس کے کوئی دشمن ہے سیاق کلام سے پیدا ہے کہ کوئی ذی اختیار صاحب حکومت و جبروت ہونے والا ہے جیسا کہ حضرت موسیٰ کے کلام سے نکلتا ہے اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ اِلوہیم سے مُراد ذات باری تعالیٰ ہے اور یہ خدا ہی کی نسبت بیان ہوا ہے اور قیام سے مقصود اُس کی توجہ ہے تو معنی بیت یہ ہونگے کہ خدا متوجہ ہوگا اور اُس کے دشمن یعنی کفار و شیاطین پریشان و برباد ہونگے تو بالضرور اُس سے کوئی زمانہ مقصود ہوگا جس میں ایسا توجہ خدا کا ہو۔ زمانہ داؤد و سلیمان مراد نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ گو اُس میں غلبہ کفار ارض اسرائیل میں نہ تھا لیکن تمام ملکوں میں بت پرستی و شرک و ضلالت چھائی تھی۔ شام میں بھی بت پرستی قائم تھی بالکلیہ مٹ نہ گئی تھی۔ بعد ان دو بزرگوں کے تو بت پرستی خود بنی اسرائیل ہی میں شائع ہو گئی پند و نصائح ابنیاء کچھ کام نہ کرتی تھی تا زمان عزرا و دانیال یہی کیفیت رہی عزرا و دانیال کے وقت میں کچھ دن خدا پرستی بنی اسرائیل میں رہی۔ لہٰذا یہ ازمنہ مقصود نہیں ہو سکتے۔ حضرت عیسیٰ کے زمانہ میں کچھ بھی نہ ہوا۔ بعد مرور ایام کثیر گو دین عیسوی بہت پھیلا لیکن تثلیث کے مسئلہ سے وہ زمانہ مراد نہیں ہو سکتا۔ ہمارے پیغمبر کے زمانہ میں شرک و بت پرستی نیست و نابود ہوئی اور اصنام پرست ایسے مغلوب ہوئے کہ کبھی نہ ہوئے تھے۔ پس جو معنی ہم کہتے ہیں وہی مقصود داؤد ہے آیت ۳ כְּהִנְדֹּף עָשָׁן תִּנְדֹּף כְּהִמֵּס דּוֹנַג מִפְּנֵי־אֵשׁ יֹאבְדוּ רְשָׁעִים מִפְּנֵי אֱלֹהִים׃ کھندوف عاشان تندوف کھمیس دونغ مپنی ایش یوبدو رشاعیم مپنی الوہیم لغات הִנְדֹּף

ہندوف ۔ اوڑجانا עָשָׁן عاشان دخان ۔ دھواں תִּנְדֹּף
تندوف مادہ اس کا نادف بمعنی اُڑ جانا נָדַף دونغ موم דּוֹנַג אֵשׁ
ایش آتش רְשָׁעִים رشاعیم جمع ہے רָשָׁע راشع کی جس کے
معنی ہیں شریر מִפְּנֵי مپنی ۔ سامنے (ترجمہ) دھوئیں کی طرح
اُڑ جائیں گے (یعنی اس کے دشمن) جیسے موم آگ سے گھل جاتا ہے۔ اسی طرح اشرار
مٹ جائیں گے سلطان کے سامنے (۴ آیت) וְצַדִּיקִים יִשְׂמְחוּ
יַעַלְצוּ לִפְנֵי אֱלֹהִים וְיָשִׂישׂוּ בְשִׂמְ
חָה׃ —— وصدیقیم یسمحو یعلصو لفنی الوہیم یاسیسو بسمحا
لغات یִשְׂמְחוּ یسمحو مادہ اس کا שָׂמַח سامح ہے معنی خوشی کرنا
یہ صیغہ مضارع ہے שִׂמְחָה سمحہ سرور و شادمانی יַעַלְצוּ
یعلصو مادہ اس کا עָלַץ عالص شاد ہونا ۔ یہ صیغہ مضارع ہے
וְיָשִׂישׂוּ یاسیسو صیغہ مضارع ہے مادہ اس کا שׂוּשׂ
سوس ۔ وجد کرنا (ترجمہ) اور صدیقین خوشی کریں گے۔ مسرور ہونگے سلطان کے
سامنے خوشی سے وجد کریں گے ؛ یہ باتیں حضرت محمدؐ کے وقت میں پوری ہوئیں صحابہ
آپ کی صحبت میں کیا خوش رہتے تھے۔ یہاں تک کہ جان دینے میں بھی مسرور
ہوتے تھے ۔ عامر بن فہیرہ کو جب اوس کلبی نے پس پشت سے نیزہ مارا اور وہ
پار ہو گیا تو اُن کی زبان سے یہی نکلا فُزتُ واللہِ یعنی میرا مطلب ہوگیا پھر اُن کی
نعش کو ملائکہ اٹھا لے گئے وعلیٰ ہذا القیاس ۔ اب میں اس کے اظہار کے لئے قصہ سریہ رجیع
کا لکھ دیتا ہوں کہ جب مشرکین غزوۂ احد سے پھر کے مکے میں پہونچے سفیان بن خالد
ہذلی لحیانی کچھ لوگ قبیلہ عضل و قارہ کے ساتھ لے کے مکے میں قریش کے پاس بہ نظر
تہنیت گیا وہاں اُس نے سُنا کہ سلافہ بنت سعد زوجہ طلحہ نے کہ اُس کے چار بیٹے اور

شوہر احد میں مارے گئے تھے یہ شہرت دی کہ جو کوئی عاصم بن ثابت کا سر لائے میں اُسے
سو اونٹ بہت اچھے دوں۔ عاصم کے ہاتھ سے اُس کے دو بیٹے مارے گئے تھے
اس لئے سلافہ نے یہ نذر کی تھی کہ میں عاصم کے کاسہ سر میں شراب پیوں گی کیونکہ بت پرستوں
کے عقیدہ میں یہ بات تھی کہ اس عمل سے مقتول جہنم میں جاتا ہے جیسا ہنود کی عورتیں سر
مقطوع پر اس غرض سے نہاتی ہیں! الغرض سفیان بن خالد کو سو اونٹوں کی طمع ہوئی
اُس نے اپنے گھر بھر کے سات آدمی عضل و قارہ کے مدینہ میں بھیجے۔ اُنھوں نے حسب ایماء
سفیان یہ فریب کیا کہ ظاہر میں مسلمان ہو گئے اور حضور اقدس میں عرض کیا کہ ہمارے ساتھ
اپنے اصحاب میں سے چند آدمی ساتھ کر دیجئے کہ ہماری قوم کو قرآن مجید سکھاویں اور
کوشش اس بات میں کی کہ عاصم کو آپ ساتھ کر دیں اور ثابت ابی الافلح عاصم کے باپ کے
گھر جا ٹھہرے اور عاصم سے بہت محبت ظاہر کی اُن سے کہتے کہ اگر جناب رسول اللہ صلعم
تمہیں ہمارے ساتھ کر دیں تو بہت خوب ہے۔ آخر الامر آنحضرت نے دس آدمی اُن کے ساتھ
کر دیئے اور عاصم کو اُن کا سردار مقرر کیا۔ دسوں آدمی اُن ساتوں کے ساتھ روانہ ہوئے
جب درمیان عسفان اور مکے کے آئے ایک نے اُن ساتوں میں سے جا کے سفیان بن خالد کو
خبر دی وہ دو سو آدمی لے کر چڑھ آیا۔ عاصم مع اپنے ساتھیوں کے فدفد پہ کہ ایک
اونچا ٹیلا تھا چڑھ گئے۔ جب دشمن اُن کے قریب پہونچے عاصم نے اپنے ساتھیوں سے
کہا کہ حصول شہادت کو غنیمت سمجھو اور سب لڑائی کے لئے مستعد ہوئے کفار نے کہا کہ تم ہم سے
مقابلہ نہیں کر سکتے۔ عاصم نے کہا ہمیں مارے جانے کا ڈر نہیں۔ دین کے لئے سر دینا ہمارا
کام ہے۔ کافروں نے عاصم سے کہا کہ جلدی نہ کرو اور اپنی جان مت کھو۔ آؤ ہم تمہیں امان
دیں گے۔ عاصم نے کہا میں مشرک کی امان نہیں چاہتا اور میں نے سنا ہے کہ سلافہ نے
قسم کھائی ہے کہ میرے کاسہ سر میں شراب پیئے۔ یا اللہ تو ہمارے حال کی خبر اپنے پیغمبر کو
دے۔ سو اللہ جل جلالہ نے یہ دعا قبول کی اور اُن کے حال کی آپ کو خبر دی اور عاصم نے

پہلی تیر کفار کو ماری جب تیر ختم ہو گئے نیزے سے لڑے جب نیزہ ٹوٹ گیا تب
تلوار لی اور یہاں تک لڑے کہ شہید ہوئے اور دعا کی کہ الٰہی میں نے تیرے دین کی حمایت
کے لیئے جان دی تو میرے بدن کو بچا کہ کفار کے ہاتھ نہ لگے ۔ بعد ازاں کفار نے چاہا کہ
اُن کا سر کاٹ لیں تاکہ سلافہ کے پاس لے جائیں خدائے تعالیٰ نے شہد کی مکھی کا لشکر
بھیجا ۔ اُنھوں نے جھرمٹ باندھا ۔ کسی کافر کو عاصم کی نعش کے پاس پھٹکنے نہیں دیا ۔ جب
رات ہوئی ایک سیلاب آیا کہ عاصم کا بدن بہا لے گیا ۔ کافر خائب خاسر رہے ۔ جب سلافہ کے
پاس سفیان بن خالد نے آدمی بھیجا کہ سو اونٹ بھیجدے ہم نے عاصم کو قتل کیا ۔ سلافہ نے
کہلا بھیجا کہ میری شرط یہ تھی کہ عاصم کا سر یا عاصم کو جیتا لے آؤ سو تم نے دونوں باتوں
میں سے ایک بھی نہ کی ۔ میں اونٹ ہرگز نہ دوں گی ۔ باقی رفقاء عاصم کا یہ حال ہوا کہ
چھ شخص اور لڑ کر شہید ہوئے ۔ مگر تین شخص خبیبؓ بن عدی و عبد اللہؓ بن طارق و زیدؓ
بن دثنہ کافروں کے سمجھانے سے اُن کے امان میں آ کے پہاڑ سے اُترے کفار نے
بدعہدی کر کے اُن کے ہاتھ کمان کے چلّے سے باندھے ۔ عبد اللہ بن طارق نے جب
غدر اُن کا دیکھا چلّے سے ہاتھ کھول تلوار کھینچی اور کفار سے قتال شروع کیا ۔ کافر اُن کے
حملہ شیرانہ سے حیران ہو گئے اور پتھر برسا کے اُنھیں شہید کیا ۔ لیکن حضرت خبیب اور زید کو
کفار اسیر کر کے لے گئے ۔ خبیب کو حارث بن عامر بن نوفل کی بیٹوں نے سو اونٹ دے کے
مول لیا تاکہ بعوض اپنے باپ کے جسے خبیب نے قتل کیا تھا ماریں اور زید کو صفوان
بن اُمیّہ نے بعوض پچاس اونٹ کے لے لیا تاکہ بعوض عتبہ اپنے باپ کے جسے زید نے
قتل کیا تھا مار ڈالے ۔ دونوں صاحب مکہ میں بماہ ذی قعدہ پہونچے تھے بانتظار گزر جانے
اشہر حرم انھیں قید رکھا ۔ صحیح بخاری میں ہے کہ خبیب نے ایک بار استرہ پاکی لینے کے لیئے
حارث کے ایک بیٹے سے مانگ لیا تھا اُسی حالت میں ایک لڑکا اُس کا خبیب کے پاس
جا پہونچا ۔ خبیب نے اُسے اپنے زانو پر بٹھلا لیا اُس کی عورت کو ڈر ہوا کہ یہ قیدی ہے کہیں

میرے بیٹے کو مار نہ ڈالے خبیب نے کہا کہ مت ڈرو میں ایسا نہ کروں گا۔ بچہ کو قتل نہ کروں گا
وہ عورت کہتی ہے کہ میں نے خبیب سے بہتر کوئی قیدی نہیں دیکھا۔ میں نے خبیب کو حالت
قید میں انگور کھاتے دیکھا اور ان دنوں مکے میں کوئی میوہ نہ تھا اور خبیب زنجیروں میں
قید تھے وہ انگور رزق الٰہی غیبی تھا کہ خداوند کریم نے خبیب کو بھیجا تھا (جیسے الیاس کو
کتوں کے ذریعے سے غذا پہونچاتا تھا) بعد گزر جانے ماہہائے حرام موضع تنعیم میں کہ خارج
حرم ہے خبیب اور زید دونوں کو سولی دی۔ خبیب نے کفار سے کہا کہ مجھے اتنی مہلت دو
کریں دو رکعت نماز پڑھ لوں۔ کفار نے منظور کیا۔ حضرت خبیب نے دو رکعت نماز ادا کی
بعد ازاں انھوں نے یہ شعر پڑھے ؎

وَلَسْتُ اُبَالِی حِیْنَ اُقْتَلُ مُسْلِماً — عَلٰی اَیِّ شِقٍّ کَانَ لِلّٰہِ مَصْرَعِی
وَذَالِکَ فِی ذَاتِ الْاِلٰہِ وَاِنْ یَّشَاءْ — یُبَارِکْ عَلٰی اَوْصَالِ شِلْوٍ مُمَزَّعٍ

(ترجمہ) جب میں مسلمان مارا جاتا ہوں تو کچھ پروا نہیں کسی پہلو پر ہو میرا گرنا۔ خدا کے لئے
ہو یہ میرا قتل۔ اگر خدا چاہے برکت کرے عضو پارہ پارہ کے ٹکروں میں۔ خبیب کو
دار پر چڑھایا اور قبلے سے منھ پھیر دیا۔ خبیب نے کہا کہ کچھ مضائقہ نہیں ہے آینما
تولوا فثم وجہ اللہ پھر خبیب سے کہا کہ اگر تم دین اسلام چھوڑ دو تو ہم تمھیں چھوڑ دیں
خبیب نے کہا کہ اگر تمام روئے زمین مجھے دیں تو بھی میں اسلام سے نہ پھروں کا فروں نے
کہا کہ تمھارا جی چاہتا ہے کہ تمھارے بدلے محمد کو سولی ہو اور تم اپنے گھر سلامت چلے جاؤ۔
خبیب نے کہا کہ میرا دل ہرگز نہیں چاہتا کہ میں گھر میں ہوں اور جناب پیغمبر صلعم کے
پاؤں میں کانٹا چبھے پھر مقتولان بدر کی اولاد و اقارب چالیس آدمی نے نیزے ہر طرف
سے حضرت خبیب کو مارنا شروع کیا۔ اس وقت منھ حضرت خبیب کا قبلے کی طرف ہو گیا
انھوں نے کہا شکر خدا جس نے میرا منھ اس قبلے کی طرف کر دیا جو اس نے اپنے رسول
اور مسلمانوں کے لئے پسند کیا ہے اور حضرت خبیب نے کہا۔ الٰہی یہاں سب دشمن ہیں کوئی

دوست نہیں تو ہی میرا سلام اپنے حبیب کو پہونچا۔ زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
کہ میں مجلس شریف میں مع جماعت اصحاب کے حاضر تھا آپ پر آثار وحی ظاہر ہوئے
بعد ازاں آپ نے فرمایا کہ خبیب کو کافروں نے قتل کیا اور یہ جبرئیل سلام مجھے پہنچاتے ہیں
پھر آپ نے فرمایا علیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ پھر حضرت زید کو سولی دی انھوں نے بھی
پہلے دو رکعت نماز پڑھی اور جیسی گفتگو کفار نے حضرت خبیب سے کی تھی ویسی ہی ان سے
بھی کی اور ویسا ہی جواب سنا۔ حضرت خبیب کی نعش کو دار پر لٹکا رکھا۔ جناب رسول اللہ نے
اصحاب سے فرمایا کہ کوئی ہو کہ خبیب کی نعش سولی پر سے اوتار لائے۔ حضرت زبیر اور
مقداد رضی اللہ عنہما نے اس کام کا اقرار کیا اور روانہ ہوئے دن کو چھپ رہتے اور
رات کو چلتے یہاں تک کہ نعش کے پاس پہونچے چالیس آدمی محافظت کے لئے اطراف
دار میں سوتے تھے۔ انھوں نے آہستہ خبیب کو سولی پر سے اوتارا اور گھوڑے پر
رکھ کے لے چلے۔ چالیس دن ان کے قتل سے گزرے تھے۔ بدن ان کا ویسا ہی تھا
زخموں سے خون ٹپکتا تھا اور مشک کی خوشبو آتی تھی صبح کو قریش نے خبر پائی شتر سوار
دوڑائے جب ان صاحبوں کے پاس پہونچے حضرت زبیر نے نعش خبیب کی زمین پر
رکھ دی فوراً زمین اسے نگل گئی۔ حضرت خبیب کو "بلیع الارض" اسی لئے کہتے ہیں
حضرت زبیر نے کفار کی طرف متوجہ ہوکے کہا کہ میں زبیر ابن العوام ہوں اور ماں
میری صفیہ بنت عبد المطلب ہے اور یہ میرے رفیق مقداد بن الاسود ہیں۔ تمہارا جی چاہے
تو لڑو اور نہیں تو پھر جاؤ۔ کفار پھر گئے۔ حضرت زبیر و مقداد نے حضور اقدس میں
جاکے حال عرض کیا۔ عکرمہ بن ابی جہل کو اسلام سے کمال نفرت تھی جب مسلمان ہوئے
تو قرآن کو پڑھتے تھے اور ان کو وجد ہوتا تھا اور کہتے تھے۔ ھذا کلام ربی۔
صحابہ کو آنحضرت کی صحبت سے کمال سرور تھا اور عند الفتح تو مسرور ہوتے ہی تھے
مرنے میں بھی بہت خوش ہوتے تھے۔ کمال لطف سے گلا کٹاتے تھے و مسرت

بعد الموت کا بیان میں کیا کروں۔ انھیں مسرتوں کو حضرت داؤد یہاں بیان کر رہے ہیں:

۵ آیت שִׁירוּ לֵאלֹהִים זַמְּרוּ שְׁמוֹ סֹלּוּ
לָרֹכֵב בָּעֲרָבוֹת בְּיָהּ שְׁמוֹ וְעִלְזוּ לְפָנָיו׃

شیرو لیلوھیم زمّرو شمو سولّو لارخیب بعرابوث بیاہ شمو واعلز ولفانا و שִׁיר

شیر کے معنی ہیں گیت۔ اس کا فعل بھی مستعمل ہے یہاں صیغہ امر ہے الوہیم کے معنی ہو چکے

لام اس کے اول میں صلہ ہے זַמְּרוּ زمّرو مادہ اس کا زمر ہے זָמַר

معنی گانا بجانا مثل عربی زمر کے סֹלּוּ سولّو مادہ اس کا סָלַל

سَلَل ہے معنی ہموار و صاف کرنا (ترجمہ) اُس سلطان کی مدح گاؤ اُس کا نام

زمزمہ کرو سوار عرب کے لئے راہ ہموار و صاف کرو جس کا نام خدا کے نام کے ساتھ

ہوگا۔ اُس کے سامنے خوشی کرو עֲרָבָה ۔ عرابا اصل معنی اس کے

میدان خشک ہیں مقصود یہاں عرب ہے اور دوسرے پر یہ خبر منطبق نہیں۔ رخیب بعرابوث

یعنی سوار عرب خواہ خشک میدانوں کے سوار کے لئے راہ صاف کرو۔ اس سے مقصود

کون ہو سکتا ہے اپنے اوپر تو داؤد کہتے نہیں۔ حضرت سلیمان کب ملک عرب میں گئے تھے

اور بعد اُس کے تو سلطنت بنی اسرائیل ضعیف ہو گئی اور اگر کہیں کہ خدا کو یہ کہا ہے تو

اُس کی صفت رکوب قرار دینا بے ادبی ہے اُس کے بعد بیاہ شمو مرقوم ہے یا عبرانی میں

خدا کا نام ہے معنی یہ ہیں کہ خدا کے نام کے ساتھ اُس کا نام ہوگا۔ یہ ہمارے پیغمبر کا حال ہے

پانچوں وقت اذان میں خدا کے نام کے ساتھ آپ کا نام بآواز بلند پکارا جاتا ہے

لا الٰہ الا اللہ وغیرہ مقامات کو لحاظ کرو کہ خدا کے نام کے ساتھ آپ کا نام لیا جاتا

ہے یہاں ایک بھید ہے בְּיָהּ שְׁמוֹ بیاہ شمو عبری میں بیاہ تین حرف سے

لکھا جاتا ہے ب ی ہ جس کا مجموعہ ۱۷ ہوتا ہے اور احمد بحساب قصیر ۱۷ ہوتا ہے

پس داؤد فرماتے ہیں کہ اس سوار کا نام احمد ہوگا حساب قصیر کا مطلب یہ ہے کہ

حساب جمل یہود میں ۲ طور سے کیا جاتا ہے ایک کو مسپار گادول کہتے ہیں وہ وہی ہے
جو ہمارے یہاں ہے۔ دوسرے کو مسپار قاطان کہتے ہیں اُس میں دہائی کو رد کرتے
ہیں یکائی کی طرف اور سیکڑے کو دہائی کی طرف وعلیٰ ہذا القیاس۔ پس بحساب مسپار قاطان
یعنی بحساب قصیر احمد کے ۱۷ ہوتے ہیں۔ فتدبر: آیۃ ۶: אֲבִי יְתֹ
מִים וְדַיַּן אַלְמָנוֹת אֱלֹהִים בִּמְעוֹן
קָדְשׁוֹ: ابی یتومیم و دیّن المانوث الوہیم بمعون قدشو

(ترجمہ) یتیموں کا سرپرست اور بیوہ عورتوں کا حامی ہوگا اُس کے مقام میں ملائکہ
ہونگے۔ ہمارے پیغمبر اس صفت میں مشہور تھے کہ آپ خود بھی یتیم تھے اور یتیموں کی بڑی
خبرگیری کرتے تھے اور بیوہ عورتوں پر کوئی ظلم نہیں کرنے پاتا تھا۔ ابوطالب نے یہ
شعر آپ کی شان میں جب آپ کا سن بہت نہیں تھا کہا تھا ؎

وابیض یستسقی الغمام بوجهه ٭ ثمال الیتامی عصمة للارامل

یہ اس آیت سے نہایت انطباق رکھتا ہے فرشتوں کا آنا تو آپ کے پاس اظہر من الشمس ہے
اس کا انکار ظلم ہے آیت ۷ אֱלֹהִים מוֹשִׁיב יְחִידִים
בַּיְתָה מוֹצִיא אֲסִירִים בַּכּוֹשָׁרוֹת אַךְ
סוֹרְרִים שָׁכְנוּ צְחִיחָה:

الوہیم موشیب یحیدیم بایتہ موصی اسیریم بکوشاروث اخ سوریم شاخنو صحیحا
لغات מוֹשִׁיב موشیب اس کا مادہ יָשַׁב یاشب ہے جس کے
معنی ہیں بیٹھنا و جلوس مجازاً بسنا و سکونت اس کا افعال تفعیل بھی مستعمل ہے یہاں صیغہ
اسم فاعل ہے باب افعال سے معنی بٹھلانے والا יְחִידִים یحیدیم جمع ہے واحد
اس کا יָחִיד یاحید ہے مادہ اس کا یحد ہے יחד معنی تنہا اکیلا وحید و
فرید فرد خصوصاً لڑکا جسے اکلوتا کہتے ہیں و عزلت گزیں مجازاً متروک و مصیبت زدہ

جس کے کوئی یار و مددگار نہ ہو بہت בַּיְתָה بایت بیٹ گھر מוֹצִיא
موصی - نکالنے والا آزاد کرنے والا אֲסִירִים اسیریم جمع
אָסִיר اسیریم کے معنی قیدی و اسیر בַּכּוֹשָׁרוֹת کوشارات مادہ
כָּשֵׁר کاشر کے معنی راستی بار موحدہ جو اُس کے اول میں ہے بار ظرفیت
یا سببیت ہے۔ اس مادہ کے دو معنی ہیں راستی چنانچہ כָּשֵׁר کاشیر کے معنی
ہیں راست و صواب. כָּשֵׁר הַדָּבָר לִפְנֵי הַמֶּלֶךְ:
کاشیر ہدّا بار لفنی ہمّلخ یہ بات بادشاہ کے سامنے راست و صواب ہوئی۔ دوسری
معنی ہیں سرسبز ہونا اوگنا۔ تیسرے معنی ہیں انتفاع אַךְ اخ مگر لیکن
סוֹרְרִים سورریم جمع ہے סוֹרֵר سورير کے معنی شریر
שָׁכְנוּ شاخنو صیغہ جمع غائب فعل ماضی مادہ שָׁכַן شاخن سے
جس کے معنی ہیں سکونت צְחִיחָה صیحیا مقام گرم خشک -

(ترجمہ) وہ سلطان بٹھلائے گا غریبوں کو جن کے نہ یار ہے نہ مددگار گھر میں اور آزاد کرے گا مقید راستی یعنی جن کی طبیعت راست ہے اور اسلام قبول کریں گے اُن کو ہر طرح کی آزادی دے گا مگر اشرار داخل جہنم ہونگے" اس کا ترجمہ یہ بھی ہوتا ہے کہ" بٹھلائے گا وہ بادشاہ مصیبت زدوں کو گھر میں اور قیدیوں کو بہ سبب راستی کے"۔ چونکہ اصل گھر حضرت آدمؑ کا جنت تھا بہ سبب نافرمانی کے نکالے گئے تو حضرت داؤد فرماتے ہیں کہ وہ خلیفہ موحدین کو جنت میں لوٹائے گا یا یوں کہیں کہ وہ خلیفہ کاملین کو جنت میں آباد کرے گا یعنی اُن کو اپنے ایمان تصدیق سے کامل کرکے جنت میں پہونچائے گا۔ چونکہ ارواح بحصول کمال زمرۂ ملائکہ میں داخل ہوتے ہیں کہ یہی جنت ہے۔ قال اللہ تعالیٰ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی اور حصول کمال بلا وساطت آنحضرت دشوار۔ اس لئے حضرت داؤد فرماتے ہیں کہ

وہ کاملین کو اپنے نفوس قدسیہ سے مہذب کرکے زمرہ ملائکہ میں داخل کرے گا اور اسیرانِ ہوا و ہوس کو بایصال راستی آزاد کرے گا۔ اوہام و ظنون کے پھندے سے چھڑائے گا لیکن کفار واصل جہنم ہونگے אֱלֹהִים בְּצֵאתְךָ לִפְנֵי עַמֶּךָ בְּצַעְדְּךָ בִישִׁימוֹן׃ אֶרֶץ רָעָשָׁה אַף שָׁמַיִם נָטְפוּ מִפְּנֵי אֱלֹהִים זֶה סִינַי מִפְּנֵי אֱלֹהִים אֱלֹהֵי יִשְׂרָאֵל׃ اِلوہیم بصیتخا لفنی عمیخا بصعدخا بیشیمون اِرِص راعاش اف شامایم ناطافو میفنی الوہیم زہ سینای میفنی الوہیم الوہی اسرائیل
لغات צֵאתְךָ صیت نکلنا یا موعدہ جو اُس کے پہلے ہے اُس کے معنی ہیں وقت צַעַד صَعد = نرم حرکت جیسے رینگنا، حرکت دودی יְשִׁימוֹן یشیمون = ویرانہ، بیابان جیسا موسیٰ کے سِفر و بحجن میں بھی گزرا (ترجمہ) اے سلطان اپنی قوم کے سامنے تیرے نکلنے کے وقت ویرانہ میں تیرے رینگنے کے وقت میں زمین متزلزل ہوگی تارے ٹوٹیں گے۔ سلطان کے سامنے جیسے یہ سینا خدا معبود اسرائیل کے سامنے موسیٰ نے اپنے سِفر و بحجن میں بیان کیا ہے کہ وہ امام ملک ویران میں ہوگا جیسا اوپر ہم نے بیان کیا ہے وہی یشیمون کا لفظ حضرت داؤد نے اس مزمار میں استعمال کیا ہے تاکہ طبیعت موسیٰ کے کلام کی طرف متوجہ ہو۔ یہ اشارہ ہے پیغمبر کے زمان ولادت کی طرف جب آپ رحم آمنہ سے برآمد ہوئے اُس وقت لڑکوں کی حرکت دودی ہوتی ہے بس حضرت داؤد ہمارے پیغمبر کی طرف متوجہ ہوکے محبت سے کہتے ہیں کہ اے راجا جب تو اپنی قوم کے سامنے نکلے گا یعنی پیدا ہوگا اور ویرانہ یعنی ملک عرب میں دودی حرکت کرے گا یعنی پیدا ہوگا اُس وقت زلزلہ آجائے گا اور تارے ٹوٹیں گے چنانچہ جس رات کو ہمارے پیغمبر پیدا ہوئے ایسا زلزلہ آیا کہ چودہ کنگرے ایوانِ کسریٰ کے گر پڑے۔ اصنام کعبہ بلکہ تمام عرب کے بت اوندھے ہوگئے آگ جو مدتہائے دراز سے فارس میں بغرض پرستش روشن تھی گل ہوگئی مصرع

تزلزل در ایوانِ کسریٰ فتاد

اصل مقصود اس زلزلہ سے تغیرات ہیں چنانچہ آپ کے وجود سراپا جود سے بڑے بڑے تغیرات حادث ہوئے۔ شریعت موسوی منسوخ ہوئی تمام ملکوں میں دین اسلام پھیل گیا۔ عرب میں یا شام و مصر و فارس و توران و افغانستان میں بت پرستی کا نشان نہ رہا۔ بڑی بڑی سلطنت برباد ہوئیں۔ ایسا کسی پیغمبر کے وقت میں نہیں ہوا تھا اور تاروں کے ٹوٹنے سے مقصود یہ ہے کہ نزول وحی نہایت شدت سے ہوگا پھر بعد اُس کے بند ہو جائے گا۔ اگرچہ پیغمبر کی ولادت کی شب کو تارے بھی بکثرت ٹوٹے تھے۔ عرب کے ملک کو اس وجہ سے بھی ویرانہ کہا ہے کہ وہاں بت پرستی جاری تھی و دیانت داری و خدا پرستی بعد زمان اسمٰعیل سے کبھی نہ تھی۔ یہاں ایک سر ہی جسے ذکر کرنا مناسب ہے وہ یہ ہے کہ حضرت داؤد نے اس زبور میں لفظ الوہیم اختیار کیا ہے جس کے معنی سلطان و ملک ہیں اور حضرت موسیٰ نے لفظ ایل باعث اس کا یہ ہے کہ الوہیم بحساب ابجد ۹۲ ہوتا ہے کہ وہی عدد محمد کے ہیں۔ آپ بادشاہ بھی تھے اور نام آپ کا محمد تھا اور عبرانی میں گو الوہیم کی کتابت بلا واو ہے لیکن اس کے مفرد میں واو ضرور ہے الوہ ثقل کی وجہ سے واو گر گیا۔ شعر

یارب صل وسلم دائما ابدا — علی نبیک خیر الخلق کلھم

یہاں تک آیات اس مزمور کے جو موسیٰ کے مزمور سے متعلق تھے وہ تو ہم نے لکھدیا باقی کی تفسیر کا یہ مقام نہیں۔ اس لئے چھوڑ دیتے ہیں اور پھر موسیٰ کے کلام کی طرف متوجہ ہوتے ہیں כְּנֶשֶׁר יָעִיר קִנּוֹ + עַל־גּוֹזָלָיו יְרַחֵף + יִפְרֹשׂ כְּנָפָיו יִקָּחֵהוּ + יִשָּׂאֵהוּ עַל־אֶבְרָתוֹ + کینیشر یاعیر قنو: عل گوزالاو یرحیف: یفروس کنافو یقاحیہا: یساہیو عل ابراتو۔ **لغات** כְּנֶשֶׁר نیشر معنی نسر یعنی گدھ יָעִיר یاعیر مادہ اس کا עוּר عور ہے معنی بیداری۔ یہاں صیغہ مضارع ہے

باب افعال سے معنی جگانا مجازاً ہوشیار کرنا جیسے پرندا اپنے بچوں کو ہوشیار کرتے ہیں קִנּוֹ
قِنّو معنی گھونسلا کبھی اس کا اطلاق بچوں پر ہوتا ہے جب اُن میں استعداد اُڑنے کی آجائے بلکہ
پٹھے کو کہتے ہیں עַל عَل مثل عربی علی کے معنی پر ہے גּוֹזָלָיו گوزال معنی
فرخ یعنی چھوٹا بچہ جس کے پر پرزے ہنوز درست نہوئے ہوں : יְרַחֵף یرحیف
اس کا مادہ רחף راحف ہے جنبش خصوصاً جنبش کرنا طیور کا اپنے بچوں پر
יִפְרֹשׂ : یفروس مادہ اس کا פָּרַשׂ فارس ہے معنی پھیلانا
כְּנָפָיו کاناف عربی ضبع یعنی بازو : יִקָּחֵהוּ یقاحیھو مادہ اس کا
לָקַח لاقح ہے معنی لے لینا یعنی اخذ گرفتن یہاں صیغہ مضارع ہے הוּ
ہو ضمیر غائب جو پھرتی ہے ایل اموزہ کی طرف : יִשָּׂאֵהוּ یسّاٰیھو مادہ اس کا
נָשָׂא ناسا معنی اٹھا لینا یہاں صیغہ مضارع ہے עַל אֶבְרָתוֹ ابراتہو۔
(ترجمہ) جیسے نسر اپنے پٹھوں کو ہوشیار کرتا اور بچوں پر جنبش کرتا ہے اسی طرح اپنے
ڈینوں کو پھیلا کے اُسے لے لے گا اور اس کو اٹھائے جائے گا۔ اپنے شہپر پر یہ اشارہ ہے
حالت معراج در زمان ہجرت کی طرف یعنی جس طرح نسر اپنے بچوں کو ہوشیار کرتا ہے تو ایک
درخت سے دوسرے پر اور ایک پہاڑ سے دوسرے پر لئے پھرتا ہے اسی طرح اللہ جل شانہ
اس پیغمبر و امام کو معراج دے گا پھر کفار کے غلبہ سے اُسے مدینہ منورہ میں اپنی کارسازی و
حکمت سے پہونچا دے گا۔ جب کفار نے آپ کے قتل پر متفق الرائے ہوکے آپ کے مکان کو گھیر لیا
کسی طرح وہاں سے نکلنا ممکن نہ تھا تو آپ نے حسب ہدایت ربانی ایک مٹھی خاک کافروں پر
پھینکی جس سے آپ کافروں کو نظر نہ آئے اور وہاں سے نکل گئے جس کی حکایت مَا رَمَیْتَ
اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی سے کرتا ہے پھر حضرت ابوبکر صدیق کو لے کر اس غار
تیرو تار میں جا بیٹھے اور فرمایا لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا پھر سانڈنی پر سوار ہوکر بلا زاد و
توشہ جو اس قدر مسافت دور دست کے لئے کفایت کرے روانہ مدینے ہوئے پھر سراقہ نے

تعاقب کیا وہ مع اپنے گھوڑے کے زمین میں دھنس گیا ہر طرح کی بلا سے آپ محفوظ رہ کر مدینہ منورہ
میں پہونچ گئے۔ اسی وقت کی حکایت حضرت موسیٰ بزبان جبرئیل بیان کر رہے ہیں اور
شب معراج میں بھی آپ مسجد حرام سے بیت المقدس تک طرفۃ العین میں پہونچ گئے تھے جس کا
آیت تورات میں بیان ہے۔ سُبۡحَانَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ
اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا : اس آیت تورات کو یاد دلاتا ہے فَاعۡتَبِرُوۡا یٰۤاُولِی الۡاَبۡصَارِ
یہود اس آیت کو بنی اسرائیل کی شان میں کہتے ہیں کہ خدا اُن کو چالیس برس ملک عرب میں
لئے پھرا پھر اُن کو ملک شام میں پہونچایا۔ لیکن اس میں یہ قباحت ہے کہ وقت نزول اس آیت کے
یہ معاملات بنی اسرائیل طے ہو چکے تھے۔ وے سرحد شام تک پہونچ گئے تھے اور یہاں بیان
بصیغہ مستقبل ہے۔ لہٰذا منطبق نہیں۔ יְהוָה בָּדָד יַנְחֶנּוּ :
وَاین عِمّو ایل نکارہ ——— یہوا بادد ینخنو : וְאֵין עִמּוֹ אֵל נֵכָר
لغات בָּדָד باداد معنی تنہا جیسے لبدوا اور بے خوف وخطر : נָחָה נח
ینخنو مادہ اس کا נָחָה ناحا ہی جس کی معنی ہیں سوق و چلانا مجازاً لے جانا پہونچانا
یہاں صیغہ مضارع ہے (ترجمہ) خدا بے خوف وخطر اُسے چلائے گا اور اُس کے ساتھ اجنبی
معبود نہ ہوگا۔ مقصود یہ ہے کہ اُس کی شریعت وحکم وفرمان اُس کا بلا معارض ومخالف جاری ہوگا
چونکہ اب کوئی شریعت ہونے والی نہیں تو اُس کی شریعت بلا تعارض ہے اور اُس کے ساتھ
اجنبی معبود نہ ہوگا یعنی اُس کے ملک میں سوائے خدا پرستی کے اور کسی کی پرستش نہ ہوگی جیسا کہ
تمامی ملک عرب میں شاہد ہے۔ ترشی میں اس کی تفسیر یہ لکھی ہے کہ خدا نے اُن کو یعنی بنی اسرئیل کو
تنہا و بے خوف بیابان میں چلایا اُس کے ساتھ اجنبی معبود نہیں یعنی دوسرے معبودوں میں یہ
قوت نہیں کہ اُس کا مقابلہ کریں بعد اُس کے کہتا ہے کہ اکثر علماء اس کی تفسیر آئندہ کے لئے
کرتے ہیں کہ یہ آئندہ ہوگا اس کے یہ بھی معنی ہوتے ہیں کہ وہ امام تنہا خدا کی پرستش دنیا میں
پھیلائے گا۔ اُس کے توابع ہرگز کسی دوسرے کی پرستش نہ کریں گے چنانچہ مسلمانوں کا اب تک

یہی خیال ہے - ہر جاہل نادان بھی یہی خیال رکھتا ہے : יַרְכִּבֵהוּ עַל-בָּמ
תֵי אָרֶץ וַיֹּאכַל תְּנוּבֹת שָׂדָי:
یَرْکِیبھو عَل بامُوتی آرِصْ : وَیُوکل تنوبوث شَدای -

لغات : יַרְכִּבֵהוּ یرکیبھو مادہ اس کا רָכַב راخاب ہے
بمعنی رکوب یہ مضارع ہے باب افعال سے معنی اُسے چڑھاوے گا בָּמֳתֵי
بامُوثِ جمع ہے בָּמָה باما کی جس کے معنی ہیں اونچی جگہ یہ شامل ہے پہاڑ وغیرہ جملہ
مقامات عالیہ کو תְּנוּבָה تنوُبا پیداوار دانہ ہو یا پھل - تنوبوث جمع ہے۔
שָׂדֶה سادہ کشت زار (ترجمہ) اللہ چڑھاوے گا اُسے دنیا کی بلندیوں پر
اور وہ ہماری کشت زار کا پیداوار بھی کھائے گا یعنی ملک شام پر بھی اُس کا قبضہ ہوگا عجب نہیں
کہ مقصود اس سے یہ ہو کہ جملہ کمالات بنی اسرائیل مثل نبوت وغیرہ وہ لے گا اور اگر جبریل کے
قول کو لحاظ کریں تو مقصود یہ ہوگا کہ صفات ملکوتی اُس میں ہوتے - ربی سلیمان نے لکھا ہے کہ دنیا
کی بلندی سے مقصود ملک شام ہے کہ وہ تمام دنیا سے بلند ہے اور پیداوار کشت زار سے وہاں کے
میوے :: וַיֵּנִקֵהוּ דְבַשׁ מִסֶּלַע וְשֶׁמֶן מֵ
חַלְמִישׁ צוּר: ویَنیقیھو دِبش مسَّلَع : وشِمن میحلامیش صور

لغات : וַיֵּנִקֵהוּ ینیقیھو صیغہ مضارع ہے اس کا ماضی הֵינִיק
ہینیق مادہ יָנַק یانق ہے جس کے معنی ہیں پینا - یہاں باب افعال ہے
معنی پلانا דְּבַשׁ دِبش - شہد اس سے عربی دبس نکلا ہے סֶלַע
سِلَع پتھر שֶׁמֶן شمن چربی روغن و تیل חַלָּמִישׁ צוּר
حلامیش صور چٹان (ترجمہ) پلائے گا اُسے شہد پتھر سے اور روغن چٹان سے مضمون تو
اُس کا واضح ہے کہ وے مقامات کہ خشک ہیں اُس میں پیداوار نہیں ہے وہاں سے بھی اُس کو
نفع ہوگا اور سلع نام ہے ایک موضع کا جو درمیان بحر الملح اور طور کے واقع ہے - اب اُسے

وادی موشی کہتے ہیں کیا عجب ہے کہ اس کی فتوح کی طرف اشارہ ہو اور خلاءیش صور سے
اشارہ ہو دومۃ الجندل کی لڑائی کی طرف : חֶמְאַת בָּקָר
וַחֲלֵב צֹאן עִם־חֵלֶב כָּרִים
וְאֵילִים : ——— لغات חֶמְאָה
حَمات۔ مکھن گزنیس نے اس کے معنی دہی اور پنیر لکھا ہے חָלָב حلاب
חֲלֵב حَلیب معنی حلیب یعنی دودھ חֵלֶב حِلیبؔ ۔ روغن وخلاصۂ
جوہر בָּקָר باقار معنی بقرہ یعنی گائے צֹאן ضَوْن ضَان بھیڑ
כָּרִים کاریم جمع ہے כַּר کَر کی ہے جس کے معنی ہیں بھیڑ خصوصاً
جو فربہ ہو اور اُون کو بھی کہتے ہیں مجازاً ام اور ڈیل کو بھی کہتے ہیں אַיִל ایل مینڈھا
اس کی جمع אֵילִים ایلیم ہے۔ (ترجمہ) دے گا اُس کو خدا گائے کا مکھن
اور بکری کا دودھ مع چربی بیش معنی واضح ہیں لیکن مراد گائے کے مکھن سے ملک مصر ہے کہ
وہاں پرستش گائے کی ہوتی تھی اور اگر ہند بھی شامل ہو تو بعید نہیں اور بھیڑ سے مقصود حبشہ و
نوبہ وغیرہ ہے۔ رشی میں لکھا ہے کہ یہ پیشین گوئی زمان سلیمان علیہ السلام پر ہے בְנֵי־
בָשָׁן וְעַתּוּדִים עִם־חֵלֶב כִּלְיוֹת
חִטָּה : بنی باشان وعتودیم : عم حِلب کلیوت حطہ لغات בְּנֵי־
בָשָׁן بنی باشان کوئی قسم کی بکری ہے جو ملک تبت وتاتار میں ہوتی ہے
اُس کے روئیں کا دوشالہ بنتا ہے עַתּוּד عتود بکرا عربی عَتُود ۔
חִטָּה حطہ۔ گندم عربی حنطہ כִּלְיוֹת חִטָּה کلیوت
حطہ کوئی قسم گیہوں ہوتا ہے عمدہ (ترجمہ) دے گا اُس کو بنی باشان اور بکری ساتھ
مائدہ کے مقصود اس سے ملک تبت وتاتار وہندوستان ہے۔ ربی سلیمان کہتا ہے کہ
یہ سلیمان علیہ السلام کے وقت میں تھا کہ وے گیہوں کی روٹی کھایا کرتے تھے اور نقلوں نے

جو اس مقام پر ترجمہ کیا ہے مضمون اُس کا یہ ہے کہ اُن کی سلطنت بڑی ہوگی וְדַם־עֵ
נָב תִּשְׁתֶּה־חָמֶר׃ וַיִּשְׁמַן יְשֻׁרוּן וַיִּבְ
עָט׃ وِدَم عیناب تشتہ حامِر: وَیِشمن یشورون ویبوط -

لغات דָם دم معنی خون עֵנָב عیناب عربی عنب یعنی انگور
תִּשְׁתֶּה تشتہ پیگا חָמֶר حامر عبرانی زبان میں یہ لفظ کسی معنی میں
مستعمل نہیں چنانچہ ربی سلیمان یرچی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ یہ لفظ کسی شئے کے واسطے
موضوع نہیں ہے مقصود اس سے وہ چیز ہے جس کا مزہ اچھا ہو۔ مادہ اس کا חמר
خامر ہو سکتا ہے اس مادہ کے چند معنی آئے ہیں اول جوش کھانا جیسے عربی خمر اسے
חֲמַר چمر بمعنی شراب یعنی خمر مشتق ہے لیکن یہ لفظ کلدی میں کثیر الاستعمال ہے
عبرانی میں اس معنی میں دو جگہ بتاتے ہیں ایک ہیں جو نزاعی ہے دوسری اشعیا باب ۲۷
آیت ۲ میں آیا ہے لیکن خمر کو عبرانی میں יַיִן یاین کہتے ہیں اور کلدی میں خمرا اور
اور حیمر رشی میں تفسیر آیت ہذا میں لکھتا ہے کہ حامر شراب بزبان کلدی اس سے بھی نکلتا ہے کہ
اس معنی میں یہ لفظ عبری میں مستعمل نہیں دوسرے معنی اس مادہ کے سرخ ہونا مثل عربی حمرہ
اسی سے חֳמַרְמַר حمرمر بمعنی احمرار نکلا ہے اس مادہ سے صرف دو اسم
عبری میں مستعمل ہے חֵמָר حیمار یہ لفظ مقامات متعددہ میں آیا ہے اس کے اصل
معنی گارہ معلوم ہوتے ہیں چنانچہ ربی سلیمان یرچی نے پیدایش باب ۱۴ آیت ۳ کی
اس فقرہ میں וְעֵמֶק הַשִּׂדִּים בֶּאֱרֹת בֶּאֱרֹת
חֵמָר׃ —— وَعمق ہشدیم بئروث بئروث حیمار ترجمہ
(ترجمہ) اور وادی زرع میں حیمار کے چشمے تھے تفسیر جو لکھی ہے اس سے ہم نقل
کرتے ہیں בֶּאֱרוֹת בְּאֵרוֹת הַרְבֵּה הָיוּ שָׁם שֶׁנּוֹטְ
לִין מִשָּׁם לְטִיט שֶׁל בִּנְיָן׃

(ترجمہ) بہت چشمے وہاں تھے کہ اُٹھائے جاتے ہیں وہاں سے عمارات کے گارے کے لئے
حِمار کو طیط سے بیان کیا ہے۔ عربی میں جسے ضویطہ کہتے ہیں وہ عربی میں چکنی مٹی کو کہتے ہیں
لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ کوئی خاص قسم کی مٹی ہے جس کا گارہ عمدہ ہوتا ہے اُس کے چشمے
نواح بابل اور بحرالملح کے اطراف میں بہت تھے وہ قسم دلدل ہوگا یہی قدرتی گارہ دیکھ کے
شہر بابل کی بنا پڑی تھی۔ تیسرے لفظ חֹמֶר حومر ہے اس کے معنی ہیں گچ کرنا
کہگل لگانا۔ لیپنا۔ ربی سلیمان نے اُس کا ترجمہ חוט طوسوح سے کیا ہے
طُوَح کے معنی وہی ہیں جو ہم نے اوپر لکھا ہے اس کے معنی جوشش آب و موج بھی آئے ہیں
اس کے معنی ڈاسر بھی ہیں اور کوئی پیمانہ بھی ہے۔ لیکن حامر کا پتا نہیں لگتا۔ اس لئے اس
آیت کے معنی میں دقت ہے۔ یہود و نصاریٰ جو اس آیت کے معنی کہتے ہیں وہ قابل التفات
نہیں۔ الفاظ اور سیاق کلام سے مربوط نہیں اس لئے جو کچھ بادی النظر میں معلوم ہوتے ہیں
آگے لکھ دیتے ہیں حامر کے معنی یا گدھے کے ہونگے کیونکہ عبرانی میں گدھے کو حمور کہتے ہیں
مادہ دونوں کا ایک ہے ایسی صورت میں یا تو گدھا اپنی اصل پر ہوگا یا اس سے مجازاً مراد عرب
ہونگے جو جہالت و حماقت میں ضرب المثل تھے اور خون انگور سے یا مقصود اُس کا شیرہ ہو
یا شراب پس معنی یہ ہونگے کہ شیرہ انگور گدھے پئیں گے۔ خواہ عرب جو کچھ ہو مقصود یہ ہے
کہ اس امام کے وقت میں ملک فارس پر قبضہ عربوں کا ہو جائے گا۔ چنانچہ حضرت عمرؓ کے
وقت میں یہ بات پوری ہوئی۔ مدت دراز سے اہل فارس کا قبضہ ملک عرب پر تھا چنانچہ
یمن میں ایک حاکم کسریٰ کی طرف سے رہتا تھا۔ اس پیغمبر کے وقت میں معاملہ بالعکس ہوگیا۔
فارس سے بہتر انگور روئے زمین پر نہیں اس لئے انگور سے کنایہ ملک فارس ہے یا یہ معنی
ہوں گے کہ شراب اُس وقت حرام ہوگی یا حامر معنی حومر ہو جس کے معنی ہیں گارہ، کیچڑ۔
معنی یہ ہونگے کہ شراب اُس وقت گارے میں پڑے گی یعنی حرام ہوگی۔ چنانچہ ایسا ہوا
شراب کے گھڑے آنحضرت کے وقت میں توڑے گئے جس سے زمین بالکل شراب کا گارہ

ہوگئی تھی۔ واللہ اعلم بالصواب۔ یہ ویسا ہی ہے جیسا حضرت یعقوبؑ نے کہا ہے اور دوسری تحقیق عیسو جس کی شرح اوپر گزری ہے۔ یہاں تک زمانِ پیغمبر کی خبر تھی اب یہاں سے بنی اسرائیل کے بارہ میں ہے۔ لغات جو اس آیت سے علاقہ رکھتی ہیں: וַיִּשְׁמַן یشمن چکنا ہوگا۔ صیغہ مضارع ہے مادہ שָׁמַן شامن ہے جس کے معنی ہیں چکنا ہونا فربہ ہونا יְשֻׁרוּן یشورون یہ نام ہے حضرت یعقوب کا جیسا اسرائیل ان اسماء سے کبھی مسمیٰ مقصود ہوتا ہے اور کبھی قوم بنی اسرائیل پہلی قوم خدا پرست جو اپنے دین پر قائم و محکم تھے یہی ہے یہ لفظ یاشار سے نکلا ہے جس کے معنی ہیں راستی و دینداری۔ اس وجہ سے بھی ان کا نام قرآن میں عزیر آیا ہے کیونکہ عزیر کے معنی توقیف علی الدین والاحکام بھی آئے ہیں۔ یہ لفظ چار مقام پر آیا ہے۔ ایک یہیں، دوسرے اسی کتاب کے ۳۳ باب کے ۵ آیت و ۲۶ آیت چوتھی اشعیا نبی کی ۴۴ باب کی ۲ آیت اور فیلوس نے تمام اس کا ترجمہ اسرائیل کیا ہے וַיִּבְעָט یبعط یہ صیغہ مضارع ہے۔ مادہ اس کا בָּעַט باعط ہے بمعنی لات مارنا۔ ترک کرنا۔ (ترجمہ) جب اسرائیل فربہ ہوگا تو لات مارے گا یعنی جب ہر قسم کی ترقی پائے گا تو احکام ربانی کو ترک کرے گا۔ انتہائے ترقی بنی اسرائیل حضرت سلیمان کے وقت میں ہوئی بعد ان کے کبر و نخوت وغیرہ عیوب نفسانی سے بھر گئے۔ ظلم و جبر کی انتہا نہ تھی بت پرستی اسی وقت سے شائع ہوئی بت خانے تعمیر ہوئے، صنم جس کا نام آشیرا تھا قائم کیا گیا۔ کہنہ اس کی خدمت کے لئے مامور ہوئے اس مصرعہ کے یہ معنی بھی ہیں کہ یعقوب یعنی بنی اسرائیل فربہ ہونگے اور اس ایل یعنی پیغمبر کو ترک کریں گے یعنی اس کی اطاعت چھوڑ کر کفران کریں گے۔ اب یہاں سے حال بنی اسرائیل کا ہے جو ان کو ہونے والا تھا שָׁמַנְתָּ עָבִיתָ כָּשִׂיתָ וַיִּטֹּשׁ אֱלוֹהַּ עָשָׂהוּ۔ لغات שָׁמַנְתָּ شامنتا تو سمین ہوا یعنی فربہ עָבִיתָ عابیتا۔ مادہ اس کا עָבָה فربہ ہونا כָּשִׂיתָ کاسیتا مادہ اس کا כָּשָׂה کاساہے

שמן یطّوش صیغہ مضارع ہے مادہ اس کا معنی فربہ ہونا مجازاً کاہلت
נטש ناطش معنی چھوڑ دینا۔ (ترجمہ) جب تو موٹا ہوگا تجھ پر چربی چھا جائے گا و کاہل ہو جائے گا تو اپنے معبود کو جس نے تجھے بنایا ہے چھوڑ دے گا۔ یہ تاکید ہے فقرہ اول کی کوئی نیا مضمون نہیں ہے (וַיְנַבֵּל צוּר יְשֻׁעָתוֹ׃ יַקְנִאֻהוּ בְּזָרִים) وینبّل صور یشوعاتو یقنیوہو بزاریم (ترجمہ) اور اپنے نجات دہندہ کا کفران کریں گی اور اس کو ناراض کریں گی بدعات سے בְּתוֹעֵבֹת יַכְעִיסֻהוּ׃ יִזְבְּחוּ לַשֵּׁדִים לֹא אֱלֹהַּ ———

بتوعبوت یخعیسوہو ۔ یزبحو لشیدیم لو الوہ (ترجمہ) مجبور ہے اس کو غضب میں لائے گی۔ شیاطین کے لیے قربانی کریں گے جو عبادت کے لائق نہیں یہ سب کچھ واقع ہوا کتب تواریخ کے معائنہ سے عیاں ہے אֱלֹהִים לֹא יְדָעוּם חֲדָשִׁים מִקָּרֹב בָּאוּ ——— الوہیم لو یداعوم ۔ خداشیم مقاروب بائو (ترجمہ) نئے نئے معبود جسے وے نہیں جانتے تھے اطراف سے آئیں گے یعنی بت پرستی اصنام پرستان قرب وجوار سے سیکھیں گے לֹא שְׂעָרוּם אֲבֹתֵיכֶם׃ צוּר יְלָדְךָ תֶּשִׁי ——— لو سعاروم ابوتیخم ۔ صور یلادِ خاتیشی ۔ لو حرف نفی ہے جیسے عربی لا سعاروم کے اخیر میں میم ضمیر مفعول ہے۔ سعارو کا مادہ سعر ہے جس کے اصلی معنی ہیں تھرتھرانا پھر خشوع ۔ تیشی اس کا مادہ شاہ ہے جس کے معنی ہیں سہو ۔ عبرانی میں سہا بھی سہو کو کہتے ہیں تیشی صیغہ مضارع ہے۔ رشی میں اس کی تفسیر لکھی ہے۔

לֹא שְׂעָרוּם אֲבֹתֵיכֶם לֹא יָרְאוּם
הֵם לֹא עָמְדָה שַׂעֲרָתָם מִפְּנֵיהֶם
דֶּרֶךְ שַׂעֲרוֹת הָאָדָם לַעֲמוֹד מִפַּחַד

הּה כְּקַבְּם בְּר ־ יְדֵי שְׂלֹקֶה שׁ ע
רר שְׂעָרוּם לְשׁוֹן שְׂעִירִים הַשֵּׁ
דִים לֹא עָשׂוּ אֲבוֹתֵיכֶם שְׂעִירִ
ם הַלָּלוּ:

لو سعاروم ابوتیخم - لو یرءو مہیم لو عامدا سعروتام مپنیہم دِرخ سعروت ہا آدام لعمود میحمت یرا کاخ پیرش بسفری وِیش لپاریش عود سعاروم لاشون سعیریم ہم شیدیم لو عاسو ابوتیخم سعیریم ہلالو .- (ترجمہ) یعنی نہیں ڈرتے تھے اُن سے نہیں کھڑا ہوتا تھا اُن کا بال اُن کی وجہ سے مطابق دستور بال کے خوف کی گرمی سے - اس کی تفسیر یوں ہے لیکن اس کے معنی اور بھی ہیں کہ سعاروم بمعنی سعیریم ہے بمعنی شیاطین یعنی تمہارے آبا شیاطین کی اتباع نہیں کرتے تھے - (ترجمہ) اُس کے سامنے خشوع نہ کیا تمہارے آبا نے اپنے خالق کو تو بھول جائے گا بعض علماء یہود نے اس کی تفسیر کی ہے کہ جب آبا تمہارے نے بھلائی کے لئے اُس کی نافرمانی کی דִּתְּ שְׁבַר אֵל מְחֹלְלֶךָ +
וַיַּרְא יְהוָה וַיִּנְאָץ : وَتِشکح اِیل محولا لخا :
وَیَرء یہوا ویناءص - **لغات** תִּשְׁכַּח تشکح اس کا مادہ שָׁכַח شاخح ہے بھول جانا - چھوڑ دینا אֵל ایل سردار - سید اسماء حسنیٰ سے بھی ہے جیسا اوپر گزرا מְחֹלְלֶךָ محولیل آزاد کرنے والا - مادہ اس کا חָלַל حالل ہے یہ مادہ چند معانی میں آیا ہے اول زخمی ہونا اسی سے חָלָל حالال بمعنی مجروح و کشتہ و نعش مستعمل ہے וְלִבִּי חָלַל בְּקִרְבִּי میرا دل باطن میں زخمی ہے חַלְלֵי חֶרֶב کشتۂ سیف חַלְלֵי רָעָב کشتگان قحط כִּי יִמָּצֵא חָלָל בָּאֲדָמָה جب پایا جائے کشتہ زمین پر ۔ متعدی

اس کا חָלַל : جلیل زخمی کرنا مجروح کرنا قتل کرنا مجازاً بگاڑ دینا חִ
לֵּל اُس کا عہد توڑ دیا חִלֵּל בְּרִיתוֹ میں اپنا عہد نہ توڑوں گا
לֹא אֲחַלֵּל בְּרִיתִי تیرا جمال بگاڑ دیں گے וְחִ
לְּלוּ יִפְעָתֶךָ دوسرے معنی اس مادہ کے ہیں پھونکنا جیسے قرنا
سنگھا بانسری وغیرہ اسی سے חָלִיל حالیل معنی قرنا ماخوذ ہے וְהָעָ
ם מְחַלְּלִים בַּחֲלִלִים قوم بانسری بن جاتی تھی ؎
تیسری معنی اطلاق و تشریح یعنی مطلق العنان کر دینا۔ چھوڑ دینا، آزاد کر دینا، عام کر دینا
חִלֵּל הַכֶּרֶם عام کر دیا انگور کو یعنی جو چاہے سو کھائے جیسا
اوقات میں ہوتا ہے וּמִי־הָאִישׁ אֲשֶׁר נָטַע כֶּרֶ
ם וְלֹא חִלְּלוֹ יֵלֵךְ וְיָשֹׁב לְבֵיתוֹ
פֶּן־יָמוּת בַּמִּלְחָמָה וְאִישׁ אַחֵר
יְחַלְּלֶנּוּ : (ترجمہ) جب آدمی نے انگور لگایا ہو اور اُس کو
فی سبیل اللہ نہ کیا ہو تو وہ اپنے گھر لوٹ آئے مبادا وہ جنگ میں مارا جائے اور دوسرا
فی سبیل اللہ کرے۔ شریعت موسیٰ میں یہ حکم تھا کہ جو کوئی نیا درخت لگائے تو جب تیار ہو
تو تین سال تک اُسے فی سبیل اللہ کر دے کہ جو کوئی چاہے اُس کا پھل کھائے بعد اس کے
اپنے صرف میں لائے اسی بنا پر یہ حکم ہے ایسا ہی ۲۸ باب کے ۳۰ آیت میں بھی ہے
ارمیا باب ۳۱ آیت ۵ میں بھی ایسا ہی ہے אַל־תְּחַלֵּל אֶת־
בִּתְּךָ לְהַזְנוֹתָהּ : (ترجمہ) اپنی لڑکی کو بے قید مت کر دے
زناکاری کے لئے וּבַשָּׁנָה הָרְבִיעִית יִהְיֶה כָּ
ל־פִּרְיוֹ קֹדֶשׁ הִלּוּלִים לַיהוָה :
اور چوتھے سال اُس کا کل پھل صدقہ ہوگا۔ عام خدا کے واسطے یعنی جو چاہے کھائے۔

אִשָּׁה זֹנָה וַחֲלָלָה عورت زانیہ اور ہرجائی קֹד
שׁ הִוא לָכֶם מְחַלְלֶיהָ מוֹת יוּמָ
ת : (ترجمہ) وہ تمھارے لئے مخصوص العبادت ہر اُس کا عام کرنے والا
قتل ہوگا۔ سب کے بارہ میں یہ حکم ہے וְקִדַּשְׁתִּי אֶת שְׁ
מִי הַגָּדוֹל הַמְחֻלָּל בַּגּוֹיִם אֲשֶׁר חִ
לַּלְתֶּם בְּתוֹכָם : میں اپنے بڑے نام کو جو قوموں میں
عام ہے یعنی ذلیل جس کو تم نے اُن میں عام کیا ہے پاک کروں گا یعنی عزیز و گرامی کروں گا
וַיָּחֵלּוּ מְּעַט מִמַּשָּׂא מֶלֶךְ :
آزاد ہو جائیں گے کسی قدر بادشاہ کے بار سے یعنی ظلم سے۔ اس مادہ کے اور
بہت معنی ہیں۔ کہاں تک لکھوں תֶּשִׁי تیاص صیغہ مضارع ہے
مجرد سے ماضی اس کا נָשָׁה ناص ہے معنی اُس کے رد کرنا چھوڑ دینا
ترک کرنا (ترجمہ) اور تو بھول جائے گا اپنے پیدا کرنے والے حاکم کو یہ خدا دیکھ کے
مردود کرے گا۔ ایسا ہی رشی میں بیان ہوا ہے۔ لیکن اگر محولیل کے معنی مارنے والے
کے ہوں تو بعید نہیں מִכַּעַס בָּנָיו בְּנֹתָיו:
וַיֹּאמֶר אַסְתִּירָה פָנַי מֵהֶם: אֶרְאֶה
מָה אַחֲרִיתָם כִּי דוֹר תַּהְפֻּכֹת
הֵמָּה : ——— مکس بانا ودبنوتناو ۔ دیو مرا اسیرا بانا ہی مبہم ۔
اِزِی ما اجر شیام کی دور تیچو خوش ہتما لغات כַּעַס :
کعس غیظ و غصہ و رنجش אַחֲרִית اخریث۔ عاقبت انتہا۔
תַּהְפֻּכָה تہپوخا عکس تبدیل (ترجمہ) بنین و نبات کی رنجش سے
کہے گا کہ اپنا مونہ اُن سے چھپالیں ہم دیکھیں اُن کی عاقبت کیا ہے کہ دور معکوس ہیں

وے لوگ בָּנִים לֹא אֵמֻן בָּם׃ הֵם קִ
נְאוּנִי בְלֹא־אֵל׃ כִּעֲסוּנִי בְּהַבְלֵי
הֶם׃ וַאֲנִי אַקְנִיאֵם בְּלֹא עָם׃
بانیم لوامین بام ۔ ہیم قنئونی بلوایل ۔ کیعسونی بہبلیہم ۔ وانی اقنیئم بلوایل
(ترجمہ) ایسی لڑکی کہ اُن میں ایمان نہیں۔ اُنھوں نے مجھے آزردہ کیا۔ باطل معبودوں سے
مجھکو رنج دیا۔ اپنے لغویات سے میں اُن کو رنج دونگا۔ مبتذل قوم سے مقصود اسی ارض
کَسدیہم یعنی سلطنت عراق ہے۔ مراد زمانہ بخت نصر ہے جس کا دارالسلطنت شہر بابل تھا یہی
دارالسلطنت نمرود کا بھی تھا بہت پرانا شہر تھا۔ بغداد کے متصل حضرت ابراہیمؑ اور نمرود میں
مخالفت مذہبی بہت پیدا ہوئی اس وجہ سے وہ حضرت ابراہیم کو بہت تکلیف دینے لگا
یہاں تک کہ اُن کو آگ میں ڈال دیا بالآخر حضرت ابراہیم نے وہاں سے ہجرت کی پھر تین سو اٹھارہ ۳۱۸
آدمی کے ساتھ مقابل ہوئے اُس جنگ میں نمرود مارا گیا۔ یہ لڑائی جنگ بدر سے اشبہ ہے
ابوجہل سنگدلی میں نمرود سے کم نہ تھا پھر حضرت موسیٰؑ کے دور میں حضرت ابراہیمؑ کی اولاد
کو بڑا غلبہ ہوا۔ بالکل حصہ سلطنت نمرود کا اُن کے قبضہ میں آگیا پھر بعد مدت دراز بخت نصر
کے زمانہ میں پھر اہل بابل نے قوم بنی اسرائیل کو جو حضرت ابراہیمؑ کی اولاد میں تھے
برباد کیا انواع انواع ظلم سے پیش آئے۔ پھر جب زمانہ حضرت محمد صلعم کا آیا تو حضرت
ابراہیم کی اولاد نے ایسا غلبہ پایا کہ کبھی نہ ہوا تھا۔ قوم صابئی بالکل نیست و نابود ہوگئی
اور یہ تا قیامت باقی رہے گا۔ اس آیت میں بنی اسرائیل کا ضعیف الایمان ہونا بیان
ہوا۔ فی الواقع وے ایسے تھے باوجودیکہ حضرت موسیٰ کے وقت میں کیسے کیسے معجزات و
آیات دیکھے تھے لیکن چالیس دن کی مفارقت میں گوسالہ بنا لیا پھر تا زمان یوشع بن
نون اور کچھ دن تک بعد اُن کے اپنی شریعت پر قائم رہے۔ بعد ازاں برابر بت پرستی
کرتے رہے۔ کبھی کبھی انبیاء کے افہام و تفہیم سے درست ہوجاتے تھے۔ تھوڑے دنوں

بعد بدل جاتے تھے تا زمان بخت نصر یہی اولٹ پھیر لگا رہا۔ اس لئے خدا اُن کو دور معکوس کہتا ہے בְּגוֹי נָבָל אַכְעִיסֵם: כִּי־אֵ
שׁ קָדְחָה בְאַפִּי וַתִּיקַד עַד־שְׁאוֹ
ל תַּחְתִּית וַתֹּאכַל אֶרֶץ וִיבֻ
לָהּ: ——— بِگوی نابال اَخعیسیم ؛ کی ایش قادِحا باپی ؛
وتیقد عد شئول تحتیث ؛ وتوخل اَرِص وِیبولاہ (ترجمہ) کافر قوم سے اُن کو تنگ کریں گے (مفسرین لکھتے ہیں کہ اس سے قوم بخت نصر مقصود ہے) جب آگ بھڑکے گی میرے مونھ سے تو مشتعل ہوگی تحت الثریٰ تک اور جلا دینگے ملک اور حاصل کو ملک سے مراد ملک شام ہے جیسا مفسرین لکھتے ہیں וַתְּלַהֵט מוֹסְדֵי הָרִי
ם: אַסְפֶּה עָלֵימוֹ רָעוֹת: חִצַּי אֲכַלֶּ
ה־בָּם: מְזֵי רָעָב וּלְחֻמֵי רֶשֶׁף
וְקֶטֶב מְרִירִי: וְשֶׁן־בְּהֵמוֹת אֲשַׁ
לַּח־בָּם: وتلہیط موسدی ہاریم ؛ اسپہ عالیمو راعوث حصی اخلا بام مزی راعاب ولحومی رشف وقطب مریری ؛ وشن بہیموث اشلح بام۔ **لغات** תְּלַהֵט تلہیط مادہ اس کا לָהַט لہط ہے معنی اس کے تشعل ہیں מוֹסְד موسدا اساس אַסְ
פֶּה اسپہ مادہ اس کا סָפָה سافا ہے معنی ہیں محو کرنا اور اضافہ کرنا רָעָב راعا برای زبونی רָע جیسے تیر מָזֶה مازِہ خستہ۔ ربی سلیمان یرحی نے מְזֵה רָעָב میری راعاب کی تفسیر میں שְׂעִירֵי רָעָב سعیری راعاب لکھا ہے یعنی جس کے بدن پر بال نکل آئے ہوں یعنی بہ سبب پریشانی و تباہی کے بال بڑھ گئے ہوں

וּלְחֻמֵי רֶשֶׁף : لحُومی رشف لحُوم معنی غذا چنانچہ لحم روٹی کو کہتے ہیں اور گوشت کو بھی کہتے ہیں مثل عربی لحم کے۔ رشف معنی شعلہ و برق וְקֶטֶב قیطب اس کا مادہ קָטַב قطب ہے جس کے معنی ہیں کاٹنا۔ قیطب کے معنی گرنیس میں وبا لکھے ہیں لیکن اس کے معنی موت و عاقبت ہی ہوتے ہیں מְרִי רִי : مریری معنی تلخ (ترجمہ) پھر مشتعل ہوگی پہاڑوں کی جڑ اضافہ کریں گے ہم اُن پر برائیاں اپنی تیر اُن پر تمام کریں گے خستگان خواہ مفلسان اور غذائی شعلہ ہوا یعنی دھوپ جلوں کو اور عاقبت تلخ اور دندان بہائم کو اُن پر چھوڑیں گے پہاڑوں کی جڑ سے مقصود مکہ کا پہاڑ ہے کیونکہ وہ مسکن آدم ابوالبشر کا تھا اور اُس کی تشتعل سے مقصود زمانِ بعثتِ پیغمبر آخرالزمان ہے جیسا کہ لکھا ہے הוֹפִיעַ מֵהַר פָּארָן : فاران کے پہاڑ سے سخت تجلی ہوگی چنانچہ اوپر گزرا اور خستگان مفلسان سے مقصود عرب ہیں کہ اُن کا ملک خشک و غیر ذی زرع ہے اور غذائے شعلہ و دھوپ کے جلوں سے بھی مراد عرب ہیں کہ اُن کے ملک میں سموم جو مثل شعلہ ہوتے ہیں بیشتر چلتی ہے اور دندان بہائم سے مقصود حکام ظالم ہیں مطلب یہ ہے کہ قبل دورِ اسلام سلاطین کفار مثل بخت نصر وغیرہ کے ہاتھ سے جو کچھ ان کی بداعمالی کی سزائیں ہوتی ہیں وہ ہوں گی پھر دورِ اسلام سے جو اسلام قبول کریں گے وے جملہ رنج و آلام و ذلت و مسکنت و قتل و نہب سے محفوظ رہیں گے اور جو اتباع اسلام نہ کریں گے اُن پر عرب اور حکام ظالم متعین ہوں گے۔ قبل دورِ اسلام جو سزائیں اُن کی ہوئیں وہ اس دنیا کے ساتھ متعلق تھیں بوجہ اتباع ملت اُس کا اثر عاقبت پر نہ تھا اب بوجہ انکار فرمانِ الٰہی جو بذریعہ ہمارے پیغمبر کے بھیجا گیا تلخی عاقبت بھی اضافہ ہوئی۔

מִחוּץ תְּשַׁכֶּל־חֶרֶב וּמֵחֲדָרִים אֵימָה גַּם־
בָּחוּר גַּם־בְּתוּלָה : יוֹנֵק עִם־אִישׁ שֵׂיבָה : אָמַרְתִּי

בָּחוּר גַּם בְּתוּלָה : חֲמַת :

حَمَتْ - گرمی و سمیت זֹחֲלֵי עָפָר زُحَلِی عافار - حشرات الارض
חוּץ حوص باہر חֲדָרִים حداریم - اندر תְּשַׁכֶּל
تِشَکِّیل مادہ شکل ہے عربی ثکل - ماتم کرنا חֶרֶב حرب - تلوار אֵימָה
اِیما - خوف، ڈر בָּחוּר باحور - نوجوان گبھرو בְּתוּלָה
بِتولاَ بتول بکر (ترجمہ) ساتھ سمیت حشرات الارض کی باہر سے فنا کرے گی
تلوار اور اندر سے خوف گبھرو اور بکر کو יוֹנֵק עִם-אִישׁ
שֵׂיבָה : אָמַרְתִּי אַפְאֵיהֶם : אַשְׁבִּיתָה מֵאֱנוֹשׁ זִכְרָם : לוּלֵי כַּעַס אוֹיֵב אָגוּר : یُونیق عِم اِیش سیبا ؛
اَمَرْتِی اَفئیھم ؛ اَشْبِیتا مِاِنُوش زِکرام ؛ لُولِی کَعَس اُویب آگُور ؛ יוֹ-
נֵק یُونیق - طفل شیرخوار אִישׁ שֵׂיבָה ؛
سیبا ایش سیبا - مرد پیر אַפְאֵיהֶם آفای مادہ اس کا פָּאָה
فا آہی معنی صدمہ پہونچانا (ترجمہ) شیرخوار مع مرد پیر کہا میں نے کہ اُن کو مجروح
کردوں مٹادوں انسان سے اُن کا ذکر اگر دشمن کا غصہ شامل نہ ہوتا פֶּן יְנַכְּ-
רוּ צָרֵימוֹ : פֶּן יֹאמְרוּ יָדֵנוּ רָמָה :
پِن یِنَکْرُو صَارِیمُو ؛ پِن یُومرُو یادِینُو راما ؛ (ترجمہ) شاید اُن کے دشمن تجاہل کریں
شاید وے کہیں ہمارے ہاتھ دراز ہیں مقصود یہ ہے کہ ہمارے دل میں تھا کہ اس قوم کا بیخ
کو مٹادیں لیکن اس خیال سے نہیں مٹایا کہ مبادا اُن کے دشمن یعنی اقوام بت پرست اور
وے خود کہیں کہ ہمارے ہاتھ دراز ہیں یعنی خدا نے جو کچھ اُن پر مہربانی کیا اُس کو وے

اپنی طرف نسبت کریں اور جو کچھ خدا نے اُن کی سزا کیا اُن کے دشمن اُس کی نسبت اپنی طرف کریں

ולא יהוה פעל כל זאת כי־
גוי אבד עצות המה ואין בה
ם תבונה לו חכמו ישכילו זאת

وِلُو یہوَا پاعَل کُل زوت ؛ کی گوی اُبَد عِصُوت ہیّمَا ؛ وِاین باہم تِبُونَا ؛ لو حاخمو سکیلو زوت (ترجمہ) اور خدا نے یہ سب نہیں کیا ہے کیونکہ وے تو قوم نادان ہیں اور اُن میں کچھ فہم نہیں ہے یعنی بنی اسرائیل بھی احمق ہیں اگر اُن میں تمیز ہوتی تو وے سمجھتے یعنی یہ بات سمجھتے کہ جو کچھ خرابیاں اُن کو ہوئیں وے خدا کی جانب سے تھیں۔ یا داشِ اعمال اور جو مہربانی ہوئی وہ بھی خدا کی طرف سے ہوئی יבינו לאחריתם

איכה ירדף אחד אלף ו
שנים יניסו רבבה אם לא כי
צורם מכרם ויהוה הסגירם
כי לא כצורנו צורם ואיבינו פלי
לים כי מגפן סדם גפנם ומשדמ
ות עמרה ענבמו ענבי רוש א
שכלת מררת למו חמת תנינ
ם יינם

یابینو لاحریتام ؛ ایخا یِردُف احاد الف ؛ وشنایم یانیسو ریابا ؛ ام لو کی صوُرام مخارام وِیہوا ہسگیرام ؛ کی لو کِصورینو صورام ؛ وِاویبینو پلیلیم ؛ کی مگفن سِدوم گفنام ؛ ومشدموت عموراہ ؛ عنابیمو عِنبی روش ؛ اشکلوت مروروت لامو ؛ حمت تنینیم ینام יבינו یابینو صیغہ مضارع ہے مادّہ اُس کا

בִּין بِین ہے معنی فہم وتصدیق وایمان אַחֲרִיתָם اَحرِیت معنی
انتہا۔ اخیر אֵיכָה ایخا۔ کیونکر יִרְדֹּף یِردُوف صیغہ مضارع
ہے مادّہ اس کا רָדַף رَدَف ہے معنی تعاقب אֶחָד احاد معنی واحد
אֶלֶף اِلِف معنی ہزار שְׁנַיִם شِنَایِم معنی اثنین دو
יָנִיסוּ یانیسُو صیغہ مضارع ہے۔ مادّہ اس کا נוּס نُوس ہے معنی فرار
یہاں باب تفعیل سے ہے جو بمنزلہ افعال کی ہے רְבָבָה رِبَابا معنی دس ہزار
اور کبھی عدد کثیر کے لئے آتا ہے צוּרָם صُور کے معنی اوپر گزرے ہیں מְכָרָם
مَاخر صیغہ ماضی ہے معنی بیع یعنی بیچنا خواہ خریدنا הִסְגִּירָם ہِسگِیر مادہ اس کا
סָגַר سَغر ہے معنی بند کرنا قبضہ میں کردینا פְּלִילִים پلیل۔ گنا ہگار
سزایاب רֹאשׁ رُوش۔ تلخ درخت אַשְׁכְּלֹת اِشکول۔ خوشہ
جھونپا מְרֹרֹת مَارُور معنی تلخ חֲמַת حُمَت۔ سم کف פְּתָנִים
تنین۔ اژدر יֵין یین۔ شراب (ترجمہ) سمجھتی اپنی عاقبت (یعنی اگر
اُن کی تمیز ہوتی تو اپنی انتہا سمجھتی کہ اب یہ دَور ختم ہوگیا۔ اب دورحال کی جو خدا کی جانب سے ہے تبعیت کرنا چاہیئے
اور پیغمبر آخر الزمان جس کا اب دَور ہے اُس پر ایمان لانا واجب ہے نشانات نبوت جیسا موسیٰ میں تھے ویسے ہی اس
شخص موعود میں بھی ہیں پھر اُس کے نشان کو بیان کیا) کیونکر ایک تعاقب کرتا ہے ہزار کا اور دو بھگا دیتے
ہیں لاکھوں کو اگر اُن کے معبود نے اُن کو نہیں خرید لیا ہے تو ایسا کیوں ہے (یہ خدا بنی اسرائیل کو
جتاتا ہے کہ جیسے زمانہ قضاۃ میں بعض بعض لڑائیوں میں بنی اسرائیل نے تھوڑے آدمیوں سے بتائید ربانی افواج
کثیرہ کفار پر فتح پائی اُس طرح اس رسول اور اُس کے خلفاء کے وقت میں مشاہدہ ہے یہ بلا تائید ایزدی عام طور
پر ہو نہیں سکتا کم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة ۔ غزوہ بدر میں ۳۱۳ تعداد مسلمانوں کی تھی اور
کفار ہزار سے اوپر تاہم کفار کو شکست فاش ہوئی۔ غزوہ موتہ میں تین ہزار لشکر اسلام تھا اور لشکر کفار لاکھ سے زیادہ
بتائید ربانی کفار نے شکست پائی۔ اس لڑائی میں آپ نے زید بن حارثہ کو سردار مقرر فرما کر یہ حکم دیا تھا کہ اگر

یہ مارے جائیں تو جعفر بن ابی طالب سردار ہوں اور جب وے مارے جائیں تو عبد اللہ بن رواحہ سردار ہوں بعد ازاں مسلمان مشورہ کر کسی کو سردار کریں چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب یہ تینوں سردار مارے گئے تو مسلمانوں نے خالد بن ولید کو سردار کیا اور اُن کے ہاتھ سے فتح ہوئی۔ اس کی تفصیل کہاں تک لکھوں کتب تواریخ میں موجود ہے دیکھ لو۔ پس بنی اسرائیل کو سوچنا تھا کہ ہمارا ہی معبود ان کے ساتھ ہے تو اُس کے احکام بدل و جان قبول کرنا تھا (شریعت کے بدلنے سے وہ ذات پاک نہیں بدلتی) اور خدا نے ان کو حوالہ کیا ہے (یعنی بنی اسرائیل یہ خیال نہیں کرتے کہ اُن کو جو ایمان نہیں رکھتے اُن کے حوالہ کر دیا ہے۔ بلا تائید ربانی ایسی فتوح نا ممکن تھی) کیونکہ ہمارے معبود سے اُن کے معبود نہیں ہیں اور ہمارے دشمن ہم پر حکومت رکھتے ہیں (یعنی بنی اسرائیل یہ خیال نہیں کرتے کہ ہمارے دشمن یعنی بت پرست وغیرہ ہم پر حکومت رکھتے ہیں اس میں شبہ نہیں کہ بنی اسرائیل دوسری قوموں کے ساتھ مل کر مسلمانوں سے لڑتے تھے حالانکہ مسلمان خدا پرست تھے یہ سب اُن کی حماقت کا بیان ہے) کیونکہ سدوم کے بیل سے اُن کے بیل ہیں اور عمورا کی کھیت سے (یعنی قوم لوط کی طرح وے برباد ہونے والے ہیں اس لئے وے مسلمانوں سے عناد و مخالفت رکھتے ہیں اور جو کچھ خدا اُن کو سمجھا رہا ہے نہیں سمجھتے اُس وقت بنی اسرائیل میں لواطت بہت جاری تھی بلکہ اب تک ہے۔ سدوم و عمورا لوط کی شہروں کا نام ہے جو برباد ہوئے اور پھر آباد ہوئے) اُن کے انگور بکائن ہیں جس کے خوشے تلخ ہوتے ہیں اُن کی شراب کفِ مار ہیں וראש

פתנים אכזר: הלא הוא כמס
עמדי: חתום באוצרתי: לי נ
קם ושלם: לעת תמוט רגלם: כי ק
רוב יום אידם: וחש עתדת למו
: כי ידין יהוה עמו: ועל־עב
דיו יתנחם: כי יראה כי א
זלת יד :

وِرُوش پایِم اخزار ۔ ہلو ہُو کامُوس عمادی ۔ حاتوم باوصرُوتای ۔ لی ناقام وشلیم ۔ لِعیث تاموط رَغلام ۔ کی قاروب یوم ایدام

دِحاش عتیدوث لامو ہوٗ کی یادین یہوا عمو ہوٗ وعل عبادو یتنحم ہوٗ کی یرئ کی ازلت یاد
פְּתָן پتن اژدر אַכְזָר آخزار معنی سنگدل بے رحم بہادر دلیر
زہردار כָּמֻס کاموس مادہ اس کا כָּמַס کمس ہے معنی رکھ چھوڑنا
ودیعت חָתֻם حاتوم مخزون אוֹצָר اوصار - مخزن خزانہ
נָקָם ناقام - جزا سزا שִׁלֵּם شلیم - جزا و بدلا תָּמוּ
ט تاموط مادہ اس کا מוֹט موط مضارع יָמוּט یاموط معنی
لغزش - کترا جانا רֶגֶל ریغل - رجل پاؤں אֵיד اید آفت مصیبت
بلا وبا חָשׁ حاش مادہ اس کا חוּשׁ خوش ہے اس کے اصل
معنی ہیں تعجیل - جلدی کرنا جوش قلبی و وجد עֲתִדֹת عتیدوث اس کے
معنی ہیں جو آئندہ ہونے والا ہو اور جزا יִתְנֶחָם یتنحیم مادہ اس کا
נִחַם نحم ہے جس کے معنی ہیں افسوس کرنا پچھتانا اور کبھی معنی اس کے ہوتے ہیں
بدلا دینا אָזְלַת ازلت اس کا مادہ אָזַל ازل ہے جس کے
معنی ہیں کا تماثل عربی عزل کے اور کنارہ ہوجانا کترانا کم ہوجانا زائل ہونا יָד
ید - ہاتھ قوت אֶפֶס افس معنی عدم بدون نہیں کنارہ انتہا עָצוּר
اصور بند و محبوس و مخزون مجازاً مال صامت עָזוּב غازوب معنی متروک
پھٹا ہوا و مال ناطق (ترجمہ) اُن کا جام خونخوار اژدر کی کھوپڑی - کیا وہ ہمارے
خزانہ میں مخزون نہیں ہے ہم کو اختیار سزا و عفو ہے - جب اُن کے پاؤں بیکار ہو جائیں گے
کہ قریب ہے اُن کی جزا کا دن اور مستعجل ہے اُن کا پاداش جو اُن کو ہونے والا ہے جب انصاف
کرے گا خدا اپنی قوم کا یعنی جب اپنے بندوں کو جزا دے گا - جب دیکھے گا کہ زوال قوت ہے -
تفسیر اور خونخوار اژدر کی کھوپڑی اُن کا جام ہوگا یہاں تک بیان اُن کے افعال کا ہے یعنی افعال
بنی اسرائیل بالکل قبیح ہوگئے صداقت اور راستی سے بعید اس لئے اُن کو حق بات نظر نہ آنے گی - اب

یہاں سے تمہید ہے بیان قیامت و روز جزا کی) کیا وہ ہمارے پاس محفوظ نہیں ہے ہمارے خزانہ میں مخزون ہے
(افعال عباد نیک ہوں یا بد ہوں محفوظ رہتے ہیں روز جزا کے واسطے چنانچہ قرآن میں بصراحت تمام جا بجا مذکور ہے
ان علیکم لحافظین کراما کاتبین ..... وما ادریک ما سجین .....
کتاب مرقوم) ہم کو ہی جزا دینا اور مکافات (یعنی ہم مطابق اعمال کے جزا دینگے) اس
مقام پر رشی میں لکھا ہے מַעֲשֵׂיהֶם כֻּלָּם גְּנוּזִים
שְׁמוּרִים לְפָנָי׃ (ترجمہ) ان کے سب کام ہمارے
پاس مخزون و محفوظ ہیں اس وقت کے لئے کہ ان کے پاؤں بے کار ہو جائیں گے (پاؤں سے
مقصود قوت عملی ہے یعنی ان کے اعمال مخزون رہیں گے ان کی موت تک) کیونکہ ان کے فنا کے ایام قریب
ہیں ان کو جو ہونے والا ہے مستعجل ہے یعنی جب اللہ اپنی قوم کا انصاف کرے گا اور اپنے
بندوں کی طرف التفات کرے گا جب دیکھے گا ہر شخص انقطاع قوت مقصود یوم دین ہے
جس دن کسی کا کچھ بس نہ چلے گا۔ یوم لا یملک نفس لنفس شیئاً = כִּי
יָדִין יְהוָה עַמּוֹ וְעַל עֲבָדָיו יִתְנֶחָם
כִּי יִרְאֶה כִּי אָזְלַת יָד וְאֶפֶס עָצוּר
וְעָזוּב׃ וְאָמַר אֵי אֱלֹהֵימוֹ צוּר חָסָיוּ בוֹ׃ אֲשֶׁר
חֵלֶב זְבָחֵימוֹ יֹאכֵלוּ יִשְׁתּוּ יֵין נְסִיכָם׃ وافس عاصور وعازوب ، وامر ای الوہیمو صور حاسا
یو بو ، اشر حلیب زباحیمو یوخیلو ، یشتو ین نسخام یاقومو ویعزرو خیم ،
(ترجمہ) اور جس دن نہ محبوس نہ مطروح (یعنی جس دن نہ کچھ قوت ہوگی اور نہ کوئی قسم مال خواہ
محبوس ہو خواہ متروک یعنی روز جزا) تب خدا کہے گا کہاں ہیں ان کے معبود وہ چٹان جہاں پناہ
لیتے تھے جو ان کی قربانی کی چربی کھاتے تھے ان کا چڑھایا شراب پیتے تھے کھڑے ہوں
ان کی مدد کریں لمن الملک الیوم للہ الواحد القہار ؛ יָקוּמוּ
וְיַעְזְרֻכֶם יְהִי עֲלֵיכֶם סִתְרָה׃

הוּא : וְאֵין אֱלֹהִים עִמָּדִי : אֲנִי
אָמִית וַאֲחַיֶּה מָחַצְתִּי וַאֲנִי אֶרְפָּא
וְאֵין מִיָּדִי מַצִּיל :

یہی علیحم اشرا ۔ رئو عتا کی انی انی ہو ۔ وِاین اِلوہیم عِمّادی ۔ انی آمیث و اَحیّ ۔ ما حصتی وَانی ارپہ ۔ وِاین میّادی مصّیل ۔ (ترجمہ) وے سب (یعنی معبودانِ باطل) چھپ جائیں گے اب دیکھو کہ میں میں ہوں اور کوئی میرا شریک نہیں ہے میں ہی مارتا ہوں میں ہی جلاتا ہوں میں ہی زخمی کرتا ہوں میں ہی اچھا کرتا ہوں میرے ہاتھ سے کوئی بچانے والا نہیں ۔ اس کے بعد چند آیتیں اور ہیں اُن میں دار الجزا کے ثواب وعقاب کا بیان ہے چونکہ بنی اسرائیل تناسخ کے قائل ہیں تو وے سمجھتے ہیں کہ ثواب وعقاب ایک وقت موعود پر اسی دنیا میں ہوگا اور وہ مسیح کے آنے پر ہوگا اور ہنوز وہ مسیح آیا نہیں ہے اور حضرت عیسیٰ کو کہتے ہیں کہ وے جھوٹ دعویٰ کرتے تھے اب تک اُن کو اُس مسیح کا انتظار ہے یہ انتظار اُن کا قیامت میں جائے گا (ترجمہ) تسبیح موسیٰ یہ تھا : متوجہ سنو آسمانو! جو میں کہتا ہوں ۔ سن لے زمین میرا کلام ۔ مینہ کی طرح ٹپکے گی میری وعظ ۔ شبنم کی طرح نازل ہونگے میرے احکام ۔ جیسے بادل واقع سبزہ پر ۔ اور بوندیاں نباتات پر ۔ جب میں خدا کا نام پڑھوں گا ۔ تو تم ہمارے حاکم کی تعظیم کرنا ۔ وہ امام جس کے افعال صواب ہونگے ۔ جس کی کل راہ شریعت ہوگی ۔ قوی مضبوط ہوگا نہ ظالم صدیق وراست وہ ہوگا ۔ گمراہ ہوئے خدا پرست نہیں بلکہ اُن کے ننگ ۔ دور کج وناراست وہ تم خدا کو یہ بدلا دیتے ہو ۔ اے قوم نجس و نادان ۔ قوم نجس جو بھول گئی ۔ اُس کو جو اُن کے ساتھ کیا گیا ۔ کیا وہ تیرا خریدار نہیں ہے ۔ اُسی نے تجھکو بنایا ہے اور مہذب کیا ہے ۔ یاد کرو ایام عالم ۔ خیال کرو سنین ادوار کو اپنے باپ دادا سے پوچھو وے بتائیں گے ۔ اپنے شیوخ سے کہ وے کہیں گے تجھ سے ۔ بوقت قابض کرا دینے ملائکہ کے ۔ اور

بھگا دینے عوام الناس کے - قائم کرے گا قوموں کے حدود مطابق کتاب بنی اسرائیل کی -
دیکھو اُس کی قوم خدا کا حصّہ ہے - اور بنی اسرائیل اُس کی میراث ہیں - پائے گی اُسے ملک ویران
غیر ذی زرع میں - سباع و وحوش کے شور و غل میں - اُس کا طواف کریں گے اُس پر ایمان
لائیں گے - اُس کی حفاظت کریں گے پتلی کی طرح - جیسے نسر اپنے بچوں کو ہوشیار کرتا ہے
اور اپنے بچّوں پر جنبش کرتا ہے - اُسی طرح اپنے شہپر کو پھیلا کے اُسے لے لے گا - اُسے
اپنے شہپر پر لے جائے گا - خدا بے خوف و خطر اُسے چلائے گا - اُس کے ساتھ معبود باطل
نہ ہوگا - خدا چڑھائے گا اُسے دنیا کی بلندیوں پر - اور وہ ہماری کشت زار کا پیداوار کھائیگا
اور پلائے گا اُسے شہد پتھر سے - اور روغن چٹان سے - دے گا خدا اُسے گائے کا مکھن -
اور بکری کا دودھ مع چربِ میش - اور دے گا اُسے خدا بنی باشان اور بکرا - ساتھ
مائدہ کے - اور شراب گارہ میں پڑے گا - مگر بنی اسرائیل فربہ ہونگے اور کفران کرینگے -
جب تو موٹا ہوگا اور چربی چھا جائے گا - تو اپنے معبود کو جس نے تجھے بنایا ہے چھوڑ دے گا -
اپنے پیشوا نجات دہندہ کی تحقیر کریں گے - اُس کو ناراض کریں گے بدعات سے فجور سے
اُس کو غضب میں لائیں گے - شیاطین کے لئے قربانی کریں گے - نئے معبود جسے وہ
نہیں جانتے تھے - اطراف سے آئیں گے - اُن کے سامنے خشوع نہ کیا تمہارے آبا نے
اپنے خالق کو تو بھول جائے گا - اور تو بھول جائے گا اپنے پیدا کرنے والے کو - یہ دیکھ کے
خدا تجھے مردود کرے گا - لڑکے بالوں کی رنجش سے کہے گا - کہ اپنا منہ چھپا لیں ہم
اُن سے دیکھیں اُن کی عاقبت کیا ہے - کہ دور معکوس ہیں وے لوگ - ایسے لڑکے
جن میں ایمان نہیں ہے - اُنھوں نے مجھے آزردہ کیا لغو معبود سے - رنج دیا اپنے
لغویات سے میں اُن کو رنج دوں گا مبتذل قوم سے - قوم ناپاک سے اُن کو تنگ
کریں گے ہم - جب آگ بھڑکے گی میرے منہ سے - تو مشتعل ہوگی تحت الثریٰ تک
اور جلا دے گی خاک اور محصول کو - پھر مشتعل ہونگی پہاڑوں کی جڑ - اضافہ کرینگے

اُن پر بُرائیاں ۔ اپنے تیر اُن پر تمام کریں گے ۔ مفلسان اور دھوپ کے جلے ۔ اور عاقبت تلخ ۔
اور دندان بہائم ۔ ساتھ سمیت حشرات الارض کے ۔ باہر سے فنا کرے گی تلوار ۔ اور اندر سے
خوف ۔ جوان اور چھوکری کو ۔ شیر خوار کو مع مرد پیر کی ۔ ہم نے خیال کیا تھا کہ ان کو مجروح
کردیں ۔ مٹا دیں انسان سے اُن کا ذکر ۔ اگر دشمن کا غصہ شامل نہ ہوتا ۔ شاید اُن کے
دشمن تجاہل کریں ۔ شاید کہیں کہ ہماری قوت بلند ہے ۔ خدا نے یہ سب نہیں کیا ہے ۔ کیونکہ وے
قوم نادان ہیں ۔ اُن کو فہم نہیں ہے ۔ اگر اُن کو تمیز ہوتی تو یہ سب سمجھتے ۔ سمجھتے اپنی
عاقبت ۔ کیونکر ایک تعاقب کرتا ہے ہزار کا ۔ اور دو بھگا دیتا ہے لاکھوں کو ۔ اگر اُن کے معبود نے
اُن کو نہیں خریدا ہے ۔ اور خدا نے اُن کو نہیں بند کیا ہے ۔ کہ ہمارے معبود سے اُن کے معبود نہیں ۔
اور ہمارے دشمن ہم پر حاکم ہیں ۔ کیونکہ سدوم کے بیل سے اُن کے بیل ہیں اور عمورا کے کھیت ۔
ان کے انگور بکائن ۔ اُن کے خوشے تلخ ہیں ۔ اُن کی شراب زہر مار ہے اور اُن کا جام اژدر کی
کھونپڑی ۔ کیا وہ ہمارے پاس مخزون نہیں ۔ ہمارے خزانہ میں مختوم نہیں ۔ ہمارے اختیار میں جزا؟
جب اُن کے پاؤں بے کار ہو جائیں گے کیونکہ اُن کے جزا کے دن قریب ہیں ۔ اور مستعجل
ہے اُن کا پاداش ۔ جب انصاف کرے گا خدا اپنی قوم کا ۔ یعنی جب اپنے بندوں کو جزا
دے گا ۔ جب دیکھے گا زوال قوت ہے اور نہ مال صامت ہے نہ ناطق ۔ تو کہے گا کہ اُن کے
معبود کہاں ہیں ۔ اور اُن کے معبود جہاں پناہ لیتے تھے ۔ جو اُن کی قربانی چربی کھاتے
تھے ۔ اُن کی شراب پیتے تھے ۔ بھلا کھڑے ہو کے اُن کی مدد کریں ۔ وے چھپ جائیں گے ۔
اب دیکھو کہ میں ہی ہوں ۔ میرے ساتھ کوئی دوسرا معبود نہیں ۔ ہم مارتے ہیں اور ہم
جلاتے ہیں ۔ میں ہی زخمی کرتا ہوں میں ہی اچھا کرتا ہوں ۔ میرے ہاتھ سے کوئی بچانے والا نہیں ۔

اب وہ ایک مزمار داؤد علیہ السلام کے جو تسبیح موسیٰ علیہ السلام کو یاد دلاتے ہیں لکھتے ہیں
چونکہ اس میں لفظ شیر سے بیان ہے اس لئے پہلے اس کی تحقیق کرتے ہیں שיר
شیر اہل لغت اس کے معنی گانا اور گیت کہتے ہیں لیکن محاورات کتب مقدسہ اور اُن کے

استعمالات کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بیشتر اطلاق اس کا ایسی نظم پر ہوتا ہے جو بذریعہ روح القدس کے حاصل ہوں اُس میں اکثر حمد و ثنائے باری تعالیٰ عز اسمہ ہوتا ہے اور کبھی اخبار بالغیب بھی اُس میں شامل و درج ہوتا ہے۔ روح القدس سے مراد وہ حالت ہے جو انبیا پر بوقت نزول وحی طاری ہوتی ہے۔ عبرانی میں اُس حالت کو رووح کہتے ہیں شوتیطم باب ۱۴ آیت ۶ کو دیکھو اور اسی باب کے ۱۹ آیت کو معائنہ کرو شمویل باب ۱۰ آیت ۱۰ و ۱۶ باب کے ۱۴ لایق مشاہدہ ہے و علیٰ ہذا القیاس۔ مقامات کثیرہ میں آیا ہے انجیل میں بھی لکھا ہے کہ قبل رفع حضرت عیسیٰ کے اور بعد الرفع نزول روح القدس حواریوں پر ہوا تھا جس سے انھیں مختلف زبانوں میں گفتگو کرنے کی طاقت آئی تھی وہ ایک حالت تھی جو اُن پر طاری ہوئی تھی ہمارے پیغمبر پر بھی طاری ہوتی تھی۔ حضرت عائشہ ام المومنین رضؓ سے روایت ہے کہ حارث ابن ہشام نے رسول اللہ صلعم سے پوچھا کہ وحی آپ پر کیونکر آتی ہے تو آپ نے فرمایا۔ اَحیاناً یاتینی مثل صلصلۃ الجرس وھو اشدّہ علیّ فیفصم عنی وقد وعیت عنہ ما قال و اَحیاناً یتمثل بی الملک رجلا فیکلمنی فاعی ما یقول قالت عایشۃ ولقد رأیتہ ینزل علیہ الوحی فی الیوم الشدید البرد فیفصم عنہ وان جبینہ لیتفصد عرقاً یعنی کبھی آتی ہے میرے پاس جیسا جھنجھ کی جھنکار کی طرح اور وہ مجھ پر نہایت سخت ہوتی ہے وہ مجھکو متغیر کردیتی ہے اور یاد کرلیا میں نے جو اُس نے کہا اور کبھی فرشتہ بشکل انسان آتا اور مجھ سے گفتگو کرتا تو جو کچھ وہ کہتا میں یاد کرلیتا ہوں حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ میں نے پیغمبر خدا کو دیکھا وقت نزول وحی کے کہ ایام سرمائے سخت میں وحی متغیر کردیتی تھی کہ جبین مبارک سے پسینہ ٹپکتا تھا۔ اس حدیث میں صرف ایک قسم کی وحی کا بیان ہے جو بذریعہ صوت کے اعلام ہوتا ہے خواہ فرشتہ بشکل انسان آکے کہدے یا صرف آواز آئے کہنے والا معلوم نہ ہو۔ اجلیٰ اقسام وحی وہی ہے جو بذریعہ ملک ہو اور دوسری قسم اُس سے رتبہ میں کچھ کم ہے احکام الٰہی متعلق بحکمت عملی بیشتر انہیں طریقوں سے پہونچے

ہیں۔ حضرت موسیٰ کو پہلے کوہ سینا پر آواز آئی تھی۔ پھر عشر کلمات بھی اسی طریقہ سے ملے تھے اور ملک کا بار بار آنا اور احکام الٰہی کا پہونچانا بخوبی ثابت ہے۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے۔

اول ما بدئ به رسول الله صلی الله علیه وسلم من الوحی الرویا الصالحة فی النوم فکان لایری رویا الا جاءت مثل فلق الصبح ثم حبب الیه الخلاء فکان یخلو بغار حراء فیتحنث فیه وهو التعبد اللیالی ذوات العدد قبل ان ینزع الی اهله ویتزود لذلك ثم یرجع الی خدیجة فیتزود لمثلها حتی جاء الحق وهو فی حراء فجاءه الملك فقال اقرء فقلت ما انا بقاری قال فاخذنی فغطنی حتی بلغ منی الجهد ثم ارسلنی فقال؟ اقرء فقلت ما انا بقاری فاخذنی فغطنی الثانیة حتی بلغ منی الجهد ثم ارسلنی فقال اقرء فقلت ما انا بقاری قال فاخذنی فغطنی الثالثة ثم ارسلنی فقال اِقْرَءْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۔ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۔ اِقْرَءْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ فرجع بها رسول الله صلعم یرجف فواده فدخل علی خدیجة بنت خویلد فقال زملونی زملونی فزملوه حتی ذهب عنه الروع فقال لخدیجة واخبرها الخبر لقد خشیت علی نفسی فقال خدیجة کلا والله ما یخزیك الله ابدا انك لتصل الرحم وتحمل الکل وتکسب المعدوم و تقری الضیف وتعین علی نوائب الحق فانطلقت به خدیجة حتی اتت به ورقه بن نوفل بن اسد بن عبد العزی ابن عم خدیجة وکان امرءًا تنصر فی الجاهلیة وکان یکتب الکتب العبرانی فیکتب من الانجیل بالعبرانیة ماشاء الله ان یکتب وکان شیخا کبیرا قد عمی فقالت له خدیجة یا ابن عم اسمع من ابن اخیك فقال ورقه یا ابن اخی ماذا تری۔ فاخبره رسول الله صلعم خبر ما رای فقال له ورقة هذا الناموس الذی نزل الله علی موسیٰ

یا لیتنی فیھا جذع یا لیتنی اکون حیا اِذا یخرجک قومک فقال رسول اللہ صلعم اوَ مخرجی ھم قال نعم لم یات رجل قط بمثل ما جئت بہ الا عودی وان یدرکنی یومک انصرک نصراً موزراً ثم لم ینشب ورقۃ ان توفی وفتر الوحی ۔ اور بعض روایت میں ہے فحمی الوحی وتتابع (ترجمہ) آغاز وحی رسول اللہ صلعم سچا خواب تھا جو خواب آپ دیکھتے فوراً واقع ہوتا ۔ پھر آپ کو تنہائی محبوب ہوئی تو آپ غار حرا میں تنہا جا بیٹھے اور راتوں کو اس غار میں عبادت کرتے اس لئے کھانا اپنے ساتھ لے جایا کرتے ۔ پھر خدیجہؓ کے پاس آتے اور اسی قدر کھانا لے جاتے یہاں تک کہ قوت وحی اٹھانے کی ہوگئی پھر آپ پاس وہیں فرشتہ آیا اور کہا کہ پڑھ ۔ آپ نے کہا میں پڑھا نہیں ہوں تو اس نے گود میں لے کر خوب دبایا ایسا ہی تین مرتبہ کیا پھر کہا اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ یعنی پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا آدمی کو خون بستہ سے پڑھ اور تیرا رب بڑا مہربان ہے) پھر تو لوٹے رسول اللہ اور ان کا دل دھڑکتا تھا ۔ پھر پہونچے خدیجہؓ بنت خویلد کے پاس اور کہا مجھے اوڑھا دو مجھے اوڑھا دو تو اوڑھا دیا ۔ یہاں تک کہ خوف دل سے جاتا رہا تو خدیجہ سے ماجرا بیان کیا اور کہا کہ میں اپنی جان پر ڈرا تو خدیجہؓ نے کہا اہ خدا تجھے کبھی رسوا نہ کرے گا تو تو یگانوں سے سلوک کرتا ہے اور مہمان کی خدمت کرتا ہے اور مصیبت کے وقت مدد کرتا ہے اور حاصل کرتا ہے جو کسی کو نہ ملے اور سب کا بوجھ اٹھاتا ہے ۔ پھر خدیجہ آپ کو لے چلیں یہاں تک لے گئیں آپ کو ورقہ بن نوفل اپنے چچیرے بھائی پاس جو نصرانی ہو گئے تھے اور کتب عبرانی لکھا کرتے تھے ۔ چنانچہ انجیل کو عبرانی میں لکھتے تھے اور وے بہت بوڑھے ہو گئے تھے ۔ آنکھوں سے معذور تھے ۔ پھر خدیجہؓ نے کہا ۔ اے بھائی کی بات سنو تب ورقہ نے کہا اے بھیا کیا دیکھا تب رسول اللہ نے سب بیان کیا تو ورقہ نے کہا کہ یہ وہی فرشتہ ہے جو موسیٰؑ پاس آیا تھا ۔ کاش میں جوان ہوتا ۔ کاش میں اس وقت

زندہ رہتا جب تجھے تیری قوم نکالے گی۔ تب رسول اللہ نے کہا کیا وے مجھے نکالینگے ورقہ نے کہا۔ تیری ایسے شخص کے لوگ ہمیشہ دشمن رہے اگر مجھکو وہ زمانہ ملتا تو میں تیری مدد کرتا۔ بعدازیں ورقہ کا انتقال ہوگیا پھر تو وحی کی جھڑ لگی۔ قسطلانی نے فترالوحی کے معنی یہ لکھے ہیں کہ وحی ٹھیر گئی لیکن میرے نزدیک یہ معنی صحیح نہیں کیونکہ حمی الوحی وتتابع کے خلاف ہے جو دوسری روایت میں وارد ہے فترالسحاب بولتے ہیں اور بعض روایات میں ہے کہ پھر تو وحی گرم ہوئی اور اس کا تار بندھا۔ احادیث متقدمہ سے تین قسم وحی ثابت ہے رؤیا صوت بلاظہور قائل اور بذریعہ ملک۔ ان سب طرق سے پیغمبر پاس وحی آتی تھی۔ قال اللہ تعالیٰ مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ (ترجمہ) بشر سے خدا گفتگو نہیں کرتا مگر بذریعہ وحی کے یا پردہ سے یا بھیجتا ہے کوئی قاصد تو وہ پیام پہونچاتا ہے اس کی اجازت سے جو وہ چاہتا ہے۔ وحی سے مقصود وہی ہے جسے حضرت عائشہؓ رؤیا سے بیان کرتی ہیں اور وراء حجاب سے مقصود صوت ہے جس کا قائل معلوم نہ ہو اور قسم سوم ظاہر ہے اس سے بھی تین ہی قسم وحی ثابت ہے۔ اس حدیث میں چند بات قابل لحاظ کے ہے اولاً یہ کہ ورقہ بن نوفل نے کہا کہ قوم تجھے نکال دے گی یہ بات اُن کو کہاں سے معلوم ہوئی۔ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ موسیٰ کے شیر کی اُس آیت سے جس میں بیان ہوا ہے کہ نسر کی طرح اُسے اپنے جناح پر لادلے جائے گا جس کا بیان اوپر ہو چکا ہے۔ دوسرے یہ کہ پھر وحی کی جھڑ لگی یہ مطابق اس کے ہے جو اوائل شیر میں مرقوم ہے جس کا بیان اوپر ہو چکا ہے۔ عبادہ ابن صامت سے روایت ہے۔ کان النبی صلعم اذا انزل علیہ الوحی کرب لذلك وتربد وجھہ پیغمبر خدا پر جب وحی نازل ہوتی بے چین ہوتے اور آپ کا چہرہ متغیر ہو جاتا۔

تحقیق المقام یہ ہے کہ وحی درحقیقت اعلام ربانی ہے اور یقین اُس کا ویسا ہوتا ہے جیسا امور طبعیہ کا۔ اس لئے امورات طبعیہ پر بھی اس کا اطلاق آیا ہے جیسے اَوْحٰى رَبُّكَ

إِلَى النَّحْلِ پس وحی جو انبیاء علیہم السلام پر آتی ہے وہ دو طور سے ہوتی ہے بذریعہ صوت اور
بلاصوت۔ اوّل میں کبھی مَلک بشکل انسان آکر کہہ جاتا ہے اور کبھی صرف آواز آتی ہے قائل معلوم نہیں ہوتا
اور دوسری صورت میں صرف مضامین قلوب انبیاء پر فائض ہوتے ہیں جسے وے اپنے الفاظ
سے بیان کرتے ہیں اور کبھی خواب میں ہوتا ہے اور کبھی بیقظہ و بیداری میں۔ ان دونوں صورتوں کو
حضرت عائشہؓ نے بلفظ رویا تعبیر کیا ہے۔ یہ قسم ثانی جملہ انبیاء پر نازل ہوتی ہے چنانچہ صحف اشعیاء و
ارمیا و حزقیل و ہوشیع و حبقوق و زکریا و صفنیا وغیرہ اسی طریق سے لکھے گئے ہیں۔
وقت نزول وحی انبیاء پر روحانیت غالب ہوتی ہے اور جسمانیت مضمحل ہو جاتی ہے۔ اس لئے
بڑا تغیر پیدا ہوتا ہے چونکہ اُن کے مزاج میں بڑی قوت ہوتی ہے اس لئے جو کچھ اعلام ہوتا ہے اُسے
محفوظ رکھتے ہیں اُس میں غلطی نہیں واقع ہوتی۔ اس لئے وے معصوم ہوتے ہیں۔ خطاء فی الوحی
سے وے بالکل محفوظ ہیں اس طریق ثانی کو عبرانی میں חָזוֹן حزون کہتے ہیں۔
اُس کا پرتو صلحا و زہاد کو بھی ہوتا ہے جسے الہام کہا کرتے ہیں چونکہ اُس کی روشنی کم ہوتی ہے
وہ مفید یقین نہیں ہوتا اور شائبہ خطاء سے خالی نہیں ہوتا۔ اس لئے اُس سے تمسک جائز نہیں
جب اس قدر ممہد ہوا تو کہتے ہیں کہ شیر غالباً بذریعہ وحی کے ملتی ہے چنانچہ کل زبور ایسی ہی ہے
وعلیٰ ہذا القیاس۔ شیر موسیٰ و شیر سلیمان علیہم السلام وغیرہ۔ اُس میں بیشتر تسبیح و تحمید
باری عزاسمہ ہوتی ہے اور کبھی کبھی اُس میں اخبار بالغیب بھی شامل رہتا ہے شیر ہی کو عربی
میں قرآن کہتے ہیں پس قرآن بالکل شیر ہے چونکہ شیر میں اوامر نواہی متعلق بحکمت عملی خصوصاً
تدبیر منزل و سیاست مدن نہیں ہوتی تھی اور قرآن میں یہ بھی ہے اس لئے حضرت داؤدؑ نے
اُسے شیر جادش یعنی نئے شیر سے تعبیر کیا ہے اور اس وجہ سے بھی کہ وہ زبان عربی میں ہے
بخلاف زمانہ سابق کے کہ وہ زبان عبرانی میں ہوتی تھی۔ جب یہاں تک لکھ چکے تو اب ہم یہاں
۹۶ زبور کو نقل کرتے ہیں۔ שִׁירוּ לַיהוָה שִׁיר חָדָשׁ
שִׁירוּ לַיהוָה כָּל הָאָרֶץ:

شیرو لیہوا شیر حاداش شیرو لیہوا خل ہا آرِض ۔ لغات שִׁירוּ شیرو سبحوا یعنی بھجو שִׁיר شیر یعنی حمد חָדָשׁ حاداش معنی جدید הָאָרֶץ آرِض ۔ ارض (ترجمہ) بھجو اللہ کو نئے بھجن سے سبحوا اللہ تسبیحا جدیدا مقصود یہ ہے کہ اللہ کو نئے بھجن یعنی قرآن شریف سے بھجو۔ یہ خبر ہے نسبت قرآن کے اُسی کی قرأت نماز مقرر ہو گی تمام دنیا کے واسطے فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ اگر یہ خبر نسبت قرآن کے نہ ہو تو پھر حاداش کی قید فضول ہو جائے گی نئی تسبیح جیسا قرآن پر منطبق ہے ویسا کسی کتاب پر نہیں انجیل میں تو تسبیح مطلق نہیں صرف چند مواعظ ہیں اگر تسابیح سلیمان کو کہیں تو مضامین زبور سے متقارب ہیں اور زبان بھی وہی ہے اور قرآن کا تسبیح جدید ہونا اظہر من الشمس ہے۔ واضح ہو کہ حضرت موسیٰ کے وقت میں نماز فرض نہ تھی تورات سے فرضیت صرف قربانی کی ثابت ہوتی ہے احکام تورات تا بعثت ہمارے پیغمبر کے بدستور قائم رہے تورات میں اس پر بڑھانے خواہ گھٹانے کی سخت ممانعت ہے۔ اصل نماز حمد باری تعالیٰ ہے۔ پس یہ حکم کہ کل روئے زمین تسبیح کریں اس سے مقصود اجرا نہیں ہے اور نہ فرضیت صلوٰۃ مقصود ہے نہیں تو حضرت داؤد اپنے وقت میں جاری کرتے بلکہ یہ حکایت ہے کسی زمانہ آئندہ کی چنانچہ قرآن کا پڑھنا آنحضرت کے وقت میں فرض ہوا۔ قرآن ترجمہ شیر ہے۔ قرآن علم نہیں ہے إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا کو لحاظ کرو یعنی عربی بھجن قال اللہ تعالیٰ لَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ مثانی کے معنی گیت ہیں خصوصاً ٹیپ جسے بار بار گاتے ہیں معنی آیت یہ ہیں کہ دیا ہم نے تجھے سات آیت کی ٹیپ اور بڑے بھجن چونکہ سورہ فاتحہ کو نماز میں بار بار پڑھتے ہیں تو اُسے سبع مثانی سے تعبیر کیا۔ الغرض اس آیت میں اشارہ ہے فرضیت صلوٰۃ کی طرف جو قبل زمانہ ہمارے پیغمبر کے نہ تھی۔

בְּ שְׁמוֹ כִּי דְבַר הָנָח ׃ לְעוֹלָ שְׁ
שִׁלוֹ מַרִם-לְיוֹם ׃ שִׁי עֲתַנְ ׃

شیرو لیہوُا بارخوشموُ بسترُو میتوم لیوم لیشوُعاتوُ لغات בָּרְכוּ
بارِخُو مادہ اس کا בָּרַךְ بارُخ ہے جس کے معنی ہیں برکت دینا
مبارک ہونا عظمت بیان کرنا ۔ نماز کرنا בַּשְּׂרוּ بَسّرُو ۔ بشارت دو
ישׁוּעָה یشوعا ۔ محفوظ و نجات و مدد و حفاظت و رحمت و فتح ۔
(ترجمہ) خدا کی تسبیح کرو اُس کے نام کی عظمت بیان کرو ۔ روزانہ اُس کی رحمت
خواہ اعانت کی بشارت دو ۔ یہ اشارہ ہے اذان کی طرف کہ اُس میں روزانہ
خدا کے نام کی عظمت اور بشارت فلاح و نجات بیان ہوتی ہے ۔ سورہ فاتحہ جو
اصل نماز ہے اُس میں سات صفت باری تعالیٰ کی مذکور ہیں ۔ ربوبیت جو سراسر
عظمت و رحمت و ملک عبادت و اعانت ہدایت انعام جسے مسلمان روزانہ پڑھتے
ہیں ۔ ابو سعید ابن المعلی سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا ہے ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ
رَبِّ الْعٰلَمِیْن ھی سبع المثانی والقرآن العظیم الذی اوتیتہ یہ حدیث
مروی ہے بخاری و ابن ماجہ و سنن ابو داؤد و نسائی میں چونکہ یشوعا کے معنی محفوظ و معصوم بھی
ہوتے ہیں اس لئے اس آیت کے یہ معنی بھی ہوتے ہیں خدا کی تسبیح کرو، اُس کے نام کی
عظمت بیان کرو اور اُس کے معصوم کی بشارت روزانہ بیان کرو ۔ انبیا علیہم السّلام
معصوم ہوتے ہیں مراد ذات سرور موجودات ہے مسلمان پانچ وقت تشہد میں لا الٰہ الا اللہ
محمد رسول اللہ پڑھتے ہیں لا الٰہ الا اللہ جس کا مضمون یہ ہے کہ سوائے ذات
باری تعالیٰ کے کوئی موجود حقیقی نہیں جملہ اشیا اُسی ذات کے پرتو اور اُسی سے
موجود ہیں ۔ کمال عظمت باری عز اسمہ پر دلالت کرتا ہے محمد رسول اللہ بشارت ہے

اُس کے معصوم کی جس کی طرف حضرت داؤد اشارہ فرماتے ہیں סַפְּרוּ בַגּוֹ
יִם כְּבוֹדוֹ בְּכָל־הָעַמִּים נִפְלְאוֹ
תָיו׃ شیپّرو بگوئیم کبودو بِخُل ہاعمّیم نفلئوتاو۔ (ترجمہ)
" بیان کرو قبائل میں اُس کا جلال سب قوموں میں اُس کی عظمت" یہ آیت
گزشتہ کی تاکید و توضیح ہے اس آیت کے واضح معنی یہ ہیں کہ اقوام بت پرست میں
ظاہر کرو اُس کی عظمت یعنی اُس معصوم کے عظمت کی شہادت دو اور جملہ اقوام میں
اُس کے معجزات بیان کرو قرآن کی ہر آیت معجزہ ہے جب یشوعا کے معنی معصوم
ہوں تو یہ معنی اُس سے متعلق ہونگے כִּי גָדוֹל יְהוָה וּמְ
הֻלָּל מְאֹד נוֹרָא הוּא עַל־כָּל־
כָּל־אֱלֹהִים׃ כִּי כָּל־אֱלֹהֵי הָעַ
מִּים אֱלִילִים וַיהוָה שָׁמַיִ
ם עָשָׂה׃ הוֹד וְהָדָר לְפָנָיו עֹז
וְתִפְאֶרֶת בְּמִקְדָּשׁוֹ׃ הָבוּ
לַיהוָה כְּבוֹד שְׁמוֹ שְׂאוּ מִנְחָה
וּבֹאוּ לְחַצְרוֹתָיו׃
کی گادول یہوا ومہلّال میود نورا ہوعل کل الوہیم کی کل الوہی ہاعمّیم الیلیم
ویہوا شامائیم عاسا ہود وہادار لفاناو عوز وتفیرت بمقداشو ہابو لیہوا کبود
شمو سیو منحہ وبو لحصروتاو لغات גָדוֹל گادول۔ بڑا

מְהֻלָּל مُہلال ستودہ محمود محمد מְאֹד مُؤد قوت قوی
נוֹרָא نورا۔ ذوالجلال اور ذی شوکت אֱלֹהִים الوہیم معبودُ
حکام אֱלִילִים ایلیل۔ لغو و باطل מִנְחָה منحا۔ نذرانہ پیش کش
عربی منح کہتے ہیں (ترجمہ) کہ بڑا ہی اللہ اور محمد قوی (یعنی بیان کرو قبائل میں اُس کا جلال سب
قوموں میں اُس کی عظمت کہ اللہ بڑا ہی اور محمد قوی ہی چنانچہ اذان میں اللہ اکبر پانچوں وقت پڑھا جاتا ہی۔
اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمد رسول اللہ سے عظمت باری تعالیٰ اور عظمت اُس کے
رسول کی مصرح ہی) کیونکہ وہ ذوالجلال ہی سب معبودوں سے (یہ اُس وقت ہوگا کہ یہ تعلق اللہ کے ساتھ ہو
اور اگر محمد کے ساتھ ہو تو معنی یہ ہونگے کہ وہ سب رسولوں سے ذی شوکت و پرشکوہ ہوگا بہ نظر کثرت اجتماع و جہ بنظر
جہاد و قتال کیونکہ الوہیم کے معنی معبود بھی ہیں اور حکام و افسر بھی ہیں چنانچہ حضرت موسیٰ کو الوہیم کہا ہی حکام سے
مقصود شارع و رسول ہی جس کے احکام عین احکام الٰہی ہوتے ہیں) کیونکہ سب معبود اقوام لغو ہیں اور
خدا نے آسمان بنایا ہی ہاں اشہد ان لا الہ الا اللہ سے اشارہ ہی دوسرے معبودوں
کی لغویت کی طرف جس کے سامنے جمال بھی ہی اور جلال بھی جس کے پاک گھر میں کبریا و تفاخر
ہی۔ لاؤ خدا کے واسطے اے قبائل اقوام (یعنی ایمان و تسلیم) لاؤ اُس کے واسطے عزت و قوت
(یعنی اُس کو معزز جانو اور قوی) یہ اشارہ ہی جو اذان میں کہا جاتا ہی قوم سے کہ تم نماز کے لئے
حاضر ہو حی علی الصلوٰۃ کے مضمون کو لحاظ کرو۔ پس حضرت داؤد اُسی کی طرف اشارہ
کرتے ہیں کہ اے قبائل خدا کے واسطے ایمان و تصدیق لاؤ یعنی نماز کے لئے حاضر ہو یہ
مطابق اُس کے ہی جو حضرت موسیٰؑ کی تسبیح میں گزرا כִּי שֵׁם יְהוָה אֶ
קְרָא הָבוּ גֹדֶל לֵאלֹהֵינוּ: (ترجمہ)
جب میں خدا کا نام پکاروں تو تم لوگ ہمارے معبود کے لئے عظمت لاؤ یعنی نماز کے لئے
آمادہ ہو خدا کے نام کی تعظیم کرو۔ نذرانہ لاؤ اُس کے احاطہ میں یہ اشارہ ہی اُس کی طرف
جو مکہ معظمہ میں اب تک تمام دنیا سے نذرانہ جاتا ہی הִשְׁתַּחֲווּ לַיהוָה

לַיהוָה בְּהַדְרַת־קֹדֶשׁ חִילוּ מִפָּנָיו
כָּל־הָאָרֶץ ׃ ہشتحو ولیہوا بہدرت قودش حیلو مپاناو
کل ہا آرص (ترجمہ) سجدہ کرو خدا کو مساجد میں (اب یہ تصریح ہے حیعل الصلوٰۃ کی)
طواف کرو اُس کے سامنے تمام روے زمین یہ اشارہ ہے حج کی طرف تمام دنیا کے لوگ مکہ معظمہ
میں حج کے لئے جاتے ہیں۔ اس دھوم دھام سے حج نہیں ہوتا تھا۔ الغرض یہ اشارہ ہے
صلوٰۃ ذات السجود و حج کی طرف فرضیت ایسی نماز کی آگے نہ تھی آنحضرت کے وقت میں
ہوئی اور حج بھی اس طرح فرض نہ تھا۔ بیت المقدس میں بنی اسرائیل صرف قربانی کے لئے
جمع ہوتے تھے اگرچہ نماز ذات الرکوع و سجود حضرت ابراہیم کے وقت میں تھی چنانچہ
موسیٰ کی دوسری کتاب کے پانچویں باب سے معلوم ہوتا ہے لیکن موسیٰ کے وقت میں
نہ رہی אִמְרוּ בַגּוֹיִם יְהוָה מָלָךְ אַף־
תִּכּוֹן תֵּבֵל בַּל־תִּמּוֹט יָדִין עַמִּים
בְּמֵישָׁרִים׃ יִשְׂמְחוּ הַשָּׁמַיִם וְ
תָגֵל הָאָרֶץ יִרְעַם הַיָּם וּמְלֹא
וֹ׃ יַעֲלֹז שָׂדַי וְכָל־אֲשֶׁר־בּוֹ אָז
יְרַנְּנוּ כָּל־עֲצֵי־יָעַר׃ לִפְנֵי יְהוָה
כִּי בָא כִּי בָא לִשְׁפֹּט הָאָרֶץ יִשְׁ
פֹּט־תֵּבֵל בְּצֶדֶק וְעַמִּים בֶּאֱ
מוּנָתוֹ ׃ امرو بگویم ہوا مالخ اف تکون تیبل بل تموط
یادین عمیم بمیشاریم یشمحو ہشامایم وتاغیل ہا آرص یرعم ہیام ومُلاؤ یعلوز سادی
وخل اشر بو از یرننو خل عصی یعر لفنی یہوا کی با کی با لشپوط ہا آرص یشپوط
تیبل بصدق وعمیم بامونا تو لغات גּוֹי گوی = اُمّت گروہ גּוֹיִם

مالخ = حکمران ہوا، بادشاہ ہوا תכון تکون مادہ اس کا כון
کون ہے یہ باب انفعال سے ہے معنی آمادہ ہونا و راست و درست ہونا۔ یہاں صیغہ مضارع ہے
תבל تبیل۔ کرہ ارض תמוט تموط = متزلزل ہوگی
ידין یادین = انصاف کرے گا במישרים بیشاریم = راستی
תגל تاغیل مادہ اس کا גיל گیل ہے جس کے معنی ہیں چکر کھانا۔

(ترجمہ) کہدو قوموں سے کہ خدا سلطان ہوا تو زمین آمادہ ہو جائے بلکہ متزلزل ہو انصاف کرے گا قوموں کی راستی کے ساتھ مسرور ہوں آسمان اور چکر کھائے زمین اور متموج ہو سمندر اور بھرپور ہو جائے اور خوش ہو بستان اور جو کچھ اُس میں ہو تب مترنم ہونگے جنگل کے درخت خدا کے سامنے کہ آیا ہاں آیا زمین کے انصاف کے لئے، انصاف کرے گا کرۂ ارض کا مطابق صداقت کے اور قوموں کا مطابق اُن کے ایمان کے یہ بیان قیامت ہے۔ چونکہ وجود پیغمبر آیات قرب قیامت سے ہے۔ اس لئے حضرت داؤد بعد بیان بعثت شریف ذکر قیامت کرتے ہیں لمن الملك اليوم اس کے یہ معنی صاف ہیں کہ اقوام بت پرست سے کہدو کہ خدا مالک ہوگا (یعنی اُسی کا حکم اور اُسی کی شریعت بموجب انتظام ہوگا) تب زمین منتظم ہوگی لغزش نہ کرے گی، قوموں پر حکومت کرے گا عدالت سے خوش ہونگے آسمان اور مسرور ہوگی زمین، وجد کریں گے سمندر اور کامل ہونگے ہمارا خط اور جو کچھ اُس میں ہو شادمانی کریں گے جب کل جنگلی درخت مترنم ہونگے۔ مقصود یہ ہے کہ اجرائے شریعت ربانی اور انتظام ملک حسب احکام الٰہی و امن و امان و مسرت زمین و آسمان و خلاصی بنی اسرائیل بت پرستوں کے ظلم سے جب ہوگا کہ جنگلی درخت مترنم ہونگے یعنی جہال عرب = حصول شرائع و ادب قرآن پڑھیں گے اور نیز یہ اشارہ ہے کہ جب جنگل کے درخت تصدیق رسالت کریں گے چنانچہ اشجار و احجار نے آپ کے رسالت کی تصدیق کی: ۹:۱۴۹ زبور:

הדר הוא לכל חסידיו

הַֽלְלוּ־יָהּ שִׁירוּ לַֽיהוָה שִׁיר חָדָשׁ תְּהִלָּתוֹ בִּקְהַל חֲסִידִֽים׃ ——— ہللو یاہ شیرو لیہوا شیر حاداش تہلاتو بقہل حسدیم (ترجمہ) خدا کی حمد کرو اُس کو نئے بھجن سے بھجو یعنی اُس کی نماز زہاد کی جماعت میں: ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ شیر حاداش سے مقصود قرآن ہے وہی لفظ یہاں بھی واقع ہے اُس کی تصریح یہاں اور بھی ہے کہ وہ جماعت زہاد میں نماز مقرر ہوگی فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ کو لحاظ کرو یہاں لفظ חֲסִידִים جسدیم آیا ہے جس کے معنی ہیں رحماء یہ شان صحابہ ہے رحماء بینھم کو خیال کرو جسدیم کے معنی ہیں زہاد یعنی جو خدا ہی سے اپنا تعلق رکھیں واضح ہو کہ حضرت موسیٰ کے وقت میں بڑی عبادت قربانی تھی عام طور پر نماز نہ تھی کچھ دعا بضرورت پڑھتے تھے اب اس دور میں نماز ہی عبادت مقرر ہوئی اس لئے داؤد کہتے ہیں کہ وہ شیر حاداش نماز مقرر ہوگی۔ יִשְׂמַח יִשְׂרָאֵל בְּעֹשָׂיו בְּנֵי־צִיּוֹן יָגִילוּ בְמַלְכָּֽם یسمح یسرائیل بعوساو بنی صیئون یاغیلو بملکام (ترجمہ) خوش ہونگے بنی اسرائیل اپنے خالق سے اور سکان بیت المقدس وجد کریں گے اپنے سلطان پر اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت داؤد خبر دیتے ہیں کسی بادشاہ کی جو بنی اسرائیل کا معاون ہوگا یعنی دین خدا پرستی کو قوت دے گا اور بت پرستوں کے ہاتھ سے اس قوم کو بچائے گا چونکہ وہ خدا کی جانب سے ہوگا اس لئے خدا سے خوش ہونے کو یعنی اُس کی شکر گزاری کو بیان کرتے ہیں בְּנֵי־צִיּוֹן اور بنی صیئون سے مراد عرب ہو سکتے ہیں کیونکہ

خشک زمین کو بھی کہتے ہیں جیسا اوپر گزرا: יְהַלְלוּ שְׁמוֹ בְמָח
וֹל בְּתֹף וְכִנּוֹר יְזַמְּרוּ לוֹ׃
یہللو شمو بما حول بتوف دِخنور یزمرو لو (ترجمہ) اُس کے نام کی ستائش کرو
بانسوری سے دف وستار سے اُس کے بھجن کرو مقصود فقط اظہار سرور و وجد ہے ایسے
خالق وایسے بادشاہ پر اس میں ایک سر ہے یہللو کے معنی ہیں محمد کو یہ صیغہ مضارع ہے لیکن
اُس سے اسم مفعول مراد ہو سکتا ہے تو معنی یہ ہوئے کہ اس بادشاہ کا نام محمد ہوگا כִּי
רוֹצֶה יְהוָה בְּעַמּוֹ יְפָאֵר עֲנָוִים בִּי
שׁוּעָה׃ کی رُوصہ یہوا بعمو یفار عناویم بیشوعا (ترجمہ) جب رضامند
ہوگا خدا اپنی قوم سے تو فخر دے گا مساکین کو نجات دینے کا: مقصود یہ ہے کہ جب خدا بنی اسرائیل سے
اُن کی نجات کے لئے رضامند ہوگا تو یہ فخر غریب قوم کو عنایت کرے گا۔ غریب قوم سے مقصود
عرب ہیں کہ اُن کے ملک میں نہ پانی کا آرام، نہ کھانے کا، نہ علم ہے نہ دانش، نہ ہنر ہے، نہ دستکاری
علاوہ بریں قریش جو اولاد اسمٰعیل سے ہیں۔ حضرت ابراہیم نے اُن کے مورث اعلیٰ یعنی حضرت
اسمٰعیل کو نکال دیا تھا۔ ملک شام سے جہاں سے خود حضرت آدام نکالے گئے تھے اور اُسی
ملک بے آب ودانہ میں بطور سزا پھینکے گئے اور حضرت اسمٰعیل کا نکالا جانا بوجہ سارہ کے تھا
تو اب خدا نے بنی سارہ کی نجات کے لئے بنی ہاجرہ کو تجویز و مامور کیا جو لوگ اُس بادشاہ کے
مطیع ہوئے جس کا ذکر اس آیت میں ہے اُن کو نجات دنیا و آخرت میں نصیب ہوئی بت پرستوں
کی دست برد سے محفوظ ہو گئے اور اشقیا خائب و خاسر رہے: יַעְלְזוּ חֲסִי
דִים בְּכָבוֹד יְרַנְּנוּ עַל־מִשְׁכְּבוֹ
תָם׃ یعلزو حسیدیم بکابود یرننو عل مشکبوتام (ترجمہ) خوش ہوں گے
زہاد عزت سے ترنم کریں گے اپنے بستر پر: רוֹמְמוֹת אֵל בִּגְרוֹ
נָם וְחֶרֶב פִּיפִיּוֹת בְּיָדָם׃

رُومموث ایل بغرونام وحریب پیپوث بیادام لغات רוֹמְמוֹת
رومموث جمع ہی روممہ کی רוֹמֵמָה جس کا مادّہ רוּם رُوم ہی
بمعنی بلند ہونا روميما بلند و بلندی مجازاً عزت کنایہ ہوتا ہی وحی اور کلام اللہ سے בִּגְרוֹנָם
بِگرُون - حلق (ترجمہ) خدا کا کلام اُن کے حلق میں ہوگا اور دو دھاری تلوار اُن کے
ہاتھ میں یہ نشان ہی اُس غریب قوم کا جس کو خدا حق پرستی پر مامور کرے گا کہ خدا کا کلام اُن کی
گردن میں ہوگا اور دو دھاری تلوار ہاتھ میں احکام الٰہی جاری کرنے کے لئے جو سراسر عدالت و
حکمت ہوگی یہ سوائے زمانہ اسلام کے کبھی نہیں ہوا احکام ربانی کے اجرا کے لئے کسی نبی کے
وقت میں تیغ رانی نہیں ہوئی یہ تو نہایت واضح ہی לַעֲשׂוֹת נְקָ
מָה בַּגּוֹיִם תּוֹכֵחוֹת בַּלְאֻמִּי
ם : لَعسُوث نِقاما بگویِم توخِحوث بِلامیم (ترجمہ) اقوام کی سزا دینے
کے لئے اصلاح امم کے واسطے یعنی تلوار اُن کے ہاتھ میں ہوگی کہ اقوام بت پرست کی اصلاح
کریں اُن کو سزا دینے کی לֶאְסֹר מַלְכֵיהֶם
בְּזִקִּים וְנִכְבְּדֵיהֶם בְּכַבְלֵי
בַרְזֶל : لِاسور ملکیہم بزقیم ونخبدیہم بکبلی برزل لغات אָסֹ
ר اِسور = اسیر کرنا זִקִּים زِقیم جمع ہی זֵק زِق کے معنی
زنجیر כֶּבֶל کبل معنی قید بیڑی (ترجمہ) اُن کے سلاطین کو زنجیروں
میں اسیر کرنے کے لئے اور اُن کے سرداروں کو لوہے کی بیڑیوں میں לַעֲשׂ
וֹת בָּהֶם מִשְׁפָּט כָּתוּב הָדָ
ר הוּא לְכָל חֲסִידָיו הַלְלוּיָהּ :
لعسوث باہم مِشپاط کاتوب ہادار ہو لِخل حسیداو ہلِلویاہ (ترجمہ) اُن میں شریعت
مکتوب جاری کرنے کے لئے وہ زینت ہی جملہ زہاد کے لئے خدا کی حمد کرو : اشعیا کا ۴۲ باب

اس کے مناسب ہے اس لئے ہم لکھتے ہیں اُن کا دستور ہے کہ کبھی کسی پر پیشین گوئی کرتے ہیں اور
کبھی کسی پر، کچھ ترتیب نہیں ہے۔ بیت المقدس و بنی اسرائیل سے بیشتر ان کا کلام تعلق رکھتا ہے
הֵן עַבְדִּי אֶתְמָךְ־בּוֹ בְּחִירִי רָצְתָה
נַפְשִׁי נָתַתִּי רוּחִי עָלָיו מִשְׁפָּט לַ
גּוֹיִם יוֹצִיא: ہِن عَبْدِی اِتْمَخ بو بِحِیرِی رَاصْتَا نَفْشِی
نَاتَتِّی رُوحِی عَالَاءِ مِشْپَاط لَگُوییم یُوصی: **لغات** הֵן ہِن یہ حرفِ تنبیہ ہے
بمنزلہ عربی ہا کے مثل فارسی ہیں עַבְדִּי عَبِیدِ بمعنی عبد بندہ غلام אֶ
תְמָךְ اِتمخ اس کا مادہ תָּמַךְ تمخ ہے بمعنی اُٹھا کے کھڑا کرنا בְּ
חִירִי بحیری مصطفیٰ منتخب (ترجمہ) دیکھو اپنے بندہ کو اُٹھا کھڑا کروں گا اپنے مصطفیٰ
سے میری جان رضامند ہوئی اُس کو وحی دونگا میں۔ شریعت قوموں کے لئے نکالے گا اس سے
معلوم ہوتا ہے کہ کوئی پیغمبر صاحبِ احکام ہونے والا ہے جس کی یہ خبر ہے کیونکہ شریعت نکالنا دوسرے کا
کام نہیں بعد موسیٰؑ کے کوئی رسول سوائے ہمارے پیغمبر کے دوسرا نہیں ہوا اُس پیغمبر کو خدا
عبدی کر کے کہتا ہے یہ کلمہ نہایت پیار کا ہے عبودیت کے مراتب علماء نے بہت کچھ شرح و بسط کے
ساتھ لکھے ہیں ہم کو اعادہ کی ضرورت نہیں اشهد ان محمدا عبده و رسوله مطابق
اس پیشین گوئی کے ہے رسول تو منتخب ہوتا ہے לֹא יִצְעַק וְלֹא
יִשָּׂא וְלֹא יַשְׁמִיעַ בַּחוּץ קֹ
ולו: لُو یِصْعَق ولو یِسَّا ولو یَشْمِیعَ بَحُوص قولو: **لغات** יִצְעַק
مادہ اس کا צָעַק صَعَق ہے اس کے معنی ہیں چلانا شور کرنا: יִשָּׂא
یِسَا اُٹھانا، تکبیر کرنا (ترجمہ) نہ چلائے گا اور نہ اپنی آواز بلند کرے گا اور نہ باہر
سنائے گا۔ مقصود یہ ہے کہ وہ پیغمبر نہایت نرم دل ہوگا اور اُس کی آواز بہت نرم ہوگی چنانچہ
سب بات ہمارے پیغمبر میں تھی لو کنت فظا غلیظ القلب לֹא יִצְעַק

רצוץ לא ישבור ופשתה כהה לא
יכבנה לאמת יוציא משפט :

قانہ راصوص لو یشبور و فشتہ کیہا لو یخبنہ لامت یوصی مشپاط:
شکستہ بیل کو نہ توڑے گا اور دھونڈہلی بتی کو گل نہ کرے گا۔ تصدیق
شریعت جاری کرے گا مقصود یہ ہے کہ مظلوموں کو نہ ستائے گا وہ بڑا عادل ہوگا۔
اس سے یہ بھی مراد ہے کہ بیت المقدس کو خراب نہ کرے گا بلکہ محفوظ رکھے گا۔ شکستہ
بیل سے مقصود بیت المقدس ہے چنانچہ اب مسلمان اُس مسجد میں نماز کے لئے
جاتے ہیں اور دھونڈہلی بتی سے مقصود توراۃ ہے یعنی اُس کے احکام بالکلیہ
نہ زائل کرے گا۔ לא יכהה ולא ירוץ עד
ישים בארץ משפט ולתורתו
איים ייחלו : لو یخہ ولو یاروص عد یاسیم باآرص مشپاط و لتوراتو
ایئیم یخلو (ترجمہ) نہ مضمحل ہوگا نہ دوڑے گا جب تک کہ نہ قائم کرے گا ملک میں
دین یعنی جب تک اُس کی شریعت اہل بر نہ قبول کریں مقصود یہ ہے کہ وہ پیغمبر جب تک دین کو
پورا نہ کرے گا اور اُس کی شریعت ملک میں جاری نہ ہولے گی اس دنیا سے رحلت نہ کرے گا۔
اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ کو وسورہ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ کو لحاظ کرو
כה־אמר האל יהוה בורא השמ
ים ונוטיהם רקע הארץ וצאצאיה
נתן נשמה לעם עליה ורוח לה
לכים בה کو امر ہا ایل یہوا بوری ہشامایم ونوطیہم روقع ہا ارض

وِصِطَارِ ہَا نوتِین نشَامَا لاعام عالیہا وِرُوح لہولخیم باہ (ترجمہ) یوں کہا اُس
قوی خدا نے جس نے آسمانوں کو بنایا اور اُن کو کھڑا کیا جس نے زمین کو پھیلایا اور اُس کے
موالید کو جس نے اُس کے رہنے والوں کو جان دیا اور روح اُس میں چلنے والوں کو:

אֲנִי יְהוָה קְרָאתִיךָ בְצֶדֶק וְאַחְ
זֵק בְּיָדֶךָ וְאֶצָּרְךָ וְאֶתֶּנְךָ לִבְרִ
ית עָם לְאוֹר גּוֹיִם: לִפְקֹחַ עֵינַיִם עִוְרוֹ
ת לְהוֹצִיא מִמַּסְגֵּר אַסִּיר מִבֵּית כֶּלֶ
א יֹשְׁבֵי חֹשֶׁךְ: אֲנִי יְהוָה הוּא
שְׁמִי וּכְבוֹדִי לְאַחֵר לֹא אֶתֵּן וּתְ
הִלָּתִי לַפְּסִילִים: הָרִאשֹׁנוֹת הִנֵּ
ה בָאוּ וַחֲדָשׁוֹת אֲנִי מַגִּיד בְּטֶרֶם
תִּצְמַחְנָה אַשְׁמִיעַ אֶתְכֶם: انی یہوا قرائیخا بصدق واخزیق

بیادِخا واِصّرخا واِتّنخا لبریث عام لاور گوییم لفقوح عینایم عیوروث لہوصی
ممسگیر اسیر مبیث کلی یوشبی حوشخ: انی یہوا ہو شمی وخبودی لاخیر لو اتین
وتہلاتی لپسلیم + ہارشونوث ہنہ باؤ وحداشوث انی مگید بطیرم تصمحنا اشمیع
اتخم (ترجمہ) میں خدا ہوں بولایا تجھے صداقت سے اور تیرا ہاتھ پکڑا (یعنی پابند کیا یا مسیح بنایا)
اور تیری حفاظت کی اور دیا تجھکو شریعت قوموں کی روشنی (نور اور ہدیٰ) اندھوں کی آنکھ
کھولنے کو محبس سے قیدیوں کے نکالنے کو قید خانہ سے اندھیری کے رہنے والوں کو: میں
خدا ہوں وہی میرا نام ہے اپنا جلال میں اجانب کو نہ دوں گا اور اپنی خوبی (یعنی کمال) کو:
مقصود یہ ہے کہ جب شریعت دوں گا تو ابراہیم کی اولاد کو دوں گا۔ نہ بت پرستوں کو کیونکہ
کہا ہے זֶרַע אַבְרָהָם אֹהֲבִי: ابراہیم کی اولاد

مجھے پیاری ہے: سارہ سے ہو خواہ ہاجرہ سے: امورات ماضیہ تو ہو چکیں اور حوادث کی
خبریں تم کو دیتا ہوں قبل اس کے کہ وجود پزیر ہوں۔ اب خبر دیتا ہے اس اخبار میں بڑا
اہتمام کیا ہے: שִׁירוּ לַיהוָה שִׁיר חָדָשׁ תְּהִלָּ
תוֹ מִקְצֵה הָאָרֶץ יוֹרְדֵי הַיָּם וּמְלֹ
אוֹ אִיִּים וְיֹשְׁבֵיהֶם׃ יִשְׂאוּ מִ
דְבָּר וְעָרָיו חֲצֵרִים תֵּשֵׁב קֵדָר יָרֹ
נּוּ יֹשְׁבֵי סֶלַע מֵרֹאשׁ הָרִים יִצְוָחוּ׃
יָשִׂימוּ לַיהוָה כָּבוֹד וּתְהִלָּתוֹ
בָּאִיִּים יַגִּידוּ׃ יְהוָה כַּגִּבּוֹר
יֵצֵא כְּאִישׁ מִלְחָמוֹת יָעִיר קִנְאָה
יָרִיעַ אַף־יַצְרִיחַ עַל־אֹיְבָיו יִתְגַּבָּר׃

شِیرُو لیہوا شِیر حاداش تہلّاتو مقصہ ہاآرض یُورِدی ہیّام وُملوایّیم ویُوشبیہم
یِسئو مدبار وعارا و حصیریم تیشیب قیدار یارنّو یوشبی سلع مِروش ہاریم یِصوا
خو یاسیمو لیہوا کابود وُتہلاتو بااِیّیم یگیدو یہوا کگبور یصی کاایش ملحاموت یاعیر
قنآ یاریع اَف یصریح عل اویباو یتگبّر۔ **لغات** יָם

یام - بحر، سمندر מְלֹאוֹ ملو حتی - کوئی چیز پر ہو אִיִּים اِی خشکی و
جزیرہ יִשְׂאוּ یِسئو صیغہ مضارع ہے مادہ اس کا נָשָׂא
نشا ہے جس کے معنی ہیں بلند کرنا' لادنا' اٹھانا مجازاً سرداری کرنا اسی سے
نسی بمعنی سردار نکلا ہے מִדְבָּר مدبار بمعنی ریگستان עָרָיו
عار بمعنی قری' گاؤں חֲצֵרִים حاصیر- حصار و شہرپناہ - خصوصاً دیوار

احاطہ بیت المقدس جیسے حطیم و حرم : יִצְוָחוּ یصوا خو اس کا مادہ צָוַח
صَوَح ہے جس کے معنی ہیں شور مچانا خصوصاً خوشی سے : יַצְרִיחַ یَصْرِح
مادہ اس کا צָרַח صَرَح ہے معنی کڑکنا، ڈپٹنا (ترجمہ) اے سکّانِ بحرو
برو باشندگانِ جزائر خدا کو نئی تسبیح سے تسبیح کرو۔ سرداری کریں گے
ریگستان اور اُس کی بستیاں بیت المقدس میں بیٹھیں گے بنی قیدار سکانِ
سنگ لاخ زمزمہ کریں گے پہاڑ کی چوٹی سے شور مچائیں گے۔ خدا کی زکوٰۃ
ادا کریں گے یا اُس کی عظمت قائم کریں گے اور اُس کی ستائش کے جزائر میں
اعلان کریں گے۔ خدا مثل بہادر کے نکلے گا۔ سپاہی کی طرح غضب ناک ہوگا
بگل دے گا بلکہ کڑکے گا، اپنے دشمنوں پر غلبہ کرے گا۔ **تفسیر** خدا کو
نئے بھجن سے بھجو یعنی اُس کی حمد کرو۔ انتہائے ارض سے سکانِ بحر و بر (اور ہم
بیان کر چکے ہیں کہ نئے بھجن سے مقصود قرآن ہے۔ مقصود یہ ہے کہ قرآن سے تمام روئے زمین کے لوگ پڑھیں
یہی مقرر ہوگا) سرداری کریں گے میدان اور اُس کی بستیاں حرم میں بیٹھے گا۔ قیدار
زمزمہ سنج ہونگے کوہستانی پہاڑ کی چوٹیوں سے شور مچائیں گے میدان سے
مقصود میدان عرب ہے وادی غیر ذی زرع سے جو مشہور ہے کتب قدیمہ میں
بھی جا بجا اُسی ارض نمبوبوش یعنی وادی غیر ذی زرع سے بیان کیا ہے:
קֵדָר קֵדָר قیدار نام ہے حضرتِ اسمٰعیلؑ کے
بیٹے کا جس کی اولاد میں ہمارے پیغمبر ہیں חֲצֵרִים حصیریم حرم
بیت المقدس کو کہتے ہیں یہ خبر نسبت ہمارے پیغمبرؐ کے نہایت واضح ہے محتاج بسط و
تطویل نہیں خدا کی عظمت قائم کریں گے اور اُس کی پرستش دنیا کو بتائے گی (یعنی
بنی قیدار خدا پرستی دنیا میں قائم کریں گے) خدا مثل پہلوان کے نکلے گا مرد سپاہی کی طرح
غضب مشتعل کرے گا، کڑکے گا اور ڈپٹے گا اپنے دشمن پر جبر کرے گا۔ یہ سب اشارہ ہے

جہاد کی طرف: הֶחֱשֵׁיתִי מֵעוֹלָם אַחֲרִישׁ
אֶתְאַפָּק כַּיּוֹלֵדָה אֶפְעֶה אֶשֹּׁם
וְאֶשְׁאַף יָחַד : ہَحیشیتی مِعولام
اَحَرِیش اِتاپاق کَیولیدا اِفعہ اِشوم و اِشاَف یاخد : הֶחֱשֵׁיתִי
ہحیشیتی مادہ اس کا חשה حشہ ہے جس کے معنی ہیں سکوت و قرار و
استراحت یہاں صیغہ ماضی ہے ابواب تعدیہ سے אַחֲרִישׁ اَحَرِیش
اس مادہ کے معنی بہت ہیں یہاں سکوت اختیار کرنا چپ چاپ رہنا אֶפְ
עֶה اِفعہ مادہ اس کا פעה فعہ ہے جس کے معنی ہیں چلانا אֶ
שֹּׁם اشوم مادہ اس کا شامم ہے שָׁמַם معنی ویران کر دینا۔
(ترجمہ) میں نے ابتداء سے اُن کو آرام و قرار دیا۔ چپ چاپ رہوں گا۔ ضبط
کروں گا زچہ کی طرح چلاؤں گا۔ یکبارگی ویران و تباہ کردوں گا۔ مطلب واضح ہے
بدکاروں کی طرف خصوصاً بت پرست: אַחֲרִיב הָרִים וּגְבָעוֹת
וְכָל־עֶשְׂבָּם אוֹבִישׁ וְשַׂ
מְתִּי נְהָרוֹת לָאִיִּים וַאֲגַמִּים אוֹבִ
ישׁ׃ וְהוֹלַכְתִּי עִוְרִים בְּדֶרֶךְ
לֹא יָדָעוּ בִּנְתִיבוֹת לֹא־יָדְ
עוּ אַדְרִיכֵם אָשִׂים מַחְשָׁךְ
לִפְנֵיהֶם לָאוֹר וּמַעֲקַשִּׁים לְ
מִישׁוֹר אֵלֶּה הַדְּבָרִים עֲשִׂיתִם וְלֹ
א עֲזַבְתִּים׃ נָסֹגוּ אָחוֹר יֵבֹשׁוּ
בֹשֶׁת הַבֹּטְחִים בַּפָּסֶל הָאֹמְרִים

לְמַסֵּכָה אַתֶּם אֱלֹהֵינוּ :

اَخرِیب ہارِیم وُگیبَعُوت وِخَل عِسبام اوبِیش وِسَمتی نہاروت لاِئییم وَاَغمیم اوبِیش + وِہو لِختی عویریم بِدرِخ لو یا دَاعو بِنتیبو لو یادعو اَدریخیم آسیم مَحشاخ لِفنیہم لاُور و مَعقَشیم لِمِیشور ایلّہ ہَدبارِیم عَسیتیم وِلو عَزَبتیم + ناسوغو آحور یِبوشو بوشِت ہَبوطِحیم بَپاسِل ہاومَریم لِمَسّیکا اَتّم اِلوہینو : אחריב

اَخرِیب مادہ اس کا חרב خَرَب ہے ویران ہونا یہاں ابواب تعدیہ سے ہے הר ہار معنی پہاڑ נתיב نیتیب آمدو شد سے جو راہ بن جائے נהר ناہر معنی نہر איים اِی معنی خشکی אגם اَغم معنی تالاب עור عِویر معنی اندھا מעקש مَعقاش کجی מישור میشور معنی راستی נסג ناسوغ مادہ اس کا נסג نسغ ہے بمعنی مڑجانا (ترجمہ) ویران کردیں گے ہم پہاڑوں کو اور پگ ڈنڈیوں کو اور اُن کی گھاسوں کو سوکھا دیں گے اور ندیوں کو اور تالابوں کو خشک کردیں گے اور اندھوں کو ایسی راہ پر چلائیں گے جسے وے جانتے نہ تھے اور ایسی پگ ڈنڈی پر جس سے وے واقف نہ تھے چلائیں گے اور بعوض ظلمت اُن کے سامنے نور کریں گے اور کجی کی راستی یہی باتیں ہم کریں گے اور اُن کو نہ چھوڑیں گے پیچھے مڑیں گے یعنی بہت شرمندہ ہونگے بتوں پر بھروسا رکھنے والے وے لوگ جو بت کو معبود کہتے ہیں پہاڑوں سے مقصود بت پرست ہیں اور پگ ڈنڈی سے مراد اُن کا دین ہے۔ غایت کلام یہ ہے کہ بت پرستوں کو برباد کریں گے اور اُن کے دین کو برباد کرکے اُن کو راہ راست پہ چلائیں گے۔ چنانچہ یہ سب کچھ پیغمبر خدا اور اصحاب کے وقت میں واقع ہوا کیسے کیسے

بت خانے توڑے گئے اور کیسی کیسی سخت قوم بت پرست ایمان لائی۔ بہت عیسائی
جو مثل بت پرست تھے سب راہ رہست پر آئے۔ خدا پرستی دنیا میں شائع ہوئی۔ یہ سب واضح کہ
حاجت بسط و شرح نہیں حضرت موسیٰ کے وقت میں بھی شیوع خدا پرستی ہوا لیکن نہ اس قدر
فتدبر ممکن ہے کہ پہاڑ و بگ ڈنڈی سے مراد جبل و سہل ہو مقصود یہ ہے کہ اُس زمانہ میں
بلاد کوہستان وسہول میں کچھ طاقت نہ رہے گی وعلیٰ ہذا القیاس جزائر و باشندگان بحر میں
اور ممکن ہے کہ پہاڑ سے مراد بڑی ریاست ہوں اور بگ ڈنڈی سے چھوٹی اور ممکن ہے کہ
انہار سے مقصود بڑی اوثان ہوں اور تالاب سے چھوٹی جو بہت مروج نہ ہوں اور یہ سب
آنحضرت کے وقت میں برباد ہوئے اور ممکن ہے کہ اندھوں سے مراد بنی قیدار ہوں۔ جو
محض نافہم و جاہل تھے پر خدا کہتا ہے ہم اُن کو چھوڑیں گے نہیں یعنی اُن کی شریعت منسوخ
نہ ہوگی הַחֵרְשִׁים שְׁמָעוּ וְהַעִוְרִים הַבִּ
יטוּ לִרְאוֹת : ہحیرشیم شماعو و ہاعوریم ہبیطو لرئوت :
(ترجمہ) بہروں نے سُنا اور اندھوں نے دیکھا مقصود بہرے سے وہ ہے جس نے حکمت و
دانش کی بات نہیں سنی اور اندھے سے مراد وہ ہے جو ایسی باتیں نہ پڑھے ہو یعنی اُمّی
محض جیسا آگے خود مصرح ہے: מִי עִוֵּר כִּי אִם־עַבְ
דִּי וְחֵרֵשׁ כְּמַלְאָכִי אֶשְׁלָח מִי
עִוֵּר כִּמְשֻׁלָּם וְעִוֵּר כְּעֶבֶד יְהוָה:
می عوّیر کی اِم عبدی وِحیرش کملاخی اِشلاح می عوّر کمشلام وِعوّر کعیبد یہوا :
(ترجمہ) کون اندھا ہے سوائے ہمارے غلام کے کون بہرا ہے سوائے ہمارے بھیجے ہوئے
پیغمبر کے کون اندھا ہے مسلمان کا سا اور کون اندھا ہے خدا کی بندگی کی طرح۔ اوپر کی آیت میں
وعدہ تھا کہ بہرے سنیں گے اور اندھے دیکھیں گے۔ یعنی فیضانِ الٰہی اندھے اور بہرے پر
نازل ہوگا یعنی امی محض پر اب اس آیت میں اُس امی کی تصریح ہے کہ اندھے سے

مقصود مسلمان ہے اور جس کا خطاب عبد اللہ ہوگا مقصود یہ ہے کہ فیضان الٰہی نازل ہوگا
امی محض پر جو مسلمان اور رسول اللہ و عبد اللہ ہوگا امی آپ کا ہونا تو ظاہر ہے כִּמְשֻׁ
לָּם مشلام کے معنی مسلمان اور کامل آپ کامل ہی تھے اور مسلمان بھی جبرئیل نے
مسلمان کے یہی معنی بیان کیا ہے کہ جو نماز پڑھے روزہ رکھے حج کرے
زکوٰۃ دے اور پیغمبر کی رسالت کا اقرار کرے یہ سب کچھ آپ میں تھا اور رسول تو
بدون کمال کے ہوتا نہیں اور عبد اللہ تو آپ کا خطاب ہی ہے اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ
وَرَسُوْلُهٗ کو لحاظ کرو خلاصہ کلام یہ ہے کہ قیدار بیت المقدس پر قبضہ کرے گا یعنی اس کی
اولاد میں کوئی ایسا ہوگا جو بیت المقدس کو لے لے گا بت پرستوں کو راہ راست پر
لائے گا۔ خدا پرستی دنیا میں پھیلائے گا وہ خدا کا رسول ہوگا اور وہ امی ہوگا وہ عبد اللہ
لقب پائے گا اور مسلمان بلکہ اس کے اتباع بھی مسلمان کہلائیں گے اَلنَّبِیَّ الْاُمِّیَّ
الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَکْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰاةِ وَالْاِنْجِیْلِ سے خدا اسی مقام کو یاد دلاتا ہے:

רָאוֹת רַבּוֹת וְלֹא תִשְׁמֹר פָּקוֹחַ
אָזְנַיִם וְלֹא יִשְׁמָע : راۃ ربوت ولو
تشمور پاقوح ازنایم ولو یشماع (ترجمہ) بہت جینا آنکھیں لحاظ نہ کریں گی
کھلے کان نہ سنیں گے یہ اشارہ ہے بنی اسرائیل کی طرف کہ باوجود واقفیت وتذکرے کے
اس امی پر ایمان نہ لائیں گے۔ اکثر یہود کہتے تھے بلکہ اب تک کہتے ہیں کہ ہاں محمد
نبی تو تھے لیکن بنی اسمٰعیل کے لئے نہ ہمارے لئے ہمارے پاس تو شریعت
عطیہ ربانی موجود ہے۔ یہ ایک حیلہ می نوشی کے لئے ہے کیونکہ شراب اس
دور میں حرام ہوئی علاوہ بریں روزہ ایک مہینے کا فرض ہوا جو محنت شاقہ
ہے۔ نماز پنجگانہ اس پر مستزاد ہے۔ حضرت موسیٰ کے وقت میں کوئی نماز مقرر
نہ تھی۔ علاوہ بریں بہت سے احکام ان کی عادت جاریہ و مالوفہ کے خلاف تھے

جو باعث عصیان و کفران ہیں: יְהוָה חָפֵץ לְמַעַן צִדְקוֹ יַגְדִּיל תּוֹרָה וְיַאְדִּיר: یہوا حافیض لمعن صدقو یغدیل تورا ویادیر: (ترجمہ) خدا رغبت کرے گا (یعنی اُس آمی کی) بہ سبب اُس کے صدق کے وہ شریعت کو عظمت و قوت دے گا پیغمبر کو قبل نبوت کے بھی لوگ سچا سمجھتے تھے یہ یقین تھا کہ آپ کذب کے نزدیک نہیں یہاں تک کہ آپ کو لوگ محمد امین کہتے تھے اور آپ کو مستجاب الدعوات بھی سمجھتے تھے چنانچہ عتبہ کے حق میں آپ نے فرمایا تھا اَللّٰھم سلِّط علیہ کلبا من کلابک تو جب وہ ابولہب کے ساتھ مع قافلہ قریش ملک شام میں بطور تجارت گیا تھا تو ابولہب نے اُس کی حفاظت میں بڑا اہتمام کیا تھا اور کہتا تھا کہ مجھکو اس لڑکے کی نسبت محمد کی دعا کا بہت خوف ہے چنانچہ باوجود احتیاط تمام سے شیر نے توڑ ڈالا شعر

یارب صل وسلّم دائما ابدا ٭ علی نبیک خیر الخلق کلھم

اس میں شبہ نہیں کہ زمانۂ اسلام میں شریعت کو نہایت عظمت و قوت ہوئی اصول حکماء ایسے بے کار ہوئے کہ کبھی نہ تھے۔ نجوم کی قدر بالکلیہ جاتی رہی۔ رمل و کہانت کو کوئی پوچھتا ہی نہیں۔ دیوتا بت پرستوں کی نظر میں بھی ذلیل ہو گئے۔ سحر و جادو برائے نام رہ گیا۔ حضرت موسیٰ نے ان سب امور کے مٹانے میں بہت کوشش کی لیکن اُن کے اتباع کی نالائقی و عیش طلبی سے خوب اتمام اُن سخت احکاموں کا نہ ہوا۔

וְהוּא עַם־בָּזוּז וְשָׁסוּי הָפֵחַ בַּחוּרִים כֻּלָּם וּבְבָתֵּי כְלָאִים הָחְבָּאוּ הָיוּ לָבַז וְאֵין מַצִּיל מְשִׁסָּה וְאֵין־אֹמֵר הָשַׁב: وہوعم بازوز وشاسوی ہافیح بحوریم کلام وبباتی کلائیم ہجبائو ہایو لابز واین متصیل مشسّا واین اومیر

ہاشُب : בָּזוּז بازُوز اس کا مادہ בָּזַז بزز ہے بمعنی لوٹ لینا شکار کرنا
یہاں صیغہ اسم مفعول ہے שָׁסוּי شاسوی مادہ اس کا שָׁסָה
شَسَا ہے بمعنی لوٹنا یہ خطاب ہے قیدار کی طرف (ترجمہ) وہ قوم لوٹی ماری جائے گی
شکار کرے گا وہ بندۂ خدا سب جوانوں کو اور حرم میں چھپیں گے تا ہم لٹ جائیں گے اور
کوئی لوٹ بچانے والا نہ ہوگا בָּתֵּי כְלָאִים باتِی کِلاَئِیم کے معنی
ہم حرم کہتے ہیں باتِی جمع ہے بیت کی جس کے معنی ہیں گھر اور کِلاَئِیم نکلا ہے کِلاَ سے جس کے
معنی ہیں روکنا و بند کرنا باتِی کِلاَئِیم کا ترجمہ لفظی روکاؤ و منع کا گھر مقصود حرم ہے جہاں
خوں ریزی وغیرہ ممنوع ہے: בֵּית הַכֶּלֶא : بیت ہَکِلاَ قید خانہ
کو کہتے ہیں وہ لفظ اور ہے اور یہ اور یہ خبر ہے فتح مکہ کی جیسا کہ قرآن میں فتح کی خبر دی گئی
إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا فتح مبین ہے یہی مقصود ہے کہ جس کو ہم اشعیا پیغمبر کے
ذریعہ سے واضح کر چکے ہیں۔ اب ہم یہاں قصہ فتح مکہ لکھدیتے ہیں تاکہ لوگ اس خبر سے
منطبق کر لیں حدیبیہ میں جب آنحضرت صلعم سے اور قریش سے صلح ہوئی تو من جملہ شرائط
صلح یہ امر قرار پایا تھا کہ آنحضرت کے حلفاء یعنی ہم عہدوں سے قریش نہ لڑیں نہ اُن کے
مخالفوں کی مدد کریں اور ایسا ہی آنحضرت بھی قریش کے حلفا کے ساتھ کریں وہاں
دو قبیلہ تھے خزاعہ اور بنی بکر. خزاعہ حلیف یعنی ہم عہد پیغمبر خدا تھے اور بنی بکر کو عہد تھا
قریش کے ساتھ اب اتفاق یہ ہوا کہ دونوں قبیلہ میں جنگ ہوئی زیادتی بنی بکر کی تھی
بنی بکر نے شبخوں مارا اور بیس آدمی خزاعہ کے مارے گئے قریش نے خفیہ ان کی مدد کی
بلکہ عکرمہ بن ابوجہل وغیرہ بعض سردار خود بھی مونھ چھپا کر گئے۔ آنحضرت صلعم کو اسی وقت
بذریعہ وحی کے معلوم ہوگیا۔ خزاعہ کے راجز یعنی کرطخیت نے اسی وقت رات میں آپ کو
پکارا اور استغاثہ کیا۔ خدائے تعالیٰ نے آپ کو وہ آواز پہنچا دی اس وقت آپ نماز میں
حضرت میمونہ کے حجرہ میں وضو کر رہے تھے سنتے ہی آپ نے فرمایا لبیك لبیك لبیك

یعنی میں پہنچا۔ حضرت میمونہ نے لبیک سن کے پوچھا کہ کس کے جواب میں آپ فرماتے ہیں
آپ نے فرمایا راجز خزاعہ مجھے پکار رہا ہے مجھ سے فریاد کرتا ہے کہ بنو بکر ہم پر شبخون لائے
اور قریش نے اُن کی مدد کی پھر آپ نے صبح کو ماجرائے شب حضرت عائشہؓ سے بیان کیا
حضرت عائشہ نے کہا یا رسول اللہ کیا آپ گمان کرتے ہیں کہ قریش عہد شکنی پر جسارت
کریں گے تلوار نے تو اُنھیں تباہ کر رکھا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اُنھوں نے عہد توڑا اب خدا کا
ایک حکم اُن میں ظاہر ہو گا (غالباً حکم سے مقصود یہی حکم ہو گا جسے اشعیا بیان کر رہے ہیں) پھر تین دن
کے بعد عمرو بن سالم خزاعی نے حضور اقدس میں پہنچکر روبرو اصحاب کے سب حال نظم میں
عرض کیا بعد وقوع اس قصہ کے قریش کو ڈر ہوا کہ اگر آنحضرت کو خبر ہو گئی تو بے شک
فوج کشی کریں گے۔ اس لئے ابو سفیان کو حضور اقدس میں بھیجا کہ حال دریافت کر آئے
اور مدت صلح کچھ اور زیادہ کرلائے۔ ابو سفیان مدینہ گیا۔ پہلے ام حبیبہ جو اُس کی بیٹی اور
ازواج مطہرات میں تھیں اُن کے پاس گیا۔ جناب رسول اللہ کے بچھونے پر بیٹھنا چاہا
ام حبیبہ نے بچھونے کو لپیٹ دیا۔ ابو سفیان نے کہا مجھے بچھونے پر بیٹھنے نہیں دیتی ام حبیبہ نے
کہا کہ تم مشرک ہو یہ بوریا حضرت سید الطاہرین کے جلوس کا ہے نجاست شرک ہے۔ ابو سفیان نے
کہا مجھ سے الگ ہونے کے بعد تیری خو بدل گئی ہے۔ ام حبیبہ نے کہا کہ خدائے تعالیٰ نے
مجھے اسلام نصیب کیا ہے اے باپ تو سردار قوم ہے اور دعویٰ عقل رکھتا ہے مسلمان نہیں
ہو جاتا۔ پتھروں کو پوجتا ہے۔ ابو سفیان نے کہا۔ تعجب ہے تو نے میری بے حرمتی کی مجھ سے
کہتی ہے کہ دین آبا چھوڑ دوں اور ناخوش ہو کے اُٹھ آیا اور حضور اقدس میں آکے تجدید عہد
کے لئے گفتگو کی آپ نے کچھ جواب نہ دیا۔ بعد ازیں حضرت ابو بکر سے جا کر اپنا مطلب کہا
حضرت ابو بکر نے عذر کیا اور کہا میں آپ سے گفتگو نہیں کر سکتا اور حضرت عمر نے اور حضرت
فاطمہ نے بھی ایسا ہی جواب دیا مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مزاج میں ظرافت تھی
جب ابو سفیان نے بہت مبالغہ کیا کہ کچھ تدبیر بتاؤ حضرت علی نے کہا کہ تم مسجد شریف میں آپکے

سامنے کھڑے ہو کے پکار کے کہدو کہ میں نے قریش کو امان دی محمد میری امان کو نہ توڑیں گے تم بڑے آدمی سردار قریش ہو۔ اس طرح کہدو۔ ابوسفیان نے کہا کہ اگر میں ایسا کروں تو مفید ہوگا۔ حضرت علیؓ نے کہا کہ یہ میں نہیں جانتا جو بات میرے خیال میں آئی سو میں نے کہدی ابوسفیان نے ویسا ہی کیا مسجد شریف میں جاکر اُسی طرح کہدیا۔ بعد ازاں روانہ مکہ ہوئے وہاں پہونچ کے قریش سے سب حال بیان کیا۔ سبھوں نے بہت نفریں کی اور کہا کہ نہ تو خبر صلح لایا کہ اطمینان ہوتا اور نہ خبر جنگ کہ تیاری کرتے۔ علیؓ نے تجھ سے ٹھٹھا کیا اور تو نہ سمجھا ویسا ہی کر گزرا۔ ہند زوجہ ابوسفیان نے کہ بہت زبان دراز تھی ابوسفیان کو بہت لعنت ملامت کی۔ آنحضرت صلعم نے تیاری لشکر کشی کی مکہ پر کی اور خبریں بند کردیں کہ قریش کو آپ کے عزم کی خبر نہ ہو۔ اچانک اُن کے سر پر جا پہونچیں۔ حاطب ابن ابی بلتعہ نے قریش کو ایک خط لکھا اور آپ کے عزم کی اطلاع دی اور ایک عورت کو وہ خط دیا کہ چھپکے سے لے کے مکہ روانہ ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس حال سے آپ کو مطلع کیا۔ آپ نے حضرت علی اور زبیر اور مقداد رضی اللہ عنہم کو بلا کے فرمایا کہ جھپٹ کے مکے کی راہ پر روضۂ خاخ تک جاؤ وہاں ایک عورت مع خط کے جاتی ہے اُسے لاؤ۔ تینوں صاحب گھوڑا دوڑاتے روضۂ خاخ تک کہ ایک جگہ مکے کی راہ میں ہے پہونچے۔ وہاں ایک عورت ملی۔ تلاشی میں اُس کے پاس کوئی خط نہ ملا۔ حضرت علی نے تلوار نکال لی اُس عورت کو دھمکایا اور کہا کہ پیغمبر نے جھوٹ خبر دی ہے؟ خط تیرے پاس بے شک ہے اگر تو مجھے نہ دے گی تو میں تجھے ننگا کروں گا۔ تب اُس نے اپنے جوڑے سے خط نکال کے دیا۔ حضور اقدس میں لائے۔ اُس خط میں بنام سرداران قریش لکھا تھا کہ جناب رسول اللہ صلعم مع لشکر جرار تم پر آتے ہیں اگر وے تنہا بھی تم پر قصد کریں تو خدائے تعالیٰ اُن کو تم پر غالب کرے تم اپنی فکر کرو۔ آپ نے حاطب کو بلا کے حال پوچھا۔ اُنھوں نے اقرار کیا اور کہا کہ میں نے یہ کام براہ ارتداد نہیں کیا بلکہ وجہ اس کی یہ ہے کہ اور سب مہاجرین کے مکہ میں ایسی قرابت ہے جس کی

ت سے اُن کے اقارب قریش اُن کے عیال و اطفال کی محافظت کریں گے اور میں قریشی
نہیں ہوں کہ وے میرے عیال و اطفال کی حفاظت کریں اور یہ میں جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ
آپ کو فتح دے گا۔ میرے اس لکھنے سے کچھ ضرر نہ ہوگا۔ آپ نے فرمایا سچ کہتا ہے۔ حضرت عمر نے
کہا اجازت ہو تو اس منافق کی گردن ماروں۔ آپ نے فرمایا کہ اے عمر یہ اہل بدر سے
ہے۔ تم نہیں جانتے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کے ساتھ توجہ خاص فرمائی ہے۔ انھیں کہا ہے
اِعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَکُمْ یعنی تم جو چاہو سو کرو میں نے تمہیں بخشدیا۔
یہ سنکر حضرت عمر پر رقت طاری ہوئی۔ آپ نے حاطب کو رخصت کردیا۔ آپ نے مع لشکر
مہاجرین وانصار و دیگر قبائل عرب کوچ فرمایا بارہ ہزار آدمی لشکر ظفر پیکر میں تھے اور
کوچ بکوچ روانہ ہوئے۔ راہ میں حضرت عباس ملے کہ ہجرت کئے ہوئے آتے تھے
جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ عباس کی ہجرت آخری ہے جیسے میری نبوت آخری ہے اور
حضرت عباس سے آپ نے فرمایا کہ اسباب مدینہ کو روانہ کرو اور تم ساتھ چلو۔ جب قریب مکہ
پہونچے منزل مرّ الظہران میں آپ نے ارشاد فرمایا۔ رات میں ہر شخص اپنے خیمے کے
آگے آگ روشن کرے۔ عرب کا یہی دستور تھا۔ حضرت عباس نے خیال کیا کہ اگر یک بارگی
یہ لشکر مکہ پر پہونچ جائے گا تو قریش سب تباہ ہوجائیں گے۔ لشکر سے نکل کے جانب مکہ روانہ
ہوئے کہ اگر کوئی مل جائے تو اس کی زبانی قریش کو کہلا بھیجیں کہ اپنے بچاؤ کی کچھ صورت
کرلیں۔ آنحضرت صلعم رحیم ہیں اگر بہ تضرع و نیازمندی پیش آئیں گے تو آپ رحم فرمائیں گے
اودھر سے ابوسفیان اور حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقاء اس طرف آتے تھے مکے کے
لوگوں نے دریافت حال کے لئے بھیجا تھا۔ آنحضرت کے لشکر کشی کا اُن کو خوف تھا مگر کچھ حال
معلوم نہ تھا۔ جب یہ مرّ الظہران پر چڑھے آگ کی روشنی دیکھ کے متحیر ہوئے۔ آپس میں گفتگو
کرنے لگے۔ بدیل نے کہا قبیلہ خزاعہ کی آگ ہے۔ ابوسفیان نے کہا اُن کی جماعت اتنی
نہیں ہے کہ اتنی آگ اُن کے لشکر کی ہو۔ حضرت عباس وہاں پہونچے اور اُن کی باتیں سنیں

ابوسفیان کی آواز پہچان کے اُس کو پکارا اور اُس نے پہچانا اور حال پوچھا۔ حضرت عباس نے حال کہا۔ بلکہ اُسے اپنے لشکر میں لے گئے۔ ابوسفیان کو حضرت عمر نے دیکھ کر چاہا کہ اُسے قتل کریں۔ حضرت عباس نے کہا کہ میں نے امان دی ہے۔ حضرت عمر جھپٹے کہ حضور اقدس سے اجازت قتل ابوسفیان لے لیں۔ حضرت عباس ابوسفیان کو لے کے پہلے پہونچے حضرت عمرؓ نے حضور میں پہونچ کے عرض کیا کہ یہ دشمن خدا ابوسفیان بے ایمان بے امان آتا ہے حکم ہو تو اُس کی گردن ماروں۔ حضرت عباس نے کہا۔ میں نے امان دی ہے۔ حضرت عباس اور حضرت عمر میں اس باب میں گفتگو ہونے لگی۔ آپ نے دونوں کو روک دیا اور حضرت عباس سے کہا کہ ابوسفیان کو اپنے خیمہ میں رکھو۔ صبح کو لے آئیو۔ صبح کو حضرت عباس ابوسفیان کو حضور اقدس میں لے گئے۔ آپ باخلاق پیش آئے اور فرمایا کہ افسوس ہے ابوسفیان اب تک تو نہیں اعتقاد کرتا کہ سوائے خدا کے اور کوئی لائق پرستش کے نہیں۔ ابوسفیان نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ آپ بڑے رحیم و کریم ہیں باوصف میری ایسی عداوت کے ایسی مہربانی فرماتے ہیں۔ واقعی سوائے خدا کے اور کوئی نہیں ہے نہیں تو ہماری مدد کرتا۔ آپ نے فرمایا کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ تو میری پیغمبری کی تصدیق کرے۔ ابوسفیان نے تامل کیا۔ حضرت عباس نے کہا۔ اب تامل کا وقت نہیں ایمان لاؤ نہیں تو عمر آکے ابھی سر کاٹ لے گا۔ ابوسفیان نے کہا۔ اشہد ان لا الٰہ الا اللہ واشہد ان محمد رسول اللہ۔ بعد ازیں ابوسفیان آپ سے رخصت ہو کے روانہ ہوا۔ حضرت عباس نے عرض کیا کہ مجھے خوف ہے کہ کہیں ابوسفیان مکہ میں جا کے مرتد نہ ہو جائے۔ آپ اُسے جانے نہ دیجئے اور سب لشکر اُسے دکھایا جائے کہ ہیبت اسلام اُس کے دل میں سما جائے۔ آپ نے فرمایا۔ بہتر ہے۔ ابوسفیان کو ٹھیرا لو اور سارے لشکر اُسے دکھاؤ۔ حضرت عباس نے ابوسفیان کو بلایا اُسے لے کے ایسی جگہ جا بیٹھے جہاں سے سب لشکر کا مرور ہو ابوسفیان کے سامنے رسالے سواروں کے اور غول پیدلوں کے الگ الگ اپنے اپنے

امیروں کے ساتھ نکلنے لگے۔ ابوسفیان کی آنکھیں کھل گئیں۔ حضرت عباس سے کہنے لگا کہ تمھارا بھتیجا بڑا بادشاہ ہوگیا۔ بھتیجے نگر تاجدشاہی گرفت۔ حضرت عباس نے کہا پیغمبری ہی کہ بادشاہی۔ غرض کہ ابوسفیان نے سب لشکر دیکھا۔ حضرت عباس نے بوقتِ اسلام ابوسفیان حضور اقدس میں عرض کیا تھا کہ ابوسفیان اپنی نمود اور ظہور سرداری کو بہت دوست رکھتا ہے۔ اُس کے لئے کوئی بات ایسی ارشاد ہو جائے جس میں اُس کا فخر ہو۔ آپ نے فرمایا من دخل دار ابی سفیان فھو اٰمن یعنی جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو اُس کو امان ہے اور آپ نے فرمایا جو مسجد حرام میں داخل ہو اُسے امان ہے جو ہتھیار ڈال دے اُسے امان ہے اور جو دروازہ بند کرلے اُسے امان ہے۔ بعدازیں موکب ہمایوں داخل مکہ ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ جب تک کوئی لڑائی تم سے نہ کرے قتال نہ کرو۔ ایک جانب سے عکرمہ بن ابی جہل اور صفوان بن اُمیہ کچھ جماعت لے کر مقابل ہوئے اُس جانب سے لشکر حضرت خالد بن ولید کا تھا۔ اُنھوں نے اُن سے قتال کیا۔ لڑائی سخت ہوئی مسلمانوں نے مارتے مارتے قریب دروازہ حرم تک کافروں کو پہونچایا۔ چوبیں کفار تیں بنی بکر کے اور چار ہذیل کے مارے گئے اور دو مسلمان شہید ہوئے۔ ایک مسلمان عکرمہ کے ہاتھ سے شہید ہوا آپ یہ خبر سُن کر متبسم ہوئے۔ اصحاب کو تعجب ہوا آپ نے وجہ تبسم ارشاد فرمائی کہ قاتل و مقتول کو دیکھا کہ ساتھ بہشت میں چلے جاتے ہیں۔ اس سے سامعین کو اور تعجب زیادہ ہوا کیونکہ عکرمہ کافر تھا اُس کا اسلام دشوار جانتے تھے مگر آپ کی پیشین گوئی کے مطابق وہ مسلمان ہوگیا؛

ابن عباس سے روایت ہے کہ جب آنحضرت صلعم مکے میں داخل ہوئے حضور اقدس میں استغاثہ ہوا کہ خالد اہل مکہ کو قتل کئے ڈالتے ہیں۔ آپ نے ایک آدمی بھیجا کہ خالد سے کہدے ارفع عنھم السیف یعنی تلوار قریش سے اُٹھالو اُس نے جا کے کہا ضع فیھم السیف یعنی تلوار قریش میں رکھو خالد رضی اللہ عنہ نے اور بھی قتل میں گرمی

کی یہاں تک کہ ستر آدمی قتل ہوئے۔ آپ نے خالد پر عتاب کیا اور سبب نافرمانی پوچھا خالد نے عرض کیا۔ مجھے حکم ممانعت نہیں بلکہ قتل کا حکم پہونچا تھا۔ آپ نے حکم لے جانے والے سے پوچھا۔ اُس نے کہا کہ راہ میں ایک شخص مہیب سر آسمان پر پانوں زمین میں مجھے ملا اور اُس کے ہاتھ میں ایک حربہ تھا اُس نے مجھ سے کہا تو یوں کہدے ضع فیهم السیف یعنی قریش پر شمشیر زنی کرو نہیں تو میں تجھے اس حربہ سے قتل کروں گا۔ مجھ پر ایسا رعب غالب ہوا کہ سوا اس بات کے کچھ کہہ نہ سکا۔ معلوم ہوا کہ وہ شخص مہیب فرشتہ تھا اور منظور جناب ایزدی یہ تھا کہ ستر آدمی مقتولان احد کے برابر قتل ہوں اس لئے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے بروز احد جب کہ حضرت حمزہؓ آپ کے چچا شہید ہوئے تھے کہا تھا کہ میں اگر قریش پر قابو پاؤں گا ستر آدمی اُن میں قتل کروں گا۔ سو خدائے تعالیٰ نے آپ کی بات پوری کردی۔ دخول مکہ کے وقت میں بنظر تواضع آپ نے سر مبارک بہت جھکا دیا یہاں تک کہ کجاوے سے ریش مبارک لگ گئی۔ بدیں خیال کہ کس طرح یہاں سے نکلنے کا اتفاق ہوا تھا اور کس شوکت و عظمت کے ساتھ رب العزۃ نے داخل کیا مکہ میں پہونچ کے آپ نے ام ہانی بنت ابی طالب کے گھر میں جا کے غسل کیا اور آٹھ رکعتیں چاشت کی نماز پڑھیں۔ ام ہانی نے عرض کیا کہ میرا بھائی علی فلانے کو قتل کیا چاہتا ہے اور میں نے اُسے امان دی ہے وہ حضرت ام ہانی کے شوہر کے اقارب سے تھا۔ آپ نے فرمایا جسے تم نے امان دی اُسے میں نے بھی امان دی۔ بڑے بڑے سردار قریش شہر کے شہر چھوڑ کے بھاگ گئے اور جو حاضر ہوئے اُن کا قصور معاف ہوا۔ اُن سے آپ نے پوچھا کہ تمھارا مجھ سے کیا گمان ہے۔ میں تمھارے ساتھ کیا کروں گا انھوں نے کہا کہ ہم کہتے ہیں کہ آپ برادر کریم ہیں ہمارے مالک ہوئے ہیں ہم پر رحم فرمائیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ میں تمھارے حق میں وہ کہتا ہوں جو یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا۔ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللهُ لَكُمْ وَهُوَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ ۔ آج تم کو کچھ ملامت نہیں

اللہ تم کو بخشے جو سب رحم کرنے والوں سے بڑھکر رحیم ہے۔ گرد خانہ کعبہ کے مشرکین نے تین سو ساٹھ
بت رکھے تھے اور پاؤں اُن کے سیسے سے جما دیئے تھے۔ آنحضرت صلعم جس وقت وہاں
تشریف لے گئے ایک لکڑی آپ کے ہاتھ میں تھی آپ یہ آیت پڑھتے تھے جاءَ الحق
وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا ؛ یعنی آیا حق اور مٹا باطل بے شک
باطل مٹنے والا ہے۔ اور لکڑی سے آپ بتوں کی طرف اشارہ کرتے تھے سو جس کے مُنھ کی
طرف آپ اشارہ کرتے تھے وہ بت چت گر پڑتا تھا اور جس کی پشت کی طرف اشارہ فرماتے
تھے وہ اوندھا گرتا تھا اس طرح سب بت اوکڑا اوکڑے گر پڑے اور تصویریں جو دیوار کعبہ
پر کھینچی تھیں اُس کو آپ نے زمزم سے پانی منگوا کے دُھلوا ڈالا۔ اُن میں حضرت ابراہیم
اور حضرت اسمٰعیل کی صورتیں جو تھیں اُن کے ہاتھوں میں تیر قمار کی بنا دی تھی آپ نے
فرمایا کہ مشرکین خوب جانتے ہیں کہ ان دونوں پیغمبر نے یہ کام کبھی نہیں کیا براہ شرارت اُن کے
ہاتھ میں تیر قمار کی صورت بنا دی تھی۔ گیارہ مرد اور چھ عورتوں کا خون آپ نے ہدر فرمایا تھا
یعنی جہاں پاؤ مار ڈالو۔ مرد تو یہ ہیں؛ عکرمہ بن ابی جہل صفوان بن اُمیہ وحشی قاتل حمزہ
عبداللہ بن سعد بن ابی سرح۔ کعب بن زہیر۔ ہبار بن اسود۔ عبداللہ بن زبعری عبدالعزیٰ
بن خطل مقیس بن ضبابہ۔ حارث بن طلاطلہ، حویرث بن نقید یہ چار پچھلے قتل ہوئے باقی سب
مسلمان ہوئے اور عورتیں ایک ہند زوجہ ابی سفیان۔ دوسری قرتنا۔ تیسری قرینہ چوتھی
ارنب پانچویں سارہ چھٹی ام سعد یہ چار پچھلی قتل ہوئیں۔ عبدالعزیٰ بن خطل آکر کعبے کے
پردوں سے لپٹ گیا۔ لوگوں نے حضور اقدس میں یہ حال عرض کیا آپ نے فرمایا وہیں
مار ڈالو۔ چنانچہ قتل کرڈالا۔ اللہ جل جلالہ نے اُس دن حرم میں اجازت قتل کی آپ کو
دی تھی۔ لہذا آپ نے وہیں قتل کرنے کا حکم دیا۔ پہلے مدینہ میں آ کے مسلمان ہو گیا تھا
آپ نے اس کا نام عبداللہ رکھا تھا۔ پہلے عبدالعزیٰ تھا۔ آپ نے ایک قبیلہ کی زکوٰۃ لینے کو
اُس کو بھیجا تھا۔ اُس سفر میں اُس نے اپنے خدمتگار کو کھانا پکانے میں اُس نے دیر کی تھی

مار ڈالا۔ پھر اس ڈر سے کہ آنحضرت صلعم قصاص میں اُسے قتل کریں گے۔ مدینہ کو نہ گیا اور زکوٰۃ کا مال لے کے مرتد ہو کے مکے چلا گیا۔ اس لئے آپ نے اُس کا خون ہدر کیا تھا کہ مارا گیا۔ یوں ہی حضرت سلیمان نے یوآب کو بیت المقدس کے اندر جہاں خون کرنا جائز نہ تھا قتل کروایا۔ ملاخیم اول باب دوم ۲۸ سے ۳۴ تک دیکھو مقیس بن ضبابہ کا یہ جرم تھا کہ اُس کے بھائی ہشام کو ایک انصاری نے مشرک جان کے قتل کیا تھا۔ آنحضرت نے دیت دلوا دی مقیس نے بعد لینے دیت کے انصاری کو قتل کیا اور مرتد ہو کے بھاگ گیا۔ روز فتح اور مشرکین کے ساتھ مکہ میں ایک گوشے میں شراب پی رہا تھا۔ نمیلہ بن عبداللہ لیثی کو خبر ہوئی اُنھوں نے اُسے قتل کیا۔ حارث بن طلاطلہ بھی آنحضرت صلعم کو ایذائیں دیتا تھا۔ حضرت علی نے اُسے قتل کیا۔ حویرث بن نقید کو بھی حضرت علی نے قتل کیا۔ گھر میں بیٹھ رہا تھا حضرت علی اُس کے دروازہ پر اُس کی تلاش میں گئے۔ گھر میں سے کہا کہ جنگل کو گیا ہے حضرت علی وہاں سے چلے آئے۔ تب وہ گھر سے نکلا۔ حضرت علی کو مل گیا۔ اُنھوں نے قتل کیا۔ وہ شاعر تھا آنحضرت صلعم کی ہجو کیا کرتا تھا۔ عکرمہ بن ابی جہل کا یہ حال ہوا کہ وہ مکے سے بھاگ گیا۔ ام حکیم اُس کی زوجہ مسلمان ہو گئی اور اُس نے حضور اقدس میں عرض کیا کہ عکرمہ کو امان ملے۔ آپ نے عکرمہ کو امان دی۔ تب ام حکیم نے عکرمہ سے جا کر کہ وہ جہاز پر چڑھ کے ارادہ بھاگ جانے کا رکھتا تھا حال بیان کیا۔ اُس نے بڑا تعجب کیا کیونکہ بنظر اپنی ایسی عداوت کے جو بدرجۂ اتم تھی امان کو محال سمجھتا تھا۔ اُس نے کہا کہ میں آپ کو ایسی ایذائیں دیتا رہا اُس پر بھی امان دی۔ ام حکیم نے کہا کہ آپ ایسے کریم و رحیم ہیں کہ تعریف نہیں ہو سکتی عکرمہ ام حکیم کے ساتھ ہو لیا۔ حضور اقدس کے آگے براہ تعجب عرض کیا کہ یہ عورت کہتی ہے کہ آپ نے مجھے امان دی۔ آپ نے فرمایا کہ سچ کہتی ہے۔ عکرمہ نے کہا کہ اتنا حلم سوائے پیغمبر کے دوسرے سے نہیں ہو سکتا۔ پھر اُسی وقت مسلمان ہو گیا پھر تو حضرت عکرمہ بڑے مقبول ہوئے۔ لکھا ہے کہ قرآن دیکھ کے اُنھیں وجد ہوتا تھا جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بارہ لشکر اپنی ابتدائی خلافت میں واسطے

دفع فتنہ مرتدین اور قتال کفار کے مامور کیا۔ اُن میں ایک لشکر کے سردار عکرمہ بھی تھے اور اُسی عہد میں جنگ اجنادین میں شہید ہوئے صفوان بن امیہ کو آپ نے مہلت دی یہاں تک کہ غزوہ حنین واقع ہوا اُس کے لئے آپ نے کچھ زرہیں صفوان سے بطور عاریت لیں اور بعد فتح حنین کے کہ غنیمت بہت اہل اسلام کے ہاتھ آئی تھی اور ایک پہاڑ سارا غنیمت کے بھیڑوں اور بکریوں، دنبوں سے بھرا ہوا تھا صفوان بن امیہ نے دیکھ کے تعجب کیا اور کہا کس قدر مویشی ہیں آپ نے فرمایا کہ یہ سب کے سب میں نے تمہیں دیں اُسی وقت صفوان مسلمان ہو گئے۔ اور کہا اس قدر سخاوت سوائے نبی کے دوسرے سے نہیں ہو سکتی۔ وحشی کا حال یہ ہوا کہ اس نے مہلت لی تھی جب یہ آیت نازل ہوئی قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا ۚ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ : تو کہہ اے بندو جنھوں نے ظلم کیا اپنی جان پر خدا کی رحمت سے ناامید مت ہو بے شک اللہ بخشتا ہے سب گناہ وہی ہے بڑا بخشنے والا نہایت مہربان) تب مسلمان ہوا۔ حالت اسلام میں اُس کے ہاتھ سے یہ بہت اچھا کام ہوا کہ مسیلمہ کذاب کو جس نے جھوٹا دعویٰ پیغمبری کا کیا تھا عہد ابوبکر صدیق میں مار ڈالا۔ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کا قصور یہ تھا کہ وہ کاتب وحی تھا کبھی آخر آیات میں اس جنس کے کلمات میں جیسے وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ۔ یا إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ۔ اُس نے تغیر و تبدل کی اور کبھی قبل اس کے کہ آپ فرمائیں اس جنس کا کلمہ اُس کی زبان سے نکل جاتا اور فرماتے یہی لکھ لو۔ اُس نے لوگوں سے کہنا شروع کیا کہ محمد کو خبر نہیں ہوتی میں جو چاہتا ہوں لکھ دیتا ہوں اور مجھ پر بھی وحی آتی ہے اور مرتد ہو کے بھاگ گیا وہ حضرت عثمان کا رضاعی بھائی تھا حضرت عثمان اُسے اپنے ساتھ حضور اقدس میں لائے اور بمبالغہ تمام اُس کی سفارش کی کہ قصور اُس کا معاف ہوا اور اسلام اُس کا قبول۔ حضرت عثمان کے عہد میں افریقہ انہیں عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کے ہاتھ پر فتح ہوا۔ وے حاکم مصر تھے اور

بعد شہادت حضرت عثمان کے خون مسلمان سے بچنے کی نظر سے کسی طرف شریک نہ ہوئے کعب بن زہیر کا یہ قصور تھا کہ اُس نے آنحضرت صلعم کی ہجو کی تھی اور حضرت ابوبکر صدیق کے پہلے آنحضرت صلعم کی خبر سن کے اپنے بھائی کو واسطے دریافت حال کے بھیجا تھا وہ آکے بہ سبب اگلی شناسائی کے حضرت ابوبکر صدیق سے ملا اور اُن کی ہدایت سے حضور اقدس میں حاضر ہو کر مسلمان ہو گیا۔ کعب بن زہیر کو یہ بات ناگوار ہوئی کہ بلا مشورہ میرے کیوں مسلمان ہوا اور کچھ اشعار لکھ بھیجے اُس میں ایک بیت یہ ہے شعر ؎

سَقَاكَ ابوبکر بکاسٍ رَدِيَّةٍ فَأَنهلكَ المامورُ منها وعَلَّكا

پلایا تجھے ابوبکر نے بُرا پیالہ: پھر تو سیراب کیا تجھے مامور نے اُس سے اور دوبارہ دیا۔ مامور اُس شخص کو کہتے ہیں جسے جن سے رابطہ ہو۔ جس کو ہمارے ملک میں اوجھا کہتے ہیں یہ کنایہ کیا تھا آنحضرت صلعم سے اور ہجویں بھی اُس نے کہی تھیں۔ اس لئے خون اُس کا آنحضرت نے ہدر کیا تھا بعد فتح مکہ کے ہاتھ نہ آیا۔ جب آپ مدینہ میں رونق افروز ہوئے بقصد مدینہ روانہ ہوا دن کو چھپ رہتا رات کو چلتا۔ آپ مسجد شریف میں تشریف رکھتے تھے یکبارگی مسجد کے دروازہ پر اونٹنی بٹھا کر اُس نے کہا میں کعب بن زہیر ہوں أشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا رسول الله اور حضور میں حاضر ہو کر قصیدہ بانت سعاد جو نعت میں لکھا تھا سنایا۔ آپ خوش ہوئے۔ ردائے مبارک صلہ میں عنایت فرمائی قصیدہ کے اس شعر میں ؎

إن الرَّسولَ لَسيفٌ يُستضاءُ بهِ ❊ مهنَّدٌ من سيوفِ الهندِ مسلولُ

آپ نے اصلاح فرمائی لسیف کی جگہ لنور کر دیا اور سیوف الهند کی جگہ سیوف الله اور آپ نے کعب سے پوچھا کہ یہ شعر تیرا ہی ہے: ؎

سَقَاكَ ابوبکر بکاسٍ رَدِيَّةٍ ❊ فانهلكَ المامورُ منها وعلكا

اُس نے براہ ذہانت دو حرف اُس شعر میں ایسے بدل دیئے جس سے وہ شعر ہجو کا

نہ رہا بلکہ مدح کا ہو گیا۔ کہا میں نے رد دیہ دال سے نہیں کہا ہے بلکہ واو سے کہا ہے یعنی خوشگوار اور مامون نہیں کہا ہے مامون کہا ہے یعنی وہ شخص کہ امانت دار ہیں خدا کی وحی میں۔ آپ کعب کی حاضر جوابی اور جودت ذہن سے بہت راضی ہوئے۔ منقول ہے کہ حضرت معاویہ اپنے ایام خلافت میں دس ہزار دینار کعب کو ردائے مبارک کی قیمت کی دیتے تھے۔ انھوں نے نہ بیچی اور کہا تبرک آنحضرت کا میں ہرگز نہ بیچوں گا۔ بعد وفات اُن کی اولاد سے امیر معاویہ نے بیس ہزار کو ردائے مبارک خرید لی۔ ہبار بن اسود کا یہ جرم تھا کہ جب بی بی زینب صاحبزادی کو اُن کے شوہر ابو العاص نے بموجب وعدہ کے مکے سے مدینہ کو ہودج میں بٹھا کے ساتھ ابو رافع اور مسلمہ بن اسلم کے کہ بحکم آنحضرت صلعم لینے کو اُن کے گئے تھے روانہ کیا۔ ہبار نے چند اوباش قریش کے ساتھ راہ میں پہنچ کے ایک نیزہ بی بی زینب کو مارا۔ وہ ایک پتھر پہ گر پڑیں اور حمل اُن کا ساقط ہوا اور وہ بیمار ہو گے اُس صدمہ سے مر گئیں۔ اس لئے آپ نے اُس کا خون ہدر کیا تھا۔ ایام فتح میں مکہ میں نہ ملا۔ بعد مراجعت مدینہ آپ ایک دن اصحاب میں بیٹھے تھے کہ یکبارگی ہبار نے آکے چلا کے کہا کہ میں متقر باسلام آیا ہوں اور مسلمان ہو گیا اور آپ نے قصور معاف کیا۔ ہند عورتوں میں ہو کے حضور میں آئی اور مسلمان ہو کے عرض کیا کہ میرا حال یہ تھا کہ سب سے زیادہ آپ کو دشمن رکھتی تھی۔ اب میں سب سے زیادہ آپ کو دوست رکھتی ہوں۔ آپ نے فرمایا اور بھی محبت زیادہ ہو جائے گی پھر ہند نے گھر جا کے جتنے بت تھے توڑ ڈالے اور کہا کہ میں تمھارے فریب میں تھی اور حضور اقدس میں دو بکری کے بچے بطور ہدیہ بھیجے اور عذر کہلا بھیجا کہ میرے پاس بکریاں کم ہیں آپ نے اُس کی بکریوں کے لئے دعائے برکت کی۔ بکریاں اُس کی بہت زیادہ ہو گئیں۔ ہند کہتی تھیں کہ یہ برکت جناب رسول اللہ صلعم کی ہے۔ قریشا مسلمان ہوئی باقی سب ماری گئیں۔ ایام رونق افروزی مکہ میں آپ نے ایک دن کعبہ معظمہ کے اندر داخل ہونے کا قصد کیا۔ عثمان بن طلحہ سے کنجی طلب کی وہ لے آئے۔ آپ کعبہ میں داخل ہوئے

حضرت عباس نے درخواست کی کہ سقایہ حاجیوں کا مجھ سے متعلق ہے کنجی بھی عنایت ہو۔ حضرت علی نے بھی کنجی کی درخواست کی۔ خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی اِنَّ اللہَ یَأمُرکُم ان تُؤدّوا الامانات الی اھلھا: خدائے تعالیٰ حکم کرتا ہے کہ ادا کرو امانتیں امانت والوں کو آپ نے کنجی عثمان کو دے دی اور فرمایا لو ہمیشہ کے لئے نہ لے گا تم سے کوئی مگر ظالم مطابق اس پیشین گوئی کے کنجی خانہ کعبہ کی خاندان عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ میں اب تک چلی آتی ہے۔ عثمانؓ کے اولاد نہ تھی انھوں نے کنجی اپنے بھائی شیبہ کو بوقت وفات دی شیبہ کی اولاد میں وہ کنجی رہی۔ لہذا صاحب مفتاح شیبی کہلاتا ہے اور آپ نے عثمان کو اس وقت وہ قصہ یاد دلایا کہ قبل ہجرت آپ نے ایک مرتبہ عثمان سے کعبہ کے کھولنے کو کہا تھا۔ اس نے نہ مانا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ ایک دن یہ کنجی میرے ہاتھ میں ہوگی جسے چاہوں گا دوں گا۔ عثمان نے کہا کہ اس دن قریش بہت ذلیل ہو جائیں گے جو ایسی بات ہوگی آپ نے فرمایا نہیں بلکہ قریش کو اس دن بڑی عزت ہوگی۔ سو مطابق اس پیشین گوئی کے واقع ہوا۔ غزوات کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ قریش پیغمبر کے زمانہ میں کس قدر لوٹے مارے گئے اور ہر قسم کی ذلت و نکبت اُن کو نصیب ہوئی۔ اصنام جن کو وہ معبود سمجھتے تھے توڑے گئے اسیر ہوئے۔ فدیہ دینے میں کیا کیا دقت اٹھائی ان وجوہ سے اشعیا پیغمبر نے قیدار کو قوم منبروز و مسلوب کہا اور اس وجہ سے بھی وے منبروز و مسلوب تھے کہ حضرت اسمٰعیل مع ہاجر کے نکالے گئے تھے۔ پھر بعد حضرت اسمٰعیل کے فیضان الٰہی بند ہوگیا۔ برکات ابراہیمی چھین لی گئی۔ بت پرستوں کا غلبہ ہوگیا۔ ہمیشہ کفار کی اطاعت میں رہے۔ پھر پیغمبر کے زمانہ سے حسب وعدہ الٰہی ایسی عزت ہوئی کہ کبھی کسی کو نہ ہوئی۔ یہ معنی جب ہونگے کہ ضمیر قیدار کی طرف راجع ہو اور اگر بندہ خدا کی طرف پھری تو معنی یہ ہونگے کہ وہ بندۂ خدا جس کو اس کی قوم لوٹے گی۔ جوانوں کو شکار کرے گا کہیں وے چھین اُس کے ہاتھ سے نجات نہ پائیں گے تو اشارہ زمانہ ہجرت و فتوح دونوں کی طرف ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

מִי בָכֶם יַאֲזִין זֹאת יַקְשִׁב וְיִשְׁ
מַע לְאָחוֹר׃ مِی بَاخِم یَاَزِین زُوث یَقشِیب وِیشمَع لِآحُور :
(ترجمہ) تم سے کون ہے جو اس پر کان رکھے متوجہ ہو کے قبول کرے۔ خبر آیندہ یہ کلام حضرت اشعیا کا بطور کشف ہے یعنی بنی اسرائیل اس بات کو جب اس کا وقت آئے گا تسلیم نہ کریں گے۔

מִי־נָתַן לִמְשׁוֹסָה יַעֲקֹב וְיִשְׂרָ
אֵל לְבֹזְזִים הֲלוֹא יְהוָה זוּ חָטָא
נוּ לוֹ וְלֹא־אָבוּ בִדְרָכָיו הָלוֹךְ וְלֹ
א שָׁמְעוּ בְּתוֹרָתוֹ׃ וַיִּשְׁפֹּךְ
עָלָיו חֵמָה אַפּוֹ וֶעֱזוּז מִלְחָמָה וַ
תְּלַהֲטֵהוּ מִסָּבִיב וְלֹא יָדָע וַתִּ
בְעַר בּוֹ וְלֹא־יָשִׂים עַל־לֵב׃

مِی نَاتَن لِمشِیسَا یعقوب وِیسرائیل لبوزِزِیم ہَلُو یہوا زُو حَاطَانُو لُو وِلُو آبُو بِدرَاخَا وہَالُوخ وِلُو شَامعُو بَتُوراثُو : وَیِشپُوخ عَالَاو حِیمَا اَپُّو وِعزُوز مِلحَامَا وَتلَہَیطہو مِسَابِیب وِلُو یَادَاع وَتِبعَر بُو وِلُو یَاسِیم عَل لیب : (ترجمہ) یعقوب کو کس نے تباہ کیا اور اسرائیل کو کس نے لٹوایا۔ جز خدا کے کہ اس کی خطا کی پھر اس کی راہ پر چلنا نہ اختیار کریں گے اور اس کا دین نہ قبول کریں گے تو ان پر اپنے غضب کی گرمی بہائے گا اور سخت لڑائی کی کہ ہر طرف سے شعلہ زن ہو گی لیکن نہ سمجھے گا اور اس کو جلائے گی لیکن نہ خیال کرے گا مقصود یہ ہے کہ بنی اسرائیل نے اگلی خطاؤں پر تو سزا پایا اور پاتے جاتے ہیں اب اس

بندہ کی نافرمانی کریں گے اور اس کی شریعت قبول نہ کریں گے تو وہ غضب کرے گا
اور ان کے ساتھ بجنگ پیش آئے گا اور سخت لڑائی ہوگی اس لڑائی میں وے خاک سیاہ
تباہ ہو جائیں گے تاہم ان کے خیال میں اس کی صداقت نہ آئے گی۔ بنی نضیر کی لڑائی
میں مسلمانوں نے درختانِ خرما کاٹ ڈالے تھے اور آگ بھی لگائی تھی: مَا قَطَعْتُمْ
مِنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰٓى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ
وهان على سراة بني لؤي حريق بالبويرة مستطير : حضرت اشعیا کا
باب ۴۳ جو اس مقام کے مناسب ہے لکھ دیتے ہیں۔ ועתה כה-א

מר יהוה בראך יעקב ויצרך
ישראל אל-תירא כי גאלתיך
קראתי בשמך לי-אתה: כי-תעבר
במים אתך אני ובנהרות
לא ישטפוך כי-תלך במו-אש
לא תכוה ולהבה לא תבער-בך:
כי אני יהוה אלהיך קדוש ישראל
מושיעך נתתי כפרך מצרים
כוש וסבא ———
תחתיך: מאשר יקרת בעיני נכ

בדת ואני ———
אהבתיך ואתן אדם תחתיך ולא
מים תחת נפשך אל תירא כי את
ך אני ממזרח אביא זרעך ומ
מערב אקבצך: אמר לצפון תני
ולתימן אל תכלאי הביאי בני מר
חוק ובנותי מקצה הארץ: כל הנ
קרא בשמי ולכבודי בראתיו: יצ
רתיו אף עשיתיו: הוציא עם —
עור ועינים יש וחרשים ואזנ
ים למו: כל הגוים נקבצו יחדו
ויאספו לאמים מי בהם יגיד
זאת וראשנות ישמיענו יתנו
עדיהם ויצדקו וישמעו ויאמ
רו אמת: אתם עדי נאם יהוה
ועבדי אשר בחרתי למען תד

نثر:

וְתַאֲמִינוּ לִי וְתָבִינוּ כִּי־אֲנִי
הוּא לְפָנַי לֹא־נוֹצַר אֵל
וְאַחֲרַי לֹא יִהְיֶה׃

وعتا کو امر یہوا بورا خا یعقوب و یوصر خا یسرائیل ال تیرا کی گالتیخا قراتی بشمخا لی
اتا + کی تعبور بمایم اتخا آنی و بنہاروت لو یشطفوخا کی تیلیخ بمو ایش لو تکاوہ و لہاوا
بالو بعر باخ + کی انی یہوا الوہیخا قدوش یسرائیل موشیعخا ناتتی کفرخا مصرایم
کوش و سبا تحتیخا : میاشر یاقرتا بعینای نخبدتا وانی اہبتیخا واتین آدام تحتیخا
ولامیم تحت نفشیخا : ال تیرا کی اتخا آنی ممزراح ابی زرعخا وممعراب اقبصیکا :
اومر لصافون تنی ولتیمان ال تخلای ہابیی بانای مراحوق و بنوتای مقصہ
آرص + کول ہنقرا بشمی ولخبودی براتیو یصرتیو اف عشیتیو + ہوصی عم عویر ولو
عینایم یش و حیرشیم و آزنایم لامو : کل ہگویم نقبصو یحدا ویاسفو لاومیم می باہم
یگید زوث و رشونوث یشمیعنو یتنو عیدیہم ویصدقو ویشمعو ویومرو امث :
اتم عیدای نام یہوا و عبدی اشر باحرتی لمعن تیدعو وتامینو لی وتابینو کی
انی ہو لفنای لو نوصر ایل و احرای لو یہیہ : וְעַתָּה عتّہ معنی اب כֹּה
کو معنی یوں אָמַר امر معنی کہا בֹּרַאֲךָ بوری معنی باری [illegible]

نوٗصیر معنی کمہار گرہٹا بنانا اس کے مادہ کے معنی ہیں مادہ יצר ناصر کہ مجازاً معنی خلق גאל گَاَل معنی چھوڑا لینا آدمی خواہ اور جائداد کو روپیہ دے کر یا اور طور سے دوسرے معنی دعوی کرنا بدلا چاہنا גאל הדם گوئیل ہدّام۔ خون کا بدلا لینے والا שטף شٗطف۔ بہا لے جانا כוה کاوِہ معنی جلانا یہاں باب لزوم سے ہے להבה لِہَابَا معنی لھبہ و شعلہ בער باعر معنی جلانا پھونکنا כפר کوٗفر معنی قریہ گاؤں ویراں و مسرود کفارہ جو یہاں مقصود ہے (ترجمہ) اے یعقوب تیرے خالق نے' اے اسرائیل تیرے پیدا کرنے والے نے اب یوں فرمایا کہ مت ڈر کیونکہ میں نے تجھے چھوڑا لیا اور تجھکو اپنا خاص کر لیا اگر تو پانی میں جائے گا میں تیرے ساتھ ہوں اور اگر تو دریا میں جائے گا تجھے بہا نہ لے جائے گا' اگر تو آگ میں جائے گا تو داغ نہ لگے گا نہ شعلہ تجھے جلائے گا کہ میں موجود تیرا معبود ہوں قدوس اسرائیل تیرا نجات دہندہ مصریوں کو تیرا فدیہ کیا ہم نے اور اہل مدین اور سبا تیرے تحت میں ہیں ہماری نظر میں موقر ہونے سے عزت پائی تو نے اور میں نے تجھے تیار کیا تو بنی آدم کو تیرے ماتحت کیا اور اقوام کو تیری جان کا فدیہ تو ڈر مت تیرے ساتھ میں ہوں مشرق سے تیری نسل کو لاؤں گا اور مغرب سے تجھے اکٹھا کروں گا۔ شمال سے کہوں گا کہ دے اور جنوب سے کہ مت منا لا میرے لڑکوں کو مسافت دور دست سے میری لڑکیوں کو انتہائے ارض سے جملہ موجودات کو اپنے نام سے اور اپنی عظمت کے لئے پیدا کیا میں نے نکالیں گے ہم قوم اندھی جن کے آنکھ ہے اور بہرے جن کے کان ہے جملہ اقوام مجتمع ہونگے اور قبائل اکٹھے ہونگے اُن میں ایسا نہ ہوگا جو اس کی خبر دے اور گزشتہ کو سنائے اور اُن کی گواہی دے کہ دے پچھے ہو جائیں اور سُن کے کہیں سچ ہے تم لوگ البتہ ہمارے گواہ ہو۔ خدا کا فرمان ہے ہمارا وہ بندہ ہے جسے ہم نے منتخب کیا ہے تا کہ تم سمجھو اور

ایمان لاؤ ہم پر اور سمجھو کہ میں میں ہوں ہمارے سامنے کوئی قوی نہیں اور نہ ہمارے پیچھے ہوگا۔ **تفسیر**:۔ اب خدا تیرے باری نے اے یعقوب تیرے مصور نے اے اسرائیل یوں کہا کہ مت ڈر میں نے تجھے لے لیا۔ تجھے اپنے لئے نام زد کیا اگر تو پانی میں جائے گا میں تیرے ساتھ ہوں گا۔ اگر تو دریا میں ہوگا تو تجھے بہا نہ لے جائے گا اگر تو آگ میں جائے گا تو داغ نہ لگے گا اور شعلہ تجھے نہ جلائے گا۔ میں تیرا خدا تیرا معبود ہوں قدوس۔ اسرائیل تیرا کفارہ کیا مصر کو و مدین اور سبا کو تیری تحت میں کیا ہم نے یہ حکایت حضرت موسیٰ کے وقت کی۔ وے لوگ سمندر پایاب اتر گئے اور سموم عرب نے جو مثل شعلہ تھی کچھ اثر نہ کیا۔ مصری مغلوب ہوئے کہ بنی اسرائیل اُن کے پھندے سے چھٹے اور بالآخر ڈوب کے کفارہ ہوئے اور کوش یعنی اہل مدین بھی مغلوب مقہور ہوئے۔ علی ہذا القیاس۔ اہل سبا چونکہ تو ہماری نظر میں موقر ہوا تو مغرور ہوا اور میں نے تیرے ساتھ محبت رکھی کہ بنی آدم کو تیری ماتحت کیا اور امم کثیر کو زیر فرمان تو مت ڈر مشرق سے تیری اولاد کو لاؤں گا اور مغرب سے تجھے اکٹھا کروں گا شمال سے کہوں گا دے دے اور جنوب سے کہ مت روک میرے لڑکوں کو مسافت بعیدہ سے حاضر کر اور میری لڑکیوں کو انتہائے ارض سے یہ وعدۂ الٰہی حضرت عزرا کے وقت میں پورا ہوا کہ یہودان منتشر و پریشان بیت المقدس میں جمع و آباد ہوئے جو کچھ ہمارے نام پر کہا گیا اُسے ہم پیدا کریں گے اُسے ہم تیار کریں گے اسے ہم کریں گے پہلے خدا نے فضائل و انعام بنی اسرائیل بیان کیا بعد اُس کے جو کچھ فصل گزشتہ میں بیان ہوا اُس کی ایجاد و تکوین کی تاکید کرتا ہے کہ وہ سب بالضرور وجود پذیر ہوگا۔ فصل گزشتہ میں قیدار کی اولاد سے ایک پیغمبر کا ہونا اور اُس کے ہاتھ سے تباہی بت پرستان و شیوع حق پرستی کا بیان ہے۔ اس لئے یہاں کہتا ہے کہ اُسے ہم پیدا کریں گے تیار کریں گے اور تباہی اور شیوع کی نسبت کہتا ہے کہ کریں گے شروع فصل میں جو لفظ اب واقع ہے اُس سے عیاں ہے کہ

یہ فصل گزشتہ کے بیانات سے متعلق ہے۔ نکالے گا ہمارا جلال قوم اندھی جس کی آنکھیں ہونگی اور بہرے جس کے کان ہوں گے۔ مقصود یہ ہے کہ قوم جاہل کو اپنا فیض دیں گے یعنی اس سے نبی قائم کریں گے اور یہ معنی ہیں کہ ایسی قوم نکالیں گے کہ باوجود آنکھ کے اندھی ہوگی امور دنیا سے وعلی ہذا القیاس۔ باوجود کان کے بہرے ہونگے یہ شان تھی صحابہ کی، باوجود کمال بینائی قلب کے کہ صاحب قوت قدسیہ تھے امور دنیا میں اندھے تھے احکام ربانی کو بلا پس و پیش اٹھا لیتے تھے خدا کی راہ میں بڑے شوق سے سر کٹاتے تھے حضرت عمرؓ کا قصہ۔ یا ساریۃ الجبل الجبل مشہور ہے اگر صحابہ کے ایسے امورات کو لکھوں تو ایک دفتر ہو جائے۔ الغرض مقصود یہ ہے کہ ایسی قوم پیدا کروں گا کہ سوائے ہماری بات کے نہ دیکھے گی نہ سنیں گی۔ حضرت موسیٰ کے اتباع ایسے نہ تھے حضرت موسیٰ چالیس ۴۰ دن کا وعدہ کر کے پہاڑ میں گئے تھے ایک دن کا فرق پڑا سو وہ بھی حساب کی غلطی تھی باوجود حضرت ہارون کے سمجھانے کے مرتد ہو گئے۔ گوسالہ پرستی کرنے لگے واضح ہو کہ دو آیات گزشتہ میں ہم نے ماضی کو مستقبل سے ترجمہ کیا ہے سو ایسا ہوتا ہے کہ مستقبل ضروری الوجود کو بلفظ ماضی وحی بھیجتے ہیں اور اگر ماضی مقصود ہو تو مہمل ہو جائے۔ ظاہر معنی اس آیت کے یہ ہیں کہ اس رسول کو جس کی بعثت کا ذکر فصل سابق اور آیت گزشتہ میں ہے قوم جاہل یعنی قریش نکال دے گی۔ اندھی بہری قوم سے مقصود جاہل قوم ہے یہ اشارہ ہے واقعہ ہجرت کی طرف چنانچہ ورقہ بن نوفل نے کہا تھا کل قومیں اکٹھی ہوں گی اور امم کثیرہ مجتمع ان میں کوئی ایسا نہیں کہ اس کی اطلاع دے اور اگلی خبریں سنائے اور ان کو شواہد دے کہ تصدیق کریں اور سن کے کہیں کہ سچ ہے اللہ کا فرمان ہے کہ تم ہمارے اور ہمارے بندہ کے شاہد ہو جسے ہم نے منتخب کیا۔ اس نظر سے کہ تم سمجھو اور ہم پر ایمان لاؤ اور سمجھو کہ میں ہی ہوں میرے سوائے کوئی معبود نہیں مقصود یہ ہے کہ اقوام اصنام پرست کو پہلے سے اس بندہ رسول کی کچھ خبر نہیں دی گئی تم میں پہلے سے

سلسلۂ نبوت جاری تھا انبیاء بکثرت تم میں مبعوث ہوئے تم اُن کے نشانات جانتے ہو اور پہلے سے خبر بھی اُس کے بعثت کی دی جاتی ہے تم خود بھی اُس پر ایمان لانا اور دوسری قوموں کو شہادت دینا۔ واضح ہو کہ تسبیح موسیٰ میں ذکر ہے کہ ایک بانی قوم ہوگا اُس کی نافرمانی کی بڑی مذمت ہوئی ہے۔ پھر اُس تسبیح کے بعد اُسی باب میں یعنی حضرت موسیٰ کی پانچویں کتاب کے ۳۲ باب میں یہ لکھا کہ موسیٰ نے اس تسبیح کے رموز کو مع یوشع بن نون کے قوم کو سنا دیا اور ایصال وحی متعلق احکام ختم کر دیا اور قوم سے کہا کہ تم لوگ اپنا دل لگاؤ ان سب باتوں میں جن کے لئے میں آج تم کو گواہ کرتا ہوں کہ تم اپنی اولاد اس تسبیح پر عمل کرنے کی وصیت کرنا کہ وہ فضول باتیں نہیں ہیں انتہیٰ۔ اب ہم کہتے ہیں کہ تسبیح موسیٰ میں جس بانی قوم کا ذکر ہے اسی کی یہ نبی تصریح کرتا ہے اور موسیٰ نے قوم کو گواہ کیا تھا یہ نبی یاد دلاتا ہے کہ تم لوگ گواہ ہو اور تسبیح مذکور کے اول ہی میں خدا نے آسمان و زمین کو گواہ قرار دیا ہے۔ سورۂ آل عمران میں مذکور ہے اِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّحِکْمَۃٍ ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِکُمْ اِصْرِیْ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْھَدُوْا وَاَنَا مَعَکُمْ مِّنَ الشّٰھِدِیْنَ فَمَنْ تَوَلّٰی بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ (ترجمہ) یاد کرو جب لیا اللہ نے عہد پیغمبروں کا کہ جب دوں میں تم کو کتاب و حکمت یعنی آئے تمہارے پاس رسول موافق تمہاری کتاب کے تو تم اُس پر ایمان لانا ضرور اُس کی مدد کرنا خدا نے کہا تم نے اقرار کیا اور تم نے اُس پر عہد کیا تو اُنھوں نے کہا۔ ہم نے اقرار کیا تو خدا نے کہا گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں پھر جو کوئی بعد اُس کے پھر جائے تو وہ فاسق ہے) بیان اس کا یہ ہے کہ موسیٰ کی پانچویں کتاب کے ۱۸ باب میں وعدہ تھا کہ اب شریعت رعد و برق کے ذریعہ سے نہ دی جائے گی بلکہ نبی تمہارے بھائیوں میں سے ہوگا جو کچھ وہ حکم دے اُس کی

تعمیل کرنا اور جو کوئی اُس کا حکم نہ مانے گا میں اُس سے سمجھ لوں گا۔ پھر اُسی کتاب کے ۳۲ باب میں ایک تسبیح مذکور ہے جس کا بیان اوپر ہو چکا ہے اُس میں ایک شخص کی خبر ہے کہ وہ بانی قوم آئے گا اُس کی مخالفت کی بڑی مذمت مذکور ہے اُس تسبیح کے تسلیم کی بڑی تاکید ہے اور اُسی پر آسمان و زمین کو شاہد کیا اور اُس میں یہ بھی ہدایت ہے کہ ہر دور کے لوگ اپنی اولاد کو دربارۂ تعمیل مضمون تسبیح وصیت کرتے رہیں الغرض بنی اسرائیل سے خدا نے عہد لیا تھا کہ جب وہ صاحب شریعت آئے تو تم اُس کی مخالفت مت کرنا اُس پر ایمان لانا لیکن جب وہ آیا تو بنی اسرائیل نے اُس کی تکذیب کی۔ اس لئے قرآن کی آیات مذکورہ بالا سے اُس عہد کو یاد دلاتا ہے۔ قرآن کی عبارت بھی اس مقام پر پیچیدہ ہے لَمَا کی تین قرأت ہیں ایک لَمَا جو مشہور ہے دوسری قرأت لِمَا بکسر لام اور مَا کو اس قرأت میں مصدریہ کہتے ہیں اور تیسری قرأت لَمَّا ہے اسی کو ہم نے اختیار کیا ہے۔ دوسری پیچیدگی ثم سے پیدا ہوتی ہے سو ثم یہاں ترتیب و مہلت کے لئے نہیں ہے بلکہ بہتر ہے کہ جملہ بعد ثم کو جملہ ماقبل کا بیان کریں اب لائق بحث یہ سخن ہے کہ جو اقرار شہادت و ایمان بنی اسرائیل سے لیا گیا تھا اُسے میثاق النبیین سے کیوں خدا نے تعبیر کیا بعض مفسرین نبیین کے معنی بنی اسرائیل کہتے ہیں اور ممکن ہے کہ کہیں کہ وہ اقرار بذریعہ حضرت موسیٰ و یوشع بن نون کے لیا گیا تھا اس واسطے اُسے میثاق النبیین سے تعبیر کیا اور اگر موسیٰ کی پانچویں کتاب کے ۱۸ باب کو ضم کریں کہ وہ اقرار حضرت ہارون کی زندگی میں ہوا تھا تو زیادہ تر مناسب ہوگا کیونکہ اقرار اتباع ہمارے پیغمبر کا لیا گیا تھا ایک مرتبہ وہ تھا جس کا ذکر ۱۸ باب مذکور میں ہے۔ پھر وہی اقرار بعد اختتام تسبیح موسیٰ کے لیا گیا۔ اس لئے بشمول حضرت ہارون یہاں میثاق النبیین سے بیان ہوا۔ فَافْهَم:

[illegible]

[illegible]

וְהִשְׁמַעְתִּי וְאֵין בָּכֶם זָר וְאַתֶּ
ם עֵדַי נְאֻם יְהוָה וַאֲנִי־אֵל׃ גַּם
מִיּוֹם אֲנִי הוּא וְאֵין מִיָּדִי מַצִּי
ל אֶפְעַל וּמִי יְשִׁיבֶנָּה׃

آنوخی آنوخی یہوا واین مبلعاذی موشیع + آنوخی ہگذتی وِ ہوشعتی وِ ہشمعتی
واین باخم زار وِ آتم عیدی ناءم یہوا وانی ایل + گم میوم انی ہووا این میادی
مَصِیل اِفعَل وِ می یشیبنا : (ترجمہ) میں ہی خدا ہوں میرے سوا کوئی نجات
دینے والا نہیں میں نے تمھیں اطلاع دی (یعنی نیک بد سے بزبان موسیٰ علیہ السلام) اور
تم کو نجات دی (یعنی اکثر مصائب سے) اور تم کو سنایا (یعنی تسبیح موسیٰ جو ایک قسم کا عہد تھا) اور
تم میں کوئی اجنب نہیں (یعنی سب رسالت و وحی و ملائکہ سے واقف ہیں) خدا کا فرمان ہے کہ تم
شاہد ہو اور میں معبود میں ہمیشہ سے یکساں ہوں اور میرے ہاتھ سے کوئی بچانے والا
نہیں جو میں کرتا ہوں اس کو کوئی رد نہیں کر سکتا) اِنَّ اللّٰہَ یَفْعَلُ مَا یَشَاءُ وَ
یَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ כֹּה אָמַר יְהוָה גֹּאַלְ
כֶם קְדוֹשׁ יִשְׂרָאֵל לְמַעַנְכֶם
שִׁלַּחְתִּי בָבֶלָה וְהוֹרַדְתִּי בָרִיחִים כֻּלָּם וְכַ
שְׂדִּים בָּאֳנִיּוֹת רִנָּתָם׃

کوآمر یہوا گوالخم قدوش لسرائیل لمعنخم شلحتی بابیلاہ وِ ہورذتی باریحیم
کلام وِ خسدیم با اونیوت رِناتام لغات בָּרִיחַ باریح معنی آزاد
و خونخوار کہتے ہیں נָחָשׁ בָּרִיחַ ناحاش باریح۔ مار خونخوار
(ترجمہ) یوں کہا خداوند قدوس اسرائیل تم کو لے لینے والے نے تمھاری جہت سے

بھیجا ہم نے اہل بابل کو اور اُتارا ہم نے خونخواروں کو اور کسدیم کو مراکب شادمانی کے ساتھ: אֲנִי יְהוָה קְדוֹשְׁכֶם בּ
וֹרֵא יִשְׂרָאֵל מַלְכְּכֶם انی یہوا قدوشخم بورے یسرائیل ملکخم (ترجمہ) میں خدا تمہارا قدوس ہوں اسرائیل تمہارے بادشاہ کا پیدا کرنے والا

כֹּה אָמַר יְהוָה ——
הַנּוֹתֵן בַּיָּם דָּרֶךְ וּבְמַיִם עַזִּים
נְתִיבָה׃ ——
הַמּוֹצִיא רֶכֶב וָסוּס חַיִל וְעִזּוּז
יַחְדָּו יִשְׁכְּבוּ בַּל יָקוּמוּ דָּעֲכוּ כַּ
פִּשְׁתָּה כָּבוּ׃ אַל תִּזְכְּרוּ רִאשֹׁנ
וֹת וְקַדְמֹנִיּוֹת אַל תִּתְבֹּנָנוּ׃ הִ
נְנִי —— עֹשֶׂה חֲדָשָׁה עַתָּה תִצְ
מָח הֲלוֹא תֵדָעוּהָ אַף אָשִׂים בַּמִּדְ
בָּר דֶּרֶךְ בִּישִׁמוֹן נְהָרוֹת׃ תְּכַבְּדֵנִי
חַיַּת הַשָּׂדֶה תַּנִּים וּבְנוֹת יַעֲנָה כִּי
נָתַתִּי בַמִּדְבָּר מַיִם נְהָרוֹת בִּישִׁימֹ
ן לְהַשְׁקוֹת עַמִּי עַם זוּ יָצַרְתִּי לִי
תְּהִלָּתִי יְסַפֵּרוּ׃

کوٗامُر ہیوا ہَنُوتِین بَیّام دِرِخ وُبمَایِم عَزِّیم نِتیبا ہَمُوصِی رِخِب وِسُوس
حَیِل وِعِزُوز یحْدا وِیشکبُو بَل یاقُومُو دَاعُبُوکَپِشْتَہ کَبُو + اَل تِزْکرُو رِیشُونوت
وِقد مونِیُوت اَل تِتْبُونِنُو + ہِینِنِی عُوسِہ حَداشا عَتّا تِصْمَح ہَلُو تِیدا عُوہا اَف
اَسِیم بَامِدْ بَار دِرِخ بیشِیمُون نِہارُوت + تِحَبّدِنِی حَیّت ہَسّادِہ تَنِّیم وُبنُوت یعَنا
کِی ناتتی بَمِدبار مایِم نہارُوت بیشیمُون لِہَشقُوت عَمّی بِحِیری عَم زُویا صَر تی
لی تہلّاتی یسپّرو: עַזִּים عَزِّیم جمع ہے مفرد اس کا עַז

عَز ہے بمعنی مضبوط و مستحکم و قوی یہ صفت ہوتی ہے قوم کی اور ہوا کی اور پانی کی
اور بمعنی سنگدل اور ظالم بھی آتا ہے اور بمعنی قوت بھی آیا ہے עִזּוּז
عِزُوز بمعنی قوی و سپاہی דָּעֲכוּ دَاعُخُو مادہ اس کا דָּעַךְ
دعخ ہے بمعنی گل ہو جانا جیسے چراغ פִּשְׁתָּה پِشْتَہ سَن خواہ سن
کی بتی כָּבוּ کَابُو مادہ اس کا כָּבָה کابہ ہے جس کے معنی ہیں
گل ہو جانا תִּצְמָח تِصمح مادہ اس کا צָמַח صَمَح ہے جس کے
معنی ہیں اوگنا اور حادث ہونا אַף اَف معنی نیز ایضاً بھی (ترجمہ) یوں کہا
خدا نے جو سمندر میں سڑک نکالتا ہے اور دریا میں راہ جو سواری اور گھوڑا اور لشکر
اور پہلوان معاً نکالے گا۔ سو جائے گی بلکہ کھڑی ہو کے بجھ جائے گی بتی کی طرح یہ خبر
ہے زمانہ بخت نصر وغیرہ ظلمہ کی اگلی باتوں کو یاد مت کرو گزشتہ کا خیال نہ کرو اب
نئی بات کرنے والے ہیں وہ بات اب شروع ہو گی۔ کیا تم اسے نہیں جانتے یعنی پہلے
ہی خبر دی گئی بے شک قائم کریں گے ہم بیابان میں سڑک وادی غیر ذی زرع
میں نہریں۔ اب یہاں سے خدا اپنا اصل مطلب بیان کرتا ہے کہ اگلی شرائع و احکام کا

تم خیال مت کرو۔ اب ہم نئی بات کرنے والے ہیں یعنی نئی شریعت جاری کریں گے
تم لوگ اُسے جانتے ہو جیسا ہم نے موسیٰ کی کتاب میں خبر دی ہے اب اُس کا آغاز ہوگا۔
بعد ازیں اس کی توضیح کرتا ہے کہ بیابان میں ہم راہ نکالیں گے اور وادی غیر ذرع میں
انہار جاری کریں گے یعنی ملک عرب میں ایسا کچھ موسیٰ کی تسبیح میں مذکور ہے نہر جاری
کرنے سے مقصود نزول وحی ہے اور سڑک سے شریعت اور زبیدہ کی نہر سے ظاہر
آیت بھی پوری ہوئی۔ ہماری تعظیم کریں گے جنگلی جانور اژدر، شترمرغ جب بیابان میں
نہر کا پانی دیں گے۔ ہم اور وادی غیر ذی زرع میں اپنی مقبول قوم کے سیراب کرنے کو
جنگلی جانور و اژدر و شترمرغ سے مقصود عرب ہیں کیونکہ نہایت جاہل قوم تھی یعنی ملک عرب
میں نزول وحی ہوگا تو بڑی بڑی جاہل قوم ہماری تعظیم کریں گی۔ قوم مقبول بھی مسلمان
ہیں بنی اسرائیل اس سے مقصود ہو نہیں سکتی ان میں نبوت قدیم الایام سے جاری
اور نہریں بھی مثل فرات و دجلہ وغیرہ کے بہتی تھیں یہ پیشین گوئی بہت واضح ہے۔
جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ
الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا اس قوم کو ہم نے اپنے لئے بنایا ہماری حمد کو خوب
بیان کریں گے۔ مسلمانوں کی نماز میں پنجگانہ حمد باری بیان ہوتی ہے۔ سورہ فاتحہ
پڑھی جاتی ہے۔ اس کے بعد ۲۷ آیت تک بنی اسرائیل کی نافرمانی اور خلوص سے عبادت
نہ کرنے کا بیان ہے۔ بعد شکایت و حکایت کے ۲۸ آیت میں اپنا غضب اور نتیجہ بداعمالی کا
بیان ہے: וַאֲחַלֵּל שָׂרֵי קֹדֶשׁ וְאֶתְּנָה
לַחֵרֶם יַעֲקֹב וְיִשְׂרָאֵל לְגִדּוּפִים׃
وَاَحَلِّيل سَارِي قُودِش وَاِتّنا لحیرم یعقوب ویسرائیل لِگدوفیم (ترجمہ)
تو پاک سرداروں کو چھوڑ دیں گے ہم اور یعقوب کو لٹا دیں گے اور اسرائیل کو مقطوع
کر دیں گے یعنی فیضان جو اُن پر نازل ہوتا ہے بند کر دیں گے اور مقطوع کر دینے سے

مقصود یہی ہے کہ نبوت اُن میں سے جاتی رہے گی۔ چنانچہ یہ سب کچھ ہوا۔ یہ آیت مطابق ہے
جو اس صحیفہ کی دوسرے باب میں ثبت ہے وְהָיָה בְּאַחֲרִית הַ
יָּמִים נָכוֹן יִהְיֶה הַר בֵּית־יְהוָה בְּרֹאשׁ
הֶהָרִים וְנִשָּׂא מִגְּבָעוֹת
וְנָהֲרוּ אֵלָיו כָּל־הַגּוֹיִם׃
وِہَایَا باحَرِیث ہَیّامیم ناخون یِہیِہ ہَرْ بیث یہوا بِرُوش ہِہاریم ونِسّا
مِگِّبا عوث وِناہَرو اِلاو کُل ہگویم: (ترجمہ) ان ایام کی انتہا میں بیت اللہ کا
قائم ہوگا اور سب ٹیکروں سے اونچا ہوگا وہاں قربانی کریں گے جملہ اقوام۔ انتہائے
ایام سے مقصود وہ ایام ہیں جب شریعت موسوی منسوخ ہوگی و زمانہ بعثت سید المرسلین
ہر دور کے مناسب شریعت جاری کی جاتی ہے پھر جب وہ دور بمرور ایام منقضی ہو جاتا ہے
تو وہ شریعت منسوخ ہو جاتی ہے اُتنے ہی دن کے واسطے دی گئی تھی اگر بالفرض وہ دور
عود کرے تو وہی شریعت واجب التعمیل ہوگی تو مقصود آیت یہ ہے کہ جب شریعت موسوی کا
وقت منقضی ہو جائے گا اور دوسری شریعت کا وقت آئے گا تو قربانی و حج کے لئے
بیت اللہ کا پہاڑ قائم ہوگا اور وہاں جملہ اقوام قربانی کریں گے۔ بیت اللہ کے پہاڑ سے
مراد مکہ معظمہ کا پہاڑ ہے۔ بیت المقدس کا پہاڑ مقصود ہو نہیں سکتا۔ کیونکہ وہاں تو قربانی
مدت دراز سے ہوتی تھی۔ اسمٰعیل کے زمانہ میں تو وہ قائم ہی تھا۔ یہ خبر ہمارے پیغمبر کے وقت میں
پوری ہوئی کہ وہاں جملہ اقوام حج و قربانی کرتی ہیں۔ بیت المقدس میں صرف بنی اسرائیل
قربانی کرتے تھے: וְהָלְכוּ עַמִּים רַבִּים וְאָמְ
רוּ לְכוּ וְנַעֲלֶה אֶל־הַר־יְהוָה אֶ
ל־בֵּית אֱלֹהֵי יַעֲקֹב וְיֹרֵנוּ מִ
דְּרָכָיו וְנֵלְכָה בְּאֹרְחֹתָיו כִּי

כִּי מִצִּיּוֹן תֵּצֵא תוֹרָה וּדְבַר־יְהוָה
מִירוּשָׁלָיִם: وہالخو عمیم ربیم وآمرو لخو ونعلہ ال ہر یہوا ال
بیت الوہی یعقوب ویورینو بدراخا ونیلخا باورحوتاو کی مصیون تیصی تورا
وذبر یہوا میروشالائم (ترجمہ) اور جائیں گی بہت قومیں اور کہیں گی چلو چلیں
خدا کے پہاڑ کی طرف یعقوب کے معبود خدا کے گھر اور بتاوٗ ہم کو اُس کی راہ کہ جائیں گے
ہم اُس کی روشنیوں میں کیونکہ صہیون سے نکل جائیگی شریعت اور خدا کا کلام (یعنی
وحی) اور شلم سے یعقوب کا معبود وہی ہستی پاک واجب الوجود تعالیٰ شانہ ہے اور
اُسی کی پرستش مکہ معظمہ میں بھی زمان بعثت سید المرسلین سے جاری ہوئی۔ آیت میں اقوام
مکہ معظمہ جانے کا بیان ہوا ہے علت اُس کی یہ مذکور ہے۔ شریعت بیت المقدس سے
نکل جائے گی اور وحی بنی اسرائیل سے منقطع معنی آیت واضح ہیں: וְשָׁפַט
בֵּין הַגּוֹיִם וְהוֹכִיחַ לְעַמִּים רַבִּים
וְכִתְּתוּ חַרְבוֹתָם לְאִתִּים וַחֲ
נִיתוֹתֵיהֶם לְמַזְמֵרוֹת לֹא־יִשָּׂא גוֹי
חֶרֶב וְלֹא־יִלְמְדוּ עוֹד מִלְחָמָה:
وشافط بین ہگوئیم وہوخیح لعمیم ربیم وختتو حربوتام لاتیم وحنیتو تیہم
لمزمیروث لو یشا گوی ال گوی حرب ولو یلمذو عود ملحاما (ترجمہ)
حکومت کرے گا قبائل پر اور ہدایت کرے گا اقوام کثیرہ کو کہ توڑ ڈالیں گے اپنی تلوارو
کو اور نیزوں کو مزامیر بنائیں گے ایک قبیلہ دوسرے پر تلوار نہ اُٹھائیں گے اور
پھر فتنہ نہ سنیں گے۔ مقصود یہ ہے کہ اُس پاک مقام میں نہایت امن ہوگا خدا کی
شریعت وہاں جاری رہے گی چنانچہ قبل زمانہ سید المرسلین ملک عرب میں قبائل میں
جنگ وجدل بہتیر ہوا کرتی تھی وہ بالکل موقوف ہوئی۔ اب بھی موقوف ہے الا شاذونادر

یہ نہیں مقصود ہے کہ تمام دنیا میں ایسا ہو جائے گا بلکہ یہ فقط ملک عرب کو کہتا ہے جہاں قربانی کا ذکر ہے مسلمانوں میں باخود باخوں ریزی نہایت مستکرہ تھی چنانچہ حضرت عثمان نے اپنا مرنا قبول کیا اور مسلمانوں میں خوں ریزی نہیں ہونے دی۔ پس جب تمامی ملک عرب مسلمان ہو گیا تو وہ قتال و جدال جو پہلے ہوتا تھا بند ہو گیا۔ خدا کا حکومت کرنا اُس کی شریعت کا جاری ہونا ہے: בֵּית יַעֲקֹב לְכוּ וְנֵלְכָה בְּאוֹר יְהוָה: بیث یعقوب لخو ونیلخا باور یہوا (ترجمہ) اے خاندانِ یعقوب خدا کے نور میں چلو جیسا ہم چلتے ہیں یعنی خدا کے احکام پر بہ تصدیق وایمان عمل کرو۔ یہ حکایت ہے دعاۃ اسلام کی کلام کی چنانچہ اہل اسلام ایسا ہی اہل کتاب بھی کہتے ہیں اُسی وقت کی حکایت اشعیا کی زبان سے ہو رہی ہے۔ قال اللہ تعالیٰ یَا اَھْلَ الْکِتَابِ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَاءٍ بَیْنَنَا وَ بَیْنَکُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰہَ وَلَا نُشْرِکَ بِہٖ شَیْئًا وَّلَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْھَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ پیغمبر خدا نے ہرقل کو لکھا تھا: قال اللہ تعالیٰ وَکَذٰلِکَ اَوْحَیْنَا اِلَیْکَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا مَا کُنْتَ تَدْرِیْ مَا الْکِتَابُ وَلَا الْاِیْمَانُ وَلٰکِنْ جَعَلْنٰہُ نُوْرًا نَّھْدِیْ بِہٖ مَنْ نَّشَاءُ مِنْ عِبَادِنَا (ترجمہ) یوں ہی بھیجا ہم نے تیرے پاس روح عالم امر سے (یعنی جو جسم و جسمانی نہیں) تو نہیں جانتا تھا کہ کتاب کیا ہے اور ایمان کیا ہے۔ لیکن کیا ہم نے کتاب کو نور جس سے راہ دکھاتے ہیں ہم جسے چاہتے ہیں۔ یہ وہی نور ہے جس میں چلنے کو اشعیا کہہ رہے ہیں כִּי נָטַשְׁתָּה עַמְּךָ בֵּית יַעֲקֹב: کی ناطشتا عمخا بیث یعقوب: (ترجمہ) کیونکہ پریشان کر دیا تو نے اپنی قوم کو اے خاندان یعقوب۔ یہ فقرہ آیت گزشتہ سے

متعلق ہی لیکن یہود ما بعد سے ملاتے ہیں مقصود یہ ہی کہ جب تم میں ضلالت و گمرہی پھیل گئی
تو تمھارے لیے خیر یہی ہی کہ تم شریعت جدیدہ کو بدل و جان قبول کرو כִּי מָלְ
אוּ מִקֶּדֶם וְעֹנְנִים כַּפְּלִשְׁתִּים וּבְיַ
לְדֵי נָכְרִים יַשְׂפִּיקוּ׃ וַתִּמָּלֵא אַרְצוֹ
כֶּסֶף וְזָהָב וְאֵין קֵצֶה לְאֹצְרֹתָיו
וַתִּמָּלֵא אַרְצוֹ סוּסִים וְאֵין קֵצֶה לְ
מַרְכְּבֹתָיו׃ וַתִּמָּלֵא אַרְצוֹ
אֱלִילִים לְמַעֲשֵׂה יָדָיו יִשְׁ
תַּחֲווּ לַאֲשֶׁר עָשׂוּ אֶצְבְּעֹתָיו׃ וַיִּשַּׁח אָדָ
ם וַיִּשְׁפַּל אִישׁ וְאַל תִּשָּׂא לָהֶם׃
בּוֹא בַצּוּר וְהִטָּמֵן בֶּעָפָר מִפְּנֵי פַּ
חַד יְהוָה וּמֵהֲדַר גְּאֹנוֹ׃ עֵינֵי גַּבְהוּת
אָדָם שָׁפֵל וְשַׁח רוּם אֲנָשִׁים
וְנִשְׂגַּב יְהוָה לְבַדּוֹ בַּיּוֹם הַהוּ
א׃

کِی مالئو مِقیدِم وِعونِیم کپلِشتیم ؛ بیلدی نخریم یشپیقو ؛ وتِمالی ارصو
کیسِف وِزاہاب وِاین قِصہ لاوصِرُوتاو ؛ وِتمالی ارصو سوسیم واین قِصہ
لِمرکبوتا ؛ وتِمالی ارصو الیلیم لمعسہ یاداو یشتحوو لاشر عاسو اصبعوتاو
ویشح آدام ویشپل ایش واَل تِسّا لاہم ؛ بوبصور وہطامین بعاپار
فا مپنی پحد یہوا ومیہدر گوئونو ؛ عینی گبہوت آدام شافیل وشح رُوم

أَنَا شَيم وِ نِلْكَبُ يَهوَ البُدُّ وُ بيوُم تَهو: **لغات** בְּ ׳ کی زمانی یعنی
جب קֶדֶם قدِم اصل معنی اس کے ہیں پورب مشرق پھر اطلاق اس کا
ایک حصہ عرب پر ہوا جو پورب طرف ہے اور فلسطین سے بھی شرقی ہے وہاں مسکن حضرت
ابراہیم کے آبا کا تھا حرّان اُس کے شہروں میں سے ہے۔ ربقا حضرت اسحٰق کی بی بی کا
میکا وہیں تھا جسے حضرت ابراہیم نے حفظ نسب کے لئے اپنے خاندان سے کنعان میں
منگا کر حضرت اسحٰق سے مزدوج و کدخدا کیا پھر جب ربقا کو حضرت یعقوب کی ہلاکت کا
خوف ہوا تو اُن کو اپنے بھائی کے پاس روانہ کیا ملک قدم میں جیسا توراۃ کے
بیانات سے واضح ہے یہاں کے لوگوں کا مذہب صابئی تھا جو ارواح کواکب وملائکہ
کی پرستش کرتے اور اُن کے نام پر اصنام رکھتے تھے وسحر و کہانت وغیرہ اعمال اُن کا
شعار تھا۔ زمانۂ اسلام میں وے نیست و نابود ہوئے۔ ثابت ابن قرہ بھی اولاً یہی مذہب
رکھتا تھا۔ قوم کی سرزنش سے دامن اسلام میں پناہ لیا۔ خلفاے عباسیہ کے دَور میں بغدادُ
میں رہتا تھا ریاضی و نجوم میں اس کو ید طولیٰ تھا رمل میں کمال مشاقی رکھتا تھا زحل کو
اس سے بڑی مناسبت و خلّت تھی اکثر مصائب میں اس کا معین رہتا تھا۔ عُوص شہر
جہاں حضرت ایوب کا مسکن تھا اسی حصہ میں واقع تھا اس کی سرحد شام وعراق تک تھی
وہاں کے سکان בְּנֵי קֶדֶם بنی قدم یعنی بنی قدم کہلاتے تھے اور
کبھی קֶדֶם قدم سے بنی قدم مراد ہوتے ہیں جیسا اسی آیت میں עוֹנְנִים
عُونِین مادہ اس کا עָנַן عانن ہے یہ صیغہ اسم فاعل ہے مجرد اس کا مستعمل
نہیں ہے باب معیل پیدائش باب ۹ آیت ۱۴ میں آیا ہے اصل معنی اس کے چھپانا پھر
بدلی چھانا اسی سے עָנָן عانان بمعنی ابر آیا ہے جیسا عربی عنان باب پوعیل سے
بھی آیا ہے עוֹנֵן יְעוֹנֵן מְעוֹנֵן ماضی عونین مضارع یعونین اسم
فاعل معونین اصل בְּ עוֹנֵן معنی دجل و تلبیس و بمعنی نظر بندی کثیر الاستعمال

چنانچہ اکثر علمار یہود اس کی یہی تفسیر کرتے ہیں سوائے ربی عقیبا کے کہ وہ مُعُوْنِین یعنی
מְעוֹנֵן منجم کہتا ہے پس عُوْنِین معنی منجم خواہ نظربندی جیسا קֹסֵם
قُوسِیم یعنی فال گو خواہ رمّال کے ہیں چونکہ اعمال ارباب تنجیم وغیرہ ظنی قابل وثوق
نہیں اس لئے انبیار اُس کی طرف متوجہ ہونے کو منع کرتے ہیں حضرت موسیٰ نے اس
بارہ میں بہت مبالغہ کیا ہے دِباریم باب ۱۸ آیت ۱۰ و ۱۴ کو دیکھو ۔ יַשְׂפִּיקוּ
یَسْپِیقُو مادہ اس کا סָפַק سَفَق ہے یعنی ہاتھ مارنا معاہدہ کرنا אֱלִי
לִים ایلیل بت ۔ יִשְׁתַּחֲווּ یِشْتَحُو مادہ اس کا שחה شَحَہ ہے یعنی
خم ہونا رکوع צוּר صُور اسمار حسنیٰ سے ہے یعنی قوی اور جس سے کوئی قوم
نکلے یعنی خلیفہ ورسول جیسا تیر موسیٰ میں گزرا (ترجمہ) جب بھر جائیں بنی قدم اور
منجمین سے اہل فلسطین کی طرح اور اجانب سے معاہدہ کریں اور بھر جائے اُن کا ملک
بے حد چاندی سونے سے اور بے حد گھوڑوں سے اور مملو ہو جائے اُس کا ملک اصنام سے
اپنے ہاتھ کی مصنوعات کو سجدہ کریں جنھیں اُن کی اُنگلیوں نے طیار کیا ہو اور جھکیں آدمی
اور پست ہوں انسان اس طرح کہ اُن کی فریاد سُنی نہ جائے تو نہایت خاکساری سے
جا رسول کے پاس خدا کے خوف اور اُس کے جلال کی شوکت سے کہ نخوت سے آنکھیں
نیچی ہونگی اور بلند پست ہونگے اُس دن تنہا خدا کا حکم جاری ہوگا۔ مقصود یہ ہے کہ جب
بنی اسرائیل میں خصائل بنی قدم یعنی سحر وکہانت وغیرہ و منجمین بھر جائیں اور وے
اجانب سے ہم عہد ہوں اور اُن کو انواع اقسام کی ترقی حاصل ہو اور پھر اُن کو
ذلت ومسکنت نصیب ہو تو اُن کی فلاح اسی میں ہے کہ وے بڑی خاکساری کے ساتھ
رسول وقت کے پاس حاضر ہوں جب بڑے بڑے جبار ومتمرد پست ہوں اور فرمانِ الٰہی
بموجب عمل درآمد ہو یہ خبر دی گئی ہے بنی اسرائیل کے واقعات کی اور اُن کے نجات
کی صورت بتائی گئی یعنی وے انتہائی ضلالت کو پہونچیں گے سحر وکہانت، فال گوئی

رمل و تنجیم کے معتقد ہونگے اور بت پرستی اور عظمت روحانیات اُن کے دلوں میں متمکن ہو گی اور بت پرستوں سے ہم عہد ہونگے ۔ چنانچہ منسّی بن حزقیا کے وقت سے اس کی بڑی ترقی ہوئی اور خزائن و اموال و عساکر و مراکب فراہم ہونگے پھر ذلت و مسکنت بدرجۂ اتم اُن کو حاصل ہو گی جیسا بخت نصر و طیطوس کے وقت میں اُن کو نصیب ہوئی پہلے مدت دراز تک یہ حال رہا کہ بنی اسرائیل بارتکاب اصنام پرستی وغیرہ معاصی مقہور و مغضوب ہوتے لیکن توبہ و گریہ و زاری سے سبب اُن کے گناہ معاف ہو جاتے اور خدا اُن کا معین رہتا لیکن بعد خرابی بیت المقدس بار ثانی با وجود توبہ و گریہ و زاری خضوع و الحاح بسیار اُن کی نہ توبہ قبول ہوتی نہ اُن کی دعا مقبول وہ حالت اُن کی اب تک ہے اب اس پیغمبر کے ذریعہ سے بنی اسرائیل کو یہ خبر دی گئی ہے کہ جب تمھاری یہ حالت ہو جائے تو تمھاری نجات کی کوئی صورت نہیں جز اس کے کہ تم رسول وقت کی جس کا ذکر موسیٰ کی شریعت میں ہے عجز و خشوع کے ساتھ اطاعت کرو ۔ اب اُس کے بعد اُس رسول کا بیان ہے :-

נשא ושפל: ועל כל־ארזי הלבנ
ון הרמים והנשאים ועל־כל־אלוני
הבשן: ועל כל־ההרים הרמים ועל כ
ל־הגבעות הנשאות: ועל כל־מגדל גב
ה ועל כל־חומה בצורה: ועל כ
ל־אניות תרשיש ועל כל־שכיות
החמדה: ושח גבהות האדם ושפל
רום אנשים ונשגב יהוה לבדו ביום
ההוא: והאלילים כליל יחלף:

בָאוּ בִּמְעָרוֹת צֻרִים וּבִמְחִלּוֹ
ת עָפָר מִפְּנֵי פַּחַד יְהוָה וּמֵהֲדַר
גְּאוֹנוֹ בְּקוּמוֹ לַעֲרֹץ הָאָרֶץ: בַּיּ
וֹם הַהוּא יַשְׁלִיךְ הָאָדָם אֶת אֱ
לִילֵי כַסְפּוֹ וְאֵת אֱלִילֵי זְהָבוֹ
אֲשֶׁר עָשׂוּ לוֹ לְהִשְׁתַּחֲוֹת לַחְ
פֹּר־פֵּרוֹת וְלָעֲטַלֵּפִים:

کی یوم لیہوا صباعوث عل کل گییا وارام وعل کل نسا وشافیل + وعل کل
ارزی ہلبانون ہاراہیم وہنساہیم وعل کل الونی ہباشان + وعل کل
ہہاریم ہاراہیم وعل کل ہگباعوث ہنساعوث + وعل کل مغدال گابوہ وعل
کل حوما بصورا + وعل کل انیوث ترشیش وعل کل شخیوث ہحمداہ + وشح گبہوث
ہا آدام وشافیل روم اناشیم ونشگب یہوا لبدو بیوم ہہو؛ وہا الیلیم کالیل
یحلوف وباٗو بمعاروث صوریم وبمحلوث عافار مپنی پحد یہوا ومہدر گئونو
بقومو لعروص ہا آرص + بیوم ہہوم یشلیح ہا آدام اث الیلی کسپوث واث
الیلی زہابو اشر عاسو لو لہشتحوث لحپور پیروث ولا عطلفیم؛ — הַ

גָּבֹהַּ گبی بلند — רָם رام بلند — נִשָּׂא نشا بلند
שָׁפֵל شافیل پست — אֶרֶז ایرز عربی ارز بمعنی صنوبر

یہ درخت نہایت خوبصورت اور اُس کی لکڑی بہت عمدہ و مضبوط ہوتی ہے לְבָ
נוֹן لبانون یہ سلسلۂ پہاڑ کا نام ہے جو ملک کنعان کے شمالی حصے میں واقع ہے
جس کے دامن میں صور و صیدا کی آبادی تھی جسے عبری میں صور بواو مجہول و
صیدون کہتے ہیں شہر صیدا ۳ درجہ ۲۸ دقیقہ ۲۴ ثانیہ طول اور ۲۴ درجہ ۴۰ دقیقہ
عرض پر اقلیم سوم میں ہے یہ شہرین قدیم زمانہ میں دار السلطنت تھے وہاں کے لوگ بڑے
دولت مند تھے اس پہاڑ کی دو اونچی چوٹیاں ہیں غربی کو بالخصوص لبانون کہتے ہیں
عربی میں لُبنان اور شرقی کو جو بیشتر برف سے چھپی رہتی ہے کلدی میں טוּר
תַּלְגָּה طور ثلغا یعنی جبل الثلج کہتے ہیں اسی کو اہل فرنگ انٹی لبنانس
کہتے ہیں اس پہاڑ کی جانب جنوب کوہ חֶרְמוֹן حرمون یعنی جبل الشیخ
واقع ہے ان سب حصص کو یونانی میں فنیشیا کہتے ہیں اس پہاڑ میں صنوبر بہت ہوتا ہے
چنانچہ حضرت داؤد کے زمانہ میں وہاں کے حاکم نے اس کی لکڑی بیت المقدس کی
بنا میں کام میں لانے کو بھیجی تھی۔ پھر حضرت سلیمان کے وقت میں حیرام کے راجہ نے
بہت لکڑیاں اس کی ارسال کیں جو بیت المقدس کی تعمیر میں صرف ہوئیں אַ
לּוֹן اَلّون یہ قسم درخت ہے جس کی لکڑی بہت مضبوط ہوتی ہے عربی بلوط
בָּשָׁן باشان یہ جنوبی حصہ ارض کنعان کا ہے کوہ حرمون یعنی جبل الشیخ سے
جانب جنوب۔ اسی لئے جبل الشیخ کو کوہ باشان کہتے تھے اس کی حد کسی زمانہ میں
بحرین تک تھی عوج بن عوق یہاں کا بادشاہ تھا اس کو عربی میں بثنیہ بوزن جہینہ کہتے
ہیں۔ اَلّون کے درخت اس علاقہ میں بہت ہوتے ہیں הַגִּבְעָה گبعا پہاڑ
اور پہاڑی بلاد הָאֳנִיָּה اُونیا۔ کشتی جہاز תַּרְשִׁישׁ
ترشیش فرنگستان خصوصاً اسپانیہ שְׂכִיָּה سِکیّا۔ صورت
חֶמְדָּה حمدا مطبوع مرغوب חָלַף حلف ہٹ جانا

لپس ۲ ۲ عارِص معنی ڈرانا (ترجمہ) کہ خدا کا حکم جاری ہوگا ہر بلند و پست پر
اور ہر صنوبران لبنان پر جو بلند و مرتفع ہیں اور اَلّون ثینہ پر اور ہر اونچے پہاڑ پر اور
جبال شامخات پر اور منارات عالیہ پر اور محیط شہرپناہوں پر اور مراکب فرنگ پر اور ہر
صور محمودہ پر: اور پست ہو جائے تعلّی انسان کی اور تکبر آدمیوں کا خدا ہی کا حکم جاری
رہے گا۔ اصنام بالکلیہ مٹ جائیں گے خدا کے خوف اور اُس صور یعنی رسول کے جلال
کی عظمت سے مغارات اور خاک میں جائیں گے جب وہ رسول دنیا کی تنبیہ کو مستعد
ہوگا اُس زمانہ میں پھینک دے گا۔ آدمی چاندی سونے کے بتوں کو جسے سجدہ کرنے کے لئے
تیار کیا تھا ناموس اور چمگادڑ کو بظاہر تو بیان یہ ہے کہ اُس وقت جب حکم خدا کا ہر بلند و
پست پر ہوگا مگر دقت نظر سے معلوم ہوتا ہے کہ مقصود اس سے معجزات اُس رسول کے ہیں
کیونکہ معجزہ فی الواقع فعل خدا کا ہوتا ہے جو انبیاء کے ہاتھ سے ظاہر ہوتا ہے اسی واسطے
اُسے معجزہ کہتے ہیں کہ قوت بشری ایسے افعال کے اصدار سے عاجز ہوتی ہے۔ دیکھو
حضرت ابراہیم ایسے آتش کدہ سے صحیح و سالم نکل آئے اور اُس میں پھرتے رہے
طبیعت نار کو معطل کر دینا یہ فعل خاص خدا کا ہے یَا نَارُ کُونِی بَرْدًا وَّسَلَامًا
عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ علیٰ ہذا القیاس حضرت موسیٰ نے سمندر کو پھاڑ کر راہ بنا دیا یہ ہرگز
کسی انسان کا کام نہیں ایسے افعال بضرورت ظاہر کئے جاتے ہیں ظاہر مطلب آیت مراد
ہو نہیں سکتا کیونکہ خدا کا حکم پست و بلند پر ہر وقت میں ہے تو مقصود آیت یہ ہے کہ اُس رسول کا
حکم پست و بلند سب پر ہوگا پست سے مراد زمین ہے اور بلند سے افلاک و کواکب یعنی
ہیولیٰ عناصر و افلاک اُس کے اختیار میں ہوگا۔ اس لئے اُس کا حکم عناصر پر بھی ہوگا
اور کواکب پر بھی یہ ایک نشان ہمارے پیغمبر کا اشعیا کی زبانی بیان کیا گیا چنانچہ یہ
نشان آپ میں پایا جاتا تھا حکم آپ کا عناصر و موالید ثلاثہ و کواکب سب پر ظاہر ہوا اس کو
باختصار ہم بیان ذکر کرتے ہیں۔ آپ کے حکم سے زمین سراقہ بن مالک کے گھوڑے کو اُس کے

شکم تک نگل گئی اور وہ زمین سخت تھی اور پھر آپ ہی کے حکم سے اسے چھوڑ دیا۔ حضرت ابو بکر جو آپ کے ساتھ تھے سراقہ کو دیکھ کر ڈرے تھے۔ آپ نے فرمایا لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا کیا اطمینان کا یہ کلام ہے ایسا ہی حضرت موسیٰ نے فرمایا تھا جب قوم نے کہا۔ اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ كَلَّا اِنَّ مَعِيَ رَبِّيْ یہ فعل شبیہ ہے حضرت موسیٰ کے فعل کی کہ اُن کے ایما سے قارون زمین میں خسف ہو گیا وہ مرتد ہو کر حضرت موسیٰ سے باغی ہو گیا تھا۔ موسیٰ کی چوتھی کتاب کے ۱۶ باب میں اُس کا قصہ مذکور ہے حضرت نے سراقہ کو اُس کے عجز و الحاح سے چھوڑ دیا۔ سبب اس کا یہ تھا کہ وہ مرتد نہ تھا اور نیز اُس میں مصلحت یہ بھی کہ سراقہ نے عہد کیا تھا کہ قوم جو متعاقب ہے چلی آتی ہے اُسے ہم لوٹا دیں گے چنانچہ اُس نے ایسا ہی کیا۔ ایک نصرانی مسلمان ہو کے پیغمبر کی خدمت میں رہتا تھا اور کتابت اُسی کے متعلق تھی پھر وہ مرتد ہو کے مشرکین سے جا ملا پیغمبر نے فرمایا زمین اُسے قبول نہ کرے گی۔ چنانچہ بار بار اُسے گاڑا لیکن زمین نے قبول نہیں کیا وہ باہر پڑا رہتا تھا۔ پس زمین نے پیغمبر کے حکم کی اطاعت کی اور اُس کی لاش کو قبول نہیں کیا۔ اس سے زمین کا مطیع ہونا ثابت ہے۔ صحیحین میں انس ابن مالک سے روایت ہے کہ ایک سال پیغمبر خدا کے زمانے میں قحط پڑا آپ بروز جمعہ خطبہ کر رہے تھے کہ ایک شخص نے شکایت امساک باران کی اور دعائے مطر کے لئے التماس کیا۔ آپ نے دعا کی اُس وقت بدلی کا ٹکڑا بھی نہ تھا۔ مگر بادل اُٹھا۔ آپ منبر سے اُترے بھی نہ تھے کہ مینہ برسنے لگا وہ مینہ دوسرے جمعہ تک رہا۔ لوگ مینہ سے تنگ ہو رہے تھے کھل جانے کی درخواست کی آپ نے دعا کی مینہ کھل گیا۔ اس سے حکومت ہوا پر ظاہر ہے کہ آپ کے مرضی کے مطابق اُس نے سحاب مجتمع کر کے مینہ گرایا۔ انتہی ایسا چند بار ہوا ہے۔ انس فرماتے ہیں کہ آپ مقام زورا میں جو ایک مکان ہے مدینہ میں تھے آپ نے ہاتھ برتن میں رکھ دیا۔ آپ کی انگلیوں سے پانی جاری ہوا جسے تین سو آدمیوں نے

وضو کیا ایسا ہی عبداللہ ابن مسعود بھی بیان کرتے ہیں کسی سفر میں ہوا تمہیں معلوم ہوئی آپ کے حکم سے ہوا پانی ہو جاتی تھی جیسا کتب فلسفہ میں ثابت کیا گیا ہے: صحیحین میں جابر سے روایت ہے کہ لوگ معرکہ حدیبیہ میں پیاسے ہوئے اور آپ سے عرض کیا کہ پانی اسی قدر ہے جو آپ کے رکوہ میں ہے رکوہ ایک ظرف ہوتا ہے پانی رکھنے کا آپ نے ہاتھ اُس میں رکھدیا۔ پانی آپ کی اُنگلیوں سے جاری ہوا تو لوگوں نے پیا اور وضو کیا جابر نے بیان کیا کہ پندرہ سو آدمی تھے۔ ایسا ہی براء ابن عازب بھی روایت کرتے ہیں۔ واضح ہو کہ ہیولیٰ عناصر اربع کا ایک ہے۔ اب ہم کچھ تصرفات مرکبات عنصریہ کے لکھتے ہیں۔ جابر سے روایت ہے کہ میں رسول خدا کے ساتھ ایک وادی وسیع میں تھا۔ آپ قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے وہاں سوائے دو درختوں کے کچھ جنگل و جھاڑی کا نشان نہ تھا۔ آپ ایک درخت کے پاس تشریف لے گئے اور اس کی ڈالی پکڑ کے کہا چل میرے ساتھ، تو وہ چلا یہاں تک کہ آپ دوسرے درخت کے پاس آئے اور اُس سے فرمایا کہ میری اطاعت کر۔ وہ بھی اُسی طرح چلا۔ پھر دونوں کے منصف فاصلہ پر آپ نے فرمایا دونوں مل جاؤ تو وے مل گئے۔ بعد اس کے آپ وہاں سے پھرے اور دونوں درخت متفرق ہو کے اپنی اپنی جگہ پر قائم ہو گئے۔ عبداللہ ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی آیا اور پیغمبر خدا سے کہا کہ ہم کیونکر سمجھیں کہ تم رسول ہو آپ نے فرمایا کہ اگر میں اس کھجور کے خوشہ کو بلاؤں اور وہ میری رسالت کی تصدیق کرے تو تم تصدیق کرو گے۔ پھر آپ نے اُس خوشہ کو بُلایا تو وہ خوشہ آپ کے پاس اُتر آیا۔ بعد ازاں آپ نے فرمایا لوٹ جا وہ لوٹ گیا۔ تب وہ اعرابی مسلمان ہو گیا۔ عبداللہ ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول خدا کسی سفر میں تھے ایک دیہاتی آپ کے پاس آیا آپ نے فرمایا تو میری رسالت کی تصدیق کرتا ہے اُس نے کہا آپ کے دعوے کی کون تصدیق کرتا ہے۔ آپ نے ایک درخت کی طرف اشارہ کیا۔ وہ زمین پھاڑتا ہوا آپ پاس آیا اور تصدیق رسالت

کی تین مرتبہ پھر لوٹ گیا۔ جب اس قسم کے معجزات آنحضرت سے بہت دیکھے گئے تو کفار نے کہا کہ ان سے کوئی معجزہ عظیم طلب کرنا چاہیئے۔ تجویز کی کہ افلاک میں تصرف دشوار ہے وہ ایک حالت پر رہتے ہیں قابل خرق والتیام نہیں اُن کا تصرف اس کرہ پر بہت ہے نہ بالعکس تب اُنھوں نے معجزہ شق القمر طلب کیا۔ عجب نہیں کہ سائلین میں یہودی رہے ہوں اور بموجب اس آیت کے امتحان کیا ہو تب آپ کے حکم سے انشقاق قمر واقع ہوا۔ یہ فعل آپ کا مشابہ ہے اُس کے جو حضرت یوشع بن نون نے کیا تھا کہ شمس دائرہ نصف النہار پر چار پہر قائم رہا۔ دیکھو صحیفہ یوشع بن نون باب ١٠ آیت ١٣ וַיַּעֲמֹד הַשֶּׁמֶשׁ בַּחֲצִי הַשָּׁמַיִם וְלֹא אָץ לָבוֹא כְּיוֹם תָּמִים׃

وَیَعمُود ہشّمش بحصی ہشّامیم ولو آص لابو کیوم تامیم: (ترجمہ) ٹھیرا رہا سورج نصف سما پر اور جنبش نہ کیا غروب کے لیے قریب دن بھر کے اس معجزہ کی روایت صحیحین میں بھی ہے بہت صحابہ اس کو بیان کرتے ہیں یوئیل نبی نے کہا ہے کہ قریب قیامت کے انشقاق قمر واقع ہوگا ہم اُس کو ذکر کرتے ہیں یوئیل باب ٣ آیت ٤ הַשֶּׁמֶשׁ יֵהָפֵךְ לְחֹשֶׁךְ וְהַיָּרֵחַ לְדָם לִפְנֵי בּוֹא יוֹם יְהוָה הַגָּדוֹל וְהַנּוֹרָא׃

ہشّمش یہافیخ لحوشخ وہیّاریح لدام لفنی بو یوم یہوا ہگّادول وہنّورا

لغات

שֶׁמֶשׁ شمش۔ شمس، سورج חֹשֶׁךְ حوشخ۔ ظلمت יָרֵחַ یاریح۔ قمر דָּם دام یہ لفظ بمعنی خون کثیر الاستعمال مثل عربی دم کے ہے لیکن بعض محاورات میں اطلاق اس کا مقتول پر بھی آیا ہے بخوف تطویل سند درج نہیں کرتے اور بمعنی منقطع و منشق۔ (ترجمہ) سورج ہو جائے گا تیرہ اور قمر منشق خدا کی بڑے اور بھیانک دن کے

آنے سے پہلے پس مقصود یہ ہے کہ قریب قیامت کے شمس مظلم ہو جائے گا اور قمر شق اس کی حکایت کلام مجید میں بھی ہے۔ قال اللہ تعالیٰ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ سیاق کلام سے ظاہر و آشکار ہے وَاِنْ يَّرَوْا آيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ یہ آیت صاف بتاتی ہے کہ یہ پیغمبر کے معجزہ کا بیان ہے کیونکہ بعد آپ کے کوئی پیغمبر نہیں ہوگا جو یہ معجزہ دکھلائے پس حمل کرنا اس کو خبر آئندہ پر تعسف ہے: واضح ہو کہ یوئیل نبی نے خبر دی تھی کہ قریب قیامت کے سورج تاریک ہو جائے گا اور قمر شق ہو جائے گا یہ مقصود نہیں ہے کہ دونوں امر ایک ہی وقت میں ہوگا۔ انشقاق قمر تو آپ کے وقت میں ہوا اور آپ کی پیدائش بھی اشراط ساعت سے ہے کیونکہ وحی منقطع ہو گئی اس لئے خدا یاد دلاتا ہے اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ترمذی میں روایت ہے کہ فرمایا پیغمبر خدا نے بعثت فی نفس الساعۃ صحیحین میں انس سے روایت ہے کہ فرمایا پیغمبر خدا نے بعثت انا والساعۃ کھاتین ہاتین سے اشارہ کیا وسطیٰ و سبابہ کی طرف جیسا ترمذی کی روایت میں تصریح ہے مقصود یہ ہے کہ جس طرح وسطیٰ و سبابہ معاً پیدا ہوتی ہیں اسی طرح میں اور ساعت فافہم: اس معجزہ پر مدت سے ملاحدہ اعتراض کرتے چلے آئے ہیں۔ پہلے زمانہ میں یہ اعتراض مشہور تھا کہ اگر قمر پھٹا ہوتا تو تمام دنیا کے لوگ دیکھتے اور نہیں تو اکثر بلاد میں خبر ہوتی کہیں کی تاریخ میں اس کا ذکر نہیں جواب اس کا ظاہر و مشہور ہے کہ یہ معجزہ اوائل شب میں نہیں واقع ہوا۔ غالباً اواخر شب میں ہوا جب لوگ سوئے ہوئے تھے اس لئے اس کا شہرہ نہیں ہوا اور ایسی سوانح کو ارباب تنجیم و اہل رصد قلم بند کرتے ہیں نہ عام مورخین۔ ایسے لوگوں کی نظر اس پر نہ پڑے تو درج تواریخ کیونکر ہو۔ علاوہ بریں یہ معاملہ دیر تک رہا نہیں جن لوگوں نے یہ معجزہ طلب کیا تھا ان لوگوں نے بخوبی دیکھ لیا پھر قمر بدستور ہو گیا اتنی دیر تک رہا نہیں جس پر ارباب تنجیم اعتماد کر کے درج کتاب کرتے بلکہ اپنی خطائے نظر پر حمل کیا اس قسم کے واقعات کوئی بھی

بطور واقعات تاریخی نہیں لکھے گئے جیسے ٹھیر جانا شمس کا نصف النہار پر حضرت یوشع کے وقت میں واقع ہوا لیکن کسی تاریخ میں درج نہیں قلزم کا پھٹ جانا تو سوانحہ عظیمہ سے تھا اور اہل مصر صاحب قلم تھے تاہم یہ واقعہ مصریوں کی کتاب میں مذکور نہیں کیفیت یہ ہے کہ جو لکھتے ہیں اُن کا لکھنا محمول ہوتا ہے طرف داری پر اور معاندین لکھتے نہیں اب ہم اصل حقیقت اس شق قمر کی لکھتے ہیں کہ صحیح مسلم میں انس ابن مالک سے روایت ہے کہ انشقاق قمر دو مرتبہ ہوا یہ بات صحیح معلوم ہوتی ہے پہلے مقام منا میں یہ معجزہ دکھایا گیا پھر کفار نے یہ خیال کر کے کہ قمر زمین سے بہت قریب ہے کسی دوسرے کوکب کو آپ شق کریں تو آپ نے اقمار زحل میں سے ایک قمر کو چار ٹکڑے کر دیا کہ اب تک وہ چاروں ٹکڑے بدستور موجود ہیں اُس وقت سائلین کو ایسا حدید البصر کر دیا کہ اقمار زحل کو جو بلا اعانت منظار نظر نہیں آتے دیکھا۔ سبحان اللہ کیسی وہ ذات بابرکات تھی کہ اب تک جس کا معجزہ قائم و موجود ہے جس کا جی چاہے باعانت دوربین دیکھ لے۔ شعر ؎

یا رب صل وسلم دائما ابدا ❊ علی نبیک خیر الخلق کلھم

ہمارے زمانہ میں اہل فرنگ اور اُن کے متبع شق القمر پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اگر ایسا ہوتا تو قیامت آجاتی۔ کیونکہ نظام عالم اجسام جذب و انجذاب پر ہے اگر قمر شق ہو جاتا تو نقدان جذب یہ نظام درہم برہم ہو جاتا یہ اعتراض مغالطہ ہے نا واقفین کو دھوکہ دینے کے واسطے تراشا گیا اولاً تو نظام عالم جذب و انجذاب پر نہیں ہے دلائل جذب بالکل بودی ہیں ہرگز مفید نہیں اگر بالفرض ایسا ہو بھی تو شق ہونے سے جذب کیوں باطل ہو جاتا۔ بسیط کے جزو کل کی طبیعت ایک ہوتی ہے اگر جذب اُس کی طبیعت میں ہے تو اُس کے ہر جزو میں ہوگا نظام نہ بگڑے گا۔ دیکھو زمین برابر شق ہوتی ہے اور جذب باطل نہیں ہوتا مقناطیس کو کئی ٹکڑے کر ڈالتے ہیں تاہم جذب نہیں جاتا۔ ایسے اعتراضات واہیہ قابل التفات نہیں اہل فرنگ تو زمین کو بھی سیارات سے سمجھتے ہیں اور اُس کی حرکت کے قائل ہیں اور قمر کو اُس کے توابع سے

شمار کرتے ہیں باوجودیکہ اُس کا انشقاق ہمیشہ دیکھتے ہیں تاہم ایسے اعتراضات پیش کرتے ہیں
باعث اس کا قصور نظر ہو مسلمانوں کے نزدیک جملہ اجسام مرکب اجزاء لایتجزیٰ سے ہیں۔
دی مقراطیس حکیم جس کو فن کیمیا میں ید طولیٰ تھا وہ بھی ایسا ہی کہتا تھا جیکہ برہمند کا بھی یہی مذہب
ہو میں نے ایک کتاب فن کیمیا میں ترجمہ انگریزی دیکھی تھی اُس میں قمر اور بعض کوکب کی
ترکیب ایسی ہی لکھی تھی۔ ایسی صورت میں امکان انشقاق قمر و جملہ کواکب و اجسام میں کچھ
شبہ نہیں اور افلاطون و اکثر اہل اشراق کے نزدیک جسم بسیط قابل الانفکاک و تقسیم ہو۔
ایسی صورت میں بھی انشقاق مستحیل نہیں ارسطو اور مشائین کی رائے بموجب بھی استحالہ
انشقاق قمر معلوم نہیں ہوتا اور جب انشقاق ممکن ہو تو دست قدرت واجب الوجود تعالیٰ شانہٗ
وجلت برہانہ اُس سے قاصر نہیں ہو سکتا اور معجزہ درحقیقت فعل حکیم مطلق ہوتا ہو اگر اس کے
استحالہ پر کوئی دلیل ہو تو معاندین پیش کریں میں نے ایک کتاب اہل فرنگ میں دیکھا تھا
اُس میں لکھا تھا کہ فلاں سنہ میں ایک کوکب ذو ذنب پھٹ گیا تھا۔ حالانکہ وے لوگ ایسے
کواکب کو مواد ارضیہ سے شمار نہیں کرتے اور اُس کی ضخامت قمر سے بہت زیادہ تھی
باوجود اس کے اعتراض شق قمر پر عجب ہو اس کی انتہا یہی ہو کہ جس کو ہم نہیں دیکھتے
نہیں مانتے جیسا بعض فلاسفہ کہتے ہیں جو محسوس نہیں موجود نہیں۔ واضح ہو کہ امکان انشقاق
قمر پر اہل ملت اعتراض نہیں کر سکتے اُن کے اصول کے خلاف نہیں جب وہ واجب تعالیٰ کو
فاعل مختار و بالارادہ کہتے ہیں اور حکماء جو ترکیب اجسام جواہر فردہ سے ثابت کرتے ہیں
محال نہیں کہہ سکتے اور اہل اشراق جن کے نزدیک اجسام حقیقت واحدہ ہیں اختلاف
اُن میں صرف خواص واعراض سے ہو وہ بھی کچھ نہیں کہہ سکتے۔ صرف ارسطو کے مذہب سے
اعتراض ہو سکتا ہو اگر امتناع خرق والتیام کواکب ثابت ہو سو وہ ثابت نہیں ہاں یہ بحث
کہ ایسا ہوا یا نہیں کر سکتے ہیں واضح ہو کہ انشقاق قمر ایک مشہور معجزہ آنحضرت کا ہو
اس میں بعض اہل اسلام کو بھی اختلاف ہو وے لوگ اس آیت کو جو قرآن میں واقع ہو

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ : تاویل کرتے ہیں کہ یہاں ماضی مستقبل کی
جگہ واقع ہو کیونکہ عرب کبھی مستقبل ضروری الوجود کو ماضی سے تعبیر کرتے ہیں کہتے ہیں کہ
انشقاق قمر قریب قیامت ہوگا قسطلانی میں لکھا ہو کہ قائل اس کا عثمان ابن عطار ہو
اگرچہ قرأت وقد انشق القمر اس کی منافی ہو باعث اس کا خیالات فلسفی ہیں بعض
فلاسفہ سوائے مرکبات عنصریہ کے کسی کو لائق فنا نہیں سمجھتے اور ایسے ہیں کہ کسی موجود کو
قابل عدم نہیں جانتے دلائل اس گروہ کے بالکل ناتمام ہیں اپنے خیالات وموہومات سے
کہتے ہیں۔ اعتراض ناقابل التفات ہو اب ہم یہاں اُن احادیث کو نقل کرتے ہیں جن میں
انشقاق قمر مصرح ہو۔ صحیح مسلم میں عبداللہ ابن مسعود سے روایت ہو کہ ہم لوگ رسول اللہ
کے ساتھ منٰی میں تھے کہ چاند کے دو ٹکڑے ہوگئے ایک ٹکڑا پہاڑ کے ادھر ہوگیا اور
دوسرا اُس کے پاس تو فرمایا رسول اللہ صلعم نے دیکھو صحیح بخاری میں بھی عبداللہ ابن
مسعود سے ایسی ہی روایت ہو اُس میں بیان منٰی نہیں ہو فقط اسی قدر ہو کہ ہم لوگ
پیغمبر کے ساتھ تھے کہ چاند دو ٹکڑے ہوگیا۔ پیغمبر نے فرمایا دیکھو دیکھو اس حدیث سے انشقاق قمر
ضرور ثابت ہوتا ہو مگر یہ نہیں ثابت ہوتا کہ از خود ہوا یا بطور معجزہ اور ایسا ہی بیان عبداللہ
ابن عمر کا بھی ہو دوسری روایت صحیحین میں عبداللہ ابن عباس سے ہو اُس میں اسی قدر ہو کہ
پیغمبر کے زمانہ میں چاند پھٹ گیا۔ صحیح بخاری میں انس سے روایت ہو کہ اہل مکہ نے رسول اللہ
سے معجزہ طلب کیا تو دکھلایا اُن کو انشقاق قمر صحیح مسلم میں ایسی ہی روایت ہو لیکن ایک
روایت میں اس قدر زیادہ ہو کہ دکھایا اُن کو انشقاق قمر دو مرتبہ۔ عبداللہ ابن مسعود کا بیان
ہو کہ شق القمر منٰی میں واقع ہوا اور انس کا ظاہر بیان یہ ہو کہ مکہ میں ہوا اس سے بھی نکلتا ہو
کہ شق قمر دو مرتبہ ہوا واللہ اعلم۔ صحیح مسلم مطبوعہ جو میرے پاس ہو اُس میں لفظ مرتین موجود
ہو اب ہم ایک معجزہ پیغمبر آخر الزمان کا اور لکھتے ہیں کہ خیبر کی لڑائی میں آنحضرت جناب
امیر کے زانو پر سر رکھ کے سو گئے۔ یہاں تک کہ آفتاب غروب ہوگیا اور نماز عصر جناب

علی مرتضیٰ کی قضا ہوگئی جب آپ بیدار ہوئے اس کا تذکرہ جناب اقدس میں کیا آپ نے اشارہ کیا۔ شمس لوٹ آیا اور جناب علی مرتضیٰ نے نماز عصر ادا کی معجزہ رد شمس متعدد طرق سے ثابت ہے یہ معجزہ بمقام خیبر اس غرض سے ظاہر کیا گیا کہ وہ مقام مسکن یہود تھا اور یہود قائل تھے کہ شمس حضرت یوشع بن نون کے حکم سے ٹھیر گیا تھا تاکہ اس کو دیکھ کے انھیں معجزہ حضرت یوشعؑ یاد آجائے اور سمجھیں کہ الاہ ابراہیم و اسحق اس پیغمبر کے ساتھ بھی ہے لیکن شقاوت و بدبختی نے اکثروں کو ایمان سے روکا خسر الدنیا والآخرۃ ہوئے اور ایک وجہ اس کی اور بھی ہے اُسے ہم لکھتے ہیں وہ یہ ہے کہ حضرت یوشع بن نون نے خبر دی تھی کہ سورج ٹھیر جائے گا اور چاند بھٹ جائے گا تو یہ معجزہ وہاں ظاہر کیا گیا کہ یہود کلام یوشع کو لحاظ کریں وہاں کی عبارت پیچیدہ ہے اس لئے ہم اُسے نقل کرتے ہیں کتاب یوشع باب ۱۰ آیت ۱۲ و ۱۳

וַיֹּאמֶר לְעֵינֵי יִשְׂרָאֵל שֶׁמֶשׁ
בְּגִבְעוֹן דּוֹם וְיָרֵחַ בְּעֵמֶק אַיָּ
לוֹן: וַיִּדֹּם הַשֶּׁמֶשׁ וְיָרֵחַ עָמַד עַד־
יִקֹּם גּוֹי אֹיְבָיו הֲלֹא הִיא כְתוּבָ
ה עַל־סֵפֶר הַיָּשָׁר וַיַּעֲמֹד הַשֶּׁמֶ
שׁ בַּחֲצִי הַשָּׁמַיִם וְלֹא אָץ לָבוֹ
א כְּיוֹם תָּמִים:

وَیّوُمِر لعینی یسرائیل شمش بغبعُون دُوم وَیارِح بعیمق ایالوُن ::

وُتِدْوُم مِشْمِش وُیار رخ عامدعُدْ تیقوم گوا وُیبا وخلُوہی کثوُبا عل سفر ہیاشارؤ

یَعمُو وُمُشمش تجعی ہشتا ناہیم دِلُوآص لا بُر کبوم تا میم : **لغات** خیابہ خیا

لہ واضح ہو کہ یہ دو معجزے یعنی انشقاق قمر و ردشمس بہت بڑے ظاہر ہوئے جو بغرض اثبات نبوت پیش ہوئے امکان شق قمر میں کچھ شبہ نہیں جسمیت اُس کے امکان انشقاق پر دلالت کرتی ہے کیونکہ ہر جسم قابل قسمت ہوتا ہے اس کے استحالہ پر کوئی دلیل نہیں اور معاندین کی طرف سے یہ اعتراض تھا۔ استحالہ خرق والتیام اگر ثابت بھی ہو تو فلک الافلاک سے تجاوز نہ کرے گا۔ بعد ثبوت امکان انشقاق قمر بحث اس قدر ہے کہ ایسا ہوا یا نہیں ایسے واقعات صرف اخبار سے ثابت ہوتے ہیں اگر حد تواتر کو پہونچیں تو مفید یقین ہوتے ہیں جیسے اخبار مکہ و کلکتہ وغیرہ۔ اگر کوئی شخص منکر تواتر ہو تو محمول بسخافت ہوگا۔ مثلاً اگر کوئی شخص انکار کرے کہ جوالا مکھی سے شعلہ نہیں نکلتا ہم نے دیکھا نہیں تو اُسے واقفان یاد دلا جائیں گے۔ اگر کوئی شخص انکار کرے کہ کوکب ذوذنب نہیں نکلا حالانکہ ہزارہا آدمیوں نے دیکھا ہو تو جز حماقت و تعصب کے اُسے کیا کہہ سکتے ہیں۔ انشقاق قمر حد تواتر کو پہونچا ہے۔ پہلے یوشع بن نون نے خبر دی کہ قمر شق ہو جائے گا۔ پھر موئیل نبی نے بیان کیا کہ قمر قبل قیامت کے شق ہوگا۔ گویا یہ علامت قیامت کی شمار رہا۔ جب ان انبیا کی سیکڑوں باتیں مطابق واقع کے ہوئیں تو اس خبر کو بھی کبھو نہ کبھو واقع ہونا ضرور ہے۔ چنانچہ یہود و نصاریٰ کو اعتقاد ہے کہ قریب قیامت کے ایسا ہوگا مسلمان کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ کے وقت میں آپ کے اشارہ سے قمر شق ہو گیا اس کو وہ تواتر سے ثابت کرتے ہیں اس واقعہ کی صداقت پر ایک دلیل لطیف ہے کہ بعد معائنہ انشقاق قمر کچھ لوگوں نے تصدیق رسالت کی اور مسلمان ہو گئے۔ بہتوں نے کہا کہ یہ سحر سے دکھایا گیا۔ اس سے ظاہر ہے کہ اگر یہ واقعہ ہوا نہ ہوتا تو کفار سحر پر محمول نہ کرتے۔ واقعہ یوں ہوا کہ ایام حج میں کفار رات کو جمع تھے ان میں ابوجہل بھی ایک یہودی کے ساتھ تھا۔ آنحضرت دعویٰ نبوت سب کو سمجھاتے تھے سب نے معجزہ طلب کیا۔ آپ نے فرمایا جو کچھ کہو وہ تامل میں ہوئے کر دیا کہیں اس یہودی نے کہا کہ ان سے انشقاق قمر کی درخواست کرو۔ ابوجہل نے کہا کہ تم چاند کو دو ٹکڑے کر دو آپ نے سبابہ سے اشارہ کیا چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔ آپ نے فرمایا دیکھو دیکھو یہودی فی الفور مسلمان ہو گیا۔ ابوجہل اور مشرکین کہنے لگے یہ سحر سے دکھایا ہے اس کا سحر بہت قوی ہے اسی کی حکایت قرآن مجید میں ہے اقتربت الساعۃ وانشق القمر۔ وان یروا آیۃ یعرضوا ویقولوا سحر مستمر۔ وکذبوا واتبعوا اھواءھم وکل امر مستقر۔ (ترجمہ) قیامت قریب ہوئی کہ چاند پھٹ گیا۔ اگر کوئی معجزہ دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں جاری جادو ہے جھٹلایا اور اپنی خواہش کے پیچھے گئے حالانکہ ہر بات قرار پا چکی ہے۔ یعنی ان کے جھٹلانے سے کچھ ہوگا نہیں خدا کے نزدیک ثبوت تیرے قرار پا چکے ہیں۔ اسی طرف اشارہ ہے جو سورۂ حجر میں واقع ہے ولو فتحنا علیھم

(بقیہ نوٹ بر صفحہ آیندہ)

شِمِش ۔ شمس בְּגִבְעוֹן گبعوُن یہ ایک مقام کا نام ہے ملک شام میں وہاں
بنی اسرائیل سے اور کنعانیوں سے حضرت یوشع کے وقت میں جنگ عظیم ہوئی تھی اس کا نام
عربی میں حیت ہے בְּעֵמֶק אַיָּלוֹן عِیمِق اَیَالوُن یہ بھی ایک مقام کا
نام ہے ملک شام میں דּוֹם دوم یہ صیغہ امر ہے مادہ اس کا קוּם
دائم ہے جس کے معنی ہیں توقف ٹھیر جانا וַיִּדֹּם ویدّم יִדּוֹם یدّوم
یہ صیغہ مضارع ہے مادہ دائم سے جس کے معنی اوپر بیان ہو چکے ہیں واوٗ جو اُس پر داخل ہے
وہ وصل ہے مثل عربی کما کے یعنی جیسا یہ واوٗ نیز وایضاً کے معنی میں بیشتر آتا ہے مثل عبری
כְּם کم کے بخوف تطویل اسناد پیش نہیں کرتے گر نہیں دیکھو عامد اس مادہ
עָמַד کی اصل معنی قیام کے ہیں لیکن کبھی اس کے معنی کسر و ٹوٹ جانے کے بھی
آتے ہیں اُس وقت یہ قلب מָעַד کا ہوتا ہے جس کے معنی کسر کے متعارف ہیں
حزقیل کی ۲۹ باب کی ۷ آیت میں واقع ہے וְהַעֲמַדְתָּ לָהֶם כָּל
מָתְנָיִם׃ توڑ دیا تو نے اُن کے لئے کمروں کو چنانچہ
یہاں بھی قلب ماعد ہے بمعنی کسر יִקֹּם یِقوُّم صیغہ مضارع ہے مادہ نقم سے
جس کے معنی ہیں سزا دینا (ترجمہ) کہا یوشع نے بنی اسرائیل کے سامنے شمس مقام
گبعون یعنی حیت میں ٹھیر جا اور قمر وادی ایالون میں جیسا ٹھیر جائے گا سورج اور
ٹوٹ جائے گا چاند یہاں تک کہ سزا دے قوم اپنے دشمن کو کیا یہ لوح محفوظ پر نہیں لکھا ہے

(بقیہ نوٹ صفحہ گزشتہ) بابا من السماء فظلوا فیہ یعرجون ۔ لقالوا انما سکرت ابصارنا
بل نحن قوم مسحورون ۔ ولقد جعلنا فی السماء بروجا و زینّٰھا للناظرین ۔ وحفظناھا
من کل شیطان رجیم (ترجمہ) اگر کھول دیتے ہم اُن پر آسمان کا دروازہ اور وہ دن بھر اُس میں چڑھتے
تو بھی کہتے کہ ہماری نظر بند ہو گئی ہے جادو سے ۔ حالانکہ آسمان میں بروج ہم نے بنائے ہیں جو دیکھنے سے بھلے معلوم ہوتے
ہیں اور اُسے ہر شیطان سے محفوظ رکھا ہے ۔ مطلب یہ ہے کہ شق القمر تو بہت دریک نہ تھا اگر ہم آسمان میں دروازہ کھولدیتے
اور دن بھر اُس میں سیر کرتے جب بھی وہ اُسے سحر پر محمول کرتے حالانکہ آسمان کو ہم نے ہر شیطان سے محفوظ کیا ہے
اُس پر اثر سحر کا نہیں ہو سکتا اور چونکہ حرکت شمس کی ارادی ہے تو زیادہ مجال گفتگو نہیں فافہم ۱۲

تب ٹھیر گیا سورج نصف سما پر اور جنبش نہ گیا غروب کے لئے قریب دن بھر کے مقام گبعون
یعنی جیت میں لڑائی ہو رہی تھی جہاں آفتاب پرستی بڑی زور شور سے ہوتی تھی اور
اُس کی حوالی میں قمر پرستی ہی۔ تو حضرت یوشع نے شمس سے فرمایا کہ ٹھیر جا اور قمر کو بھی ایسا
اشارہ کیا چنانچہ وہ ٹھیر گیا جس کی حکایت اخیر آیت میں ہے اور بیچ میں بطور جملہ معترضہ کے
یہ بیان ہے کہ جیسا شمس ٹھیر جائے گا اور قمر ٹوٹ جائے گا پس یہ پیشین گوئی تھی کہ کسی زمانہ میں
ایسا ہوگا۔ اس خبر کے پورے ہونے کے واسطے یہ معجزہ وہاں دکھایا گیا کہ یہود اُس کو لحاظ
کر کے آپ کی رسالت کی تصدیق کریں اور عذاب دنیا اور آخرت سے نجات پائیں۔ یہود
اس کے معنی یہ کہتے ہیں کہ ۱۲ آیت میں بیان ہے کہ یوشع نے شمس و قمر سے کہا کہ ٹھیر جاؤ اور
۱۳ آیت میں اُن کے ٹھیر جانے کا بیان ہے یعنی وہ حسب ایمائے یوشع ٹھیر گئے تا جنگ انتہی
اگرچہ یہ معنی ظاہر ہیں لیکن قباحت یہ ہے کہ آیت میں تکرار لازم آتی ہے کیونکہ بعد ہی اُس کے
مذکور ہے کہ سورج نصف آسمان پر ٹھیر گیا بعد اُس کے ۱۴ آیت میں یہ لکھا ہے کہ اُس دن کا سا
کوئی دن مستجاب الدعوات نہ پہلے تھا نہ پیچھے۔ جب خدا بنی اسرائیل کی طرف سے لڑا
اس کے یہ معنی بھی ہیں کہ ایسا فعل نہ پہلے کبھی ہوا نہ بعد کو فقد بروا یا اولی الابصار

اس مقام میں لفظ سزا جو واقع ہے اُس سے ثابت ہے کہ جنگ خیبر یہود کے قصور سے
واقع ہوئی کیونکہ وہ اپنی خباثت سے بت پرستوں کو مسلمانوں کی ہلاک کے لئے چڑھا لے گئے
تھے غزوۂ خندق کے بانی یہود تھے حالانکہ اُن کو یہ مفسدہ پردازی مناسب نہ تھی۔ بت پرستوں
کی موافقت بمقابلہ موحدین سراسر بے جا تھی فقط

اب کچھ بیان معجزہ و سحر باختصار یہاں مناسب ہے اس لئے لکھتے ہیں وباللہ التوفیق
معجزہ عبرانی میں اس کو مُوفیت מופת کہتے ہیں اور اُسے اُوت بھی
کہتے ہیں جیسا عربی میں آیت ان دونوں لفظوں کے لغوی معنی نشان ہیں دونوں زبانوں
میں اس کے معنی گزشتہ میں لکھے ہیں کہ وہ نشان ہوتا ہے تصدیق رسالت کا ایسا ہی

ربی اسحٰق نے شموث یعنی موسیٰ کی دوسری کتاب کے ۴ باب کی تفسیر میں لکھا ہے ایسا ہی خود
توراۃ کے بیان سے بھی نکلتا ہے اسی کتاب کے ۴ باب میں مذکور ہے کہ حضرت موسیٰ نے جناب
باری میں التماس کیا کہ وہ لوگ مجھ پر ایمان نہ لائیں گے کہیں گے کہ خدا تجھ پر متجلی نہیں ہوا
خدا نے کہا کہ تیرے ہاتھ میں جو عصا ہے اُسے پھینک دے۔ اُنھوں نے جو پھینکا تو وہ اژدر
ہو گیا پھر حکم کیا کہ دُم پکڑ لے۔ جب دُم پکڑ لی تو وہ پھر سونٹا ہو گیا۔ پھر کہا اپنا ہاتھ جیب میں
لے جاؤ اور نکال۔ جب ایسا کیا تو وہ براق ہو گیا۔ پھر جب دوبارہ ایسا کیا تو وہ ہاتھ بدستور
ہو گیا۔ تب خدا نے کہا کہ اگر وہ پہلی آیت پر ایمان نہ لائیں تو دوسری آیت دکھانا۔ اس
کلام سے ظاہر ہے کہ نشان جو انبیاء کو تصدیق نبوت کے واسطے ملتا ہے وہی آیت ہے اُسی کو
معجزہ بھی کہتے ہیں[1]۔ لیکن اتنی سے حقیقت معجزہ کی منکشف نہیں ہوتی کہ وہ کیا چیز ہے اور

---

[1] قال اللہ تعالیٰ رسولاً الی بنی اسرائیل انی قد جئتکم بآیۃ من ربکم انی اخلق لکم
من الطین کہیئۃ الطیر فانفخ فیہ فیکون طیراً باذن اللہ وابرئ الاکمہ والابرص واحی الموتیٰ
باذن اللہ وانبئکم بما تاکلون وما تدخرون فی بیوتکم ان فی ذلک لآیۃ لکم ان کنتم مومنین
(ترجمہ) کہے گا (یعنی مسیح) میں بنی اسرائیل کے پاس رسول بھیجا گیا ہوں بے شک میں لایا ہوں تمھارے پاس
خدا کی طرف سے نشان۔ ہاں میں بناتا ہوں تمھارے سامنے چڑیے کی صورت اور اُس میں پھونکتا ہوں وہ خدا کے
حکم سے چڑیا بن جائے گا اور اچھا کردوں مادرزاد اندھے کو اور کوڑھی کو اور زندہ کردوں مردے کو بحکم خدا
اور بتادوں تمھیں جو تم کھاتے ہو اور جو اپنے گھر میں رکھ چھوڑا ہو۔ ضرور اس میں تمھارے لئے حجت ہے۔ اگر
سمجھو انتہیٰ۔ اس سے ظاہر ہے کہ خرق عادت جو اثبات نبوت کے لئے پیش کی جائے وہی آیت ہے۔ قال اللہ تعالیٰ
قالوا مہما تاتنا بہ من آیۃ لتسحرنا بہا فما نحن لک بمومنین ۰ فارسلنا علیہم الطوفان
والجراد والقمل والضفادع والدم آیات مفصلات فاستکبروا وکانوا قوماً
مجرمین ۰ (ترجمہ) اُن لوگوں نے کہا جو نشانی تو ہمارے سامنے لایا کہ ہم پہ جادو کرے ہم تجھکو ماننے والے نہیں
پھر تو بھیجا ہم نے اُن پر طوفان اور ٹڈی اور جوں اور مینڈک جدی جدی نشانیاں تو بھی سرکشی کی اُنھوں نے
وہ تو قوم مجرم تھی) یہاں بھی اطلاق آیت کا خوارق پر ہوا ہے جس سے مقصود اثبات رسالت تھا۔

(بقیہ نوٹ بر صفحہ آئندہ)

سحر میں اُس میں کیا فرق ہے۔ خلاصہ کلام امام نووی صاحب کا یہ ہے کہ معجزہ اُس خرق عادت کو کہتے ہیں جس کا سا خلق سے نہ ہو سکے اور بغرض تصدیق رسالت ظاہر کیا جائے فقط خرق عادت اُس فعل کو کہتے ہیں جس کی قوت طبیعت انسانی میں نہ ہو[۱]۔ پس ایسے افعال اگر احیاناً کسی آدمی سے ظاہر ہوتے ہیں خواہ بذریعہ سحر کے ہوں یا بطور معجزہ تو دیکھنے والے تعجب کرتے ہیں اور اُس آدمی کو معزز جانتے ہیں پس سحر و معجزہ میں التباس ہے۔ سحر کے معنی لغت میں دو لکھے ہیں ایک خدع و فریب دوسرے جس کا ماخذ لطیف و دقیق ہو چنانچہ بیضاوی میں بھی لکھا ہے ما خفی سببہ یعنی جس کا سبب مخفی ہو اور اصطلاح میں اُس خرق عادت کو کہتے ہیں جو بواسطہ کسی قول یا فعل کے صادر ہوں یہ چند طور پر ہوتا ہے کبھی

(بقیہ نوٹ صفحہ گزشتہ) قال اللہ تعالیٰ۔ لقد آتینا موسیٰ تسع آیات بینات فسئل بنی اسرائیل اذ جاءھم فقال لہ فرعون انی لاظنک یا موسیٰ مسحورا (ترجمہ) ہاں دیا ہم نے موسیٰ کو نو نشانیاں ثابت کرنے والیں تو پوچھ تو بنی اسرائیل سے جب آیا اُن کے پاس موسیٰ اور فرعون نے اُس سے کہا کہ اے موسیٰ ہم تجھے جادوگر سمجھتے ہیں۔ فقد بر چونکہ قران کا سا کوئی بنا نہیں سکتا چہ بنظر فصاحت کلام چہ بنظر تعلیمات حقہ، چہ بنظر اخبار بالغیب، چہ بنظر عجائب یا برات۔ لہذا وہ معجز ہے قال اللہ تعالیٰ۔ لئن اجتمعت الانس والجن علی ان یاتو بمثل ھذا القرآن لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضھم لبعض ظھیرا (ترجمہ) اگر اکٹھے ہوں آدمی اور جن قرآن کا سا بنانے کے لئے تو اس کا سا نہ بنا سکیں گے گو اُن میں سے بعض بعض کے مددگار ہوں۔ پھر فرمایا ان کنتم فی ریب مما نزلنا علے عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ (ترجمہ) اگر تم کو کچھ شک ہو اُس میں جسے ہم نے اپنے بندہ پر اتارا ہے تو اس کی ایک سورۃ کا سا تو بنا دو۔ اشاعرہ نے معجزہ کی تعریف میں لکھا ہے۔ جس سے اظہار صدق رسالت مقصود ہو مواقف میں معجزہ کی سات شرطیں لکھی ہیں اکثر فضول ہیں ہاں یہ شرط کہ اُسے خارق عادت ہونا چاہیئے ضرور ہے قرآن میں جا بجا معجزہ کو بینہ سے تعبیر کیا ہے گو بینہ کے معنی عام ہیں مثلاً تعلیمات حقہ ملا الکتاب بینہ ہو سکتے ہیں نہ معجزہ۔

[۱] شرح مقاصد میں خوارق عادات کے تعریف میں لکھا ہے امور جو فی نفسہ ممکن ہوں اور من حیث العادۃ محال یعنی اُن کے وقوع کی عادت نہ ہو ۱۲

بواسطہ اصوات ہوتا ہے جیسا عزایم و منتر سے اگر اپنے شرائط کے ساتھ پڑھے جائیں وجود پزیر
ہوتا ہے اور کبھی بواسطہ نقوش و طلسم کے عزایم کا رواج سریانیوں میں بہت تھا اور
نقوش کا مصریوں میں اور یونان و ہند میں دونوں کا - ایسے افعال کبھی بمعاونت نقوش کواکب
اور ملائکہ ملاء اعلیٰ کے صادر ہوتے ہیں اُسے علوی کہتے ہیں اور کبھی استعانت اجنہ اور
نقوش عنصریہ سے مطلوب ہوتی ہے اُس کو سفلی کہتے ہیں - پھر سحر دو قسم ہوتا ہے کبھی تصرف
فی الخیال کرتے ہیں - ایسی صورت میں جو اشیاء دکھائی جاتی ہیں وہ واقع میں نہیں ہوتیں
لیکن انسان کو نظر آتی ہیں اس کو اس زمانہ میں نظر بندی کہتے ہیں یہ کثیر الوقوع ہے دوسرا
قسم سحر یہ ہے کہ وہ خرق عادت واقع میں ہوتی ہیں جو کچھ ہو لیکن بلا اعانت و وساطت کسی
قول یا فعل کے نہیں حادث ہوتے بخلاف معجزہ کے وہ بلا اعانت و ترکیب کے ہوتا ہے علاوہ بریں
سحر سے بیشتر وہی امور واقع ہوتے ہیں جو ہوا کرتے ہیں چونکہ انسان میں اُس کی اصدار
کی قوت نہیں ہوتی اس لئے وہ خارق عادت ہوتے ہیں ورنہ بنظر حدوث و وقوع وہ عجیبی
اجنبی نہیں ہوتے جیسے تمریض و ازالہ مرض کہ بذریعہ عزائم و خواہ نقوش سحر بیمار کر دیتے
ہیں یا صحیح کرتے ہیں پس چونکہ انسان میں اس کی قوت نہیں تو یہ اس نظر سے خرق عادت
ہے مگر صحت و مرض خواص حیوانات ہے ہمیشہ مشاہدہ ہے و علیٰ ہذا القیاس املاک و تالیف
تبغیض جس کی حکایت قرآن میں بھی ہے فَیَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا یُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَیْنَ الْمَرْءِ
وَزَوْجِهٖ اور سانپوں کو جو سپیرے اپنے بس میں کرتے ہیں وہ بھی تصرف فی الخیال ہے
یہ بھی اسی قسم کی بات ہے کیونکہ حیوانات دوسرے طریق سے انسان کے اختیار میں ہو جاتے
ہیں ہاں ایسے امور جو کبھی اس عالم کون و فساد میں نہیں ہوتے وہ بذریعہ سحر کے پیدا نہیں ہوتے
اور اگر ہوتے ہیں تو واقع میں نہیں ہوتے بطور نظر بندی کے مشاہد ہو جاتے ہیں چنانچہ
ایک گروہ منکر سحر ہیں کہتے ہیں کہ اشیاء جو سحر سے دکھائے جاتے ہیں وہ نفس الامر میں
نہیں ہوتیں مقصود اُن کا یہی ہے اور جو امور کہ ہوا کرتے ہیں جیسے تمریض وغیرہ وہ اُن کے

نزدیک خارق عادت نہیں مگر چونکہ قرآن میں اُس پر اطلاق آگیا ہے جیسا گزرا تو ہم لوگوں کو چارہ نہیں ہے ہم اُسے سحر جانتے ہیں اور بنظر قصور قوت بشری وہ خارق عادت کہے جاتے ہیں اور معجزہ ایسے امور ہوتے ہیں جو اس عالم کون و فساد میں کبھی کسی طرح نہیں ہوتے حتیٰ کہ نیچری اُسے محال سمجھیں گے دیکھو عصا کا اژدر ہو جانا یا سمندر کا پھٹ کر بارہ رستے ہو جانا یا سورج کا ٹھیر جانا یا انگلیوں سے اتنا پانی جاری ہونا جس سے پندرہ سو آدمی اپنی رفع حاجت کریں یا چاند کا شق ہو جانا یا مردہ کا زندہ ہونا۔ یہ امور ایسے ہیں کہ کبھی واقع نہیں ہوتے اور نہ اُن کے وقوع کے لئے کوئی تدبیر ہے بجز حکم الٰہی کے یہ امور واقع نہیں ہو سکتے یہ محال عادی ہیں علاوہ بریں معجزہ ایسا خرق عادت ہوتا ہے جو کسی دوسرے سے ہو نہیں سکتا یعنی وہ کسی دوسرے سے نہ پہلے ہوا ہوتا ہے نہ بعد اُس کے ہوتا۔ جیسا یوشع بن نون کی ۱۰ باب کے ۱۴ آیت میں مذکور ہوا محی الدین عربی نے فتوحات مکی میں لکھا ہے کہ معجزہ جو کسی نبی سے ظاہر ہوتا ہے وہ نہ پہلے ہوا ہوتا نہ بعد کو کبھی ہوتا۔ لیکن میرے نزدیک اُس نبی سے چند بار ہو سکتا ہے دوسرے سے نہیں جیسا حضرت موسیٰ نے عصا کو بارہا اژدر بنایا لیکن دوسرے کسی نے ایسا نہیں کیا علیٰ ہذا القیاس۔ تکثیر میاہ و طعام آنحضرت صلعم سے چند بار ہوا اور سحر میں ایسا نہیں ہوتا جو ایک ساحر کرتا ہے ویسا دوسرے بھی کر سکتے ہیں اُس میں تعلیم و تعلم ہوتا ہے اب معجزہ و سحر میں کسی طرح التباس نہ رہا۔ فرعون سے یہی غلطی ہوئی کہ اُس نے معجزہ کو سحر سمجھا اور جب سحرہ موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں عاجز رہے تو اُس نے یہ تصور کیا کہ یہ ان سب بڑے ہیں اور گمان سازش کا بھی ہوا۔ حضرت موسیٰ اور فرعون کا قصہ جو سورہ طٰہٰ میں مذکور ہے اُسے لکھ دیتے ہیں کہ سحر کا اطلاق نظر بندی پر بھی آیا ہے کہ وہ دراصل فریب ہوتا ہے اور نیز ایک معجزہ ایک پیغمبر سے بار بار ہوتا ہے اور انبیا کے مقابل میں وہ بے کار ہو جاتا ہے۔

قال اللہ تعالیٰ۔ وَهَلْ أَتٰىكَ حَدِيثُ مُوسٰى ۝ إِذْ رَأٰى نَارًا فَقَالَ لِأَهْلِهِ امْكُثُوا إِنِّي آنَسْتُ نَارًا لَعَلِّي آتِيكُمْ مِنْهَا بِقَبَسٍ أَوْ أَجِدُ عَلَى النَّارِ

هُدًى فَلَمَّآ اَتٰهَا نُوْدِيَ يٰمُوْسٰى اِنِّيْٓ اَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ اِنَّكَ
بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ۝ وَاَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوْحٰى ۝ اِنَّنِيْٓ
اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِيْ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ۔ اِنَّ السَّاعَةَ
اٰتِيَةٌ اَكَادُ اُخْفِيْهَا لِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍ بِمَا تَسْعٰى فَلَا يَصُدَّنَّكَ عَنْهَا
مَنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ فَتَرْدٰى وَمَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يٰمُوْسٰى قَالَ
هِيَ عَصَايَ اَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا وَاَهُشُّ بِهَا عَلٰى غَنَمِيْ وَلِيَ فِيْهَا مَاٰرِبُ
اُخْرٰى۔ قَالَ اَلْقِهَا يٰمُوْسٰى فَاَلْقٰهَا فَاِذَا هِيَ حَيَّةٌ تَسْعٰى قَالَ خُذْهَا
وَلَا تَخَفْ سَنُعِيْدُهَا سِيْرَتَهَا الْاُوْلٰى وَاضْمُمْ يَدَكَ اِلٰى جَنَاحِكَ
تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ اٰيَةً اُخْرٰى لِنُرِيَكَ مِنْ اٰيٰتِنَا الْكُبْرٰى
اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى : (ترجمہ) موسیٰ کی بات تو تو نے سنی ہے
جب اُس نے آگ دیکھکر اپنے گھر والوں سے کہا ٹھہرو میں نے دیکھی ہے شاید ایک چنگاری
ل جائے یا کچھ پتا راہ کا ملے پھر جب وہاں پہونچا آواز آئی اے موسیٰ میں تیرا مالک ہوں
اپنے پاؤں سے جوتیاں اُتار ڈال تو ہے پاک میدان طوےٰ میں سو تو میرا پیام سن میں اللہ ہوں
میرے سوا سچا معبود نہیں تو میری عبادت کر میری یاد کے لئے نماز قائم کر قیامت آئے گی
اُسے مخفی رکھتا ہوں۔ جزاے اعمال کے لئے سو کہیں روک نہ دے تجھے اُس سے وہ
جس کو اُس کا یقین نہیں ہے اور اپنی اُمنگ میں رہتا ہے کہ تو ٹپکا جائے۔ تیرے داہنے
ہاتھ میں یہ کیا ہے بولے موسیٰ کہا یہ میرا سونٹا ہے اُس سے میں ٹیکتا ہوں اور پتے جھاڑتا ہوں
اپنی بکریوں کے لئے اور اس میں کئی کام ہیں۔ کہا اُسے ڈال دے اے موسیٰ پھر جب
ڈالدیا تو وہ سانپ ہو کے دوڑنے لگا اور کہا پکڑلے اُس سے ڈرمت وہ بدستور

ہو جائے گا اور اپنا ہاتھ پہلو سے ملا کے براق نکال کے دوسری آیت دکھا کر دکھائیں تجھکو بڑی
نشانیاں۔ جا فرعون کے پاس کہ اُس نے سر اٹھایا۔ قال اللہ تعالیٰ وَلَقَدْ اَرَیْنٰہُ
اٰیٰتِنَا کُلَّهَا فَكَذَّبَ وَاَبٰى قَالَ اَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا مِنْ اَرْضِنَا بِسِحْرِكَ
يٰمُوْسٰى فَلَنَاْتِيَنَّكَ بِسِحْرٍ مِّثْلِهٖ فَاجْعَلْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ مَوْعِدًا
لَّا نُخْلِفُهٗ نَحْنُ وَلَآ اَنْتَ مَكَانًا سُوًى قَالَ مَوْعِدُكُمْ يَوْمُ الزِّيْنَةِ
وَاَنْ يُّحْشَرَ النَّاسُ ضُحًى۔ فَتَوَلّٰى فِرْعَوْنُ فَجَمَعَ كَيْدَهٗ ثُمَّ اَتٰى۔ قَالَ
لَهُمْ مُّوْسٰى وَيْلَكُمْ لَا تَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا فَيُسْحِتَكُمْ بِعَذَابٍ
وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرٰى فَتَنَازَعُوْا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ وَاَسَرُّوا النَّجْوٰى
قَالُوْا اِنَّ هٰذٰنِ لَسٰحِرٰنِ يُرِيْدٰنِ اَنْ يُّخْرِجٰكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِمَا
وَيَذْهَبَا بِطَرِيْقَتِكُمُ الْمُثْلٰى فَاَجْمِعُوْا كَيْدَكُمْ ثُمَّ ائْتُوْا صَفًّا وَقَدْ
اَفْلَحَ الْيَوْمَ مَنِ اسْتَعْلٰى قَالُوْا يٰمُوْسٰى اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ وَاِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ اَوَّلَ
مَنْ اَلْقٰى قَالَ بَلْ اَلْقُوْا فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ
اَنَّهَا تَسْعٰى فَاَوْجَسَ فِيْ نَفْسِهٖ خِيْفَةً مُّوْسٰى قُلْنَا لَا تَخَفْ اِنَّكَ
اَنْتَ الْاَعْلٰى وَاَلْقِ مَا فِيْ يَمِيْنِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا اِنَّمَا صَنَعُوْا
كَيْدُ سٰحِرٍ وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ اَتٰى فَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سُجَّدًا قَالُوْا اٰمَنَّا
بِرَبِّ هٰرُوْنَ وَمُوْسٰى۔ قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ اِنَّهٗ
لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِيْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ (ترجمہ) جب دکھا دیں ہم نے

اس کو اپنی سب نشانیاں تو اُس نے جھٹلایا اور انکار کیا۔ بولا کیا تو آیا ہے بزور جادو ہم کو ہمارے ملک سے نکالنے کے لئے اے موسیٰ سو ہم تجھ پر ویسا ہی جادو کریں گے۔ ٹھہرا ہمارے اور اپنے بیچ میں کوئی وقت جس سے نہ ہم تجاوز کریں نہ تو کسی صاف میدان میں۔ کہا وعدہ تمہارا جشن کا دن ہے کہ جمع کئے جائیں لوگ دن چڑھے تب لوٹا فرعون اور اپنے معتمد کو اکٹھا کر کے آیا۔ موسیٰ نے اُن سے کہا بُرا ہو تمہارا جھوٹ نہ بولو اللہ پر کہ کھپا دے تم کو عذاب سے اور نامراد رہا جس نے جھوٹ باندھا تب جھگڑے وہ اپنے معاملہ میں مشورہ چھپا کر بولے یہ دونوں جادوگر ہیں چاہتے ہیں کہ بزور سحر تم کو تمہارے ملک سے نکال دیں اور تمہاری بہلی راہ اُٹھا دیں تو جمع کرو اپنے مدبر اور آؤ قطار باندھ کر پھر تو جیت گیا جو غالب رہا۔ بولے وہ یا تو ڈال دے نہیں تو ہمیں پہلے ڈال دیں۔ موسیٰ نے کہا تمہیں پہلے ڈالو پھر تو اُن کی رسیاں اور سونٹے بزور سحر دوڑتے متخیل ہوئے جس سے موسیٰ کے دل میں خوف ہوا ہم نے کہا مت ڈرو تو ہی غالب رہے گا۔ ڈال دے جو تیرے داہنے ہاتھ میں ہے کہ نگل جائے اُن کی بناوٹ کو اُن کی بناوٹ فریب ہے نظر بند کا نظر بند کو فلاح نہیں عند المقابلہ۔ پھر تو نظر بند سب اوندھے ہو گئے اور بولے موسیٰ اور ہارون کے معبود پر ایمان لائے ہم۔ وہ بولا تم لوگ بلا اجازت ہمارے ایمان لائے وہ تمہارا بزرگ ہے جس نے تمہیں جادو سکھایا ہے)۔ سورۂ شعرا میں بھی اس کا ذکر ہے اور تورات میں بھی اس کا ذکر ہے اور تورات میں بھی ایسا ہی کچھ مذکور ہے اب ہم کو کچھ اور لکھنا ضرور ہے جس سے فرق معجزہ و کرامت، سحر میں بخوبی ہو جائے وعلیہ التوکل وبہ الاعتصام۔ انسان فقط بدن کا نام نہیں ہے بلکہ گوشت پوست سے علیٰحدہ ایک چیز اور ہے نہ وہ جسم ہے نہ جسمانی کمیت و مقدار سے وہ بالکل منزہ ہے زمان و مکان سے پاک و مبرا نہ کاٹنے سے کٹے نہ جلانے سے جلے۔ حرکت و سکون سے دُور وہ عجب ایک جوہر لطیف و سراسر نور ہے دانشمندوں نے اسے بدلائل ثابت کیا ہے اس کو فنون حکمت میں نفس ناطقہ کہتے ہیں اُسی کو عرف میں روح سے تعبیر کرتے ہیں ہندی میں جان کہتے ہیں۔ قال اللہ تعالیٰ يَسْئَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ الرُّوحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّي (ترجمہ) تجھ سے لوگ روح کو پوچھتے ہیں بیان کر روح عالم

امر سے ہے یعنی جو نہ جسم ہو نہ جسمانی مجردات کو امر کہتے ہیں اور عالم اجسام کو خلق قال اللہ تعالیٰ
اَلَا لَہُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ خدا ہی کا خلق ہے اور خدا ہی کا امر مدرک بالذات وہی ہے
فرح وغم وانقباض وانبساط وشہوت وغضب اُسی کی شان ہے بعض اشیاء کو وہ خود
ادراک کرتی ہے بعض کو بواسطہ آلات جسمانی۔ وہ درحقیقت ملک ہے ہاں اپنے استکمال
میں محتاج بدن ہے بخلاف ملک کے خدا ہی اُسے ملک کے ساتھ ملا دیتا ہے یَوْمَ یَقُوْمُ
الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ۔ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِکَۃُ وَالرُّوْحُ یہیں سے حافظ
کہتا ہے شعر

من ملک بودم وفردوس بریں جایم بود ❊ آدم آورد دریں دیر خراب آبادم

اس جوہر لطیف کی دو خاصیت ہیں جس سے وہ تمامی اجسام سے ممتاز ہے اور یہی
اُس کی بزرگی کا باعث ہے۔ ایک علم قدیم قدرت یہ دونوں صفتیں ملائکہ کی ہیں اگرچہ
روح من حیث الذات ملک ہے لیکن من حیث الصفات دونوں میں بڑا فرق ہے ملائکہ کے
جملہ کمالات فطری ہیں اُن کو حاجت اکتساب نہیں بخلاف ارواح کے کہ قبل تعلق بالبدن
اُن کو دونوں صفتوں سے خالی سمجھنا چاہیئے ہاں علم حضوری سے خالی نہیں ہوتیں۔ پھر
جب بدن سے تعلق ہوتا ہے تو بذریعہ قوائے مدرکہ ومحرکہ اُس کی دونوں صفتیں قوی ہوتی
جاتی ہیں پھر اگر جسمانیت اُس پر غالب ہوئی اور لذائذ جسمانی میں پھنس گئی تو یہ دونوں
صفتیں ایک درجہ کو پہونچ کے رہ جاتی ہیں اُن کی ترقی نہیں ہوتی اور اپنے کمال کو
نہیں پہونچتیں اور اگر ملکیت غالب ہوئی اور خواص جسمانی مضمحل تو یہ دونوں صفتیں
رفتہ رفتہ کمال کو پہونچ جاتی ہیں اور سعادت سرمدی نصیب اول حال میں یہ جان
کمزور وناتوان رہتی ہے جو کچھ کرتی ہے بواسطہ آلات جسمانی کے کرتی ہے لیکن جب
اپنے عیوب نفسانی یعنی حرص وحسد وکبر وغیرہ سے جو مثل زنگ کے ہیں کَلَّا بَلْ
رَانَ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ مَّا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ پاک کرتا ہے تو علم وقدرت دونوں

کمال کو پہونچتی ہیں یہاں تک کہ جو عوام کو خواب میں نظر آتا ہے وہ اُس کو یقظہ میں دکھائی دیتا ہے جو کسی کو بتانے سے معلوم ہوتا ہے وہ اُن کو خود منکشف ہوتا ہے جیسا اُس کو اپنے جسم میں تصرف کا اختیار ہے دوسرے اجسام میں بھی بلا وساطت کسی آلہ و ذریعہ کے تاثیر کرتی ہے۔ یہی اُس کی فلاح و نجات ہے قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا (وفلا ینجو) ... اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ کو لحاظ کرو۔ الغرض تجربہ و قیاس سے روح کا تصرف بدن میں بخوبی ثابت ہے کہ وہی اُس کی مدبر ہے دیکھو وہ اُس کو موافق اپنے ارادہ کی حرکت دیتی ہے اور غصہ سے تمام بدن گرم ہو جاتا ہے وعلیٰ ہذا القیاس جملہ حرکات ارادیہ کا منشا وہی ہے پھر جب تزکیہ سے پاک و صاف ہو جاتی ہے تو وہ دوسرے اجسام میں بھی تاثیر کرتی ہے مثلاً اگر شیر پر ہیبت ڈالے تو وہ مطیع و رام ہو جاتا ہے۔ سعدی اپنی آنکھ کی دیکھی حکایت کرتے ہیں: ؎

یکے دیدم از عرصۂ رودبار　　که پیش آمدم بر پلنگے سوار

اور اگر کسی بیمار کی طرف توجہ کرے تو وہ اچھا ہو جائے اور اگر صحیح کی طرف ہمت باندھے تو بیمار ہو جائے اگر کسی شخص کو چاہے کہ ہمارے پاس آئے تو اُس کا دل اُسے کشاں کشاں اُس تک پہونچائے یہ سب تجربہ سے معلوم ہوتا ہے حضرت عیسیٰ نے فرمایا ہے کہ اگر تم خدا کی اطاعت کروگے تو کوہ و ہامون تمھارے مطیع ہونگے وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا اسی کی طرف اشارہ ہے۔ الغرض جب روح مرتاض اپنے مجاہدہ سے متحلّی بفضائل و متخلّی عن الرذائل ہو کے کمال کو پہونچ جاتی ہے تو اُس کی قوت بہت بڑھ جاتی ہے کہ اُس سے ایسے افعال صادر ہوتے ہیں جو قوت جسمانی سے باہر ہوں اس قوت کی استعداد جملہ نفوس میں ہے کفر و اسلام کو اس میں چنداں مداخلت نہیں انبیاء و اولیاء و حکماء و ساده و سنت و قسیس و رہبان سب کو جو اُس کی روش اختیار کرتے ہیں کچھ نہ کچھ ہوتی ہے اُس کی مراتب شدت و ضعف کے بہت ہیں۔ البتہ فاسق کو یہ قوت نہیں ہو سکتی یہ قوت انبیاء کو

نہایت درجہ کی ہوتی ہے ویسی کسی کو نہیں ہوتی۔ اس لئے اُن کا تصرف بہت زیادہ ہوتا ہے اور یہ قوت اُن کو بلا اکتساب حاصل ہوتی ہے اور دوسروں کو باکتساب۔ پس جو خوارق کہ اس قوت سے صادر ہوں تو اگر انتہائی قوت سے اُن کا حدوث ہو تو وہ معجزہ ہے اور نہیں تو کرامت ہے یہی وجہ ہے کہ ایسا ن معجزے سے بشر عاجز رہتا ہے ہاں کرامت سے عجز نہیں ہوتا یہی وجہ ہے کہ امام الحرمین اور ابو سعد متولی کہتے ہیں کہ کرامت فاسق سے ظاہر نہیں ہوتی لیکن ایسے خوارق پر اطلاق سحر کا نہیں ہوتا۔ صاحب ارشاد القاصد اس کو سحر میں داخل کرتا ہے اصطلاح میں کچھ مناقشہ نہیں لیکن محاورہ و استعمال سے کچھ مدد نہیں ملتی امام غزالی بھی منشاء معجزہ و کرامت و سحر کا اسی قوت کو ٹھہراتے ہیں لیکن محاورہ قرآن و احادیث اس کے برخلاف ہے إِنَّمَا سُكِّرَتْ أَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُورُونَ وَسَحَرُوا أَعْيُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوهُمْ وَجَاءُوا بِسِحْرٍ عَظِيمٍ وغیرہ مقامات کو لحاظ کرو غالب اطلاق سحر کا نظر بندی ہی پر ہوتا ہے اور چونکہ یہ فریب ہے تو حرام بھی ہے۔ خدا بھی اس کی مذمت میں کہتا ہے لَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ أَتَىٰ : اس کو عبرانی میں حشوف کہتے ہیں ایسے ساحروں کو قتل کا حکم دیا تھا حضرت موسیٰ نے بحکم تورات سحر حرام کہا ہے حضرت سلیمان کے زمانہ سے سحر بنی اسرائیل میں شروع ہوا۔ سحر ہی کے ذوق میں روحانیات کی پرستش بنی اسرائیل میں رواج پائی۔ تکمیل سحر کے لئے اجنہ کی پرستش بھی کرتے ہیں قال اللہ تعالیٰ إِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ تم اور جن کی تم پرستش کرتے ہو جہنم میں جائیں گے۔ مقصود وہی شیاطین ہیں کہ وہی ایسی تعلیم کرتے تھے۔ لہذا عابد و معبود دونوں مستحق نار ہوئے سحر کی وجہ سے انسان خدا پرستی سے باز رہتا ہے اور اپنے کمال سے محروم اس لئے تورات میں اس کی سخت ممانعت ہے۔ حزقیل کے پاس وحی آئی کہ تم بنی اسرائیل کے حال کو ملاحظہ کرو انھوں نے مراقبہ میں دیکھا تو چالیس یہود خاص بیت المقدس میں شمس کو سجدہ میں پڑے ہیں یہ سب سحر کی بدولت تھا پس وہ اقسام سحر جن میں شائبہ

کفر یا قریب ہو حرام ہوگا اُس کی مذمت قرآن میں آئی ہے قال اللہ تعالیٰ وَلَمَّا جَاءَهُمْ
رَسُولٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِيقٌ مِّنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ
كِتَابَ اللّٰهِ وَرَاءَ ظُهُورِهِمْ كَأَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ : وَاتَّبَعُوا مَا تَتْلُو الشَّيَاطِينُ
عَلَىٰ مُلْكِ سُلَيْمَانَ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلٰكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ
النَّاسَ السِّحْرَ وَمَا أُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوتَ وَمَارُوتَ
وَمَا يُعَلِّمَانِ مِنْ أَحَدٍ حَتّٰى يَقُولَا إِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ فَيَتَعَلَّمُونَ
مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُونَ بِهِ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهِ وَمَا هُمْ بِضَارِّينَ بِهِ
مِنْ أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللّٰهِ وَيَتَعَلَّمُونَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَلَقَدْ
عَلِمُوا لَمَنِ اشْتَرَاهُ مَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ (ترجمہ) جب اُن کے پاس
کوئی رسول خدا کا مصدق توراۃ آیا تو بہتیرے اہل کتاب نے کتاب اللہ کو اپنے پیچھے پھینکا
گویا نہیں جانتے اور پیچھے لگے اُس کے جسے پڑھتے شیاطین بعہد سلیمان۔ سلیمان نے تو
کفران نہ کیا لیکن شیاطین نے کفر پھیلایا۔ لوگوں کو سحر سکھاکے اور پیچھے لگے اُس کے جو دو
فرشتے ہاروت ماروت پر بابل میں نازل ہوا وہ نہیں سکھاتے کسی کو جب تک نہ کہہ لیں
کہ ہم لوگ امتحان میں ہیں تو کافر مت ہو پھر تو سیکھتے ہیں ایسی چیز جس سے مرد عورت میں
جدائی ڈالتے ہیں۔ لیکن وہ ضرر نہیں پہونچا سکتے بے حکم خدا کے۔ سیکھتے ہیں جو انھیں مضر ہے
نہ نافع۔ یہود کو معلوم ہو چکا ہے کہ جس نے اُسے خریدا وہ آخرت میں بے نصیب ہے۔ معجزہ و
سحر میں ایک بڑا فرق یہ ہے کہ تاثیر سحر قطعی نہیں ہے کبھی اُس سے اثر ہوتا ہے کبھی نہیں کیونکہ
وہ اقوال و افعال مثلاً اصوات و نقوش جن کو ذریعہ خوارق کرتے ہیں علت تامہ نفس
نہیں۔ یہ تجربہ سے بخوبی ثابت ہے خدا بھی اشارہ کرتا ہے وَمَا هُمْ بِضَارِّينَ بِهِ إِلَّا
بِإِذْنِ اللّٰهِ مسلمانوں کے مذہب میں علت فاعلی سوائے ذات واجب الوجود کے کچھ
نہیں۔ مقصود یہ ہے کہ باوجود انبیاء بنی اسرائیل کو روحانیات کی پرستش و سحر و جادو سے

بموجب حکم توراۃ ممانعت کرتے تھے لیکن وہ اُس پر کچھ التفات نہ کرتے تھے صحیفِ انبیاء ایسے مواعظ سے مالامال ہیں ہاں وہ سحر سازی کی دھن میں رہتے تھے کبھی اجنّہ سے سیکھتے تھے اور کبھی ہاروت ماروت سے۔ ہرچند ہاروت و ماروت اُس کے نہ سیکھنے کی ہدایت کرتے تھے مگر وہ سیکھتے تھے۔ پھر خدا کہتا ہے کہ باوجود اس کے کہ تعلم سحر اُن کو مضر تھا کیونکہ کمال نفس انسانی سے محروم رہتے تھے تاہم وہ مانتے نہ تھے۔ حالانکہ توراۃ کے ذریعہ سے وہ جانتے تھے کہ سحرہ حسن عاقبت سے محروم ہیں اس سے ظاہر ہے کہ جس سحر میں استمداد شیاطین سے ہو وہ قطعاً ممنوع ہے جیسے نظر بندی اور جس سحر میں روحانیات سے مدد ملتی ہے اگر اُس میں شائبہ کفر ہو تو وہ بھی ویسا ہی ہے کیونکہ فلا تکفر ہدایت ملک ہے اور وعید جو آخر آیت میں ہے وہ بھی راجع اُسی طرف ہے پیغمبر نے بھی سحر کو سبع موبقات سے شمار کیا ہے اس سے بھی مقصود وہی سحر ہوگا جو ناجائز ہے یعنی جس کی ممانعت قرآن خواہ حدیث سے ثابت ہو مطلق سحر کی ممانعت ثابت نہیں ہے رقی کو آپ نے جائز رکھا ہے جو اقسام سحر سے ہے۔ انبیاء پر باقتضائے بشریت کبھی سحر اثر کرتا ہے آنحضرت پر سحر کی تاثیر کی حدیث مروی ہے لیکن اُس کا علاج وہ خود کر لیتے ہیں لیکن دل و دماغ محفوظ رہتا ہے یہ تاثیر ویسی ہے جیسی ادویہ میں ہوتی ہے۔ حضرت ایوبؑ پر جو تباہی آئی وہ اثر سحر کا تھا۔ بالآخر اُنھوں نے اپنا علاج کر لیا۔ ایوبؑ کی کتاب کو بغور دیکھو۔ امام فخرالدین رازی نے مباحثِ مشرقیہ میں اس بارہ میں جو لکھا ہے اُسے بجنسہ نقل کرتے ہیں۔ واضح ہو کہ احوال عجیبہ غریبہ جو اس دنیا میں حادث و پیدا ہوتے ہیں دو حال سے خالی نہیں اُن کے اسباب یا تصورات نفسانی ہونگے یا امور جسمانی۔ اگر حدوث غرائب صرف تصورات جسمانی سے ہو تو دو حال سے خالی نہیں یا اُن عجائب و غرائب سے مقصود صلاح خلق ہدایت راہ راست ہوگی یا نہیں۔ صورت اول معجزہ ہے اور ثانی سحر اور اگر حدوث غرائب اسباب جسمانی سے ہوں تو دو حال سے خالی نہیں یا اُن کا حدوث قوائے ارضی و سماوی کی تمزیج سے ہوگا یا اُن کا

حدوث بسبب اُن خواص غریبہ کے ہوگا جو اجسام عنصریہ میں موجود ہوں۔ اول طلسمات میں اور ثانی نیرنجات انتہی۔ بلاشبہ یہ بیان بہت قریب تحقیق ہے لیکن بعض باتیں ناپسندیدہ ہیں فرق معجزہ و سحر میں اعتباری رہ جاتا ہے عقلاء خود امتیاز کرلیں گے۔[۱] اس کا بیان بہت طولانی ہے ہم کو فقط معجزہ کا لکھنا مقصود تھا اس لئے زبان کو روکتے ہیں اور اصل مطلب کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ اس آیت میں تو اُس رسول کے معجزہ کا بیان ہے اس کے بعد لکھا ہے کہ اُس کا حکم صنوبرات لبنان پر ہوگا یعنی حصہ شمالی کنعان اُس کے قبضہ میں ہوگا۔ جہاں صنوبر بکثرت ہوتا ہے اور اَلون بَشَنہ سے حصہ جنوبی اُس کا جس کی حد علاقہ بحرین تک تھی وہاں یہ درخت بکثرت ہوتا ہے اور اونچے اونچے پہاڑوں سے کوہستانی بلاد مقصود ہیں اور منارات عالیہ سے ملک مصر

---

[۱] چونکہ حکماء کے نزدیک معجزہ و کرامت میں کچھ ایسا فرق نہیں لہذا وہ معجزہ کی جہاں تین قسمیں لکھتے ہیں اُس سے مراد عام ہوتا ہے معجزہ ہو یا کرامت اُس کے اسباب مختلف ہوتے ہیں۔ قسم اول ترک وہ روکنا ہے قوت معتادہ کا ایک مدت تک یعنی اُسے اپنے کام سے معطل کردینا سبب اس کا انجذاب نفس ہے عالم قدس کی طرف اور تحلیل مادہ بدن سے بے پرواہ ہوجانا یعنی جو نفوس کدورات بشری سے پاک ہوتے ہیں خواہ بصفائی فطری ہوں جیسے انبیاء کو ہوتی ہے خواہ بہ تصفیہ مجاہدہ ریاضت جیسا اولیاء و ارباب اشراق کو۔ جب وہ عالم قدس کی طرف منجذب ہوجاتے ہیں تو وہ ایسی حالت میں محتاج بدن نہیں رہتے اور مواد بدن کو تحلیل نہیں کرتا۔ دیکھو اکثر امراض میں جب نفس مقاومت و دفع مرض میں مشغول رہتا ہے تو تحلیل مواد بدن کو نہیں کرتا۔ اور مریض اصلا لاغر نہیں ہوتا اور کچھ نہیں کھاتا۔ کیونکہ جب اجزاء محمودہ بدن تحلیل نہیں ہوتے تو ضرورت بدل ما یتحلل بھی نہیں ہوتی۔ اگر اُس کا نصف صحت میں روکے تو مریض مرجائے۔ جب طبعی حالت میں یہ حال ہے تو وہ نفوس جو سلسلہ ملاء اعلیٰ میں منتظم ہیں اُن میں کہاں گفتگو کرسکیں۔ کیونکہ اُن کو لذات روحانی جو انوار قدسیہ سے حاصل ہوتے ہیں قائم مقام غذا ہوجاتے ہیں۔ قال اللہ تعالےٰ بل احیاء عند ربھم یرزقون۔ آنحضرت نے فرمایا ہے۔ ابیت عند ربی یطعمنی و یسقینی۔ اس کے شواہد بہت ہیں۔ حضرت ابوبکر سات روز تک کھانا نہیں کھاتے تھے حالانکہ وہ اکثر جہاد میں رہتے تھے و ازواج سترہ رکھتے تھے۔ ضعف اصلا نہیں ہوتا تھا۔ فافہم۔ قسم دوم قول۔ جیسے اخبار بالغیب سبب اس کا انجذاب نفس ہے ملائکہ سماوی کی طرف اور اُس میں اُن کے صور کا انتقاش۔ قسم سوم فعل یعنی ایسا کام کردینا جو دوسروں سے نہ ہوسکے۔ قرآن معجزہ قولی و فعلی دونوں ہے۔ فتدبر

جہاں کے منارے مشہور ہیں اور محیط شہر پناہوں سے ملک فارس جس کی حد تا سرحد ہندوستان تھی۔ مراکب فرنگ سے مقصود ملک یورپ ہے اور صور محمودہ سے مقصود ترکستان و گرجستان ہے چنانچہ اس سب ملکوں پر مسلمانوں کا قبضہ بخوبی ہوا اس کے بعد لکھا ہے کہ کبر و نخوت آدمیوں کا زائل ہوگا یعنی اُس رسول کے فیض صحبت سے آدمی نفس امّارہ کے پھندے سے چھٹے گا۔ چنانچہ قصہ مشہور ہے کہ جناب علی مرتضیٰ نے ایک کافر کو پٹک کر اُس کے سینہ پر سوار تھے سر کاٹنے کو اُس نے آپ پر تھوکا۔ آپ نے اُسے چھوڑ دیا کہ اب قتل خالص خدا کے واسطے نہ ہوگا اور صحابہ کی شان میں کہاں تک لکھوں۔ اور نیز یہ بھی مقصود ہے کہ بڑے بڑے سرکش زیر فرمان ہو جائیں گے بعد اس کے بت پرستی مٹانے کا ذکر ہے۔ یہ سب کچھ واقع ہوا حضرت عیسیٰ پر یہ منطبق نہیں۔ میخائی کے ۴ باب کی ۴ آیت تک بجنسہ وہی ہے جو اشعیا کے ۲ باب کی ۳ آیت سے ۴ تک ہے کسی قدر تفاوت ہے۔ اس لئے اس کو ہم نقل کرتے ہیں واضح ہو کہ بنی اسرائیل ہمیشہ سحر و جادو کے پیچھے رہے اُس کی طمع میں کواکب و روحانیات کی پرستش کرتے تھے سحرہ بالکل محیط تھے۔ سلاطین اُن کے قبضہ میں تھے اپنے کو نبی کہتے کہلاتے تھے خدا پرستی کی طرف اصلاً توجہ نہ تھی وہ سحرہ کچھ خبر آئندہ بھی بتا دیتے تھے اور اپنے شعبدہ اور نیرنجات سے یہود کو اپنے دام میں لاکر چوپٹ کئے تھے بالکل اعمال اُن کے خلاف مرضی الٰہی جو تورات میں مصرح ہے ہوا کرتے تھے بظاہر تو وہ پیروان تورات سے تھے لیکن باطن میں بالکل انھیں سحرہ کے مطیع رہتے تھے۔ اور نصوص تورات کو اپنے مطلب کے موافق تاویل کرتے تھے اور فسق و فجور میں رات دن منغمس رہتے تھے۔ خدا پرست اُن میں بہت کم تھے اس کے بیان سے تمامی صحف انبیاء بھرے ہیں۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ دو بادشاہ اسرائیلی کو جنگ پیش تھی اُن میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ اس شہر میں کوئی نبی ہے معلوم ہوا کہ اس شہر میں چار سو نبی ہیں۔ یہ درحقیقت کہنہ تھے اپنے کو نبی کہتے تھے اور غلطی نظر سے عوام و خواص بھی ایسا ہی کہتے تھے۔ بادشاہ نے اُن کو بلا کے پوچھا کہ اس لڑائی میں ہم کو فتح

نصیب ہوگی یا شکست ہوگی۔ سب نے بالاتفاق کہا کہ آپ لڑیں فتح ہوگی۔ تب اُس بادشاہ نے کہا کہ اب کوئی نبی اور نہیں معلوم ہوا کہ ایک اور نبی ہے وہ بلایا گیا عندالاستفسار اُس نے کہا کہ شکست ہوگی۔ تب وہ پانسو بگڑے کہ مکاشفہ پانسو کا بمقابلہ ایک شخص کے رد ہوجائے گا۔ اُس نے کہا کہ میں وہی کہتا ہوں جو خدا نے بتایا ہے۔ بالآخر بادشاہ نے کثرت رائے پر عمل کیا اور لڑنے گیا اور جنگ میں اُس کی شکست ہوئی۔ یہود کو علوم حکمت مثل فلسفہ و نجوم و رمل وغیرہ میں ید طولی تھا۔ اگرچہ علماء اسلام نے فلسفہ و نجوم وغیرہ کی جڑ کھود ڈالی تاہم یہ مادہ اُن میں بھی کسی نہ کسی پیرایہ میں اپنا رنگ دکھاتا ہے۔ علاء الدین خلجی کے زمانہ میں ایک پنڈت کو جس کا نام راگھو تھا نیرنجات میں بڑا دخل تھا۔ راجہ رتن سین جس کی رانی پدماوت تھی اُس کا بڑا معتقد تھا اُس کی بات بہت مانتا تھا۔ اس واسطے قریب دو سو پنڈت کے جو اُس شہر میں تھے سب اُس کے دشمن تھے۔ ایک مرتبہ راجہ نے سب پنڈتوں سے پوچھا کہ آج چاند نظر آئے گا یا نہیں چونکہ اُس روز دوج بہت کم تھی تو سب نے کہا کہ چاند نظر نہ آئے گا لیکن راگھو جی نے اپنی نفسانیت سے کہا کہ چاند نظر آئے گا۔ جب شام کو سب چاند دیکھنے کو جمع ہوئے تو چاند بڑا سا نظر آیا اور سب پنڈت راجہ کے حضور میں جھوٹے ہوگئے۔ پنڈتوں نے کہا کہ یہ چاند فی الواقع چاند نہیں ہے۔ یہ راگھو جی کا کرشمہ ہے آپ اور مقامات سے دریافت کریں۔ بعد دریافت کے معلوم ہوا کہ چاند کہیں نظر نہ آیا۔ پنڈتوں کو موقع ہاتھ آیا راجہ کے دل کو راگھو کی طرف سے ایسا پھیرا کہ اُس نے نکال دیا۔ تب وہ شہر دہلی میں گیا اور اپنے شعبدہ وغیرہ سے اپنی عزت یہاں تک بڑھائی کہ علاء الدین خلجی کا ندیم ہوگیا۔ کسی روز موقع پاکر اُس راگھو نے راجہ رتن سین کی رانی پدماوت کی تعریف ایسی کی کہ علاء الدین فریفتہ ہوکر راجہ کو گرفتار کرکے دہلی میں قید کیا اور رانی کی گرفتاری کی فکر میں تھا کہ رتن سین کی بیٹی نے پدماوت کے حیلہ سے کئی سو راجپوت مسلح ڈولوں میں سوار کر دہلی روانہ کیا۔ وہ سب راجہ کو قید سے نکال لے گئے۔ علاء الدین کے لشکر نے اُن کا تعاقب کیا۔ بالآخر راجہ بہت زخمی ہوکر مرگیا

اور رانیاں سب ستی ہو گئیں۔ علاء الدین خائب و خاسر رہا۔ یہ فعل بد اُسی سحر کی بدولت صادر ہوا۔ ہمارے زمانہ میں اگرچہ بدولت انگلشیہ جو ان لغویات سے دُور ہیں ان سب امور کی کساد بازاری ہو تاہم پھونک جھاڑ، نقش و تعویذ والے معزز و ممتاز رہتے ہیں گو وہ کیسے ہی ہوں۔ اب تک یہود کے دماغ میں وہ دھواں بھرا ہو پیغمبر خدا پر بھی ایک یہودی نے سحر کیا تھا پس میکاہ کے تیسرے باب میں بنی اسرائیل کی طرف خطاب ہو کہ سنو اے سرداران یعقوب و قضات اسرائیل تم شریعت کو پیش نظر رکھو۔ اے اشرار ظلمہ جنھوں نے ہماری قوم کو تباہ کیا تم خدا کے سامنے فریاد کرو گے اور کچھ شنوائی نہ ہو گی اُن سے اپنا موہنہ چھپا لے گا۔ جیسا اُنھوں نے اُسے اپنے کردار سے ناراض کیا۔ اُن نبیوں کی نسبت جنھوں نے بنی اسرائیل کو گمراہ و خراب کیا۔ یوں فرمایا کہ مکاشفہ تم پر تیرہ و تار ہو جائے گا اور سحر سے تم پر ظلمت چھا جائے گی۔ اُن نبیوں پر سورج اولٹ پڑے گا (یعنی جن کی وہ پرستش کرتے ہیں) اور دن اُن پر تیرہ ہو جائے گا۔ اہل کشف شرمندہ ہونگے اور سحرہ برباد ہونگے۔ تب ہم روح اللہ کو قوت و جبروت و صداقت سے بھر دیں گے کہ یعقوب کو اُس کے گناہ اور اسرائیل کو اُس کی خطا سے اطلاع دے (روح اللہ سے مقصود حضرت عیسیٰ ہیں کہ وہ بنی اسرائیل کو اخلاق حسنہ بتاتے تھے کہ تم دل کا ختنہ کرو یعنی عیوب نفسانی سے اُسے پاک کرو۔ لیکن اُن کے مواعظ اُن سحرہ کے دل پر کب اثر کرتے اور قوم کو کب وہ راہ راست پر آنے دیتے تھے) سن رکھیے اے سرداران یعقوب اے قضات بنی اسرائیل شریعت کے معین جنھوں نے ہر راست کو کج کیا۔ راست سے مراد کلام الٰہی ہو اس مقام پر یہ الفاظ واقع ہیں וְאֵת כָּל הַיְשָׁרָה יְעַקֵּשׁוּ : اث کل ہیشارہ یعقیشو۔ کلام مجید میں بھی اس کے مطابق یُحَرِّفُوْنَ الْکَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِہٖ وارد ہو اُن کی بے ایمانی سے تحریف لفظی کچھ نہ تھی بیت المقدس کو جفا اور اورشلم کو بدکاری سے بھر دیا اُن کے سردار رشوت فیصلہ کرتے ہیں اور ائمہ باجرت ہدایت کرتے ہیں اُن کے انبیاء روپیہ لے کے سحر کرتے ہیں۔ معہذا

یہ بھی کہتے ہیں کہ ہم میں خدا نہیں ہے، ہمارا برا نہ ہوگا لیکن تمہارے سبب سے بیت المقدس ویران ہوگا اور اورشلم برباد۔ مقصود یہ ہے کہ خدائے عزوجل بنی اسرائیل سے اور اُن سحرہ سے جو اُن کے سردار پیشوا بنے تھے اور اپنے کو نبی کہتے تھے اور سلاطین سے ہمیشہ کہتے تھے کہ تم پر کوئی بادشاہ فتح نہ پائے گا۔ کہتا ہے کہ ایسا وقت آئے گا کہ تم خدا کے سامنے چلاؤ گے اور کچھ شنوائی نہ ہوگی اور جو نبی بنے ہیں شرمندہ ہونگے۔ چنانچہ بخت نصر کے وقت میں سب کچھ ہوا۔ اگرچہ عزرا و دانیال کے وقت میں کچھ سنبھل گئے تھے لیکن پھر وہی کردار ہوگئے تو حضرت مسیح تشریف لائے اور اُن کو وعظ و نصیحت کرتے رہے اُس کی حکایت بھی بیان ہے۔ اُس کے بعد پھر بیت المقدس کی بربادی کی خبر دی ہے۔ چنانچہ خراب بھی ہوا۔ اب اس کے بعد ۴ باب میں اس زمانہ کے بعد کی خبر دیتا ہے اُسے ہم نقل کرتے ہیں۔

וְהָיָה בְּאַחֲרִית הַיָּמִים יִהְיֶה
הַר בֵּית־יְהוָה נָכוֹן בְּרֹאשׁ הֶהָרִי
ם וְנִשָּׂא הוּא מִגְּבָעוֹת וְנָהֲרוּ עָ
לָיו עַמִּים:

وہایا با حریث ہیّامیم ییہیہ ہر بیث یہوا ناخون بروش ہہاریم ونِشّا ہُو مگبا عوث وِناہرو عالاو عمّیم (ترجمہ) ان ایام کے بعد بیت اللہ کا پہاڑ سب پہاڑوں سے معزز ہوگا اُس پر اقوام قربانی کریں گے یعنی بعد زمانہ مسیح کے جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ بیت اللہ یعنی مکہ معظمہ کا پہاڑ معزز یعنی قبلۂ اقوام ہوگا۔ جہاں اقوام مختلفہ قربانی کریں گے۔ چنانچہ آنحضرت کے وقت میں ایسا ہوا۔ یہود بیت اللہ کے پہاڑ سے بیت المقدس کا پہاڑ سمجھتے ہیں حالانکہ وہ اُس وقت بھی قبلہ تھا اور نہ اُس پر اب تک اقوام مختلفہ قربانی کرتیں اور مسجد مکہ معظمہ پر اطلاق بیت اللہ بعید نہیں اس کو تو یہود بھی تسلیم کریں گے کہ یہ مسجد حضرت اسمٰعیل کے وقت میں بنی تھی اور مسجد بیت المقدس حضرت داؤد

کے وقت میں تو اس کا بیت اللہ ہونا مقدم ہے۔

וְהָלְכוּ גּוֹיִם רַבִּים וְאָמְרוּ לְכוּ
וְנַעֲלֶה אֶל־הַר־יְהוָה וְאֶל־בֵּית אֱ
לֹהֵי יַעֲקֹב וְיוֹרֵנוּ מִדְּרָכָיו וְנֵלְ
כָה בְּאֹרְחֹתָיו כִּי מִצִּיּוֹן תֵּצֵא תוֹ
רָה וּדְבַר־יְהוָה מִירוּשָׁלָיִם׃

وہالخو گویم ربیم و آمرو لخو ونعلہ ال ہر یہوا وال بیث الوہی یعقوب ویوریتو مدراخاو ونیلخا باورخوتاو کی معیون تیصی توراہ ودبر یہوا میروشالایم

(ترجمہ) اور چلیں گی بہت قومیں اور کہیں گی چلو چڑھ چلیں خدا کے پہاڑ پر یعنی سچے معبود کے گھر اور کہیں گے بتاوے ہمیں اُس کی راہ کہ ہم اُس کی راہ پر چلیں کہ صیہون سے نکل جائیگی شریعت اور کلام الٰہی اورشلم سے اس میں نسخ توراۃ کی خبر ہے۔ اس مقام میں یعقوب کے معبود کا لفظ واقع ہے جس کا ترجمہ ہم نے سچا معبود کیا ہے کیونکہ وہ سچے معبود کی پرستش کرتے تھے۔

וְשָׁפַט בֵּין עַמִּים רַבִּים וְהוֹכִ
יחַ לְגוֹיִם עֲצֻמִים עַד־רָחוֹק וְכִתְּתוּ
חַרְבֹתֵיהֶם לְאִתִּים וַחֲנִיתֹתֵי
הֶם לְמַזְמֵרוֹת לֹא יִשְׂאוּ גּוֹי אֶל־גּוֹי
חֶרֶב וְלֹא־יִלְמְדוּן עוֹד מִלְחָמָה׃

وشافط بین عمیم ربیم وہوخیح لگویم عصومیم عدراحوق وختتو حربوتیہم لاتیم وحنیثوثیہم لمزمیروث لو یسئو گوی ال گوی حرب ولو یلمدون عود ملحامہ۔

(ترجمہ) اور اقوام کثیرہ میں شریعت پھیلائے گا اور بڑے بڑے گروہ میں وعظ کرے گا دور تک وہ اپنے ہتھیار کو توڑ ڈالیں گے اور نیزوں کو بے کار کر دیں گے۔ ایک تجسید

دوسرے پر تلوار نہ اٹھائے گا اور پھر قتال نہ سیکھیں گے۔ واضح ہو کہ خدا خود تو شریعت
پھیلاتا نہیں اور نہ خود وعظ کرتا۔ بالضرور کسی پیغمبر کے ذریعہ سے کرے گا۔ یہ خبر ایک پیغمبر کی
نسبت ہے جس کے وقت میں تورات منسوخ ہوگی اور شریعت جدید جاری ہوگی اور قربانی بیت المقدس
میں اقوام کثیر کریں گی اور امن و عدل شائع ہوگی۔ یہ سب کچھ ہمارے پیغمبر کے وقت میں ہوا۔

וְיָשְׁבוּ אִישׁ תַּחַת גַּפְנוֹ וְתַחַת
תְּאֵנָתוֹ וְאֵין מַחֲרִיד כִּי פִי יְה
וָה צְבָאוֹת דִּבֵּר׃

وِیَاشبو اِیش تحت گفنو وِتحت تئناتو وِاین مخرید کی پی یہوا صبا ئوت دبیر
(ترجمہ) اور ہر شخص اپنے انگور اور اپنے انجیر کے نیچے بے خوف و خطر بیٹھے گا۔ یہ خدا کے
منہ کی بات ہے۔ بخاری میں عدی ابن حاتم سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ تو دیکھے گا
کہ ایک عورت حیرہ سے ہودج میں بیٹھ کر آئے گی اور کعبہ کا طواف کرے گی سوائے خدا کے
کسی سے نہ ڈرے گی۔ پھر عدی کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا حیرہ ایک موضع ہے کوفہ کے پاس کہ
وہاں تک اس وقت تک مسلمانوں کا قبضہ نہ تھا۔ مقصود پیغمبر کا یہی تھا کہ دور اسلام میں بڑا
امن ہوگا۔ چنانچہ ہوا جیسا مسیحا نبی نے خبر دی تھی شعر ؎

یا رب صل وسلم دائما ابدا   علی نبیک خیر الخلق کلهم

כִּי כָּל־הָעַמִּים יֵלְכוּ אִישׁ בְּשֵׁ
ם אֱלֹהָיו וַאֲנַחְנוּ נֵלֵךְ בְּשֵׁם־יְה
וָה אֱלֹהֵינוּ לְעוֹלָם וָעֶד׃

کی کل ہاعمیم یلخو ایش بشیم الوہاؤ وانخنو نیلیخ بشیم یہوا الوہینو لعولام واعید
کیونکہ سب قومیں چلیں گی اپنے معبود کے نام پر اور ہم لوگ چلیں گے اللہ کے نام پر جو ہمارا
قدیم معبود ہے۔ مقصود یہ ہے کہ اس زمانہ میں ہر شخص اپنے معبود کی پرستش کرے گا اور

ہم لوگ اُس ہستی پاک کی پرستش کریں گے جو ہمارا معبود قدیم ہے حضرت موسیٰ کے زمانہ میں
اقوام بت پرست باشندہ ارض اسرائیل کو امان نہ تھی قتل ہوتے تھے اور اُن کے مال و اسباب
جلائے جاتے تھے۔ اب ہمارے پیغمبر کے زمانہ میں اصنام پرست جزیہ دے کے بے خوف
ہو جاتے ہیں بلکہ اُن کے مال و اسباب و جان و مذہب کی نگرانی اسلام کے ذمہ ہو جاتی۔
وعلیٰ ھذا القیاس۔ یہود و نصاریٰ بادائے جزیہ امن میں ہو جاتے ہیں۔ یہاں
اُس کی حکایت و اطلاع ہے کہ تابعان وحی خدائے لم یزل و لایزال کی پرستش کریں گے
اور دیگر فرق اپنے اپنے معبود کی بلا تعرض عبادت کریں گے ביום הה
וא נאם יהוה אספה הצלעה
והנדחה אקבצה ואשר הרעתי:
ושמתי את הצלעה לשארית והנהלאה
לגוי עצום ומלך יהוה בהר
ציון מעתה ועד עולם:

بَیُوم ہَہُوا اَو نِئُم اَدوُنائی اُوسفا ہَصوُلیعا وَہَنِدّاحا اَقبِصہ وَاَشر ہریعوتی : وَسمتی اِت
ہَصوُلیعا لَشِیرِیث وِہَنِہلاٰ لِگوی عَاصُوم وَمَالَخ اَدونائی ہَہَر صیئون مِعَتّا وعَد
عُولاَم (ترجمہ) فرمان الٰہی یوں ہے کہ اُس زمانہ میں جمع کریں گے ہم منتشر کو اور
گمراہ کو اکٹھا کریں گے اور جسے ہم نے بدحال کیا اور کریں گے ہم منتشر کو یادگار اور خانہ بدوش کو
بڑے گروہ اور حکومت کرے گا اللہ اُن پر کوہ صیہون پر ہمیشہ۔ منتشر سے مراد بنی اسرائیل ہیں
اور گمراہ سے عرب وغیرہ کفار اور بدحال سے فلسطین و کنعان والے بت پرست جو بہ غضب
الٰہی خراب و خستہ ہوئے تھے مقصود یہ ہے کہ اقوام مختلفہ کو سلسلۂ اسلام میں لا کر ایک کر دینگے
بنی اسرائیل قلیل رہ جائیں گے اور خانہ بدوش یعنی عرب کو بڑی قوم بناؤں گا اور
بیت المقدس ہمیشہ اسلام کے قبضہ میں رہے گا اور وہاں حکم الٰہی یعنی قرآن جاری

نافذ رہے گا۔ یہ سب کچھ آنحضرت کے زمانہ میں ہوا صیہون بیت المقدس کے پہاڑ کا نام ہے۔ حضرت اشعیا نے بھی لکھا ہے کہ پھر بیت المقدس میں نامختون کا دخل نہ ہوگا جسے ہم کسی موقع پر لکھیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ وְאַתָּה מִגְדַּל־עֵדֶר עֹפֶל בַּת־צִיּוֹן עָדֶיךָ תֵּאתֶה וּבָאָה הַמֶּמְשָׁלָה הָרִאשֹׁנָה מַמְלֶכֶת לְבַת־יְרוּשָׁלִָם׃

وَ اَتّاہ مِغدَل عِیدِر عوفِل بَت صیّون عادِیخا تیتی وُباآہ ہَمِّمشالاہ ہارِشونا مَملِخِت لِبَت یرُوشالایِم מִגְדָּל مِغدال معنی منارہ و برج مِغدال ایل نام ایک گاؤں کا ہے نفتالی کی حدود میں مِغدُل کا بھی نام ہے ایک قریہ کا מִגְדַּל־עֵדֶר مِغدل عیدر ترجمہ لفظی منارہ گلہ یہ ایک مقام کا نام ہے بیت اللحم کے پاس עֹפֶל عوفل اس کے معنی ہیں پہاڑی ٹیکرہ اور ایک پہاڑی کا نام ہے قریب صیہون کے جانب شرقی בַּת־צִיּוֹן بَت صیّون سے مراد نور الٰہی ہوتا ہے۔ (ترجمہ) اے منارہ گلہ نور الٰہی کے پہاڑ تیری جماعت آئے گی اور پہلی حکومت یعنی سلطنت اورشلیم قائم ہوگی یہ خطاب ہے بیت المقدس کی طرف کہ تیری جماعت یعنی اہل اسلام آئیں گے اور حکومت اول جو داؤد کے وقت میں تھی خالص سحر و کفر و اجنہ و روحانیات کی پرستش سے قائم ہوگی ایسی سلطنت جو سراسر عدالت مطابق حکم الٰہی کے ہو بعد حضرت سلیمان کے کبھی قائم نہیں ہوئی جز دور اسلام کے۔ سلاطین بنی اسرائیل اور ان کی جماعت کے حالات سے جو واقف ہوگا بخوبی سمجھ لے گا کہ خبر دور اسلام کے سوائے کسی دور پر منطبق نہیں صحف انبیاء مثل اشعیا و ارمیا وغیرہ و کتب تواریخ کو دیکھو کہ یہود ہمیشہ مثل ہنود وغیرہ کفار کے روحانیات کی پرستش میں رہے۔ وہ کب جماعت نور الٰہی ہو سکتے ہیں۔ اس آیت میں نور الٰہی کی طرف خطاب ہے کہ تیری جماعت آئے گی مسلمان خالص خدائے لایزال کی پرستش کرتے ہیں۔ سوائے

اُس کے کسی کو لائق عبادت نہیں جانتے لا الٰہ الا اللہ اُن کا ورد زبان ہو جو
افضل الاذکار لا الٰہ الا اللہ ہر رگ وپے سے اُن کے یہی صدا وبیان ہو۔ فتدبر

עַתָּה לָמָּה תָרִיעִי רֵעַ הֲמֶלֶךְ
אֵין־בָּךְ אִם־יוֹעֲצֵךְ אָבָד כִּי־הֶחֱזִיקֵךְ
חִיל כַּיּוֹלֵדָה׃

عتّا لاما تاریعی راع ہمّلیخ ایں باخ ام یوعصیخ آبدہ کی ہحزیقیخ حیل کیولیدہ :
(ترجمہ) اب تو کیوں نالہ کرتی ہو تیری بادشاہ نہیں مدبر سے خالی ہو جو اس قدر
بے چین ہو یہ ہی خطاب ہو اُسی نور کی طرف جس کی طرف پہلے اشارہ ہوا تھا ۔

חוּלִי וָגֹחִי בַּת־צִיּוֹן כַּיּוֹלֵדָה כִּי־עַ
תָּה תֵצְאִי מִקִּרְיָה וְשָׁכַנְתְּ בַּשָּׂ
דֶה וּבָאת עַד־בָּבֶל שָׁם תִּנָּצֵ
לִי שָׁם יִגְאָלֵךְ יְהוָה מִכַּף אֹיְ
בָיִךְ׃

خولی و نوحی بث صیون کیولیدا کی عتا تیصی مقریا وشاخنت بسادہ وبات
عد بابیل شام تناصلی شام یغئالیخ یہوا مکف اویبایخ (ترجمہ) وجد کر اور
قرار پکڑ اے نور بیت المقدس زچہ کی طرح کہ اب تو نکلے گا گانوں سے اور بیٹھے گا میدان
میں اور بابل تک پہونچے گا وہیں تو آزاد ہوگا۔ وہیں تجھے خدا تیرے دشمنوں کے پنجہ سے
چھڑائے گا۔ بیت المقدس ایک آباد جگہ ہو اُس کے اطراف میں دور تک آبادی ہو اور
ملک سیر حاصل اور کعبہ وادی غیر زرع میں ہو اب خدا اُس نور کو جو بیت المقدس میں تھا
پیغمبر کے زمانہ کی بشارت دیتا ہو اور کہتا ہو کہ تو وجد کر کہ اب تیرا مقام کعبہ میں ہوگا۔ وہاں
تو اپنے دشمن یعنی شیاطین کے ہاتھ سے چھوٹے گا یعنی وہاں اُس دور میں خالص

خدا کی پرستش ہوگی نہ سحر ہوگا نہ نجوم نہ شمس کی تعظیم ہوگی نہ قمر کی۔ بابل تک پہونچنے سے
اشارہ ہے سلطنت بنی عباس کی طرف اور نیز اس وجہ سے کہ وہ جگہ مقام سحر سازی تھا ہمارے
پیغمبر کے زمانہ میں ان امور کا خوب قلع وقمع ہوا جس سے خدا کو کمال نفرت ہے اور
بنی اسرائیل اس کے پھندے میں۔ ועתה נאספו על
יך גוים רבים האמרים תחנף ותח
ז בציון עינינו: והמה לא־ידעו
מחשבות יהוה ולא הבינו עצתו כי
קבצם כעמיר גרנה: קומי ודושי
בת־ציון כי קרנך אשים ברזל ופר
סתיך אשים נחושה והדקות ע
מים רבים והחרמתי ליהוה בצעם
וחילם לאדון כל־הארץ:

وعتّا نا سفو علایخ گویم ربیم ہااومریم تخناف و تحز بصیون عینینو۔ وہیما لو یادعو
مخشبوت یہوا ولو ہیبینو عصاتو کی قبصام کعامیر گورنا قومی وا دوشی بت صیون
کی قرنیخ آسیم برزل و پرسوتایخ آسیم نخوشا وہ قوتی عمیم ربیم و ہخرمتی یہوا
بصعام وحیلام لاادون کل ہاآرص ותחנף تخنف مادہ اس کا חנף
حانف ہے جس کے معنی ہیں کفر کرنا חנף حونیف معنی کفر חנף
حانیف کافر ותחז تیخز اس کا مادہ חזה خازا ہے بمعنی تکنا۔
עמיר عامیر۔ گٹھا۔ پولا۔ גרנה گورنا۔ خرمن۔ کھلیان קרנך
قیرن۔ سینگھ ופרסתיך پرسا۔ معنی ٹاٹ והדקות

ہر قوی اس کا דבק ماوہ دقق ہر بمعنی کوٹنا۔ چور چور کرنا בִּצְּעָ بصع معنی منافع وظلم منافع ناواجب (ترجمہ) اور اب مجتمع ہونگے تجھ پر اقوام کثیرہ جو کہیں گے خراب ہوگی (یعنی بیت المقدس) اور ہماری آنکھیں صہیون (یعنی بیت المقدس) کو دیکھیں گے اور وہ خدا کی مشیئت کو نہیں جانتے اور اُس کی تجویز کو نہیں سمجھتے کہ اُن کو خرمن کے بوجھ کی طرح اکٹھا کر دیا ہے۔ اُٹھ اے نور بیت المقدس اور پامال کر کیتر ے سینگھ کو لوہا کروں گا اور تیری ٹاپ کو تانبا بہت قوموں کو لاغر کر دوں گا اور فی سبیل اللہ کر دوں گا اُن کی لوٹ اور اُن کے لشکر کو تمام دنیا کے مالک کے لئے یہ خبر سلطان صلاح الدین کے زمانہ کے فتنہ کی ہے جس میں تیس لاکھ عیسائی جمع ہو کر چاہتے تھے کہ بیت المقدس کو مسلمانوں سے چھین لیں مسلمانوں پر جہاد قائم کئے تھے اور ترک بہت تھوڑے تھے لیکن خدا کی عنایت سے جیسا اس میں خبر دی گئی ہے سب پامال ہوئے اُس وقت سے آج تک پھر حوصلہ بیت المقدس پر چڑھائی کا نہوا۔ עַתָּה תִּתְגֹּדְדִי בַת־גְּדוּד מָצוֹר שָׂם עָלֵינוּ בַּשֵּׁבֶט יַכּוּ עַל־הַלְּחִי אֵת שֹׁפֵט יִשְׂרָאֵל׃

عتا تتگودِدِی بث گدود ماصور سام عالینو بشبیط یکو عل ہلحی اِث شوفیط یسرائیل۔ لغات תִּתְגֹּדְדִי تتگودِدِی مادہ اس کا גָּדַד گادد ہی مضاعف גּוּד یا غود اصل معنی اس کے قطع کاٹنا۔ عربی میں جد یجد بمعنی قطع اسی سے نکلا ہے۔ یہاں جو مذکور ہے وہ باب ہتپاعیل سے ہے جو مثل عربی افتعال کے ہے بمعنی کٹ جانا یا غم سے بدن پر خراش کرنا بھرنا ہجوم کرنا גְּדוּד گدود زخم خراش ہراول یعنی نشان بل ایک حصہ لشکر پلٹن قطار پرا בַּת־גְּדוּד بث گدود غول خصوصاً ڈاکو چور מָצוֹר ماصور ایذا حصار۔ برج (ترجمہ) بالفعل غم سے اپنے چہرہ پر خراش کر کر ڈاکوؤں نے ہم کو محصور کر لیا بادشاہ

اسرائیل کے مونھ پر بنیت ماریں گے۔ یہ کلام ہے حضرت میخا کا صہیون یعنی بیت المقدس کی طرف
خطاب کرکے فرماتے ہیں کہ بالفعل تو غم کر کہ بنی اسرائیل کو شیاطین نے محاصرہ کر لیا ہے کہ
اصنام پرستی و ظلم و جور و سحر و کہانت میں مشغول رہتے ہیں کلام انبیاء کی طرف التفات نہیں کرتے
جس کی وجہ سے اُن کی سلطنت زائل ہوگی۔ یہ خبر زمانہ بخت نصر کی ہے۔ اب ہم اس کتاب کا
پانچواں باب جس میں حضرت مسیح اور ہمارے پیغمبر کی خبر ایک ساتھ دی گئی ہے نقل کرتے ہیں

וְאַתָּה בֵּית לֶחֶם אֶפְרָתָה צָעִיר לִהְיוֹ
ת בְּאַלְפֵי יְהוּדָה מִמְּךָ לִי יֵצֵא לִהְיוֹ
ת מוֹשֵׁל בְּיִשְׂרָאֵל וּמוֹצָאֹתָיו מִקֶּדֶם מִימֵי
עוֹלָם׃ לָכֵן יִתְּנֵם עַד־עֵת יוֹלֵדָה יָלָ
דָה וְיֶתֶר אֶחָיו יְשׁוּבוּן עַל־בְּנֵי יִשְׂרָאֵל׃

وَاَتَا بیث لحم اِفرِاثا صاعیر لہیوث بالفی یہوذا ممخا لی یصی لہیوث موشیل
بیسرائیل وُموصا اُوثاو مقدم میمی عولام: لاخین یتنم عد عیث یولیدا یالدا ویترا
حاو یشوبون عل بنی یسرائیل لغات אֶלֶף الِف معنی بیل گاؤ و ہزار و
قبیلہ קֶדֶם قدم قبل و قدام و مشرق و پورب اور نام ہے ایک حصہ عرب کا جو
فلسطین سے پورب واقع ہے افراثا تک پھیلا ہے یعنی عراق جسے اب بدیۃ الشام کہتے ہیں افراثا
ایک مقام ہے شام میں יוֹם یوم مثل عربی یوم کے بمعنی روز آتا ہے اور کبھی بمعنی
مطلق زمانہ اور کبھی بمعنی زمانہ خاص یعنی کسی واقعہ عظیم کا زمانہ جیسے یوم بدر وغیرہ
עוֹלָם عولام بمعنی مدت معہود اور دنیا و عالم و ابد (ترجمہ) اے بیت اللحم
افراثا تو قبیلہ یہوداہ میں چھوٹا ہے تجھ سے میرا خاص نکلے گا بنی اسرائیل پر حکومت کے لئے اُس کا
خروج قبل عہد ابدی کے ہوگا (یعنی شریعت ابدی کے) لیکن اُن کو اُسے دے گا اُس زمانہ تک کہ

جنے ایک عورت ایک لڑکا جس کے بقیہ برادران بنی اسرائیل کی طرف رجوع کریں۔

تفسیر۔ بیت لحم (عربی بیت اللحم) یہ ایک گانوں کا نام ہے اور شلیم یعنی بیت المقدس سے ۶ میل پر یہیں حضرت عیسیٰ پیدا ہوئے تھے۔ اے بیت اللحم تو حلقۂ یہودا میں بہت چھوٹا ہے تجھ سے میرا خاص نکلے گا بنی اسرائیل پر حکومت کے لئے۔ اُس کا خروج قبل شریعت ابدی کے ہوگا۔ شریعت ابدی ہمارے پیغمبر کی ہے کہ کبھی منسوخ نہ ہوگی اور اب کوئی نبی نہ ہوگا اور نیز اُس کا خروج قریب قیامت کے ہوگا (خاص خدا کا پیغمبر ہوتا ہے بنی اسرائیل پر حکومت سے مقصود یہ ہے کہ اس کی اطاعت بنی اسرائیل پر واجب ہوگی چنانچہ ہزارہا یہود عیسائی ہوئے) لیکن قائم رکھے گا اُسے خدا اُس وقت تک کہ جننے والی جنے اور بقیہ بھائی اُس کے بنی اسرائیل کی طرف رجوع ہوں مقصود یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ کی رسالت اُس وقت تک واجب التسلیم ہوگی کہ ایک لڑکا پیدا ہوگا اور اُس کے بھائی بند یہود سے اتفاق کرلیں گے چنانچہ قریش باتفاق یہود آنحضرت سے لڑتے تھے یہ خبر موافق اُس کے ہے کہ حضرت اشعیا نے خبر دی ہے کہ ہمارے لئے ایک لڑکا پیدا ہوگا جس کا نام ایل گبور وغیرہ ہوگا اُس کا بیان اوپر ہوچکا ہے چونکہ پیغمبر کا حکم ہے پیغمبر ہی سے منسوخ ہوتا ہے۔ اس لئے معلوم ہوا کہ وہ لڑکا پیغمبر ہوگا اُس کی رسالت سے حضرت عیسیٰ کا حکم منسوخ ہوجائے گا۔ اس میں ایک بھید ہے: יקימם עד עת יולדה ילדה :

یقیمیم عد عِث یُولِدَہ یلدہ۔ یقیمیم معنی اُنھیں قائم رکھے گا۔ عد معنی تک عِث معنی وقت یُولِدَہ معنی زچہ، یَلدہ معنی جنے: عِث یُولِدَہ یلدہ کے عدد بحساب جمل ۴۷۵ ہوتے ہیں۔ مفردات اُس کے یہ ہیں۔

ع	ث	ی	و	ل	د	ہ	ی	ل	د	ہ
۷۰	۴۰۰	۱۰	۶	۳۰	۴	۵	۱۰	۳۰	۴	۵

مطلب یہ ہے کہ زمان قیام رسالت حضرت عیسیٰ ۴۷۵ سال چنانچہ آپ ۴۷۵ سال پر بعد رفع حضرت عیسیٰ نبی ہوئے۔ بیان اس کا یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ ۳۳ برس اس دنیا میں رہے

اور سنہ جو مروج ہے وہ حضرت عیسیٰ کی پیدائش سے ہے تو رفع اُن کا سنہ ۳۳ عیسوی میں ہوا اب سنہ عیسوی ۱۸۸۸ ہو چکا ہے۔ اُس میں سے ۳۳ سال ایام زندگانی حضرت عیسیٰ کو طرح دینے سے ۱۸۵۵ سال باقی رہتے ہیں کہ اس قدر زمانہ رفع سے گزرا اور سال ہجری ۱۳۰۵ گزر چکا ہے چونکہ سال شمسی قمری سے بڑا ہوتا ہے تو تحویل سے ۱۳۰۵ سے ۱۲۶۸ سال شمسی حاصل ہوگا۔ اب اس کو ۱۸۵۵ سے طرح دینے سے ۵۸۷ حاصل ہوتا ہے پھر اُس میں سے ۱۳ سال زمانۂ نبوت قبل ہجرت کو طرح دینے سے ۵۷۴ سال شمسی حاصل ہوتے ہیں کہ اس قدر زمانہ آغاز نبوت ہمارے پیغمبر تک رفع حضرت عیسیٰؑ سے گزرا تھا جو یہاں مقصود ہے۔

וְעָמַד וְרָעָה בְּעֹז יְהוָה בִּגְאוֹן
שֵׁם יְהוָה אֱלֹהָיו וְיָשָׁבוּ כִּי־עַתָּה
יִגְדַּל עַד־אַפְסֵי אָרֶץ׃

وعامدو راعا بعوز یہوا بغوں شیم یہوا الوہاو ویاشابو کی عتّا یغدل عدا فسی آرص؛ یاشب یہاں اس کے معنی ہیں سلاطین کا تخت پر جلوس کرنا (ترجمہ) پر تو کھڑا ہوگا اور چوپانی کرے گا خدا کی قوت سے اُس کے معبود اللہ کے نام سے تخت نشین ہونگے کہ اب وہ قوت پکڑے گا۔ انتہائے ارض تک یہ سب بیان ہے لڑکی کا اور اُس کی امت کا کہ وہ آسمانی قوت سے سلطنت کریں گے וְהָיָה זֶה שָׁלוֹם אַשּׁוּר כִּי
־יָבוֹא בְאַרְצֵנוּ וְכִי יִדְרֹךְ בְּאַרְמְ
נֹתֵינוּ וַהֲקֵמֹנוּ עָלָיו שִׁבְעָה
רֹעִים וּשְׁמֹנָה נְסִיכֵי אָדָם׃ וְרָעוּ אֶת־אֶרֶץ־
אַשּׁוּר בַּחֶרֶב וְאֶת־אֶרֶץ נִמְרֹד
בִּפְתָחֶיהָ וְהִצִּיל מֵאַשּׁוּר כִּי־יָבוֹא
בְאַרְצֵנוּ וְכִי יִדְרֹךְ בִּגְבוּלֵנוּ׃

وہایانوہ شالوم اشور کی یابو بارصینو وخی بدروح بارمیتو شیتو وہقیمنو غالا وشعبارو عیم وشمونا نسیخی آدام : ورا عوارث ارص اشور بحرب واث ارص نمرود بفتاجیہا وہصیل باشور کی یابو ربارصینو وخی یدروح نجبنو لیبنو ؛

لغات שלום شالوم معنی سلام وصحت تندرستی پورا بھرپور محفوظ سلامت ساکن قرار گیر دوست موافق امن وخیریت ودوستی وعیل ہے אשור اشور اس کا مادہ ہے אשר اشر ہے جس کے معنی ہیں راستی اس لئے اشور کے معنی ہیں راست وخدا پرست اور نیز اشور نام ہے ایک خطہ کا ملک شام میں ہے ארמון ارمون قلعہ وقصر ۔ (ترجمہ) اور یہ ہوگا سالم وراست (یعنی کامل) کہ آئے گا ہمارے مقام میں اور راہ نکالے گا ہمارے قصروں میں ہم قائم کریں گے اس پر سات چرواہے اور آٹھ خلفاء נשיא نسیخ امام وخلیفہ کو کہتے ہیں مقصود یہ ہے کہ وہ لڑکا کامل وصدیق ہوگا جو شان ہے انبیاء کی اور ہم اس کی حفاظت کے لئے سات محافظ یعنی سبعہ سیارہ کو اس کا نگہبان مقرر کریں گے قال اللہ تعالیٰ وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ چنانچہ جب کفار نے بقصد قتل آپ کا مکان گھیر لیا اس وقت آپ گھر سے نکلے اور ایک مٹھی خاک کفار کی طرف پھینکی اور پڑھا فَاَغْشَیْنٰھُمْ فَھُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ کفار کی آنکھوں پر پردہ پڑگیا ۔ آپ نظر نہ آئے ۔ اندھا کر دینا یہ کرشمہ زحل کا تھا جنگ بدر میں کفار کے سر کٹتے جاتے تھے اور قاتل معلوم نہیں ہوتا تھا ۔ یہ مریخ کی نگہبانی تھی مشکوٰۃ شریف میں روایت ہے کہ ایک صحابی ایک کافر کے پیچھے بقصد قتل جاتے تھے انھوں نے آواز سنی اقدم یا حیزوم یعنی بڑھ اے حیزوم اور ایک کوڑے مارنے کی آواز سنی پھر اس کافر کو اپنے سامنے مرا پایا ناک اس کی پھٹ گئی تھی کوڑے کے اثر سے ۔ حضور اقدس میں اس بات کا ذکر ہوا ۔ آپ نے فرمایا کہ وہ فرشتہ آسمان سوم کا تھا ۔ فلک مریخ زحل کی جانب سے

تیسرا آسمان ہے۔ جب آپ پر ایک یہودی نے سحر کیا تھا تو دو شخص آپ پاس آئے ایک نے
دوسرے سے پوچھا کہ ان کو کیا ہوا ہے اُس نے جواب دیا کہ فلانے یہودی نے سحر کیا ہے۔ یہ
روحانیت شمس و قمر تھی۔ سبعہ سیارہ کو چرواہے کے لفظ سے اس واسطے بیان کیا کہ اُس
حکیم علی الاطلاق نے ان کو مدبر اس کرہ کا مقرر کیا جس کی تفصیل سے کتب نجوم مملو ہے اور
آٹھ خلیفہ سے مقصود حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت سعد بن ابی
وقاص، حضرت زبیر، حضرت ابو عبیدہ ہیں۔ یہ صحابہ بڑے جان نثار و محافظ رسول اللہ صلعم
کے تھے ان کے فضائل کتب احادیث میں مروی ہیں یہاں بسط کی ضرورت نہیں ہمارے
مقام و قصر پر آنے سے مقصود قصۂ معراج ہے کہ آنحضرت نے جبروت و لاہوت کی سیر کی بلکہ آپ کے
فیضان سے متبعین کو بھی اُس کا شائبہ ہوتا ہے۔ وہ ملکاریں گے تلوار سے ارض اشور پر
(یعنی اُس پر قبضہ کرینگے) اور ارض نمرود کو پھر جب فراغت کریں گے تو آئیں گے ہماری حد میں۔
مقصود یہ ہے کہ اہل اسلام کے قبضہ میں تمام ملک شام آجائے گا۔ چنانچہ غزوۂ خندق میں ایک
پتھر نہیں ٹوٹتا تھا صحابہ نے شکایت کی کہ وہ پتھر نہیں ٹوٹتا۔ آپ تشریف لے گئے ایک کلہاڑی
اُس پر ماری اور فرمایا کہ الحمد للہ خدا نے ملک شام مجھکو دیا۔ پھر دوسری کلہاڑی ماری
اور فرمایا للہ الحمد کہ مجھکو ملک فارس بھی عطا ہوا۔ بعد ازاں تیسری کلہاڑی ماری
اور فرمایا کہ سبحان اللہ مجھکو یمن بھی عنایت ہوا۔ پھر وہ پتھر چور چور ہو گیا۔ چنانچہ یہ سب
قبضہ اسلام میں آگیا והיה שארית יעקב בק
רב עמים רבים כטל מאת יהוה כר
ביבים עלי־עשב אשר לא יקוה
לאיש ולא ייחל לבני אדם: והיה ש
ארית יעקב בגוים בקרב עמים רב
ים רבים רבים כאריה בבהמות יער

כַּכְּפִיר בְּעֶדְרֵי צֹאן אֲשֶׁר אִם עָבַר
וְרָמַס וְטָרַף וְאֵין מַצִּיל: תָּרֹם
יָדְךָ עַל־צָרֶיךָ וְכָל־אֹיְבֶיךָ יִכָּ
רֵתוּ:

وِہایا شِئیریث یعقوب بقرب عمیم ربیم کطل یاییث ہیواگر بہیم علی عیسب اُشر لو یقوّہ لا ئیش ولو یحیل لبنی آدام، وہایا شئیریث یعقوب بگوئیم بقرب عمیم ربیم کاری بہیموث یعر ککفیر بعدری صون اُشر ام عابر وراس وطارف وعائن مصیل، تارم یادخا عل صاریخا وکل اویخا ییکارتو،

(ترجمہ) اور ہونگے بقیہ یعقوب قوموں میں قبائل کثیرہ میں ربانی شبنم کی طرح جیسے بوندیاں گھاس پر کہ وہ اُمید نہ رکھیں گے آدمی سے اور بنی آدم سے اُن کی چشم داشت نہ ہوگی اور وہ ہونگے جیسے شیر جنگلی بہائم میں جیسے بھیڑیا بھیڑ کے گلوں میں اگر وہ گزرے روندلے و پامال کرے تو کوئی بچا نہ سکے گا۔ اپنا ہاتھ اپنے دشمنوں پر اُٹھا کہ تیرے سب اعدا ارمٹ جائیں گے بقیہ بنی اسرائیل سے مراد وہ ہیں جو ایمان دار شیاطین کے پھندے میں نہ تھے سحر و جادو و عقائد فاسدہ سے و بدعات مخترعہ سے پاک تھے یہ وہ لوگ تھے جنھوں نے اسلام قبول کیا اور یہ سمجھا کہ خدا کا حکم جس عنوان و زبان میں ہو قبول کرنا چاہئے اُن کی شان میں جو لکھا ہے وہ پورا ہوا: וְהָיָה בַיּוֹם הַהוּא
ם־יְהוָה וְהִכְרַתִּי עָרֵי אַרְצֶךָ וְהָרַסְ
תִּי כָּל מִבְצָרֶיךָ: וְהִכְרַתִּי כְשָׁפִים מִ
יָּדֶךָ וּמְעוֹנְנִים לֹא יִהְיוּ לָךְ: וְהִכְרַתִּי
פְסִילֶיךָ וּמַצֵּבוֹתֶיךָ מִקִּרְבֶּךָ וְלֹא

תִשְׁתַּחֲוֶה עוֹד לְמַעֲשֵׂה יָדֶיךָ׃ וְנָתַשְׁתִּי אֲשִׁירֶיךָ מִקִּרְבֶּךָ וְהִשְׁמַדְתִּי עָרֶיךָ׃

وِہایا بیوم ہَہو نام یہوا وِہِکرتی عارِی اَرصیخا وِہارستی کُل مِبصاریخا وہِکرتی کِشفیم میادخا و مِعونیم لو یہیو لاخ وِہِکرتی پسیلیخا و مَصبوتیخا مقِربیخا ولو تِشتحوِہ عود لِمعسِہ یادیخا وِنا تَشتی اَشیریخا مقِربیخا وِہشمَدتی عاریخا :-

(ترجمہ) اور اس ایام میں جب فرمان الٰہی یہ ہوگا کہ قطع کریں گے تیرے گھوڑوں کو اور مٹا دینگے تیری کاری اور منہدم کریں گے تیرے شہروں کو اور توڑ دیں گے تیرے قلعہ اور کاٹ دینگے سحرہ کو تیرے ہاتھ سے اور فال گو تجھ میں نہ رہیں گے اور توڑ دیں گے تیرے بتوں کو اور تیرے ستوں کو پھر تو اپنے ہاتھ کے بنائے ہوئے کو سجدہ نہ کرے گا اور اور تیرے اُشیرا کو توڑ تاڑ دیں گے اور تیرے شہروں کو برباد کر دیں گے אֲשִׁירֶיךָ اشیرا نام بت ہے واضح ہو کہ بنی اسرائیل سحر وجادو میں بہت اشتغال رکھتے تھے اور اُس کی طمع میں تصاویر بناتے تھے اور اُس پر کچھ پڑھتے تھے اور اُس کی تعظیم کرتے تھے وہ سب پیغمبر کے زمانہ سے مٹا یعنی اُس کی تاثیر بہت کم ہو گئی جیسا ظاہر ہے

یا رب صل وسلم دائماً ابداً ❊ علی نبیک خیر الخلق کلھم

اب ہم صفنیا نبی کے تیسرے باب کو لکھدیتے ہیں اُس کو بنظر انصاف دیکھو :

הוֹי מֹרְאָה וְנִגְאָלָה הָעִיר הַיּוֹנָה׃

ہوی مُوریٰا وِنِغالا ہاعیر ہیونا **لغات** הוֹי ہوی کلمہ تاسف ہے מֹרְאָה موریٰا - خطرناک ہولناک וְנִגְאָלָה نِغالا - نجس ناپاک עִיר عیر - شہر יוֹנָה یونا - کبوتر - محبوب کو اُس زمانہ میں

کبوتر سے تعبیر کرتے تھے (ترجمہ) افسوس ہے اے شہر محبوب، خطرناک و نجس ہو۔ یہ گفتگو ہے بہ نسبت اورشلیم کے جو بسبب نور الٰہی کے نہایت محبوب و پیارا تھا لیکن اس زمانہ میں بوجہ کفر و عصیان کے نجس و ہولناک ہو گیا تھا: לֹא שָׁמְעָה בְּקוֹל לֹא לָקְחָה מוּסָר בַּיהוָה לֹא בָטָחָה אֶל־אֱלֹהֶיהָ לֹא קָרֵבָה׃

وِلُو شامِعَا بقول لُولاقحا مُوسار بیہوا لو باطحا ال الوھیھا لو قارِیبا۔ (ترجمہ) بات نہ مانی ادب قبول نہ کیا خدا پر تکیہ نہ کیا اپنے معبود کے پاس نہ گئے اسی شہر کو کہتا ہے جس کی نسبت اوپر افسوس کیا ہے اب وجہ افسوس کی بیان کرتا ہے۔ שָׂרֶיהָ בְקִרְבָּהּ אֲרָיוֹת שֹׁאֲגִים שֹׁפְטֶיהָ זְאֵבֵי עֶרֶב לֹא גָרְמוּ לַבֹּקֶר׃

سَاریھا بقربا ہ اَرَایوث شُواَغیم شُوفطیھا زِیبی عِرِب لو گارِمو لَبُوقِر:

لغات שֹׁאֲגִים شُوئیغ تڑپتا ہوا جیسے شیر (ترجمہ) اس کے سردار اس میں تڑپتے شیر ہیں۔ بھوکے بھیڑیے ہیں یعنی ظالم و خونخوار ہیں: נְבִיאֶיהָ פֹּחֲזִים אַנְשֵׁי בֹּגְדוֹת כֹּהֲנֶיהָ חִלְּלוּ־קֹדֶשׁ חָמְסוּ תּוֹרָה׃

نِبیھا پُوحزیم اَنشی بُوغدوث کوھنیھا حِلّلو قودش حَامسو تورا:

لغات נְבִיאֶיהָ نابی نبی פֹּחֲזִים پوحیز بمعنی خبیث אַנְשֵׁי בֹּגְדוֹת انشی بوغدوث مکار חָמְסוּ حامسو اس کا مادہ חָמָס حمس ہے اس کے معنی پھاڑ ڈالنا ہے اور معنی بھی ہیں لیکن یہاں یہی مقصود ہے (ترجمہ) اس کے انبیا، خبیث و مکار ہیں اس کے ائمہ نے پاک کو نجس کیا توراۃ کو بگاڑ دیا۔ انبیا سے مقصود سحرہ ہیں جو اپنے کو نبی کہتے تھے اور قوم بھی

اُن کی نبوت کو تسلیم کرتی تھی۔ اس میں انبیاء اور ائمہ بنی اسرائیل کی اور خود قوم کی شکایت ہو کر کفر و ضلالت سے بھر گئی تھی اور بیت المقدس کو فسق و فجور سے نجس کر دیا تھا اور تورات کی بھی تحریف کرتی تھی۔ اُن کے دل میں ایمان نہ تھا۔ ایماندار بہت تھوڑے تھے اُن کی کوئی سنتا نہ تھا۔ تحریف معنوی میں تو کچھ شبہ نہیں عجب نہیں کہ کچھ تحریف لفظی ہوئی ہو جیسا کہ

חָמְסוּ תּוֹרָה حَامسُو تورا کا لفظ دلالت کرتا ہے مثل اس آیت کے حزقیل نبی کے ۲۲ باب میں یہی مذکور ہے כֹּהֲנֶיהָ חָמְסוּ תוֹרָתִי اُس کے کاہنوں نے ہماری شریعت کو بگاڑ دیا۔ شریعت بھی تورات تھی۔ اشعیا کے ۲۴ باب میں لکھا ہے וְהָאָרֶץ חָנְפָה תַּחַת יֹשְׁבֶיהָ כִּי־עָבְרוּ תוֹרֹת חָלְפוּ חֹק הֵפֵרוּ בְּרִית עוֹלָם׃ وِہا آرِص حانِفا تحَت یوشبیہا کی عَابرُو تُورُوت حالِفُو حوق ہیفرُو بریت عولام : (ترجمہ) زمین نجس ہوئی اپنے مکان سے جنھوں نے شرائع کو چھوڑ دیا حکم الٰہی کو بدل دیا۔ عہد قدیم کو کاٹ دیا یہاں لفظ חָלְפוּ حَالفُو وارد ہے جس کے معنی ہیں بدل دیا قابل درجہ ہے کہ معنی بدل دیا جیسا کہ عبداللہ ابن عباس یحرفون الکلم عن مواضعہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ ای یتأولونہ یعنی اُس کی تاویل کرتے ہیں لیکن اُن فساق سے جو جھوٹا دعوی نبوت کرتے تھے اور روحانیات کی پرستش بعل وجان کرتے تھے اور سحر و جادو اُن کا شعار تھا اور کتب مقدسہ بسبب سیادت و امامت اُن کے قبضہ میں رہتی تھیں۔ تحریف لفظی بھی بعید نہیں اِن تحریفات کا قبل زمانہ حضرت مسیح کے بڑا موقع تھا۔ بعد قیام دین مسیحی یہود کی قوت بہت سلب ہو گئی تھی۔ ضرورت تحریف کم پڑی یہاں بحث تحریف نہیں ہے جو ہم بسط کریں۔ اب حضرت صفنیا کے کلام کی طرف رجوع کرتے ہیں :- לָכֵן חַכּוּ־לִי נְאֻם־
יְהוָה לְיוֹם קוּמִי לְעַד כִּי מִשְׁפָּטִי

מִשְׁפָּטוֹ יִתֵּן לָאוֹר לֹא נֶעְדָּר וְלֹא־
יוֹדֵעַ עַוָּל בֹּשֶׁת׃

یَہوا صَدِّیق بِقِربَاہ لُو یَعَسہ عَولا بَبُوقِر بَبُوقِر مِشپاطو یِتِّن لاُ اَدر لُو نعدر ولُو یُودِیع عَوّال بُوشِت: **لغات** עַוְלָה عولا ظلم עַוָּל عوال ظالم בַּבֹּקֶר بوقر صبح اور زمانہ بعثت کسی پیغمبر کا נֶעְדָּר نِعدر ابواب لازم سے مثل انفعال معنی باقی رہنا یعنی جاتا رہنا (ترجمہ) سچا خدا اُن کے بیچ میں ہے وہ برا نہیں کرتا وقتاً فوقتاً دیتا ہے شریعت روشنی کے لیے کچھ باقی نہیں رہتا (یعنی سب کچھ بتا دیتا ہے) لیکن شریر کو شرم نہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک شریعت ہمیشہ نہیں رہتی وقتاً فوقتاً بدلا کرتی ہے یہی مذہب یہود کے خلاف ہے: הִכְרַתִּי ג
וֹיִם נָשַׁמּוּ פִּנּוֹתָם הֶחֱרַבְתִּי חוּצוֹתָ
ם מִבְּלִי עוֹבֵר נִצְדּוּ עָרֵיהֶם מִבְּלִי
אִישׁ מֵאֵין יוֹשֵׁב׃

ہِکرَتّی گویم ناشمّو پِنّوتام ہِحرَبتی حوصوتام مِبّلی عوبر نِصدو عاریہم مِبّلی اِیش مائین یوشیب **لغات** פִּנָּה پنا فصیل נִצְדּוּ نِصدو اس کا مادہ נָצַד نصد ہے ویران کرنا۔ (ترجمہ) محو کریں گے قوموں کو ویران ہو جائیں گی اُن کی فصیل اجاڑ دیں گے اُن کے نواح کو بدون آیند و روند ویران ہو جائنگے شہریں بلا انسان و باشندہ ہو جائیں گے) اس کے بیان سے واضح ہے کہ کوئی زمانہ ایسا آئے گا جس میں اقوام منقطع ہوں یعنی اپنے دین و اصول کو چھوڑ کے دوسرے لباس میں ہو جائنگے

אָמַרְתִּי אַךְ־תִּירְאִי אוֹתִי תִּקְחִי מוּסָר וְלֹא־יִכָּרֵ
ת מְעוֹנָהּ כֹּל אֲשֶׁר־פָּקַדְתִּי עָלֶיהָ אָ
כֵן הִשְׁכִּימוּ הִשְׁחִיתוּ כֹּל עֲלִילוֹתָם׃

آمَرْتِی اَخ تیرِئی اوتی تِقحی مُوسار وِلو یکارِیت مِعُوناہ کُل اَشِر پاقدتی عالیہا
آخین ہشکیمو ہشحیتو کُل علیلوتام لغات אַךְ: اَخ فقط صرف
אָכֵן آخین لیکن הִשְׁכִּימוּ ہشکیمو۔ روانہ کیا صبح کو اٹھے
הִשְׁחִיתוּ ہشحیتو۔ برے کام کئے (ترجمہ) میں نے کہا صرف مجھ سے
ڈرو اور ادب سیکھو مبادا برباد ہو جاؤ اپنی معصیت سے جس پر ہم نے توجہ کی۔ لیکن صبح
ہوتے ہی بدکرداری میں مشغول ہوئے پس بموجب اس فرمان کے وہ مستحق عذاب ہوئے
عذاب دنیا ہو یا آخرت۔ چنانچہ ایسا ہوا کہ یہود نہایت مرتبہ میں ذلیل و خوار و پریشان
برباد ہوئے) اب اس کے بعد اُن کے نجات کی صورت بتاتا ہے کہ اس کے سوائے کوئی
صورتِ نجات نہیں اگر اس پر عمل کریں تو فلاح دنیا و آخرت حاصل ہو۔ לָכֵן חַ
כּוּ־לִי נְאֻם־יְהוָה לְיוֹם קוּמִי לְעַד כִּי
מִשְׁפָּטִי לֶאֱסֹף גּוֹיִם לְקָבְצִי מַמְ
לָכוֹת לִשְׁפֹּךְ עֲלֵיהֶם זַעְמִי כֹּל חֲרוֹ
ן אַפִּי כִּי בְּאֵשׁ קִנְאָתִי תֵּאָכֵל
כָּל־הָאָרֶץ׃
لاخین حکولی نام یہوا لیوم قومی لعد کی مشپطی لاسوف گویم لقبصی ممْلاخوت
لشپوخ علیہم زعمی کُل حرون اپی کی باِیش قناتی تاخیل کُل ہا آرض؛
(ترجمہ) لیکن ہماری طرف رجوع کرو۔ جب ہم ہمیشہ کے لئے قائم ہوں) یعنی جب ہماری
شریعت ابدی قائم ہو قوموں کے جمع کرنے کو سلطنتوں کے اکٹھا کرنے کو اُن پر غضب لانے کو
کہ ہمارے غضب کی آگ سے تمام دنیا جل جائے گی۔ مقصود یہ ہے کہ جب ہم شریعت ابدی جاری
کریں اور اقوام مختلفہ کو بذریعہ اسلام ایک کریں اور بڑے بڑے بادشاہوں کو توڑ تاڑ کے
ایک کریں اس وقت تم اس شریعت کو تسلیم کرو ہمارے غضب سے ڈرو کہ اس سے

بروز قیامت تمام دنیا جل جائے گی۔ اگر تم ایمان لاؤ گے تو فلاح دنیا و آخرت کو فائز ہو گے
شریعت ابدی شریعت محمدی ہے۔ آپ نے فرمایا تھا کہ لا نبی بعدی چنانچہ آج تک
کسی نے جھوٹا دعویٰ بھی نبوت کا نہ کیا۔ یہ خبر زمانہ اسلام کے سوا اور کسی زمانہ سے منطبق نہیں
فتدبروا یا اولی الابصار۔ اب اس کے بعد اُس زمانہ کا ایک نشان اور بتاتا ہے۔

כִּי אָז אֶהְפֹּךְ אֶל־עַמִּים שָׂפָה בְרוּרָה
לִקְרֹא כֻלָּם בְּשֵׁם יְהוָה לְעָבְדוֹ שְׁכֶם
אֶחָד׃

کی آز اِحیوُخ اِل عَمِیّم سافا بِرُوُرا لقرو کلّام بشیم یہوا لعبدو شخم احاد

لغات אז آز تب הפך ہافخ اس مادہ کے معنی متعارفہ ہیں
اولٹ دینا لیکن اس کے معنی کبھی اوپر پھینکنا یا نیچے گرانا بطور ضدین کے بھی آئے ہیں
سفر القضات باب ۱۰ آیت ۱۳ دیکھو (ترجمہ) جبکہ نازل کریں گے ہم قوموں کے
پاس کلام فصیح ہر ایک کے نماز پڑھنے کے لئے اُس کو بجماعت عبادت کے لئے یہ مطابق اس کے
ہے جو حضرت موسیٰ کے ذکر میں گزرا کہ ہمارا کلام مثل مینہ کے نازل ہوگا مقصود یہ ہے کہ جب ہم
کلام فصیح عبادت جماعت کے لئے نازل کریں اُس وقت اگر تم خدا کی طرف رجوع کرو گے
تو تم کو فلاح دنیا و آخرت حاصل ہو گی۔ چنانچہ جو یہود مسلمان ہوئے وہ مصداق آیت ہوئے
کلام فصیح سے مراد قرآن ہے اُس سے فصیح کوئی نہیں یہاں تک کہ معجزہ ہے: שָׂפָה
בְרוּרָה سافا بِرُورا کلام فصیح کو کہتے ہیں اور جماعت کی نماز جیسا اہل اسلام
میں ہے کبھی نہ تھی توراۃ میں نماز پڑھنے کا طریق بتایا نہ گیا۔ اُس وقت میں قربانی ہی ختم بالشان
تھی اور انجیل میں کچھ نماز کا ذکر نہیں اُس میں صرف اخلاق کی باتیں ہیں اور نہ انجیل نماز میں
پڑھی جاتی۔ مسلمانوں کے نزدیک تو قرآن ہی پڑھنا نماز ہے جیسا اس آیت میں مذکور ہے
فاقرؤا ما تیسر من القرآن۔ اول انقطاع اقوام بیان ہوا۔ پھر اُن کا اکٹھا ہونا

یہ دونوں ہو نہیں سکتا جز اس کے کہ اقوام اپنا دین و مذہب چھوڑ کے ایک مذہب اختیار کریں۔ اُس کا وقت نزول کلام فصیح بیان ہوا اس لئے جز زمانہ پیغمبر خدا کسی زمانہ پر منطبق نہیں انجیل اگرچہ کلام ربانی ہے لیکن نماز میں اس کے پڑھنے کا حکم نہیں اور نہ وہ کلام فصیح ہے۔ لہ

מֵעֵבֶר לְנַהֲרֵי כוּשׁ עֲתָרַי בַּת־פּוּצַי
יוֹבִלוּן מִנְחָתִי׃

میعیبر لنہری کوش عتاری بت پوصی یوبیلون منحاتی **لغات** עֲתָרַי
عاتار = خداپرست (ترجمہ) دریائے نیل کے پرے سے ہمارے عباد و زہاد میرے لئے
ہدیہ لائیں گے ایام حج میں دیکھو کہاں کہاں سے ہدایا اور قربانی آتی ہے۔ בַּיּוֹם
הַהוּא לֹא תֵבוֹשִׁי מִכֹּל עֲלִילֹתַיִךְ אֲ
שֶׁר פָּשַׁעַתְּ בִּי כִּי־אָז אָסִיר מִקִּרְבֵּךְ
עַלִּיזֵי גַּאֲוָתֵךְ וְלֹא־תוֹסִפִי לְגָבְ
הָה עוֹד בְּהַר קָדְשִׁי׃ וְהִשְׁאַרְתִּי בְ
קִרְבֵּךְ עַם עָנִי וָדָל וְחָסוּ בְּשֵׁם יְהוָה׃
שְׁאֵרִית יִשְׂרָאֵל לֹא־יַעֲשׂוּ עַוְלָה וְלֹ
א־יְדַבְּרוּ כָזָב וְלֹא־יִמָּצֵא בְּפִיהֶם
לְשׁוֹן תַּרְמִית כִּי־הֵמָּה יִרְעוּ וְרָבְצוּ וְאֵין
מַחֲרִיד׃

שָׂפָה בְרוּרָה ثانیہ پرور شریعت و احکام الٰہی کو بھی کہتے ہیں اس لئے اس آیت کے معنی یہ بھی ہوتے ہیں کہ تب بدل دیں گے ہم شریعت تا نزول قرآن شریعت موسوی جاری تھی ۱۲

بیوّم ھھو لوتیبوشی مکل علیلوتایخ اشرپاشعت بی کی از اسیر مقربح علیزی گاوتیخ
ولو توسیفی لغبہا عود بہرقد شتی : وھشارتی بقربخ عم عالی ودال حاسو بشیم
یہوا شارت یسرائیل لو یعسو عولا ولو یدبرو کازاب ولو یماصی بفیہم لاشون ترمیت
کی ہیمار یرعو ورابعو وایں محرید: **لغات** גַּאֲוָתֵךְ علیزمت עַלִּיזֵי

גַּאֲוָה گاداکبر و نخوت גָּבְהָה گبھا تعلی חָסוּ حاسو
مادہ اس کا חסה ہے جس کے معنی ہیں توکل תַּרְמִית
ترمث۔ فریب، تلبیس (ترجمہ) اُس زمانہ میں تو شرمسار نہ ہوگی (یہ خطاب ہے بیت المقدس
کی طرف) اپنی بدکرداریوں سے جو تو نے نافرمانی کی کیونکہ اُس وقت نکال دیں گے ہم تجھ میں سے
مستان کبر کو اور پھر تجھ میں تعلی نہ ہوگی ہمارے پاک پہاڑ پر اور رہ جائے گی تجھ میں قوم مسکین اور
شکستہ جو خدا کے نام پر توکل کریں گے باقی ماندہ اسرائیل شرارت نہ کریں گے اور نہ جھوٹ
بولیں گے اور اُن کے مُنھ میں سخن تلبیس نہ ہوگا۔ وہ چڑھیں گے یعنی ترقی کریں گے اور
بیٹھیں گے بلا تردد مقصود یہ ہے کہ زمانہ اسلام میں جب بیت المقدس مسلمانوں کے قبضہ میں
آئے گا اور یہود ایمان لائیں گے تو معاصی اُن کے معاف ہونگے جیسا اسلام سے خطایائے سابقہ
محو ہوجاتے ہیں تو بیت المقدس کو شرمساری نہ ہوگی اُس وقت میں بیت المقدس میں کبر و نخوت کا
اثر نہ ہوگا اُس میں قوم مسکین و شکستہ یعنی عرب قیام کریں گے جو خدا کے نام پر تکیہ کریں گے
نہ سحر و جادو و نجوم و رمل پر اور باقی ماندہ اسرائیل یعنی جو قرآن پر ایمان لائیں گے شرارت
نہ کریں گے اور جھوٹ نہ بولیں گے دجل و تلبیس سے محفوظ ہوں گے تو وہ لوگ بلا کھٹکے و
تردد زندگانی بسر کریں گے۔ רָנִּי בַּת צִיּוֹן הָרִיעוּ יִשְׂרָאֵל
שִׂמְחִי וְעָלְזִי בְּכָל לֵב בַּת
יְרוּשָׁלָם: הֵסִיר יְהוָה מִשְׁפָּטַיִךְ

פִּנָּה אֹיְבֵךְ מֶלֶךְ יִשְׂרָאֵל יְהוָה
בְּקִרְבֵּךְ לֹא תִירְאִי רָע עוֹד׃

رُنی بَث صیئُون ہارِیعُو یسرائیل سِمحی وعِلزی بَکل لیب بَث یرُوشالایِم ہیسیر
یہوا مشپاطیخ پِنّا اُویبِخ مِلخ یسرائیل یہوا بقربیخ لوتِرئی راع عود :

لغات

پِنّا - نکال دے گا (ترجمہ) اے صہیون
خوش ہو۔ اے اسرائیل قربانیوں کو اے نور اورشلیم تمام دل سے وجد کر کہ خدا نے تیری
تیری شریعت منسوخ کی تیرے دشمن کو نکال دیا۔ سلطان اسرائیل اللہ تیرے بیچ میں ہے
پھر برائی تو نہ دیکھے گی۔ یہ بشارت ہے خیر القرون قرنی کی کہ اس وقت میں شریعت موسوی
جو سخت تھی منسوخ ہوئی خصوصاً جو یہود نے اجتہادات وہمیہ سے اُس شریعت کو خراب کر رکھا
تھا۔ نزول قرآن سے جو شریعت بیضا ہے وہ آٹھ گیا اور وہ راہ راست سب کے لئے نکالی گئی
دیکھو توریت میں حکم ہے کہ زَابَحْتَا وِ آخَلْتَا یعنی ذبح کرو اور کھاؤ۔ اب فقہاء یہود
کہتے ہیں کہ چھری ایسی تیز ہو کہ اگر اس کی دھار پر ناخن چلائیں تو کہیں نہ رُکے
ایسی ایسی شرائط ذبح بڑھائیں کہ اب ذابح کم ٹھیرتے ہیں یہاں تک کہ بعض کہتے ہیں
کہ چھری بارہ ۱۲ انگل کی ہو توریت میں لکھا ہے کہ بکری کے بچے کو اس کی ماں کے دودھ میں
نہ پکاؤ۔ اب یہود کہتے ہیں کہ گوشت کو گھی میں پکا کے کھانا حرام ہے۔ کیونکہ گھی اسی دودھ سے
نکلتا ہے کہ وہ اس کا ایک جز ہوتا ہے۔ چونکہ یہ حکم تین مقام میں آیا ہے تو کہتے ہیں کہ گوشت تین قسم
ہوتا ہے۔ بہیمہ وحش و طیر اس لئے ہر سہ اقسام لحم کو گھی میں پکانا درست نہیں یہ عجب بات ہے
دودھ میں تین جز ہوتے ہیں۔ دہنیت، مائیت، جبنیت تو اب چاہیے کہ پانی میں پکانا بھی
ناجائز ہو۔ علاوہ بریں اس میں تو بکری کے دودھ میں پکانا منع تھا تو اسی کے گھی میں
پکانا نادرست ہوتا حالانکہ مقصود آیت سے یہ ہے کہ تم لوگ مثل اقوام بت پرست کے ٹوٹکا

مت کرو۔ وہ لوگ افزائش حبوب و اثمار کے لئے بکری کے بچہ کو اُس کی ماں کے دودھ میں پکا کے کھیتوں پر رکھتے تھے اس قسم کے وہمیات بے حد ہیں۔ کہاں تک لکھوں۔ دشمن کے نکال دینے سے مقصود یہ ہے کہ شیاطین جن کے پھندے میں یہود پڑ کے روحانیات کی پرستش بغرض تکمیل سحر کیا کرتے ہیں وہ سب نکالے جائیں گے۔ بیت المقدس ان نجاسات سے پاک ہوگا اور اب قتل و خوں ریزی بنی اسرائیل کی نہ ہوگی۔ چنانچہ دور اسلام میں اُن کا قتل و نہب لوٹ مار بند ہوا۔ בַּיּוֹם הַהוּא יֵאָמֵר לִירוּשָׁלַ͏ִם אַל־תִּירָאִי צִיּוֹן אַל־יִרְפּוּ יָדָיִךְ׃ بیوم ہھو یامیر لیروشلائیم اَل تیرئی صیئون اَل یرپو یاداییخ (ترجمہ) اُس ایام میں اورشلیم کے حق میں کہا جائے گا کہ مت ڈر اے صہیون تیرے ہاتھیں سست نہ ہونگے: יְהוָה אֱלֹהַיִךְ בְּקִרְבֵּךְ גִּבּוֹר יוֹשִׁיעַ יָשִׂישׂ עָלַיִךְ בְּשִׂמְחָה יַחֲרִישׁ בְּאַהֲבָתוֹ יָגִיל עָלַיִךְ בְּרִנָּה׃ یہوا الوہیخ بقربیخ گبور یوشیع یاسیس عالاییخ بسمحا یحریش باحباتو یاغیل عالاییخ برنا۔ **لغات** ابہ גִּבּוֹר گبور اس کے معنی متعارف شجاع بہادر ہیں اور کبھی جبار کے معنی میں بھی مستعمل ہے۔ مجازاً اٹھانے والا یعنی ماحی۔ یہ پیغمبر کے اسماء سے ہے جیسا کہ اشعیا نے بیان کیا اور اوپر گزرا۔ پس گبور وہی ماحی ہے יָשִׂישׂ یاسیس اس کا مادہ שׂוּשׂ سوس ہے جس کے معنی ہیں سرور و وجد ابہ גִּיל گیل یعنی طواف خوشی سے دور کرنا (ترجمہ) خدا تیرا معبود تیرے بیچ میں ہوگا (یعنی تجھ پر توجہ کرے گا) ماحی تجھے اخلاص کرے گا۔ وجد کرے گا تجھ پر خوشی سے اُس کی محبت میں نچود رہے گا۔ طواف کرے گا تجھ پر مسرت سے شب معراج میں آپ بیت المقدس میں تشریف

لے گئے تھے وہ کمال مسرت کا مقام تھا۔ قال اللہ تعالیٰ سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا : پس آپ کا بیت المقدس تک جانا شبِ معراج میں منصوص ہے اُسی کی خبریاں دی گئی ہے۔ آپ چونکہ مثلِ موسیٰ کے تھے اس لئے بطور متعارف بیت المقدس میں تشریف نہ لے گئے بلکہ جس طرح حضرت موسیٰ نے سرحد شام تک پہونچ کے انتقال کیا اُسی طرح آپ بھی سرحد شام میں فوج بھیجنے کی تیاری میں تھے کہ آپ نے اس دنیا سے رحلت فرمائی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن حضرت اشعیا کے ۵۲ باب میں بھی ایسی ہی بشارت مذکور ہے اُس کا لکھنا مناسب ہے۔ واضح ہو کہ ہر دین کے ساتھ کوئی نہ کوئی کوکب متعلق ہوتا ہے کہ وہ اُس کا حامی ہوتا ہے۔ بت پرستی کے ساتھ تعلق قمر کو ہے اور یہود کے دین کو تعلق زحل سے ہے۔ چنانچہ شبِ معراج میں آنحضرت نے موسیٰ علیہ السلام کو فلک ہفتم میں پایا اور ملت نصاریٰ متعلق بشمس ہے اور دین اسلام کو تعلق زہرہ سے ہے۔ اہل اشراق کے نزدیک ہر چیز کے ساتھ ایک ملک رہتا ہے جو مدبر اُس کا ہوتا ہے نفوس کواکب بھی ملائکہ ہیں۔ ارباب تنجیم و اہل اشراق کا مذہب اس مقام پر ایک ہے اور مشائین بھی کواکب کو متحرک بالارادہ کہتے ہیں اس لئے اُن کے نزدیک بھی اُن کی ملکیت ثابت ہے چونکہ زحل کی تاثیر اہل ارض کے منافی ہوتی ہے اس لئے اُس کو لوگ منحوس جانتے ہیں ثابت ابن قرہ جو اولاً صابی مذہب رکھتا تھا اور اُس کو فنون حکمیہ میں کمال تبحر تھا اُس کو زحل سے آشنائی تھی ایک مرتبہ خلیفۂ بغداد نے اُس کی گرفتاری کے لئے فوج متعین کی قبل ہو پہنچنے لشکر کے زحل نے اُسے آگاہ کیا اور کہا کہ فرار کرو ۔ چنانچہ وہ بھاگ گیا اور خلیفۂ وقت سے جان اپنی بچائی واللہ اعلم بالصواب پس جہاں جہاں صحف انبیاء میں لفظ בַּת צִיּוֹן بث صیون واقع ہے یعنی بنت صہیون اُس سے مقصود روحانیت زحل ہے کہ وہی حامی دین یہود ہے اور کہیں בַּת יְרוּשָׁלִָם بث یروشالائم یعنی بنت اورشلیم بھی واقع ہے مقصود وہی ہے

جب اس قدر ممہد ہوا تو لکھتے ہیں (اشعیا باب ٥٢) עוּרִי עוּרִי לִבְשִׁי
עֻזֵּךְ צִיּוֹן לִבְשִׁי בִּגְדֵי תִפְאַרְתֵּךְ
יְרוּשָׁלַםִ עִיר הַקֹּדֶשׁ כִּי לֹא
יוֹסִיף יָבֹא־בָךְ עוֹד עָרֵל
וְטָמֵא׃ عُوری عُوری لبشی عزیخ صیئون لبشی بگدی
تفاریخ یروشالایم عیر ہقودش کی لو یوسیف یابو باخ عود عارل وطامی

(ترجمہ) بیدار ہو بیدار ہو پہن اپنا جلال اے صیہون پہن اپنے جمال کے کپڑے اے اورشلیم پاک شہر کہ اب تجھ میں نامختون اور نجس نہ آئے گا خبر ہے نسبت بیت المقدس کی کہ یہ مسجد پھر آباد ہوگی اور اس میں نماز پڑھی جائے گی اور جلال و جمال یزدان پاک وہاں نازل ہوگا اور پھر اس پر قبضہ نامختون و ناپاک کا نہ ہوگا نامختون سے جملہ اقوام بت پرست و نصاریٰ مقصود ہیں جن کا ختنہ نہیں ہوتا اور نجس سے مقصود یہود ہیں جن کی طرف جا بجا صحف انبیا میں نجاست کی نسبت ہوئی ہے حزقیل کی باب ٢٢ کے ٤ آیت دیکھو یہ نسبت بوجہ اُن کی کفران و اصنام پرستی و سحر سازی و فسق و قتل و خونریزی و فریب و دغابازی سے واقع ہوئی۔ مقصود یہ ہے کہ خوش ہولے بیت المقدس کہ اب تجھ پر کسی قوم بت پرست اور یہود و نصاریٰ کا قبضہ نہ ہوگا چنانچہ جب سے اہل اسلام کے قبضہ میں آیا پھر کسی قوم کا قبضہ اُس پر نہ ہوا۔ مسلمانوں کی طہارت ظاہر و باطن میں کچھ شبہ نہیں اُن کا مذہب ہر قسم کے اوہام و شکوک سے پاک ہے اجنہ و روحانیات کے کچھ بھی عظمت نہیں جادو سحر سے مبرا ہیں۔ قال اللہ تعالیٰ ھُوَ الَّذِی بعث فی الامیین رسولا منھم یتلوا علیھم ایاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین (ترجمہ) وہی ہے جس نے بھیجا ان پڑھوں میں رسول اُن میں سے جو پڑھتا ہے اُن پر اُس کی آیتیں اور پاکیزہ کرتا ہے اُن کو اور سکھاتا ہے

اُنھیں کتاب و حکمت۔ اگرچہ وہ پہلے بڑی گمراہی میں تھے۔ مقصود یہ ہے کہ وہ رسول
بھی اَن پڑھ ہے۔ اگرچہ اُس کو علم اولین و آخرین سب کچھ دیا گیا تھا وعلمناہ من لدنا
علما یعنی اُس کو جملہ علوم بلا کتاب حاصل ہیں کہ یہی شان انبیاء ہے اور نیز اُس میں اشارہ
ہے حضرت موسیٰ کی پانچویں کتاب کے ۱۸ باب کی طرف کہ اُس میں وعدہ تھا کہ تم میں سے
تمھارے بھائیوں میں سے موسیٰ کا سا نبی بھیجوں گا۔ پس اس آیت میں خدا یاد دلاتا ہے کہ
وہ وعدہ ہم نے پورا کیا یتلوا علیھم اٰیتہٖ سے یاد دلاتا ہے۔ اُس وعدہ کو جو سِفر
موسیٰ میں گزرا کہ ہمارا کلام میتھ کی طرح نازل ہوگا اور پاکیزہ کرتا ہے اُنھیں یعنی عیوب نفسانی
سے پاک کر کے فضائل انسانی اُن میں بھر کر اُن کو ستھرا بناتا ہے اور کتاب سے مقصود
عالم مثال ہے جس میں تمامی کلیات عالم موجود ہیں اُس کی تعلیم سے مقصود وہاں کی سیر ہے۔
کلی سے مطلب ہمارا کلی منطقی نہیں بلکہ اصل اُس کی جو اس عالم میں موجود اور یہ عالم اُس کا
پرتو ہے۔ بیان اُس کا بہت طولانی ہے اور یہی انسان کی دانش و کمال ہے کہ اُس عالم کی
سیر کرے و قبل بعثت پیغمبر کے تمام دنیا ضلالت میں تھی اصنام پرستوں کی ضلالت تو
ظاہر ہے اور یہود کی ضلالت سے صحف انبیاء لبریز اور نصاریٰ کی تثلیث اُن کی گواہ
ہے۔ پیغمبر نے فرمایا ہے المومن لاینجس اور مسلمان مختون بھی ہوتے ہیں بخلاف نصاریٰ
کے کہ اُن کے یہاں ختنہ نہیں فاعتبروا یا اولی الابصار۔ ۲ آیت میں اس کی
تاکید ہے۔ הִתְנַעֲרִי מֵעָפָר קוּמִי שְׁבִי
יְרוּשָׁלִָם הִתְפַּתְּחִי מוֹסְרֵי צַוָּארֵךְ
שְׁבִיָּה בַּת־צִיּוֹן׃
ہِتنعری معافار قومی شبی یروشالایم ہتپتحی موسری صواریخ شبیا
بت صیون (ترجمہ) بدن جھاڑ کے خاک سے اُٹھ اے اورشلیم لوٹ مار کی
کھول دی اپنی گردن کے طوق اے بیت المقدس ویران בי - בה

אָמַר יְהוָה חִנָּם נִמְכַּרְתֶּם וְלֹא בְ
כֶסֶף תִּגָּאֵלוּ׃

کی کوہ آمر یہوا حِنّام نِمکرتم ولو بِخسف تگّائیلو : (ترجمہ) خدا نے یوں فرمایا کہ تم لوگ مفت فروخت ہوئے روپیہ سے آزاد نہ ہوگے) یہ حکایت بخت نصر کے زمانہ کی ہے جب بنی اسرائیل اسیر ہوگئے اُس کی غلامی میں تھے تو وہ مفت فروخت ہوئے اور اُن کی آزادی روپیہ سے ممکن نہ تھی کیونکہ اُن کی غلامی کی وجہ کفران و معصیت تھی تو آزادی کی صورت توبہ و ایمان سے نظر آتی وہی خدا ایمان ہدایت کر رہا ہے پھر کہتا ہے :

כִּי כֹה אָמַר אֲדֹנָי יְהוִה מִצְרַיִם
יָרַד עַמִּי בָרִאשֹׁנָה לָגוּר שָׁם וְאַשּׁוּר
בְּאֶפֶס עֲשָׁקוֹ׃ וְעַתָּה מַה־לִּי־פֹה
נְאֻם־יְהוָה כִּי־לֻקַּח עַמִּי חִנָּם
מֹשְׁלָו יְהֵילִילוּ נְאֻם יְהוָה וְתָמִיד
כָּל־הַיּוֹם שְׁמִי מִנֹּאָץ׃ לָכֵן יֵדַע עַ
מִּי שְׁמִי לָכֵן בַּיּוֹם הַהוּא כִּי־אֲ
נִי־הוּא הַמְדַבֵּר הִנֵּנִי׃

کی کوہ آمر اَدونائی یہوا مِصرائیم یارَد عمّی بارِیشونا لاگور شام واَشّور بِاَفِس عشاقو و عتّا مالی پہ نام یہوا کے لُقّح عمّی حنّام مشالاؤ یہیلیلو نام یہوا و تامید کُل ہیّوم شِمی مِنوّاص : لاخین یدع عمّی شِمی لاخین بیّوم ھھو اکی اَنی ہو حمد بیر اِھینینی (ترجمہ) خدا ہمارے مالک نے یوں فرمایا ہے کہ ہماری قوم اوّلاً مصر میں اُتری وہاں اقامت کے لئے پھر عراق میں انتہائی ظلم سے اب ہمارا کیا ہے جب ہماری قوم مفت ماخوذ ہوئی اُس کے حکام بہائم صفت ترطین لگے

اُن دنوں ہمیشہ ہمارا نام متروک رہے گا لیکن ہماری قوم سمجھے گی ہمارا نام اُس دن کہ میں وہی ہوں جو اس وقت گفتگو کر رہا ہوں حضرت اشعیا بموجب وحی کے کہہ رہے ہیں کہ اولاً بنی اسرائیل ملک مصر میں اُترے کہ وہاں اقامت گزیں ہوں یعنی زمان حضرت یعقوبؑ میں کہ چارسو برس تک مصریوں کی غلامی میں رہے پھر جب حضرت موسیٰؑ کے وقت میں وہاں سے بدقت بلیغ نکل کر ارض کنعان میں پہونچے پھر انتہائی ظلم سے قید بابل میں پھنسے اور آزاد ہوئے بزمان عزرا و دانیال لیکن پھر وہی کردار اختیار کر کے ماخوذ ہوئے تو اب ہمارا یہاں کیا ہے۔ جب ہماری قوم مفت یعنی بوجہ کفران و معصیت کے ماخوذ ہوئی اُس وقت اُس کے حکام یعنی نصاریٰ بہائم صفت تڑپتے ہیں اور ہمارا نام بالکل متروک ہے۔ یہاں تک سرگزشت بنی اسرائیل کی تا زمان ہمارے پیغمبر کے جو ضروری الوقوع تھے بیان کر کے رجوع کیا زمان پیغمبر کی طرف اور کہتا ہے کہ ہماری قوم ہمارا نام اُس وقت سمجھے گی یعنی بزمان پیغمبر آخر الزمان جب سے بیت المقدس پر قبضہ نامختون و نجس کا نہ ہوگا کہ میں وہی ہوں جو اس وقت اشعیا سے گفتگو کر رہا ہوں۔ مقصود یہ ہے کہ اس پیغمبر کے وقت میں بلحاظ معجزات آیات بینات و تعلیمات حقہ بنی اسرائیل کو سمجھنا چاہیے کہ اس پیغمبر کے ساتھ میں ہی ہوں یہ وہم اُن کو نہ خراب کرے کہ بنی اسمٰعیل میں نبی نہیں ہو سکتا۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ۝

מַה־נָּאווּ עַל הֶהָרִים רַגְלֵי מְבַשֵּׂר
מַשְׁמִיעַ שָׁלוֹם מְבַשֵּׂר טוֹב מַשְׁמִיעַ
יְשׁוּעָה אֹמֵר לְצִיּוֹן מָלַךְ אֱלֹהָיִךְ׃

مَانَاوُ عَلْ ہَہارِیم رِغْلِی مِبَسَّر مَشْمِیع شَالُوم مُبَشِّر طوب مَشْمِیع یشُوعا اومیر لِصِیُّون مَالَخْ اِلوہایخ (ترجمہ) کیا ہی جم گئے پہاڑوں پر قدم بشیر کے سلام سنانے والے کے بشیر فلاح مخبر بہ نجات کے جو کوہ بیت المقدس سے کہے گا کہ حکومت تیری معبود کی ہوئی بشیر لقب ہی ہمارے پیغمبر کا کیونکہ آپ بشارت جنت کی دیتے تھے۔ ایمان داروں کو اور

عذاب آخرت سے ڈراتے تھے ما انا الا لبشیر و نذیر: اب خدا کہتا ہے کہ اس بشیر کے پاؤں پہاڑوں پر کیسے جم گئے یعنی اُس کی شریعت کبھی منسوخ نہ ہوگی اور نہ اُس کی حکومت بیت المقدس سے جائے گی جیسا اوپر اُس کا بیان ہو چکا ہے سلام سنانے سے مقصود یہ ہے کہ اب انسان کے بعد الموت سالم رہنے کی تدبیر بتاتے تھے۔ من آمن باللہ والیوم الآخر فلا خوف علیہم ولا ھم یحزنون علاوہ بریں اذان میں پانچ وقت حی علی الفلاح لوگوں کو سنایا جاتا ہے۔ علاوہ بریں مسلمانوں میں السلام علیک کہنا سنت ہے۔ ان سب باتوں کی طرف سلام سنانے سے اشارہ کرتا ہے ایسا ہی ناحوم نبی کی کتاب میں مذکور ہوا ہے ہم اس کے بعد تایئداً لکھیں گے انشاء اللہ تعالیٰ

קוֹל צֹפַיִךְ נָשְׂאוּ קוֹל יַחְדָּו יְרַנֵּנוּ כִּי עַיִן בְּעַיִן יִרְאוּ בְּשׁוּב יְהוָה צִיּוֹן׃

قول صوفیخ ناسو قول یحدا و یرنینو کی عین بعین یرءو بشوب یہوا صیون۔ صوفہ اصل میں یہ لفظ اُس پر بولا جاتا ہے جو منارہ پر بیٹھا رہے اس غرض سے کہ حوادث کی خبر دے لیکن اطلاق اس کا نبی پر ہوتا ہے کیونکہ وہ بھی غیب کی خبر دیتا ہے۔ (ترجمہ) کلام تیرے نبی کا اٹھالیں گے اور ایک زبان ترنم کریںگی جب بالمشافہ رجعت الٰہی بیت المقدس کی طرف دیکھیں گے) یہ حال صحابہ و جماعت مسلمین کا بیان ہوا ہے کہ وہ لوگ کلام موسیٰ کا اٹھالیں گے یعنی اس کی تصدیق کریں گے اور اُس کے اکثر احکام پر عمل ہوگا جیسے خدا پرستی اور جادو، سحر سے اجتناب۔ نجوم و تطیر و رمل و قیافہ و فال گوئی، اوہام باطلہ سے احتراز و حلال و حرام میں امتیاز طہارت و پاکی و حج و زکوٰۃ و صوم و صلوٰۃ و قربانی و ذبح و ختنہ وغیرہ توارات و قرآن کے احکام بہت ملتے ہیں البتہ بعض بعض احکام منسوخ ہوئے ہیں ایک زبان ترنم کرنے سے مقصود نماز جماعت ہے یعنی وہ لوگ جماعت

کی نماز پڑھیں گے جماعت کی نماز کا یہ طور کبھی نہ تھا۔ اور خدا کی رجعت بیت المقدس کی طرف اس سے مقصود واقعہ معراج ہے جب آنحضرت بیت المقدس میں تشریف لے گئے تھے۔ بیت المقدس تک تشریف لے جانا آپ کا منصوص ہے۔

واقعۂ معراج

اب ہم کو یہاں کچھ واقعہ معراج لکھنا ضرور ہے۔ معراج کے اصل معنی ہیں سلم و نردبان و سیڑھی و عروج لیکن مقصود معراج انبیاء سے انتہائی کمال انسانی ہے۔ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ روح انسانی میں دو وصف ہیں۔ ادراک و تصرف اس میں جملہ ارواح متساوی ہیں۔ چنانچہ آنحضرت نے فرمایا ہے وانا بشر مثلکم یعنی نفس الادراک و تصرف میں تم لوگ میرے شریک ہو۔ لیکن ارواح ان دونوں وصفوں میں بحسب شدت و ضعف متفاوت ہیں ارواح انبیاء ان دونوں صفت میں درجۂ اعلیٰ میں ہوتی ہیں کہ کسی بشر کی روح اس درجہ کو نہیں پہونچتی پس انبیاء کا اپنے کمال کو جو اُن کے لئے ممکن ہے پہونچنا یہی معراج ہے لیکن بمجرد نبوت یہ درجہ اُن کو حاصل نہیں ہوتا جب اس درجہ کو پہونچتے ہیں تو اُن کی نبوت تام و کمل ہو جاتی ہے۔ عالم ملکوت اُن پر آشکارا ہو جاتا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ۔ وَكَذَٰلِكَ نُرِي إِبْرَاهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ یہ اُن کو بعد المعراج حاصل ہوا۔ وعلیٰ ہذا القیاس۔ آنحضرت کو فرمایا لنریہ من آیاتنا اور تصرف سے بڑے بڑے معجزات ظاہر ہوتے ہیں اور پانی اور ہوا پر چلنے کی قوت غیر انبیاء کو بھی حاصل ہوتی ہے گو اس درجہ کی نہ ہو۔ اس کے امکان میں تو کوئی شبہ نہیں۔ استحالہ کی کوئی وجہ نہیں حضرت الیاس سے جب ملکہ ایزبل نے کہا کہ کل میں تم کو قتل کروں گی۔ وہ وہاں سے جا کر ایک مقام پر سو رہے۔ فرشتہ نے آ کر جگایا اور کچھ روٹیاں اور پانی دیا کہ کھاؤ پیو وہ کھا پی کے سو رہے پھر فرشتہ نے آ کر جگایا اور کچھ روٹیاں اور پانی دیا کہ کھاؤ اور پیو تم کو مسافت بعید قطع کرنا ہے اُس کی تاثیر سے وہ

چالیس دن رات کی راہ طے کر کے کوہ طور پر پہونچے یہ اُن کی معراج تھی۔ یہ قصّہ سلاطین اول باب ۱۹ میں بھی مذکور ہے۔ حضرت الیاس میں یہ قوت بہت شدید تھی جہاں چاہتے تھے فوراً پہونچ جاتے تھے جیسا سیاق کلام کتاب مذکور سے سمجھا جاتا ہے۔ جب راجہ داہر بمقابلہ محمد ابن قاسم مارا گیا تو برہمنوں نے اُس کی نعش کو چھپا دیا اور مشہور کیا کہ راجہ لنکا گیا ہے وہاں سے فوج جرار لے کر آئے گا جب اس کو بہت دن گزرے تو راجہ داہر کا بیٹا بہت تنگ ہو کر وہاں ایک جوگن رہتی تھی اُس کے پاس گیا اور راجہ داہر کا حال پوچھا کہ وہ لنکا میں ہے یا نہیں جوگن نے کہا کہ اس کا جواب کل دوں گی۔ صبح کو میرے پاس آنا۔ جب صبح کو وہ اُس جوگن کے پاس گیا تو اُس نے ایک تازہ ٹہنی ایک درخت کی جو خاص سرندیپ میں ہوتا ہے نکالی اور کہا کہ میں رات بھر میں تمام لنکا گھوم آئی وہاں راجہ نہیں ہے۔ یہ شاخ میرے تصدیق کی گواہ ہے اب دیکھو کہ وہ جوگن رات بھر میں سمندر طے کر کے گئی اور لنکا سے لوٹ آئی۔ ذوالنون مصری نے لکھا ہے کہ میں جہاز پر سوار جاتا تھا اُس جہاز میں ایک درویش بھی چڑھا تھا میرا جی بے اختیار چاہتا تھا کہ اُس سے کچھ بات کروں لیکن اُس کے رعب سے کچھ بول نہیں سکتا تھا۔ اتفاقاً اہل مرکب میں سے کسی کا ایک جوہر بیش قیمت گم ہوا۔ ناخدا نے سب کی تلاشی لینی شروع کی۔ یہاں تک کہ نوبت اُس درویش تک پہونچی۔ جب اُس سے ناخدا نے تلاشی کے لئے کہا اُس نے اپنے سب کپڑے دکھا دیئے جوہر نہ ملا بعد اُس کے درویش سمندر میں اُتر پڑا اور مثل خشکی کے روانہ ہوا۔ یہاں تک کہ اہل مرکب کے نظر سے غائب ہو گیا واللہ اعلم کہاں گیا۔ الخ مصرعہ ؎

کہ ابدال در آب و آتش روند

ایک مرتبہ رابعہ بصری اور ایک درویش ساتھ ساتھ کہیں جاتے تھے جب ظہر کا وقت ہوا تو درویش نے وضو کر کے اپنی جانماز پانی پر بچھا کر نماز پڑھنے لگا۔ رابعہ بصری یہ دیکھ کر اپنا مصلّٰی ہوا پر بچھا کر نماز پڑھنے لگیں۔ بعد انفراغ رابعہ بصری نے کہا

پانی پر چلنا خواہ ہوا پر موجب فخر نہیں پانی پر جملہ حیوانات آبی چلتے ہیں اور ہوا پر مکھی بھی چلتی ہے۔ حضرت یونس کے قصہ کو لحاظ کرو کہ مچھلی کے پیٹ میں تین دن تین رات رہے اور مچھلی کے پیٹ کی آگ نے اُن پر کچھ اثر نہ کیا۔ بالآخر مچھلی نے اُن کو اُگل دیا۔ وہاں سے نینوا تین دن کی راہ تھی حضرت یونسؑ نے اُسے دن بھر میں طے کیا۔ ان سب حکایات کی معاندین بلا وجہ اپنے قصور نظر سے تکذیب کریں گے۔ واضح ہو کہ حرکت و سکون خواص جسم سے ہے لیکن اجسام سرعت و بطوء میں متفاوت ہیں حرکت اولیٰ جس سے طلوع و غروب ہوتا ہے نہایت سریع ہے کہ جتنی مدت زمانہ میں لفظ دو حرفی یعنی سبب خفیف جیسے قل یل بسرعت تمام ادا ہوتے ہیں اُتنی دیر میں اجسام اُس حرکت سے دو ہزار میل سے زیادہ قطع کرتے ہیں حرکات کواکب کو لحاظ کرو۔ کوئی سریع ہے اور کوئی بطی۔ قمر کیسا سریع السیر ہے اور زحل بطی عناصر بھی بعض سریع ہیں بعض بطی حیوانات میں بھی بعض سریع الحرکۃ ہیں اور بعض بطی الحرکۃ پس سرعت و بطوء حرکت کی کوئی علت ہوگی وہ علت جسمیت نہیں ہو سکتی کیونکہ کبھی چھوٹا جسم حرکت سریع کرتا ہے و بالعکس منشا اس کا بظاہر قوت و ضعف محرک ہے اور محرک حرکات ارادیہ میں نفس مجردہ ہوتی ہے جس کی قوت گھٹتی بڑھتی ہے۔ دیکھو جنین رحم میں دو ہی حرکت کرتا ہے۔ پھر اُس کی حرکت کسی قدر زیادہ ہو جاتی ہے پس اگر نفس ناطقہ میں وہ قوت آجاوے جو موکل ہوا میں ہے تو وہ بدن کو ہوا کی طرح حرکت دے سکے گی۔ وعلیٰ ہذا القیاس۔ یہ امر محال نہیں پس ہر جسم ہر جسم کی حرکت کر سکتا ہے۔ ناممکن نہیں فقط۔ اگرچہ انبیاء کو اپنے استکمال میں حاجت اکتساب نہیں تاہم قطع علائق جسمانی میں کچھ کچھ تفکر کرنا پڑتا ہے قال اللہ تعالیٰ وتبتل الیہ تبتیلا یعنی اُسی کا ہو رہ۔ چنانچہ آنحضرت صلعم نے اولاً عزلت و گوشہ نشینی حراء میں اختیار کی کہ دفعۃً جبرئیل وہاں آئے اور آپ کو زور سے گود میں دبایا جس کے اثر سے تعلقات جسمانی مضمحل ہو گئے اور آپ کو اقرأ باسم ربك الذی خلق پڑھا کے نبی کر دیا پھر تو وحی نازل ہونے لگی۔ پھر لیلۃ الاسراء میں آپ کی نبوت کامل و مکمل ہو گئی اور آپ اس جسم سے بتحریک

روحانی بیت المقدس تک تشریف لے گئے جس کی حکایت سورہ بنی اسرائیل میں نازل ہے:
سُبْحَانَ الَّذِی اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَی
الَّذِی بَارَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ۝
(ترجمہ) کیسا پاک ہے وہ جو لے گیا اپنے بندے کو ایک رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جس کے گرد اگرد ہم نے برکت دی اپنی آیات دکھانے کے لئے وہی سمیع و بصیر ہے) اَلَّذِیْ سے مفسرین کہتے ہیں کہ مسجد اقصیٰ مراد ہے۔ میرے نزدیک اَلَّذِیْ سے مراد وہی عبد ہے یعنی مسجد اقصیٰ تک لے گیا اس بندہ کو جس کو برکت دی یعنی کامل و مکمل کر دیا اپنی آیات ظاہر کرنے کے لئے اگر حول کے معنی قوت کہیں تو نہایت مناسب ہے یا ۲۱ درجہ ۴۰ دقیقہ عرض مکہ معظمہ ہے اور ۳۱ درجہ ۵۰ دقیقہ بیت المقدس کا عرض ہے۔ فاصلہ درمیانی ۱۰ درجہ ۱۰ دقیقہ ہے ایک درجہ ارضی ۶۶ میل دو ثلث میل ہوتا ہے پس فاصلہ درمیانی کعبہ و بیت المقدس قریب سات سو میل کے ہے جسے آپ نے چند منٹ میں طے کیا یہ آپ کے کمالات روحانی سے تھا۔ ظاہر عبارت قرآن دلالت کرتی ہے کہ آپ خود وہاں تشریف لے گئے نہ براق تھا نہ کوئی سواری یہی کمال نفس ناطقہ ہے۔ ایک مرتبہ لوگوں نے کہا کہ حضرت عیسیٰ پانی پر چلتے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر تمہارا یقین بڑھے گا تو تم ہوا پر چلو گے۔ قریش سے جب آپ نے یہ واقعہ بیان کیا تو انہوں نے تکذیب کی اور نشانات بیت المقدس کے پوچھنے لگے آپ نے ایک ایک نشان بیت المقدس کے بیان کئے بلکہ ایک قافلہ مکہ کا جو اثنائے راہ میں تھا اسے بھی بیان کر دیا کہ اتنی دور ہے۔ تب وہ غایت تعجب سے بولے **ھذا سحر مبین** جابر بن عبد اللہ انصاری سے روایت ہے صحیحین میں کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ جب جھٹلایا مجھے قریش نے تو میں کھڑا ہو حجر میں جو ایک مقام ہے کعبہ میں پھر تو خدا نے بیت المقدس کو مجھ پر آشکار کر دیا اور میں نے اس کے ایک ایک نشان بیان کر دی اور میں بیت المقدس کو دیکھ رہا تھا۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔ چونکہ آپ تھوڑی ہی دیر کے واسطے وہاں تشریف لے گئے تھے تو احتمال تھا

کہ شاید بیان آیات میں کچھ فرق واقع ہو اس لئے خدا نے بیت المقدس کو آپ کی نظروں کے سامنے کر دیا اور جملہ سوالات کفار کے آپ نے جواب دیئے۔ اس سے تکمیل ادراک ثابت ہے۔ جیسا وہاں جانے سے تکمیل تصرف کہ یہی معنی معراج ہیں چونکہ حضرت اشعیا کی معرفت اس آیت میں آنا پیغمبر کا بیت المقدس میں موجود تھا اور اس پر ایمان لانا باعث فلاح یہود بیان ہوا تھا اس لئے خدائے عزوجل کمال شفقت سے بذریعہ اس آیت کے جو سورۂ بنی اسرائیل کے اول ہی میں واقع ہے جتاتا ہے کہ وہ وقت آ گیا وہ نبی بیت المقدس میں گیا تم لوگ اس پر ایمان لا کے فائز المرام ہو اس کے بعد ہی خدا اپنے وعدوں کو بیان کرتا ہے جو کچھ بنی اسرائیل کے ساتھ ہوا تھا۔ یہ معراج پیغمبر کو نبوت سے پندرہ مہینے پر ہوا تھا اور ایک حکایت آپ نے آسمانوں پر سیر کرنے کی فرمائی وہ ماجرا دوسرا ہے جس کی روایت صحیح مسلم و بخاری میں انس ابن مالک سے بہت بسط و تفصیل سے مذکور ہے لیکن علماء حدیث نے دونوں کو ایک میں ملا دیا۔ یہ واقعہ ہجرت سے ایک سال پیشتر واقع ہوا۔ ۲۷ ربیع الثانی کو جیسا کہ حربی کہتا ہے اور زہری کا بیان یہ ہے کہ ہجرت سے آٹھ برس پیشتر کا یہ ماجرا ہے۔ زہری کا قول اقرب بصواب ہے کیونکہ اس اسرار میں نماز فرض ہوئی اور اس میں اتفاق ہے کہ حضرت خدیجہؓ نے آنحضرت کے ساتھ نماز پڑھی ہے اور وفات خدیجہؓ ہجرت سے پانچ برس پیشتر ہوئی اور آنحضرت مکہ میں بعد النبوۃ تیرہ سال رہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ اسرار نبوت سے پانچ برس بعد ہوا یعنی ہجرت سے آٹھ برس پہلے۔ اسی کو نووی نے شرح مسلم میں پسند کیا اس اختلاف کا باعث یہی ہے کہ اسراء دو مرتبہ ہوا۔ اسراء بیت المقدس جو نبوت سے پندرہ ماہ بعد ہوا اسراء سموات جو نبوت سے پانچ برس بعد ہوا۔ انس ابن مالک اس حدیث کی روایت مالک بن صعصعہ اور ابوذر سے کرتے ہیں پس اصل راوی اس کے دو صحابی جلیل القدر ہیں غالباً انس ابن مالک نے خود آنحضرت سے نہیں سنا ہے اور روایات جو بخاری و مسلم میں مذکور ہیں ان میں کچھ کچھ اختلاف بھی ہے قدر مشترک یہ ہے کہ آپ مکہ میں

تھے درمیان نوم و یقظہ کے کہ مکان کی چھت پھٹ گئی اور فرشتہ آیا اور صدر مبارک کو شق کیا اور پھر بدستور کیا اور آپ کو براق پر سوار کر کے آسمانوں پر لے گیا۔ وہاں انبیا علیہم السلام سے ملاقات ہوئی اور بہت عجائبات آپ نے مشاہدہ فرمائے۔ پھر وہاں اُمت پر پچاس وقت کی نماز فرض ہوئی۔ لیکن حضرت موسیٰ کے مشورہ سے آنحضرتؐ کی درخواست پر پانچ وقت کی رہ گئی۔ چونکہ بادی النظر میں اس جسم خاکی کا جانا افلاک پر مستبعد ہے اس لئے اہل نظر نے اس میں بحث کی ہے کہ یہ واقعہ خواب میں تھا یا بیداری میں اکثر فقہا و محدثین اور متکلمین کہتے ہیں کہ آپ نے جسد مبارک سے آسمانوں کی سیر کی تھی اور جو کچھ دیکھا وہ اسی آنکھ سے دیکھا اور بہت لوگوں کی رائے یہ ہے کہ یہ سب خواب میں تھا چنانچہ حضرت عائشہ کا بھی یہی مذہب تھا بچند وجوہ اولاً تو بعض روایت میں ہے کہ اُس وقت میں بین النائم و الیقظان تھا یعنی کچھ سوتا تھا اور کچھ جاگتا تھا۔ اس سے سمجھا جاتا ہے کہ آپ بالکل بیدار نہ تھے۔ امام نووی نے اس کا جواب دیا ہے کہ یہ حالت فرشتہ کے آنے سے پہلے تھی بعد آنے ملک کے آپ بیدار ہوئے دوسری دلیل یہ ہے کہ سورۂ بنی اسرائیل میں وارد ہے: وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ (ترجمہ) ہم نے اُس خواب کو جو تجھے دکھایا لوگوں کے لئے فتنہ یعنی امتحان بنایا۔ یہ آیہ مکی ہے اس سے ظاہر ہے کہ یہ معراج خواب میں تھا۔ اور اُس کو دوسرے خواب پر ٹھہرانا تکلف بے فائدہ ہے۔ انبیاء کے خواب ہم لوگوں کے سے نہیں ہوتے وہ تو نبوت کا ایک جزو ہوتا ہے۔ صحیح بخاری میں عکرمہ سے روایت ہے کہ عبد اللہ ابن عباس نے اس رویا کے معنی آنکھ کا دیکھنا کہا ہے جو پیغمبر خدا کو دکھایا گیا اُس رات کو جب آپ بیت المقدس میں گئے تھے رویا کے معنی رویت کے کم آتے ہیں حریری وغیرہ اہل لسان کو انکار ہے کہ رویا آنکھ کے دیکھنے کا مصدر نہیں آیا ہے اُس کا مصدر رویت ہے لیکن جب عبد اللہ ابن عباس رویا کے معنی رویت فرماتے ہیں تو اُن کے سامنے حریری وغیرہ کا قول معتبر ہو نہیں سکتا۔ عبد اللہ ابن عباس فصحائے عرب سے تھے

گو اہل لغت رویا کے معنی رویت کے نہیں لکھتے جو کچھ ہو، اگر رویا کے معنی رویت کے ہوں تو بوجہ تخصیص اسراء کی آیت دلالت کرے گی کہ تا بیت المقدس آپ اس جسم سے تشریف لے گئے اور عجائبات بیت المقدس آنکھ سے مشاہدہ فرمائے۔ جیسا کہ اسریٰ بعبدہ سے بیت المقدس تک جانا اس جسم سے ثابت ہے قریش کے انکار سے بھی نکلتا ہے کہ آپ نے بیت المقدس تک جانا اس جسم سے فرمایا۔ اس لئے قریش نے انکار کیا اور نشانات بیت المقدس پوچھے۔ اگر آپ نے خواب فرمایا ہوتا تو انکار نہ ہوتا اور نہ وہ کفار کو مستبعد تھا اور نشانات بیت المقدس پوچھنا اور بیان کرنا دلالت کرتا ہے کہ آپ نے وہیں کا جانا بیان فرمایا جیسا آیات سے نکلتا ہے۔ جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے سمعت رسول اللہ صلعم یقول لما کذبنی قریش حین اسری لی الی بیت المقدس قمت فی الحجر فجلی اللہ بیت المقدس فطفقت اخبرھم عن اٰیٰتہ وانا انظر الیہ جابر بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے پیغمبر کو فرماتے سنا ہے کہ جب قریش نے مجھے جھٹلایا جب میں بیت المقدس پہونچا گیا تو کھڑا ہوا میں حجر میں تو خدا نے بیت المقدس کو ظاہر کر دیا تو میں اُس کے نشانات بیان کرنے لگا۔ اس سے بھی ظاہر ہے کہ قریش نے بیت المقدس جانے کی تکذیب کی اور اُسی کے نشانات پوچھے۔ اس سے نکلتا ہے کہ آپ نے بیت المقدس ہی جانے کا اظہار کیا تھا۔ ابو سلمہ سے روایت ہے افتتن ناس (یعنی عقیب الاسراء) فجاء ناس الی ابی بکر رضی اللہ عنہ فذکروا لہ فقال اشھد وا انہ صادق فقالوا او تصدقہ انہ اتی الشام فی لیلۃ واحدۃ ثم رجع الی مکۃ قال نعم اصدقہ با بعد من ذلک اصدقہ بخبر السماء قال فسمی بذلک الصدیق (ترجمہ) فتنہ میں پڑے لوگ یعنی بعد اسراء کے تو کچھ لوگ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور اُن سے ذکر کیا تو کہا کہ سچ مانو انھوں نے کہا تو تصدیق کرتا ہے کہ وہ ایک رات میں شام گیا اور مکہ لوٹا۔ کہا ہاں میں اس سے بھی مستبعد بات اُس کی

مانتا ہوں اُس کی آسمانی خبر کی بھی تصدیق کرتا ہوں۔ کہا اسی سے اُس کا نام صدیق ہوا۔
اس حدیث کی روایت بیہقی و ترمذی و نسائی وغیرہ میں ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ آنحضرت نے
بیت المقدس ہی جانا قریش سے بیان فرمایا تھا اُسی کا استبعاد یہاں مذکور ہے۔ الغرض احادیث
مذکورہ سے ثابت ہوتا ہے کہ اُس وقت آنحضرت نے اپنا جانا بجسدہ تا بیت المقدس فرمایا تھا
جس کی تکذیب قریش نے کی اور نشانات پوچھے۔ آپ نے نشانات بیان کر کے ثابت کر دیئے
لیکن یہ معنی عبداللہ ابن عباس نے اپنی رائے سے کہے ہیں۔ رویا کو اریناک کا مفعول
کہنے میں وقت ہے بمعنی بلا تاویل درست نہیں ہوتے تاہم خیال کرنا چاہیئے کہ عبداللہ ابن عباس
نے رویا کے معنی رویت عین کے تو فرمائے لیکن نہ خاص کیا اُس رویت کے ساتھ جو
جو آپ نے اسرار بیت المقدس کی شب کو دیکھا۔ اس سے یہ بات نکلتی ہے کہ اسرار دو مرتبہ
ہوا ایک اسرار بیت المقدس جس میں آیات آپ نے آنکھ سے دیکھیں اور ایک دوسرا
اسرار جس کا ذکر سورۂ نجم میں ہے تو بالضرور اُس میں جو رویت ہوئی وہ اس آنکھ سے نہیں ہوئی
کیونکہ اس رویت کو خاص کیا اسرار بیت المقدس کے ساتھ اور یہ کہنا کہ جس رات کو آپ
بیت المقدس میں تشریف لے گئے اُسی شب کو آسمانوں پر بھی گئے، روایات صحیح مسلم و بخاری
کے خلاف ہے کیونکہ جملہ روایات میں آسمان ہی پر جانے کا بیان ہے۔ بیت المقدس میں جانے کا
کچھ ذکر نہیں ہے۔ سوائے روایات ثابت بنانی کے جو صحیح مسلم میں ہے سو اُس روایت میں
یہ بھی ہے کہ دودھ و شراب کے پیالے بیت المقدس میں آئے تھے کہ یہ جملہ روایات کے
خلاف ہے۔ جملہ روایات میں یہ ہے کہ یہ پیالے آسمان پر آئے تھے۔ اُس میں یہ بھی لکھا ہے کہ
براق ہم نے بیت المقدس کے حلقہ میں باندھ دیا تھا۔ حالانکہ اُس کے باندھنے کی ضرورت
نہ تھی جبرئیل تو ساتھ ہی تھے۔ اس لئے ضرور ہے کہ اس روایت میں کسی راوی سے
غلط واقع ہوا۔ واضح ہو کہ رویت سے مقصود کبھی رویت عین ہوتی ہے اور کبھی رویت قلب
رویت عین آنکھ کا دیکھنا ہے خواہ وہ خواب میں ہو خواہ بیداری میں۔ خواب میں جو

اشیاء نظر آتی ہیں وہ بذریعہ بنطاشیا کے نظر آتی ہیں۔ بنطاشیا جسے حس مشترک بھی کہتے ہیں وہ ایک قوت ہے جو حواس خمسۂ ظاہری کا کام کرتی ہے وہ خواب میں کام کرتی ہے بیداری میں بند رہتی ہے پس من حیث العمل وہ باصرہ و سامعہ و لامسہ و ذائقہ و شامہ سب کچھ ہے۔ بہت ریاضت سے وہ قوت بہت قوی ہو جاتی ہے اور جاگنے میں بھی کام کرتی ہے اس لئے ارباب ریاضت کے نزدیک مسافات بعیدہ کی چیزیں مکشوف ہو جاتی ہیں۔ لیکن یہ کشف مخصوص بالمحسوسات ہے اور رویت قلب متعلق بالمعقولات ہے۔ اس روایت سے انکشاف عقول و نفوس ناطقہ و تصدیق قضایا ہوتا ہے۔ جب یہ انکشاف علم حضوری کی شبیہ ہو جائے۔ ایسی حالت میں ابن عباس کی روایت سے کچھ نفع نہ ہوگا کیونکہ ابن عباس کا مقصود یہ ہے کہ رویت قلب مراد نہیں خواب و بیداری سے کچھ بحث نہیں اس سے بطلان خواب نہیں لازم آتا۔ گو مقصود رویا عین ہو مگر وہ بھی داخل ہے جو خواب میں ہوتا ہے۔ قاضی عیاض نے لکھا ہے کہ مقصود بیداری کا دیکھنا ہے الا فتنۃ للناس کو اُس کا قرینہ بیان کیا اس بنا پر کہ خواب دیکھنے پر انکار نہیں ہو سکتا خواب میں ہر انسان امور مستبعد دیکھتا ہے اُس کا کوئی انکار نہیں کرتا۔ ہاں بیداری کے دیکھنے میں مجال انکار ہے اس لئے وہ فتنۃ للناس ہو سکتا ہے مگر چونکہ انبیاء کا خواب عوام الناس کا سا نہیں ہوتا۔ اس لئے قریش نے رویت آسمانی کا انکار کیا تو خدا کہتا ہے ماجعلنا الرویا التی اریناک الا فتنۃ للناس اس لئے حضرت ابوبکر نے کہا میں اُن کی آسمانی خبر بھی تصدیق کرتا ہوں۔ پس جب روایت ابن عباس و تقریر قاضی عیاض مفید نہ ہوئی تو رویا کے معنی جو خواب کے ہیں وہی لینا چاہیئے اور ہے یہ آیت دربارۂ معراج تو ایک واقعہ خواب ہوگا یعنی آسمانوں پر جانا۔ فتدبر چونکہ آنحضرت نے قریش سے اپنا جانا بیت المقدس بالجسم بیان کیا تھا اور کسی وقت آسمانوں پر جانا اور قریش نے دونوں کو بالجسم جانا سمجھے تھے اس لئے منکر ہوئے اس لئے ماجعلنا الرویا نازل ہوا۔ پس رویا کے معنی عام ہیں جو خواب و بیداری دونوں کو

شامل ہیں۔ تیسری دلیل یہ ہے کہ بخاری کتاب التوحید میں ایک حدیث شریک سے مروی ہے اُس کے اخیر میں لکھا ہے واستیقظ وھو فی مسجد الحرام اور جگے تو وہ مسجد حرام میں تھے اس سے ثابت و مبرہن ہے کہ یہ معراج خواب میں تھا اور یہ تاویل کہ بعد اسرار کے آپ ہوئے پھر جاگے تو مسجد حرام میں تھے. نہایت ناپسندیدہ ہے جس پر نہ کوئی قرینہ ہے نہ کچھ ضرورت۔ سراسر بناوٹ ہے۔ ائمہ حدیث پر اگرچہ اعتراض کرتے ہیں لیکن اس لفظ پر کچھ گفتگو نہیں کرتے اور اگرچہ اس پر اعتراض کئے گئے ہیں لیکن حدیث کو قبول کرتے ہیں البتہ اس حدیث کی وہ باتیں جو احادیث مشہورہ کے خلاف ہیں اُس کو محمول کرتے ہیں وہم پر باقی کل حدیث کو تسلیم کرتے ہیں اس لفظ پر کسی نے اعتراض نہیں کیا ہے لہذا یہ حدیث مثبت مرام ہے۔ علاوہ بریں جملہ روایات سے آنحضرت کا ملاقات کرنا ارواح انبیاء سے آسمانوں پر ثابت ہے اور ظاہر ہے کہ اور انبیاء کی صرف روح تھی جسم تو اُن کا تھا نہیں اور ارواح سے ملاقات جسمانی ناممکن تو بالضرور ملاقات روحانی ہوئی ہوگی تو پھر جسم کی کچھ ضرورت نہیں معلوم ہوتی اور نہ اُس پر کوئی دلیل ہے۔ خواب سے مقصود ہمارا یہ خواب متعارف نہیں ہے بلکہ وہ ایک حالت ہوتی ہے جو انبیاء اور اولیاء پر طاری ہوتی ہے کہ اُس وقت علائق جسمانی بالکل منقطع ہو جاتے ہیں وہ حالت بین النوم والیقظہ ہوتی ہے نہ اُس کو خواب کہہ سکتے ہیں نہ بیداری۔ ادراک اُس وقت بیداری سے بڑھ کے ہوتے ہیں چونکہ اُس وقت روح کو توجہ جسم کی طرف نہیں ہوتی اور قوائے جسمانی معطل ہو جاتے ہیں۔ اس لئے شبیہ خواب ہوتی ہے۔ اس لئے اُس حالت سے افاقہ کو بیداری سے تعبیر کرتے ہیں وہ حالت اعلیٰ درجہ کی بیداری ہے اُس کے سامنے یہ بیداری خواب ہے۔ یہ حالت انبیاء کو نہایت شدت کے ساتھ ہوتی ہے۔ اولیاء کو بھی آپ کے فیضان سے علیٰ حسب المراتب کچھ نہ کچھ ہوتی ہے اُس وقت عجائب عالم ملکوت نظر آتے ہیں تو اگر کہیں کہ معراج آپ کو بیداری میں ہوا تو بے جا نہیں اور کہیں کہ خواب میں ہوا تو بھی غلط نہیں ہاں آپ کا تشریف لے جانا افلاک پر اس جسم خاکی کے ساتھ ثابت نہیں گو ممکن ہو

معراج تو آپ کو بسا اوقات ہوتا تھا چنانچہ آپ نے فرمایا ہے لی مع اللہ وقت لا یسعہ
ملک مقرب ولا نبی مرسل پہلی جو ہوا تھا اُس کی آپ نے حکایت کردی ہے۔
معراج تو آپ کے ادنیٰ کمالات سے ہے۔ الغرض آپ بیت المقدس تک اس جسم خاکی کے ساتھ
تشریف لے گئے اور بہت عجائبات مشاہدہ فرمایا۔ اُسی کو لیلۃ الاسراء میں سمجھنا چاہیے۔
پھر دوسری مرتبہ سیر افلاک وملائکہ فرمائی۔ ان دونوں واقعہ کو معراج سمجھنا چاہیے سورہ نجم
کے سیاق سے بھی ایسا ہی مستفاد ہوتا ہے اس لیے اُس کو نقل کرنا ضرور ہے۔ عَلَّمَهُ
شَدِيدُ الْقُوَىٰ ذُو مِرَّةٍ فَاسْتَوَىٰ وَهُوَ بِالْأُفُقِ الْأَعْلَىٰ ثُمَّ دَنَا
فَتَدَلَّىٰ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ فَأَوْحَىٰ إِلَىٰ عَبْدِهِ مَا أَوْحَىٰ
مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَىٰ أَفَتُمَارُونَهُ عَلَىٰ مَا رَأَىٰ وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَىٰ
عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهَىٰ عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَأْوَىٰ إِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ
مَا يَغْشَىٰ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَىٰ لَقَدْ رَأَىٰ مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَىٰ
لغات - شدید القویٰ۔ زوردار۔ مقصود جبرئیل۔ عبرانی میں یہ گبری ایل ہے جس کے
معنی ہیں خدا کا بہادر۔ ایل خدا کا نام ہے۔ اس ملک کو تعلق ہے انبیاء کے ساتھ۔ مِرَّۃ۔ استحکام
متانت۔ ذُو مِرَّۃ۔ متین۔ استویٰ بمعنی استقام۔ استوار و استقامت بمعنی راستی
راستی انسان کی اُس کی تہذیب قوت نظری عملی ہے جو اُس کا کمال ہے۔ افق نہایت درجہ کا
کمال یہ جلی افق۔ مرد کامل۔ دنیٰ قرب مشتق ہے دنو سے تدلیٰ بمعنی قرب یہ یائی ہے
قاب بمعنی بمقدار قوس = کمان۔ ادنیٰ بمعنی اقرب۔ فواد = دل۔ تمارون مشتق
ہے مراء سے جس کے معنی ہیں مجادلہ۔ نزلہ بمعنی مرہ۔ سدرۃ = بیر کے درخت کو
کہتے ہیں جیسا اُس کے پھل کو نبق کہتے ہیں۔ (ترجمہ) سکھایا اُسے جبرئیل نے جو متین ہے
پھر تو مہذب ہو گیا بلکہ وہ اعلیٰ درجہ کا کامل ہوا۔ پھر تو قریب ہوا اور نزدیک ہوا پھر تو دو کمان
کی مسافت رہ گئی۔ بلکہ اُس سے بھی نزدیک پھر تو وحی بھیجی اللہ نے بندہ کے پاس جو وحی

بھیجی کچھ غلطی نہ کی دل نے جو دیکھا تم اُس سے جھگڑتے ہو دیکھنے پر اور دیکھ لیا اُسے دوسری مرتبہ سدرۃ المنتہیٰ کے پاس جس کے نزدیک جنت ہے جب چھوپ لیا تھا آنکھ گری رہی ہاں دیکھ لیں اپنے رب کی بڑی نشانیاں) یہاں پیغمبر کی تعلیم و استکمال کا بیان ہے اور کفار کی تنبیہ بھی مقصود ہے کہ وہ آنحضرت کے کمال و مقام کو سمجھ کے اطاعت کر کے فلاح دنیا و آخرت حاصل کریں۔ کیونکہ کامل کی نافرمانی موجب خسران ہے۔ کیونکہ کفار عرب و شام خصوصاً بنی ابراہیم اور اُن کے متبعان جانتے تھے کہ آدم کی نافرمانی و عداوت سے شیطان مردود ہوا۔ نوح کی نافرمانی سے زمین ڈوب گئی ابراہیم کی نافرمانی سے نمرود اور اُس کی قوم برباد ہوئی۔ قوم لوط بھی عصیان ہی سے تہ و بالا ہوئی۔ پس خدائے عزوجل بمقتضائے رحمت و مہربانی سمجھاتا ہے کہ جس طرح آدم بہ تعلیم ربانی کامل ہوئے اُسی طرح اس امی کو جو تمہارا ساتھی ہے اور تم طفولیت سے اُس کا حال جانتے ہو اُسے جبرئیل نے جو بڑے قوی ہیں اور اُن کی تعلیم نہایت موثر ہے سکھایا ہے اُس تعلیم کے اثر سے وہ مستقیم و مستوی یعنی علائق جسمانی دور ہو کے مہذب ہو گیا۔ چنانچہ احادیث سے ثابت ہے کہ پہلے غار حرا میں جبرئیل آئے اور آنحضرت کو اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِىْ خَلَقَ پڑھایا پھر آ کے نماز و وضو کا طریق سکھایا پھر ایک روز آپ چلے جاتے تھے ایک آواز آئی آپ نے اِدھر اُدھر دیکھا کوئی نظر نہ آیا پھر آواز آئی تو آپ نے اوپر دیکھا تو جبرئیل بڑی شان و شوکت کے ساتھ جلوہ نما ہیں اُس وقت آپ پر ایک خوف طاری ہوا۔ آپ دولت خانہ میں آکر سو رہے کہ یہ آیت نازل ہوئی یاایھا المدثر قم فانذر وربك فكبر وثيابك فطهر والرجز فاهجر ۔ مدثر جو چادر تلے ہو اور غافل رجز نجاست (ترجمہ) اے غافل اُٹھ اور ڈرا اور اپنے رب کی عظمت ظاہر کر اور اپنا کپڑا پاک کر اور نجاست کو چھوڑ) ڈرانے سے مقصود ہے قوت غضبی اور شہوی کو رام کرنا اور کپڑے پاک کرنے سے مقصود تزکیہ روح ہے اور نجاست سے مقصود علائق جسمانی ہیں۔ پس مقصود یہ ہے کہ مستعد ہو کے اپنے غضب اور شہوت کو رام کر اور اپنی

جان کو پاک کر علائق جسمانی کو دور کر تب خدا کی عظمت و جبروت کو مشاہدہ کر: وربک فکبر کے معنی یہی ہیں کہ اپنے رب کی عظمت دیکھ اور والرجز فاھجر سے ایما ہے بیت المقدس جانے کا کیونکہ رجز سے اصنام بھی ارادہ کرتے ہیں صحیح بخاری میں ہے الرجز ھی الاوثان کتاب التفسیر دیکھو: اُس وقت کعبہ بتوں سے بھرا تھا۔ پس مقصود یہ ہے کہ پاک و صاف ہو کے آپ کعبہ کو چھوڑ کے بیت المقدس تشریف لے جائیے اور آیات ربانی مشاہدہ کیجئے۔ کیونکہ اس کے بعد ہی کہ لا تمنن تستکثر یعنی تھک مت بہت سیر کر تمن کے معنی ہیں سیر سے تھک جانا۔ اس لئے تستکثر سے مقصود تستکثر السیر او۔ تمن کے دوسرے معنی یہاں موافق نہیں چونکہ انبیاء کا مادہ نہایت مستعد ہوتا ہے تو بہت جلد تکملہ ہو گیا اور آپ بیت المقدس تشریف لے گئے جس کی حکایت سورۂ بنی اسرائیل میں واقع ہے۔ الغرض آپ تدریجاً کامل ہوئے جس کی تعبیر خدا استوا سے اس سورہ میں کر رہا ہے پھر افق اعلیٰ پر ہونے سے بیان کرتا ہے کہ وہ انتہا درجہ کا کامل ہوا اور خدا سے بہت ہی قریب ہو گیا۔ یہ خلاصہ ہے دنی فتدلی فکان قاب قوسین کا۔ واضح ہو کہ خدا منزہ ہے زمان و مکان سے تو قرب و بعد اُس کی شان سے دور ہے اور اگر قرب سے مراد وہ تعلق ہے جو علت کو معلول کے ساتھ ہوتا ہے تو واجب تعالیٰ کو وہ قرب جملہ موجودات کے ساتھ ہے۔ اُس سے تو کوئی خالی نہیں کیونکہ واجب الوجود ہستی ہے تمام ممکنات کی اور ہستی کسی چیز کی اُس سے جدا نہیں ہوتی اسی وجہ سے کہتا ہے: ونحن اقرب الیہ من حبل الورید پس مقصود قرب سے یہاں تشبہ بالملک ہے یعنی آپ میں جملہ صفات ملکی آگئیں اور بار نزول وحی کے متحمل ہوئے۔ اُس کے بعد کہتا ہے کہ جب آپ کامل مثل ملائکہ ہو گئے تو خدا نے وحی بھیجی اپنے بندہ کے پاس جو وحی بھیجی اُس وحی کا جو خدا نے بھیجی کچھ ذکر نہیں۔ اس سے متبادر مطلق وحی ہے لیکن مقصود اس سے بیت المقدس کا جانا ہے یعنی جب وہ کامل متشبہ بالملک ہو گئے تو ہم نے اُن کو بیت المقدس جانے کا حکم بھیجا چنانچہ

جانے کی تصریح سورۂ بنی اسرائیل میں وارد ہے۔ اب اُس کے بعد کہتا ہے کہ جو کچھ دیکھا یعنی بیت المقدس میں اُس میں کچھ کذب و دروغ مغشوش نہیں تم لوگوں نے خوب جانچا اُس نے ٹھیک ٹھیک جواب دیا پھر تعجب سے پوچھتا ہے کہ اب بھی تم اُس کے دیکھنے پر جھگڑتے ہو یعنی جب ایک جگہ کا دیکھنا تمھاری جانچ میں صحیح و صادق ٹھیرا تو آسمانوں کا حال بھی جو وہ کہتا ہے اُس کی تصدیق کرو یہاں تک تو بیت المقدس جانے کا اور وہاں آیات ربانی دیکھنے کا بیان ہے۔ اسی کو لیلۃ الاسرا کہنا مناسب ہے۔ اب کہتا ہے کہ اور دیکھا اُس نے یعنی آیات و عجائبات کو دوسری مرتبہ سدرۃ المنتہیٰ کے پاس۔ اس سے ظاہر ہے کہ معراج دو مرتبہ ہوا اصل معراج تو وہی تھا جو لیلۃ الاسرا میں ہوا۔ اُس وقت تکملہ پورا ہو چکا تھا ایک مرتبہ اور آپ نے عجائبات سدرۃ المنتہیٰ کے پاس مشاہدہ فرمایا۔ اُس کی بھی آپ نے حکایت کی تھی۔ چنانچہ اُس کا ذکر یہاں قرآن میں بھی ہے۔ اس کو بھی اگر مجازاً معراج کہیں تو بے جا نہیں کیونکہ یہ بھی علامات کمال سے ہے۔ اب یہاں کچھ سدرۃ المنتہیٰ کی بھی تحقیق مناسب ہے۔ واضح ہو کہ سدرہ عربی میں بیر کے درخت کو کہتے ہیں مشہور یہ ہے کہ وہ ساتویں آسمان پر ہے لیکن شریک کی روایت سے جو صحیح بخاری میں ہے معلوم ہوتا ہے کہ سدرہ ساتویں آسمان کے اوپر ہے جس کی شرح میں قسطلانی نے لکھا ہے کہ یہ مشہور کے خلاف اور مسلم میں جو ثابت بنانی سے روایت ہے اُس سے بھی تجاوز سدرہ آسمان سابع سے مستفاد ہوتا ہے وعلی ہذا القیاس روایت قتادہ سے۔ الغرض اول درجہ کی صحاح احادیث سے ایسا ہی ثابت ہوتا ہے اور شہرہ کو کوئی وقعت نہیں جو کچھ ہو۔ آسمان پر بیر کا درخت نہایت مستبعد ہے اور یہ جملہ شرائع کے خلاف ہے تمام عالم میں اس بیر کی خبر نہیں اور نہ اُس کا کچھ فائدہ ہے۔ اس لئے میرے نزدیک مراد سدرہ سے فلک منتہم ہے جس میں ثوابت بے حد و شمار موجود ہیں جن کو تشابہ تیق یعنی بیر سے ہے اور منتہیٰ اس واسطے کہا کہ منتہائے بصر ہے اُس کے اوپر نہ کوئی کوکب ہے نہ بصر کچھ کام کرتی اور اگر حرکت اولیٰ

کے لئے اُس کے اوپر مبدا نہ مانیں تو وہ منتہاے عالم اجسام بھی ہی اس وقت کے فلاسفہ جو حرکت اولیٰ کو زمین کی طرف منسوب کرتے ہیں اُن کے نزدیک فلک ہشتم کے اوپر خلا ہ ہر احادیث میں اس کے پھلوں کو لکھا ہی کالقلال قلال کی معنی شراح حدیث مٹکے کے بیان کرتے ہیں۔ لیکن میرے نزدیک یہ جمع قلہ کی ہی یعنی اُس کے پھل مثل پہاڑ کے ہیں یعنی اُن کو حرکت نہیں۔ لیکن حدیث میں یہ بھی آیا ہی کہ اُس کے پتے ہاتھی کے کان کے سے ہیں۔ اوراق سے مراد صور منازل ہیں فتدبر۔ جب آپ بطور روحانیت فلک ہشتم پر تشریف لے گئے تو وہاں عجائبات کو بتوجہ تمام مشاہدہ کیا جس کو یہاں مازاغ البصر وما طغیٰ سے بیان کیا ہی یہاں خدا کے دیکھنے نہ دیکھنے کا کچھ ذکر نہیں ہی واضح ہو کہ معراج میں تین مذہب معتدبہ ہیں: ایک جماعت کی رائے ہی کہ کل خواب میں تھا اور اکثروں کی رائے ہی کہ کل بالجسد تھا اور کچھ لوگ کہتے ہیں تا بیت المقدس بالجسم اور آسمان پر جانا خواب میں تھا۔ لیکن اگر جسم سے مراد جسم مثالی ہو تو جملہ نزاع طے ہو جاتے ہیں ایسی صورت میں کل معراج جسمانی بھی ہی اور کل روحانی بھی۔ ہاں اس جسم خاکی کا جانا آسمانوں پر بلا شبہ مستبعد ہی یہاں کچھ لکھنا مناسب ہی واضح ہو کہ تعلق روح کا اس جسم خاکی کے ساتھ صرف بغرض استکمال ہوتا ہی اگر یہ مطلوب اُس کو حاصل ہو جائے تو وہ بدن سے بے پروا ہو کے چھوڑ سکتی ہی۔ انبیاء کو تو یہ تکملہ جلد ہو جاتا ہی لیکن بوجہ تعلیم و تکمیل نفوس انسانی ایک مدت تک بدن کو نہیں چھوڑتے۔ پھر جب یہ معاملہ چل نکلتا ہی تو بحکم ربانی بطرق مختلفہ چھوڑ دیتے ہیں۔ چنانچہ حضرت موسیٰ نے جب بنی اسرائیل سرحد شام میں پہونچ گئے اور شریعت موسوی جاری ہو گئی تو بحکم الٰہی ارض لوطا میں پہاڑ پر مقام گی میں بدن چھوڑ دیا اور فرشتہ نے اُن کی نعش دفن کیا۔ موسیٰ کی پانچویں کتاب کے ۳۴ باب میں اس کا ذکر ہے۔

וַיִּקְבֹּר אֹתוֹ בַגַּי : یقبور او تو بگی

(ترجمہ) دفن کیا اُس کو گی میں - یہ نہیں معلوم ہوتا ہی کہ یقبور کا فاعل کون ہی

سوائے خدا کے کوئی نہیں جس کی طرف ضمیر پھیریں۔ بنی اسرائیل کا لفظ تو قریب ہی نہیں اور اگر ہوتا بھی تو اُس کے واسطے صیغہ جمع ہوتا اور ہی یعقوب صیغہ واحد اس لئے ضمیر خدا کی طرف پھرتی ہی۔ خدا نے خود تو دفن کیا نہ ہوگا۔ اس لئے سمجھا گیا کہ فرشتہ نے دفن کیا کیونکہ اس کے بعد لکھا ہی کہ اُس کی قبر آج تک کسی آدمی کو معلوم نہ ہوئی حالانکہ اُن کے ساتھ چھ لاکھ آدمی تھے۔ آنحضرت کے پاس بھی جب شریعت جاری ہوگئی اور ایسے لوگ جو شریعت جاری کریں اور نفوس انسانی کا تکملہ کرائیں تیار ہو لئے۔ سورۂ اذا جاء نازل ہوئی کہ آپ اب اس بدن خاکی کو چھوڑدیں تو آپ نے بطور متعارف چھوڑ دیا۔ انبیا میں بعض تو اس بدن کو بطور متعارف چھوڑتے ہیں اور بعض بطور غیر متعارف کہ نعش اُن کی خلائق کی نظر سے مخفی رہتی ہی۔ حضرت ادریس نے ایسا ہی کیا ان کا نام عبرانی میں حنوخ ہی یہ حضرت آدم سے ساتویں پشت حنوخ بن یارد بن مہلل ایل بن قینان بن انوش بن شیث بن آدم یہ ایک بڑے جلیل القدر پیغمبر تھے یہ حضرت نوح کے پردادا تھے انھوں نے بہت علوم وفنون شائع کئے۔ اس لئے ان کا لقب ادریس ہوا (۳۶۵) برس دنیا میں رہے موسیٰ کی پہلی کتاب کے پانچویں باب کی (۲۴) آیت میں لکھا ہی וַיִּתְהַלֵּךְ חֲנוֹךְ אֶת־הָאֱלֹהִים וְאֵינֶנּוּ כִּי־לָקַח אֹתוֹ אֱלֹהִים وَیتہلّخ حنوخ اِث ہا اِلوہیم و اینِنو کی لاقح اوتو اِلوہیم (ترجمہ) ادریس فرشتوں کے ساتھ چلتا تھا اور وہ مرنے کے لائق نہ تھا کہ اُس کو اللہ نے لے لیا۔ مقصود یہ ہی کہ ادریس کا سلوک مثل ملائکہ تھا یعنی وہ مثل ملک کے ہوگیا تھا تو اُس نے بحکم خدا جسم خاکی کو چھوڑ دیا حالانکہ قوت مزاجی اور حرارت غریزی لائق زندگانی اُس میں باقی تھی ربی اسحق نے اس کی تفسیر میں لکھا ہی کہ ادریس صدیقین سے تھا لیکن اُس کے خیال میں آیا کہ لوگوں کو گمراہ کرے اس لئے خدا نے اُسے قبل اجل کے مار ڈالا یہ معنی نہایت بیہودہ خلاف نص کے ہیں نص میں تو مذکور ہی کہ

وہ مثل ملک ہو گیا تھا اُس پر تفضیل کا تہمت اپنے کو فضیحت کرنا ہی آپ ہی اُن کو صدیقین سے شمار کرتا ہی آپ ہی یہ تہمت بھی لگاتا ہی۔ قرآن شریف میں آپ کی شان میں وارد ہے۔ وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِدْرِيسَ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا : یاد کر کتاب میں ادریس کو کہ وہ بہت سچا نبی تھا اور ہم نے اس کو بڑا درجہ دیا۔ شب معراج میں آنحضرتؐ سے اور ادریسؑ سے ملاقات ہوئی تھی۔ آنحضرت کو فرمایا تھا۔ مرحبا بالاخ الصالح والنبی الصالح اور ایسا ہی اور انبیاء نے بھی آپ کو لفظ اخ سے خطاب کیا تھا۔ سوائے حضرت آدم و حضرت ابراہیم کے کہ ان صاحبوں نے بلفظ ابن خطاب کیا تھا۔ وجہ اس کی یہ تھی کہ شریعت آپ کی شریعت ابراہیمی تھی اس لئے حضرت ابراہیمؑ نے پیار سے بابن لفظ خطاب کیا اور حضرت آدمؑ نے اس وجہ سے کہ وہ اول الانبیاء تھے اور آپ آخر الانبیاء۔ فقط۔ سفر ہیاشار ایک کتاب ہی جو قبل زمانہ بخت نصر کے ترتیب دی گئی اور بہت معتبر ہی یہود میں۔ اُس میں ادریسؑ کا حال یوں لکھا ہی کہ جب (۲۴۳) برس خلافت ادریس کو گزرے کہ اُس وقت حضرت آدم کا انتقال ہوا تھا۔ ادریس کے دل میں عزلت و تنہائی کا شوق پیدا ہوا تو وہ تین روز خلوت میں رہتے چوتھے روز مجمع میں بیٹھتے اور لوگوں کو تعلیم کرتے اور تہذیب اخلاق سکھاتے مدت تک یہی دستور رہا پھر ہفتہ میں ایک بار جلوہ فرماتے، پھر ایک ماہ خلوت میں رہتے اور ایک روز مجمع میں۔ ایک مرتبہ آپ سال بھر خلوت سے باہر نہ آئے لوگ بہت بے چین ہوئے آپ کی بات سننے کا کمال اشتیاق رکھتے تھے لیکن خوف سے نزدیک نہیں جاتے تھے پھر لوگ مشورہ کر کے قرب و جوار خلوت میں مجتمع ہوئے۔ اُس وقت حضرت ادریسؑ خلوت سے برآمد ہوئے اور وعظ و نصائح و تعلیم و تہذیب حاضرین کی جس سے لوگ نہایت محظوظ و بشاش ہوئے۔ الغرض یہی طور رہا ایک روز آپ مجمع میں بیٹھے ہوئے وعظ و نصیحت میں مصروف تھے کہ فرشتہ نے آسمان سے آواز دی کہ چڑھ آؤ اور آسمانی بادشاہت لو۔ اُس وقت ادریس نے مجمع عظیم جمع کیا اور

کہا کہ میں آسمان سے مطلوب ہوں لیکن ابھی جانا میرا متعین نہیں ہوا ہے پھر جو کچھ تعلیم تدریس و صیت مرکوز خاطر ہوئی وہ لوگوں کو سنا دیا۔ ایک سال تک بعد اس وحی کے یہ سب کرتے رہے بعد انقضائے مدت ایک سال لوگ بیٹھے ہوئے وعظ و کلام حکمت سن رہے تھے نظر جو اوپر اوٹھی تو دیکھا کہ ایک گھوڑا آسمان سے اُترا آتا ہے کہ وہ با رفتار ہے تب لوگوں نے حضرت ادریس سے یہ عرض کیا۔ اُنھوں نے فرمایا کہ میرے لینے کو آتا ہے میں اب تم میں سے جاؤں گا۔ مجھ سے اب پھر ملاقات نہ ہوگی۔ تب وہ گھوڑا اوترا اور ادریسؑ کے پاس کھڑا ہوا پھر تو آپ نے پکار دیا اور سب خلائق بڑی کثرت و انبوہ کے ساتھ جمع ہوگئی اور ادریس نے سب کو توحید و خدا پرستی کی تاکید کی اور سب کو اتحاد و میل کا اصرار فرمایا۔ پھر حضرت ادریس اُس گھوڑے پر سوار ہوئے اور آٹھ ہزار آدمی اُن کے پیچھے یہ سب لوگ ایک دن چلے گئے تب وہاں حضرت ادریس نے فرمایا تم لوگ پھر جاؤ مبادا مرجاؤ۔ اس وقت بہت لوگ واپس آئے لیکن کچھ لوگ چھ روز تک چلے گئے۔ ہر روز حضرت ادریس اُن سے کہتے کہ پھر جاؤ مبادا مرجاؤ۔ لیکن وہ مانتے نہ تھے۔ چھٹے روز حضرت نے فرمایا کہ اب تم پھر جاؤ میں تو اب آسمان پر جاؤں گا اور جو میرے ساتھ رہے گا وہ مرجائے گا۔ اُس وقت جن کو پھرنا تھا وہ پھر گئے تاہم کچھ لوگ رہ گئے وہ نہیں پھرے اور کہا کہ موت ہی تجھ سے جدا کرے گی تب ساتویں دن ادریس آگ کے گھوڑے پر کہ وہی براق تھا اندھڑ کے ساتھ آسمان پر چڑھ گئے۔ اُس کے بعد سلاطین نے آدمی وہاں بھیجا جہاں سے حضرت ادریس آسمان پر چڑھے تھے کہ اُن لوگوں کی جستجو کریں وہ لوگ وہاں پہونچے تو بالکل وہ میدان برف سے بھرا تھا۔ برف کو جو کھودا تو اُس میں کل رفقائے ادریس مردہ پڑے تھے فقط۔ الغرض ادریس نے اپنے جسم کو اس طرح چھوڑا۔ واللہ اعلم بالصواب۔ قیاس یہ ہوتا ہے کہ حضرت ادریس اُس براق پر کرۂ عناصر تک گئے ہونگے وہاں اُن کے اجزائے جسمانی تحلیل ہوگئے ہونگے اور آپ جان لے کے چلے گئے ہونگے یہ معراج حضرت ادریس کا تھا کہ اُن کی

روح پاک جناب قدس سے جا ملی فافہم۔ اس کی شبیہ قصہ کیخسرو کا ہے جو گبروں کے دفاتر میں مکتوب ہے اور ہنود راما اوتار کو بتاتے ہیں کہ مع اپنے رفقاء کے بیکنٹھ چلے گئے۔ اس کی حکایت بھی قریب قریب اس کے بیان کرتے ہیں۔ اس کے قریب قصہ الیاس پیغمبر کا ہے۔ یہ قصہ سلاطین دوئم باب دوئم میں یوں لکھا ہے کہ الیاس اور ان کے خلیفہ الیسع مقام گلگال جو حوالی اردن میں واقع ہے چلے۔ الیاس نے الیسع سے کہا کہ تم ٹھہرو مجھکو خدا کا حکم ہے بیت اللہ جانے کا یہ ایک قدیم شہر ہے ملک شام میں۔ الیسع نے کہا میں ہرگز ساتھ نہ چھوڑوں گا۔ چنانچہ وہ دونوں وہاں گئے۔ وہاں کے پیرزادوں نے الیسع سے ملاقات کر کے کہا کہ خدا تمھارے مرشد کو تمھارے سر سے لیا چاہتا ہے۔ انھوں نے جواب دیا میں بھی جانتا ہوں۔ پھر الیاس نے الیسع سے کہا کہ تم یہاں ٹھہرو، مجھکو خدا نے یریحو بھیجا ہے۔ الیسع نے قسم کھائی کہ میں ساتھ نہ چھوڑوں گا۔ چنانچہ دونوں یریحو پہونچے۔ وہاں کے پیرزادوں نے بھی الیسع سے ویسا ہی کہا جو بیت اللہ کے پیرزادوں نے کہا تھا اور ویسا ہی جواب سنا۔ اب الیاس نے کہا تم ٹھہرو میں دریا پر جاؤں گا۔ انھوں نے کہا میں ہرگز ساتھ نہ چھوڑوں گا۔ چنانچہ وہ دونوں ساتھ چلے۔ ان کے ساتھ پچاس پیرزادے بھی ہولئے اور دور سے کھڑے ہو کے تماشا دیکھنے لگے اور دونوں دریاے اردن کے کنارے جا کھڑے ہوئے۔ پھر الیاس کے اشارہ سے اردن کا پانی پھٹ گیا اور اس میں راہ ہوگئی کہ دونوں آدمی پار اتر گئے اور دونوں باتیں کرتے چلے جاتے تھے کہ آگ کی گاڑی و گھوڑا دونوں کے بیچ میں حائل ہوگیا اور الیاس اندھڑ کے ساتھ آسمان پر چڑھ گئے اور الیسع دیکھ رہے تھے اور چیخ مارتے تھے۔ فقط اس سے بھی قیاس ہوتا ہے کہ جب الیاس کا تکملہ ہوگیا تو حسب ایماے ربانی براق آیا اور اس پر سوار ہو کے اوپر روانہ ہوئے۔ یہاں تک کہ نظروں سے نہاں ہوگئے۔ کچھ دور کے بعد اجزاء عنصریہ اپنے اپنے مقام پر چلے گئے اور روح پاک عالم قدس کی ہو رہی۔ یہ صورت ان کے معراج کی تھی۔ معراج جملہ انبیاء کو ہوتا ہے۔ چونکہ مزاج انبیا مزاج انسانی ہوتا ہے

لیکن خواص انسانی سے جدا نہیں ہوتے لہذا اس جسم خاکی کا مرور کرۂ زمہریر پر اُس کے مزاج کے منافی ہے وہاں زندگی دشوار ہے زندگی انسان بلکہ جملہ حیوانات خشکی بلا تنفس و ترویح قلب ناممکن بعد کرۂ زمہریر ایسی ہوا ہے جس میں کوئی جاندار زندہ نہیں رہ سکتا۔ یہاں بھی ہوا کو آلہ سے کھینچ کر دیتے ہیں کہ اُس میں جس جاندار کو ڈال دیتے ہیں مرجاتا ہے۔ لہذا یہ جسم خاکی اُس میں زندہ نہیں رہ سکتا۔ پھر اُس کے بعد کرۂ نار ہے جس میں قطع نظر فقدان تنفس تحلیل اجزا عنصریہ بھی ہوجائیگا۔ جب ان مہالک سے تجاوز کرکے آسمان تک پہونچے تو بموجب مذہب مشائین اُس میں خرق نہیں ہوسکتا اور اگر آسمان نہ ہو خلا رہو تو اُس میں جاندار جی نہیں سکتا۔ پھر فلک الشمس میں حرارت شمسی کا متحمل کیونکر ہوسکتا ہے۔ الغرض ایسے وجوہ سے ارباب نظر اس جسم خاکی کا آسمان پرجانا بطور متعارف مستبعد سمجھتے ہیں اور ضرورت بھی نہیں خدا ہر جگہ ہے اور قرآن سے ثابت نہیں ہوتا۔ لہذا معراج میں اختلاف آرا ہے۔ فتح الباری میں لکھا ہے کہ سلف نے اس میں اختلاف کیا ہے بسبب اختلاف روایات کے جمہور محدثین و فقہا اور متکلمین کا مذہب یہ ہے کہ اسرا و معراج ایک ہی رات میں واقع ہوا اس جسم سے بعد بعثت کے تمسک اُن کا اخبار صحیحہ ہیں جن سے عدول مناسب نہیں کیونکہ کوئی استحالہ نہیں جس سے تاویل کی جائے۔ ہاں روایات جو اس باب میں ہیں باہم مختلف ہیں۔ اس لئے بعض اہل علم کے نزدیک یہ سب دو مرتبہ ہوا۔ ایک مرتبہ خواب میں پھر بیداری میں اور ابو میسرہ تابعی کبیر کے نزدیک اور جو اُن کے موافق ہیں یہ سب خواب میں تھا اور کہتے ہیں یہ دو مرتبہ واقع ہوا۔ یہی مذہب مہلب شارح بخاری کا ہے اور بہت لوگوں کا اور ابو نصر بن قشیری اور ابو سعید کہتے ہیں کہ پیغمبر خدا کے کئی معراج تھے بعض نوم میں بعض یقظہ میں۔ یہی مذہب ابن عربی کا منقول ہے [1]

---

[1] غزالی نے لکھا ہے جو لوگ آپ سے اور محسوسات سے خود غائب ہوجاتے ہیں اور اپنے میں اور ترتے ہیں اور خدا کی یاد میں ڈوبتے ہیں یعنی مراقبہ کرتے ہیں جیسا راہ تصوف کا آغاز ہے تو قیامت کا حال اُن کو نظر آتا ہے اس واسطے کہ اُن کی روح حیوانی اگرچہ اعتدال سے منحرف نہیں ہوجاتی لیکن سست ہوجاتی ہے اس سبب سے

(بقیہ نوٹ برصفحہ آیندہ)

بعض متاخرین کہتے ہیں کہ قصہ اسرار ایک رات کا ہے اور قصہ معراج دوسری رات کا اور بعض کا مذہب یہ ہے کہ اسرار یقظہ میں تھا اور معراج خواب میں۔ واضح ہو کہ اختلاف نوم و یقظہ معراج میں ہے اسرار میں نہیں۔ یہ سخن طولانی ہے اب اشعیا کے کلام کی طرف رجوع اولیٰ ہے

פִּצְחוּ רַנְּנוּ יַחְדָּו חָרְבוֹת יְרוּשָׁלִָם
כִּי נִחַם יְהוָה עַמּוֹ גָּאַל יְרוּשָׁלִָם:

پصحو رننو یحدو حربوت یروشلایم کی نحم یہوا عمو گاءل یروسلایم (ترجمہ) (مل کے گاؤ ویران اورشلیم کہ خدا نے رحم کیا اپنی قوم پر آزاد کیا اورشلیم کو قبل بعثت پیغمبر خدا

(بقیہ نوٹ صفحہ گزشتہ) خوف خدا و اندیشہ عقبیٰ جب اس میں پیدا ہو جاتا ہے تو روح حیوانی اُن کو اپنی طرف کچھ بھی مشغول نہیں رکھتے تو اُن کا حال مردہ کے حال سے قریب ہو جاتا ہے لوگوں کو مرنے کے بعد جو کچھ معلوم ہوتا ہے اُن کو یہیں کھل جاتا ہے اور جب پھر آپ میں آتے ہیں اور عالم محسوسات میں پڑتے ہیں تو بہتوں کو اُس میں سے کچھ بھی یاد نہیں رہتا لیکن اس کا کچھ اثر باقی رہ جاتا ہے۔ اگر بہشت کی حقیقت اُسے دکھائی ہے تو اس کی خوشی و راحت اُس کے ساتھ باقی رہتی ہے اور اگر دوزخ کی حقیقت اس کے سامنے پیش کی ہے تو اس کی اداسی اور خستگی اُس کے ساتھ باقی رہتی ہے اور اگر اس میں سے کچھ یاد رہا ہو تو اس کی خبر دیتا ہے اور گر خزانہ خیال نے اُسے کسی مثال کے ساتھ تعبیر کر لیا ہے تو ممکن ہے کہ وہ مثال اُسے خوب یاد رہے اور وہ اس کی خبر دے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں ہاتھ پھیلایا اور فرمایا کہ جنت کا خوشہ انگور مجھے دکھایا گیا۔ میں نے چاہا تھا کہ اُس کو اس جہان میں لاؤں۔ اے عزیز گمان نہ کر کہ خوشہ انگور جنت حقیقت کی مثال تھا اُسے اس جہان میں لا سکتے بلکہ یہ محال تھا۔ اس واسطے کہ اگر ممکن ہوتا تو آنحضرت اُسے اس جہان میں لاتے اور اس امر کے محال ہونے کا سمجھنا مشکل ہے اور اس اشکال کے تلاش کی تجھے کچھ حاجت نہیں اور مدارج علمار کا فرق ایسا ہے کہ کسی کو بالکل بھی سوجھ ہوتا ہے کہ بہشت کا خوشہ انگور کیا ہے اور کیا تھا کہ آنحضرت نے دیکھا اور دوسرے نے نہ دیکھا اور کسی کو اس امر سے بھی کہنا نصیب ہوتا ہے کہ آنحضرت نے ہاتھ بڑھایا تو الفعل القلیل لا یبطل الصلوٰۃ۔ اُس امر کی تفصیل میں وہ خوب غور کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ پہلوں اور پچھلوں کا علم بھی علم ظاہری ہے جس نے یہ جانا اور اسی علم پر قناعت کی اور اسی علم کے ساتھ یعنی علم تصوف کے ساتھ نہ مشغول ہوا وہ خود بیکار ہے اور اُسے علم شرع سے انکار۔ اس بیان سے مقصود یہ ہے کہ تو یہ گمان نہ کر کہ رسول مقبول بہشت کا

(بقیہ نوٹ بر صفحہ آئندہ)

یہود، عیسائی اور گبر اور دیگر اقوام بت پرست کے ہاتھوں میں شکنجہ تھے خدا کہتا ہے کہ تم لوگ خوشی کرو کہ تمہاری آزادی کا زمانہ آیا۔ چنانچہ دور اسلام سے وہ سختیاں سب موقوف ہوئیں جو مسلمان ہوئے وہ تو عذاب دنیا و آخرت سے محفوظ ہوئے اور جو ایمان نہ لائے وہ بھی امن میں ہو گئے۔ زمانہ اسلام یہود کے لئے مقام خوشی تھا اس لئے اس کی بشارت ہے اور مل کے گانے سے کنایہ ہے کہ مسلمان ہو کے نماز جماعت پڑھو۔ חָשַׂף יְהוָה אֶת-
זְרוֹעַ קָדְשׁוֹ לְעֵינֵי כָּל הַגּוֹיִם וְרָאוּ
כָּל אַפְסֵי אָרֶץ אֵת יְשׁוּעַת אֱלֹ
הֵינוּ׃

حَاسَف یہوا اِث زِرُوعَ قدشو لِعینی کل ھگو یِم وِرائو کل افسی اِرص اِث یِشُوعَث اِلوہینو: (ترجمہ) جب خدا اپنے پاک ہاتھ کو جھاڑے گا قوموں کے سامنے تو دیکھیں گی تمام دنیا ہمارے معبود کا نجات دینا۔ مضمون کلام واضح ہے:

סוּרוּ סוּרוּ צְאוּ מִשָּׁם טָמֵא אַל-תִּגָּ
עוּ צְאוּ מִתּוֹכָהּ הִבָּרוּ נֹשְׂאֵי כְּלֵי יְהֹ
וָה׃ כִּי לֹא בְחִפָּזוֹן תֵּצֵאוּ וּבִמְנוּסָה
לֹא תֵלֵכוּן כִּי-הֹלֵךְ לִפְנֵיכֶם יְהֹ
וָה וּמְאַסִּפְכֶם אֱלֹהֵי יִשְׂרָאֵל׃

(بقیہ نوٹ صفحہ گزشتہ) حال جبرئیل سے سن کر اس طرح تسلیہ فرما دیتے تھے جس طرح جبرئیل سے سنے ہوئے کی تو معنی سمجھتا ہو لیکن رسول اکرم نے جنت کو ملاحظہ فرمایا۔ جنت کی حقیقت اس جہان میں کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ بلکہ آنحضرتؐ اس عالم کو تشریف لے گئے اور اس جہان سے غائب ہو گئے یہ غائب ہونا ہی آپ کی معراج کا ایک قسم ہے۔" انتہی۔ واضح ہو کہ آنحضرت کو خوشہ انگور نماز کے اندر نظر پڑا تھا تو آپ نماز کے اندر ہی اس جہان سے غائب ہوئے۔ بدن آپ کا مسجد کے اندر ہی تھا۔ اس کو امام صاحب معراج فرماتے ہیں۔ فتدبر

سُورو سُورو صئو مِشام طامی اَل تِگّاعُو صئو مِتّوخاہ ہِبّارو نوسی کلی ہوا
کی لو بِحِپّازون تیصئو و بِمنوسَہ لو تیلیخون کی ہولیخ لفنیخم یہوا و مآسفخم
الوھی یسرائیل (ترجمہ) بھاگو بھاگو۔ نکلو وہاں سے ناپاک کو چھوو مت اُس کے اندر
سے نکل بھاگو۔ مقدس لوگوں نے اسلحہ الٰہی اُٹھایا جو گھبرائے ہوئے نہ نکلیں گے اور
نہ بھاگیں گے کیونکہ خدا تمھارے مقابل میں چلے گا معبود اسرائیل تم کو پناہ کرے گا ابھی
ادھر ادھر کہہ آیا ہے کہ بیت المقدس پر اب نجس و نامختون کا قبضہ نہ ہوگا۔ اب پھر کہتا ہے
کہ ناپاک کو بیت المقدس سے نکل بھاگو کہ اب مقدس لوگوں نے ہتھیار پکڑا ہے۔ ناپاک سے مقصود
اوّل درجہ میں شیاطین واجنہ ہیں جن کی پرستش بیت المقدس میں مدت دراز سے
ہوتی تھی۔ دوئم درجہ میں یہود و نصاریٰ ہیں۔ یہود کی نجاست اُن کی اصنام پرستی و
فسق و فجور و قتل و خوں ریزی و رشوت و کذب و بہتان سے ظاہر ہے جس کی شکایت سے
صحف انبیاء بھرے ہیں اور نصاریٰ کی نجاست تو ظاہر ہے کہ باوجود ان امور کے حلال و
حرام میں کچھ امتیاز نہیں تثلیث علانیہ اُن کا اعتقاد ہے۔ مقدس لوگ جنھوں نے سلاح سنبھالا
وہ مسلمان ہیں کہ بزور جہاد و نفوس قدسیہ ان سب نجاسات سے بیت المقدس کو پاک کیا۔
پھر مسلمانوں کی شان میں ہے کہ بہت اطمینان و وقار سے نکلیں گے ہرگز نہ بھاگیں گے
جہاد سے بھاگنا تو ہمارے مذہب میں سخت گناہ ہے اور شہادت ثواب عظیم مسلمانوں کو شہادت
کا بڑا ذوق تھا کس لطف سے گلا کٹاتے تھے۔ اُس وقت کے حالات بچشم انصاف دیکھو
قرآن میں بھی ہے فتمنوا الموت إن کنتم صادقین۔ یہ خاصہ اہل اسلام کا تھا۔ خدا
تمھارے سامنے چلے گا خطاب ہے انھیں ناپاکوں سے یعنی مسلمانوں کو خدا تمھارے
مقابل میں قوت دے گا اور تم کو برباد کرے گا۔ نہ جن رہیں گے نہ جنی نہ یہود رہیں گے
نہ نصاریٰ بالکلیہ مسلمانوں کا وہاں قبضہ ہو جائے گا۔ تیرہ سو برس بعد یہ خبر پوری ہوئی ہے

یارب صل وسلم دائماً ابدا ۔ علیٰ نبیک خیر الخلق کلھم

הִנֵּה יַשְׂכִּיל עַבְדִּי יָרוּם וְנִשָּׂא וְגָ
בַהּ מְאֹד: ہِنّے یَسْکِیل عَبْدی یَارُوم وِنِسّا وگابہ مِیُود (ترجمہ)
دیکھو اب میرا بندہ ہدایت کرے گا بڑی ترقی کرے گا اور بلند ہوگا بے حد۔ میرے بندہ سے
مقصود ہمارے پیغمبر ہیں اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ واشھد ان محمداً عبدہٗ و
رسولہ خدا یہاں بھی پیغمبرؐ کو عبودیت سے خطاب کرتا ہے جیسا حضرت یعقوب کو جا بجا
کیا ہے: שָׁמְמוּ עָלֶיךָ רַבִּים כֵּן מִשְׁחַ
ת מֵאִישׁ מַרְאֵהוּ וְתֹאֲרוֹ מִבְּנֵי אָדָם:
شَامِمُو عَالِیخَا رَبِّیم کین مِشْحَت مَاایِش مَرِیہُو وِتُوارُو مِبْنِی آدام
لغات مِشْحَت اصل معنی اس کے خلافت و رسالت کے ہیں۔ اس لئے رسول و خلیفہ کو
ماشیح کہتے ہیں۔ عربی مسیح لیکن اس وقت میں دستور یہ تھا کہ خلیفہ کے سر پر ایک قسم کا تیل
ملتے تھے وہ دستور اب نہ رہا (ترجمہ) جب تباہ ہونگے تیرے سبب سے بہت تو
فوراً خلافت ہوگی بذریعہ ایک مرد کے جس کی صورت و شکل بنی آدم کی سی ہوگی۔ اس
بیان سے کہ خلافت ایک مرد کے ذریعہ سے ہوگی جس کی صورت انسان کی سی ہوگی سمجھا گیا
کہ وہ مرد آدمی زاد نہ ہوگا چنانچہ جبرئیل غار حرا میں بشکل انسان ظاہر ہو کے آپ کو خلیفہ
نوع انسانی کر گئے۔ قبل آنحضرتؐ کے شاول یعنی طالوت کے زمانہ سے خلافت سر پر
تیل ڈالنے سے ہوتی ہے چنانچہ داؤد وغیرہ سب کے سر پر روغن خلافت پڑا تھا۔ موسیٰ کے
سر پر یہ تیل نہیں پڑا تھا اُن کو بھی فرشتہ نے کوہ طور پر خلیفہ مقرر کیا یہ بھی ایک تمثیل موسیٰ کی ہے
جو اشعیا کے باب ۱۸ میں مذکور ہے۔ واضح ہو کہ جب بنی اسرائیل عیسائیوں کے ہاتھ سے
بہت تباہ ہوئے تو خداوند کریم نے حسب الوعدہ آنحضرتؐ کو خلیفہ مقرر کیا۔ چنانچہ اُس وقت سے
اُن کو بہت آسائش ہوئی جو مسلمان ہوئے وہ تو فلاح دنیا و آخرت کو پہنچے:

כֵּן יַזֶּה גּוֹיִם רַבִּים עָלָיו יִקְפְּצוּ

מְלָכִים פִּיהֶם כִּי אֲשֶׁר לֹא סֻפַּר לָהֶם
רָאוּ וַאֲשֶׁר לֹא־שָׁמְעוּ הִתְבּוֹנָנוּ׃

کیپن یِزّہ گویِم رَبّیم عَالاو یِقپصُو مَلاخیم پیہم کی اَشر لو سپرلاہم راو وَاشر لو شامعُو ہِتبونانو (ترجمہ) پھر تو خوش ہونگے اُس کے سبب سے بہت قومیں بند کریں گے سلاطین اپنا موُنہ کیونکہ جو خبر اُن سے بیان نہیں کی گئی وہ دیکھیں گے اور جو سُنا نہیں سمجھیں گے یعنی معاد کی بات جسے اگلے انبیاء نے بیان نہیں کیا تھا۔ اُسے آنحضرت نے بہت بسط و تفصیل کے ساتھ ظاہر کیا اور قوت روحانی جو کبھی انسان کو حاصل نہ تھی وہ آپ کے انفاس قدسیہ سے حاصل ہوئی کہ جس سے سحر و جادو بالکل مٹ گیا خالص خدا کی پرستش دنیا میں پھیلی ہے

علیك سلام الله یا اکرم الورٰی ۔ ومن ھو فی الدارین للخلق شافع
یک نظر فرما کہ مستغنی شوم

واضح ہو کہ اشعیا کی ۵۲ باب کے ۷ آیت میں جو کچھ مذکور ہوا وہ ناحوم کے باب دوم کی پہلی آیت میں ہر کچھ با اختلاف ہوا اُسے ہم لکھدیتے ہیں: הִנֵּה עַל־הֶהָרִים רַגְלֵי מְבַשֵּׂר מַשְׁמִיעַ שָׁלוֹם־
חָגִּי יְהוּדָה חַגַּיִךְ שַׁלְּמִי נְדָרָיִךְ
כִּי לֹא יוֹסִיף עוֹד לַעֲבָר־בָּךְ בְּלִיַּעַל
כֻּלֹּה נִכְרָת׃

ہِنّہ عَل ہِہاریم رَغلی مِبَسیر مَشمیع شالوم حُگّی یہودا حَگَیخ شَلّمی نِدارایخ کی لو یوسیف عود لَعَبور باخ بلیعل کلّو نِکرات (ترجمہ) دیکھو پہاڑوں پر ہوں گے قدم بشیر کے جو سلامتی سنائے گا۔ حج کر اے یہودا اپنا حج اپنی نذر ادا کر کہ پھر تجھ میں بیہودہ کا گزر نہ ہوگا سب مٹ جائے گی۔ اس کے بعد کنایات بہت ہیں اُسے چھوڑ دیتے ہیں ورنہ

کتاب بہت بڑھ جائے گی۔ اب ہم یہاں اشعیا کا باب ۱۱ و ۱۲ لکھ دیتے ہیں یہود اس کو حضرت امام مہدی پر گھٹاتے ہیں اور عیسائی حضرت مسیح پر لیکن میرے خیال میں ہمارے پیغمبر کے بارہ میں یہ کلام ہے: ויצא חטר מגזע ישי
ונצר משרשיו יפרה ונחה עליו רוח יה
וה רוח חכמה ובינה רוח עצה וגב
ורה רוח דעת ויראת יהוה והריח
ו ביראת יהוה ולא למראה עיניו
ישפוט ולא למשמע אזניו יוכיח
ושפט בצדק דלים והוכיח במישו
ר לענוי ארץ בשבט פיו וברוח ש
פתיו ימית רשע והיה צדק אזור מתני
ו והאמונה אזור חלציו וגר זאב
עם כבש ונמר עם גדי ירבץ ועגל
וכפיר ומריא יחדו ונער קטן נהג ב
ם ופרה ודב תרעינה יחדיו ירבצו
ילדיהן ואריה כבקר יאכל תבן
ושעשע יונק על חר פתן ועל
מאורת צפעוני גמול ידו הדה
לא ירעו ולא ישחיתו בכל הר קדשי
כי מלאה הארץ דעה את יהוה
כמים לים מכסים

وِیاصا حوطر مِگِزع یِشای وِنیصر مِشّاراشاو یِفرِہ وِناحا عالاو رُوح یہوا

رُوح حِکمہ وِبینا رُوح عیصا وُ غِبورا رُوح دَعت وِیراَت

یہواو ہِرِیحو بِیراَت یہوا ولو لِمرِہی عینا وِیشپوط وِلو لِمشمع ازنا دیو خیح وِشافط

بِصِدق دَلیم وِہوصیح بِمیشور لعنوی ارِص وِہکا ارِص بِشیط پِیوو بِرُوح شفاتا

وِیامیت راشاع وِہایا صِدق ایزور متناو وِہا اموںہ ایزور حِلاصاو : وِغار زِیب

عم کبس وِنامیر عم گدی یِرباص وِعیغل وُ کفیر ومِری یاحد وِنعرہ قاطون نوہیغ باَم

وِفارا دُوب تِرعینا یحدا و یِربصو یلدیہن وِاریہ کبا قار یوخل تبن وِشعشع یوںیق

عل خرپاتن وعل مِیئورت صِفعونی گامول یادو ہادا لو یارعو ولو یِشحِیتو بِکل ہر

قدشی کی ماِلاَہ ہاآرِص دِیعہ اِث یہوا کَمَّیم لیام مِکسیم :

لغات :

יָצָא یا صا نکلا یہ صیغہ ماضی ہی لیکن بوجہ واو کے جو اس کے اول میں ہی یہاں بمعنی مستقبل ہی

חֹטֶר حوطر، شاخ عربی خطر גֶּזַע گزع۔ تنہ درخت خصوصاً جنگلی

عربی جدع : יִשָׁי یشای نام ہی حضرت داوٗد کے باپ کا کتابت اس کی عبرانی

میں اس طرح ہی کہ اول میں یا، مثناۃ تحتانی ہی اور اس کے بعد شین معجمہ اس کے بعد پھر

یا، مثناۃ تحتانی۔ انھیں تین حروف سے اس لفظ کی ترکیب ہی جس کے اعداد ۳۲۰ ہوے

اور اسی قدر اعداد قطورہ کے ہیں جو یہاں مراد ہی قطورہ نام ہی حضرت ہاجر کا قطورہ کے

اصل معنی ہیں ہدیہ و تحفہ کے چونکہ بادشاہ مصر نے ان کو تحفہ دیا تھا حضرت سارہ کو اس لئے

اُن کو قطورہ کہتے ہیں حالانکہ وہ بادشاہ مصر کی بیٹی تھیں پھر اس کے معنی قربان کے ہیں

یعنی جو چیز خدا کے لئے علٰحدہ کی جائے یہ معنی بھی اُن میں ثابت تھے کہ وہ خدا کی راہ

سیکھنے کے واسطے اپنا ماد باپ چھوڑ کے حضرت ابراہیم کے ساتھ کی گئیں اور پھر

خانہ کعبہ کی مجاورت کے لئے وہاں پہونچائی گئیں اور יִשָׁי : یشای کے معنی ہیں موجود
اور راست נֵצֶר نصر بمعنی شاخ מִשָּׁרָשָׁיו جڑ اس יִפְרֶה
یفرہ اس کا مادہ פָּרָה پارہ ہے جس کے معنی ہیں پھلنا پھل نکالنا، بڑھنا.
נָחָה ناحہ صیغہ ماضی ہے بمعنی مستقبل بمعنی ورود نزول، اترنا רוּחַ
روح اس لفظ کے معنی ہوا اور روح اور قوت وغیرہ کے آتے ہیں اور جب خدا
کے لفظ سے متصل ہو רוּחַ יְהוָה روح یہوا خدا کی روح تو کبھی اس سے
مراد ہوتی ہے روح القدس اور کبھی ایک حالت ہوتی ہے جو انبیا پر طاری ہوتی ہے وقت
نزول وحی خواہ وقت مشاہدہ عالم ملکوت وجلال ربانی חָכְמָה حکمہ حکمت
בִּינָה بینا فہم وفراست עֵצָה عیصا مشورہ ومشیت واجتہاد
וּגְבוּרָה گبورہ = جبروت דַּעַת دعت = علم וְיִרְאַת
یراخشتہ = ڈر חֲלָצָיו حالاحس = کمر שִׁעֲשַׁע شعشع = لہو ولعب
خوش ہونا חֹר حُر = کنچھ مار، بھن פֶּתֶן پتن = اژدر מְאוּ
רַת مئورا = سانپ کا مسکن צִפְעוֹנִי صِفعونی = سانپ
גָּמוּל گامول = سیانا بالغ הָדָה ہادا یہ مادہ قلیل الاستعمال ہے
معنی سہلانا (ترجمہ) الیشای (یعنی تطورہ) کے تنہ سے ایک شاخ اگے گی اور اس کی
جڑ سے ایک شاخ بڑھے گی نازل ہو گی اس پر روح اللہ کی (یعنی جبرئیل و روح القدس)
یعنی حالت حکمت وفراست واجتہاد وجبروت وعلم وخشیتہ خدا کی اور مست کرے گا اس کو خدا
اپنے خشوع سے نہ وہ موہنہ دیکھ کے انصاف کرے گا اور نہ سنی سنائی پر ہدایت بلکہ وہ
صدق سے غریبوں کا انصاف کرے گا اور مساکین کو راستی کی طرف ہدایت کرے گا اور
زمین کو رام کرے گا۔ اپنے موہنہ کے عصا سے اور اپنے ہونٹوں کی ہوا سے۔ شریر کو فنا
کرے گا۔ صدق اس کا کمربند ہوگا اور امن اس کا منطقہ بھیڑیا بکری کے ساتھ قیام کرے گا

اور چیتا بکری کے بچے کے ساتھ بیٹھے گا اور بچھڑا و بچہ شیر ایک ساتھ اور چھوٹا لڑکا اُن کو ہانک لے جائے گا اور بچھڑا اور ریچھ ایک ساتھ چریں گے اور اُن کے بچے ایک ساتھ بیٹھیں گے اور شیر بیل کی طرح گھاس کھائے گا اور کھیلے گا شیر خوار سانپ کے بِل پر اور سانپ کے من پر سیانا ہاتھ رکھے گا۔ ہمارے تمام پاک پہاڑوں پر بدکاری و ظلم کوئی نہ کرے گا کیونکہ تمام ملک سمجھ سے مملو ہوگا۔ خدا کو گھیرے رہیں گے جیسے پانی کو سمندر ان آیات سے ظاہر ہے کہ کسی رسول کی خبر ہے کیونکہ نزول روح القدس انبیاء ہی پر ہوتا ہے اُس کی صفات سے حکمت یعنی دانش و فراست و اجتہاد و جبروت و علم و خشوع و عدالت و ہدایت جو خواص انبیاء سے ہے بیان ہوا اور زمین کو رام کرے گا۔ اپنے مونہہ کے عصا سے وہ بڑا فصیح اللسان ہوگا کہ اُس کی فصاحت بیان سے قلوب سامعین اُس کی طرف کھنچیں گے اور اپنے ہونٹوں کی ہوا سے شریر کو فنا کرے گا یعنی جس کے حق میں جو کچھ کہدے گا وہ ہو جائے گا یہ جملہ صفات ہمارے پیغمبر میں پائے جاتے ہیں۔ قریش آپ کی بددعا سے بہت ڈرتے تھے۔ عتبہ کے حق میں آپ نے دعا کی تھی اللھم سلط علیہ کلبا من کلابك جب سفر میں وہ اپنے باپ ابولہب کے ساتھ گیا تو ابولہب نے اُسے بڑی حفاظت سے رکھا۔ اُس کے گرد محافظ بٹھلائے اور کہا کہ مجھے محمدؐ کی بددعا کا ڈر ہے۔ یہ سب اہتمام کیا لیکن رات کو اُسے شیر اُٹھا لے گیا اور نیز یہ مقصود ہے کہ آپ کے انفاس قدسی کے اثر سے شیطان بھاگے گا۔ چنانچہ آپ نے فرمایا ہے کہ شیطان جزیرہ عرب سے نکل گیا جو صحابہ کے حالات کو بچشم انصاف دیکھے گا یقین کرے گا کہ شیطان نے کیسا گریز کیا اور امن و عدل کے بارہ میں اُس کے وقت میں بڑا مبالغہ ہے شیر بکری ایک مقام پر رہیں گے ایک سے مقصود یہ ہے کہ بڑے بڑے جبار کم زوروں پر کچھ زور نہ کر سکیں گے۔ نیز بدولت خوبی وقت و برکت انفاس قدسیہ اُس رسول کے طبائع بھی ایسے ہو جائیں گے۔ شیر گھاس چرے گا۔ اُس سے بھی مقصود یہ نہیں ہے کہ فی الواقع شیر گھاس چرے گا کیونکہ اُس کے بعد بھی

لکھا ہے کہ ہمارے پاک پہاڑ پر ظلم و بدکاری نہ ہوگی اُس کی علت یہ بیان کیا کہ تمام ملک سمجھ سے بھر جائے گا اور خدا کو گھیرے رہیں گے یعنی دل و جان سے خدا پرستی کریں گے تمامی عدل و انصاف موجب احکام الٰہی ہوگا۔ ہمارے پیغمبر کے زمانہ میں یہ سب کچھ ہوا۔ ایک بڑھیا شام سے تن تنہا حج کے لئے مکہ معظمہ آتی تھی اور کوئی متعرض نہیں ہوتا تھا۔ یہ سب خلفاء راشدین کے وقت تک تو یہ عدالت بہت شدت کے ساتھ تھی چنانچہ آپ نے فرمایا ہے خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم ایک بڑا نشان اُس رسول کا یہ لکھا ہے کہ وہ ہاجرہ کی اولاد سے ہوگا یہ نشان تو سوائے ہمارے حضرت کے کسی میں نہیں پایا جاتا۔ اب جھگڑا ہم میں اور یہود میں یہ رہ جائے گا کہ فرزند ایشای سے مراد قطورہ نہیں ہیں بلکہ حضرت داؤد کے باپ مقصود ہیں جیسا ظاہر عبارت دلالت کرتی ہے اور ہم کہتے ہیں کہ مراد اُس سے قطورہ ہیں کیونکہ اب رسول کوئی ہوگا نہیں تو اگر قطورہ مراد نہ ہوں تو یہ خبر غلط ہو جائے گی۔ حضرت اشعیا نے ۳ باب کے اول ہی میں خبر دی ہے کہ اورشلیم اور یہودا سے ریاست سلطنت جاتی رہے گی۔ یہ خبر حضرت مسیح تک پوری ہوگئی کہ اُن کے بعد کوئی نبی اُس خاندان میں نہیں ہوا اگرچہ یہود اُس جناب کو نبی نہیں سمجھتے اور کہتے ہیں کہ یحیٰی نبی کے بعد کوئی نبی ہماری قوم میں نہیں ہوا لیکن آثار و علامات سے اُن کی نبوت میں شبہ نہیں تو بالضرور اب بنی اسرائیل میں کوئی نبی نہ ہوگا۔ ورنہ اشعیا کے صحیفہ کی ۳ باب کے اول آیت سے چار تک غلط ہو جائیں گی تو یہ خبر جو ۱۱ باب میں دی گئی ہے کس کی نسبت ہے اگر حضرت مسیح کی نسبت کہیں جیسا کہ عیسائی خیال کرتے ہیں تو اُن پر مطابق نہیں ہوتے کیونکہ حضرت مسیح کو سلطنت عطا نہیں ہوئی تھی اور نہ اُن کے وقت میں ایسا امن تھا جیسا اس آیت میں مذکور ہے بلکہ یہود نے آپ ہی پر ہاتھ بڑھایا تھا اور نہ وہ ایشای کے اولاد میں تھے کیونکہ باپ اُن کے تھا نہیں اور حضرت مریم کا ایشای کی اولاد میں ہونا ثابت نہیں اور آسمانی بادشاہت جیسا کہ

عیسائی کہتے ہیں ایک بناوٹ تھی ہاں یہ خبر آنحضرت پر من جمیع الوجوہ منطبق ہے جز اس کے آپ یشای کی اولاد میں نہیں ہیں تو اس ایک نشان کے نہ ملنے سے یہ خبر جھوٹ ہو جائیگی اس لئے ضرور ہوا کہ یشای سے مراد قطورہ ہوں کہ یہ خبر مطابق واقع کے ہو۔ اس کے بعد کی آیت سے مطلب زیادہ تر واضح ہوتا ہے וְהָיָה בַּיּוֹם הַהוּא שֹׁרֶשׁ יִשַׁי
אֲשֶׁר עֹמֵד לְנֵס עַמִּים אֵלָיו גּוֹיִם יִד
רֹשׁוּ וְהָיְתָה מְנֻחָתוֹ כָּבוֹד׃

وَہَایَا بیوم ھَہُو شورِش یشای اُشر عومید لِنیس عمیم الاؔو گویم یدرشو وِہایتا منوحاتو کابود **لغات** נֵס نیس = امتحان יִדְרֹשׁוּ یدروش مادہ اس کا דָּרַשׁ دارش ہے۔ اس کے معنی بہت ہیں لیکن مناسب مقام رجوع کرنا و اتباع יִשַׁי ایشای اس لفظ کے معنی ہم اوپر لکھ چکے ہیں ایک معنی اس کے اور ہیں یعنی ہستی کیونکہ יֵשׁ یش کے معنی ہیں ہست מְנֻחָה منوحہ = مقام و مستراح כָּבוֹד کابود اس لفظ کی اصل معنی ہیں ثقل لیکن جلال و عزت و آبرو و شرف میں کثیر الاستعمال ہے (ترجمہ) اس ایام میں ایشای (یعنی قطورہ) کی جڑ جو امتحان اقوام کے لئے قائم ہوگی اس کی طرف قومیں رجوع ہونگی یا اس کی متبع ہونگی یا اس سے کمال کو پہونچیں گی اور اس کا مقام کابود ہوگا یعنی کعبہ کابود سے کعبہ اس وجہ سے مراد ہوا کہ کابود کے معنی ہیں عزت و شرف جسے عربی میں کعب کہتے ہیں۔ کعبہ میں تمام اہمیت ہے پس کعبہ و کابود دونوں بمعنی شرف ہیں اور دوسرے معنی کابود کے یہاں بتاویل درست ہوتے ہیں۔ یہاں ایک بحث اور ہے کہ יִשַׁי یشای لفظ اصل نہیں ہے اس کی اصل معنی کی طرف متوجہ ہونا ضرور ہے اس کا مادہ יָשַׁשׁ یاشا ہے۔ یہ مادہ قلیل الاستعمال ہے۔ اصل معنی اس کے ہیں وجود ہونا۔ چنانچہ اس سے יֵשׁ یش معنی ہست

وہی کثیر الاستعمال ہے عربی میں بھی ایس مقابل لیس ہے پھر اس کے معنی مبارک ہونا ہے چنانچہ יִשַׁי یش معنی برکت آیا ہے حضرت سلیمان کی کتاب الامثال میں ہے لہنخیل او ہبای یش [illegible] יִשַׁי (ترجمہ) اپنے دوستوں کو برکت دینے کے لئے اس صورت میں יִשַׁי یشای معنی مبارک ہونگے حضرت داؤد کے باپ کا نام بامید برکت یہ رکھا گیا ہوگا اور اس مادہ کے معنی ہیں سیدھا کھڑا کرنا جسے مجازاً اعانت بھی ارادہ کرتے ہیں اس صورت میں یشای کی معنی مستقیم ہونگے بعض اہل لغت نے اس کے معنی دولت مند بھی قرار دیئے ہیں اس مادّہ کے معنی قوت کے بھی ہیں جیسے תּוּשִׁיָּה توشیہ بمعنی اعانت و مدد مستعمل ہے یہ لفظ حکمت و دانش کی معنی میں بھی آیا ہے پس یشای کے اصلی معنی ہیں مبارک اور معین و مستقیم و رئیس بھی اس سے مراد ہو سکتا ہے پس یشای سے مراد یہاں مبارک ہے حضرت داؤد کے باپ مراد نہیں ہیں تو معنی آیت یہ ہیں کہ نہال مبارک سے ایک شاخ بصفت مرقومہ مابعد نکلے گی پھر اُس کی تاکید ہے کہ اُس کی جڑ سے ایک شاخ بڑھے گی البتہ اُس مبارک نہال کی تعین میں بحث ہے کہ مراد اُس سے کون ہے ہمارا خیال یہ ہے کہ مراد اُس سے حضرت اسمٰعیل ہیں قرینہ اس پر یہ ہے کہ حضرت ابراہیم نے جب حضرت اسمٰعیل کے حق میں دعا کی تو خدا نے فرمایا کہ میں نے اُسے مبارک کہا پس خدا نے حضرت اسمٰعیل کو مبارک کیا بخلاف حضرت اسحٰقؑ کے کہ اُن کے حق میں یہ لفظ وارد نہیں ہے لہذا ہم نہال مبارک سے حضرت اسمٰعیل کو سمجھتے ہیں اور لفظ יִפְרֶה یفرہ بھی جس کے معنی ہیں بڑھیں گے۔ مؤید ہے یہ لفظ وہی ہے جسے خدا نے حضرت اسمٰعیل کے بارہ میں اختیار کی ہے جس کا بیان اوپر ہو چکا ہے خدا نے حضرت اسمٰعیل کو کہا کہ میں نے اُسے مبارک کیا اور مثمر پس چونکہ حضرت اسمٰعیلؑ طیبان وحی مبارک و مثمر بیان ہوئے تھے اس لئے حضرت اشعیا نے اُن کو نہال مبارک سے تعبیر کیا اب ١٥ آیت سے ١٠ تک ایک نشان ہمارے پیغمبر کا اور لکھا ہے اس لئے اُس کی شرح کر دیتے ہیں:

וְהֶחֱרִים יְהוָה אֵת לְשׁוֹן יָם־מִצְרַיִם וְהֵנִיף יָדוֹ עַל־הַנָּהָר בַּעְיָם רוּחוֹ וְהִכָּהוּ לְשִׁבְעָה נְחָלִים וְהִדְרִיךְ בַּנְּעָלִים

וְהָיְתָה מְסִלָּה לִשְׁאָר עַמּוֹ אֲשֶׁר יִשָּׁאֵר מֵאַשּׁוּר כַּאֲשֶׁר הָיְתָה לְיִשְׂרָאֵל בְּיוֹם עֲלֹתוֹ מֵאֶרֶץ מִצְרָיִם׃

وِہِحرِیم یہوا اِتْ لَشون یام مصرایم وِہنیف یادو عل ہنّاہار بعیام روحو وہکّاہو لشبعا نحالیم وِہدریخ بنعالیم وہاتیا مسلّا لشار عمو اشر یشّاير ماشور کا شر ہاتیا لیسرائیل بیوم علوتو میارص مصرایم: **لغات** יָם یام سمندر عربی یم لیکن بحیرہ اور بڑے دریا پر بھی اس کا اطلاق آیا ہے מִצְרַיִם مصرایم یہ نام ہے حام کی بیٹی کا اور ملک مصر کا بصیغۂ تثنیہ کیونکہ شمالی مصر کو ماصور کہتے ہیں اور جنوبی کو پتروس יָם מִצְרַיִם یام مصرایم بحر مصر یعنی بحر قلزم اور دریائے نیل کو بھی کہتے ہیں לְשׁוֹן יָם מִצְרַיִם لشون یام مصرایم یعنی لسان النیل دریاچہ ساوہ ہے خواہ اس وجہ سے کہ پانی اس کا نیل کا سا تھا یا اس وجہ سے کہ اُسے نسبت کیا ہو مصرایم حام کی بیٹی کی طرف کہ اُس کا اور اس کی اولاد کا بھی مسکن یہیں تھا בַּעְיָם عیام = عیب و مجازاً قوت و طوفان מְסִלָּה مسلاّ = راہ خصوصاً جو قدم رہرو سے پڑجائے (ترجمہ) خشک کر دے گا خدا دریاچہ ساوہ کو اور اُس ندی پر اپنا ہاتھ جھاڑے گا اپنے ہوا کے طوفان سے کہ اُس کو سات نالی پر تقسیم کر کے جوتیوں سے راہ نکالے گا یعنی خشک کر دے گا تب ہو جائے گی راہ اُس کی باقی ماندہ قوم کے لئے آشور سے (اُس کی قوم سے مقصود وہ قوم ہے جو اُس دریاچہ

کے حوالی میں آباد تھے) جیسا ہوگئی راہ بنی اسرائیل کے لئے جب وہ ملک مصر سے چلے تھے مقصود یہ ہی کہ اُس رسول کے وقت میں دریاچہ ساوہ خشک ہو جائے گا کہ اُس کے حوالی کی قومیں اُس میں خشکی کی طرح چلیں گی جس سے اُس میں راہ پڑ جائے گی۔ جیسا بنی اسرائیل کے لئے دریائے اردن یوشع بن نون کے وقت میں خشک ہو گیا تھا۔ چنانچہ یہ حکایت یوشع کی کتاب میں موجود ہی۔ ہمارے پیغمبر کے پیدا ہونے کے بعد دریاچہ ساوہ خشک ہو گیا تھا بیہقی وغیرہ نے اس کا ذکر لکھا ہی یہ ایک بڑا نشان حضرت اشعیا نے ہمارے پیغمبر کا یہود کو بتایا تھا لیکن اُنھوں نے اُس پر کچھ توجہ نہ کی بلکہ لاشون یام مصرایم کو بحر قلزم کی شاخ سمجھے اور بنی اسرائیل کے لئے راہ ہو جانے سے سمجھے کہ جیسا اُن کے لئے قلزم میں راہ ہو گئی تھی یہ دھوکھا اُن کو ظاہر عبارت سے ہوا۔ حضرت عیسیٰ پر یہ اصلا انطباق نہیں رکھتے پھر اس کے بعد ۱۲ باب میں اخیر تک اُسی رسول کا ذکر ہی۔ واضح ہو کہ ساوہ نام ہی ایک شہر کا جو اقلیم چہارم میں ۳۵ درجہ عرض پر واقع ہے اس کو ملک عرب سے شمار کیا ہی وہاں ایک بحیرہ تھا مربع جس کا طول و عرض ۶ میل تھا آنحضرت کے زمانہ میں وہ قبضہ میں اہل فارس کے تھا۔ اس کے گرد معاند یہود و نصاریٰ تھے وہ لوگ منتظر تھے کہ جب یہ بحیرہ خشک ہو جائے گا تو مسیح ہوگا جیسا اس پیشین گوئی سے مستفاد ہوتا ہی لیکن وہ یہ سمجھے تھے کہ وہ قوم بنی اسرائیل سے ہوگا۔ جب وہ رسول پیدا ہوا تو بہت لوگ جن کی طبیعت صاف تھی اور قوم بنی اسرائیل سے ہونا اُس کا لازمی نہیں سمجھے تھے ایمان لائے اور جو لوگ اپنے وہم میں پھنسے رہے خواہ عناد نے اُن کے دل کو زنگ آلود کر رکھا تھا انکار کیا عجب نہیں کہ یہ بحیرہ کھدوایا حام کے بیٹے مصرایم کا ہو اس لئے ارمیا نے اسے لاشون یام مصرایم سے تعبیر کیا ہی اور وجہ یہ ہی کہ اُس پر ایک مدت سے قبضہ مصریوں کا تھا اور وہ سرحد اہل فارس و اہل مصر کی تھی۔ اس لئے حضرت اشعیا نے اس نام سے بیان کیا بڑا نشان اُس کا اسی آیت میں مذکور ہی کہ وہ بحیرہ راہ ہو جائے گا اُس کے باقی ماندہ قوم کے لئے جو اشور سے

ہوں اور اُشور وہی مقام ہے جس میں بغداد، بابل وغیرہ واقع ہیں پس سوائے بحیرہ ساوہ کے اور کوئی مصداق اس پیشین گوئی کا نہیں اور وہ آنحضرت کے وقت میں بلاشبہ خشک ہو گیا

وساء ساوۃ اَن غاضت بحیرتہا ✦ وردّ واردھا بالغیظ حین ظمی

اب، ۶۶ زبور اس کے مناسب ہے اُسے لکھتے ہیں לַמְנַצֵּחַ שִׁיר
מִזְמוֹר הָרִיעוּ לֵאלֹהִים כָּל־הָאָרֶץ׃
لمنصیح شیر مزمور ہاریعو لیلوہیم کُل ہا آرض

لمنصیح یہ لفظ ۵۳ زبور کے اول میں وارد ہے ربی داؤد قمحی ورشی وابن عزرا اسی تمہید شیر یعنی غنا کے ٹھہراتے ہیں اس کا ترجمہ کیا گیا לְמְנַצֵּחַ :
لِمنصاحہ یعنی التسبیح شیر و مزمور یعنی لحن وغنا ہاریعو غل مچاؤ وجد کرو (ترجمہ) تمام ملک حاکم کے واسطے وجد کرو۔ اس سے سمجھا جاتا ہے کہ یہ کسی حکمران کی خبر ہے آنحضرت کے حکمران ہونے میں تو شبہ نہیں آپ کی زندگی میں تو ہزارہا آدمی آپ کے جمال و کمال و کلام کے عاشق زار تھے اب بھی عشاق قبر پر وجد کرتے ہیں اس آیت میں ایک بشارت ہے وہ یہ ہے کہ الوہیم جس کا ترجمہ ہم نے حاکم کیا ہے اُس کے عدد ۹۲ ہیں جو عدد محمد کے ہیں تو معنی یہ ہوئے کہ تمام روئے زمین محمدؐ کے واسطے وجد کرے چونکہ الوہیم کے معنی حاکم کے ہیں اور نیز وہ من حیث العدد ۹۲ ہوتا ہے اس لئے حضرت داؤد بعض بعض مقام میں آپ کو الوہیم سے بیان کرتے ہیں اور اگر الوہیم کی معنی معبود ہوں جب بھی یہ آیت دورِ اسلام میں پوری ہوئی ذوق شوق ربانی جیسا دور اسلام میں تمام روئے زمین میں پھیلا کبھی نہ تھا دیکھو تمام روئے زمین کے حجاج مکہ معظمہ و مدینہ منورہ میں کس اشتیاق سے جاتے ہیں۔ شہدا کا ذوق و شوق جو سر کٹانے میں تھا اُس کا بیان ہو نہیں سکتا: זַמְּרוּ כְ
בוֹד שְׁמוֹ שִׂימוּ כָבוֹד תְּהִלָּתוֹ׃
زمّرو کبود شمو سیمو کابود تہلاتو گاؤ اُس کی نام کی عزت معزز جانو

اس کی ستائش مسلمان ضرور لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ سے اس کے نام کی عزت گاتے ہیں۔ علاوہ بریں آپ کا نام سن کے درود پڑھتے ہیں۔ مطابق اس زبور کی قرآن میں حکم ہے۔ صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا : אִמְרוּ לֵאלֹהִים מַה־נּוֹרָא מַעֲשֶׂיךָ בְּרֹב עֻזְּךָ יְכַחֲשׁוּ לְךָ אֹיְבֶיךָ:

اِمرو لیلوہیم ما نورا معسیخا بروب عزخا یخحشو لخا او بیخا کہو الوہیم (یعنی محمد) سے کیا ہی اچنبھے ہیں تیرے کام باوجود شدت قوت کے تیرے دشمن تیرا انکار کریں گے یہ امر واضح ہے کہ یہ آیت خدا کی نسبت نہیں ہے כָּל־הָאָרֶץ יִשְׁתַּחֲווּ לְךָ וִיזַמְּרוּ־לָךְ יְזַמְּרוּ שִׁמְךָ סֶלָה:

کل ہا آرص یشتحوو لخا ویزمرو لاخ یزمرو شمخا سلاہ۔ تمام زمین تیری تعظیم کریگی اور تیرے لئے زمزمہ کرینگے تیرا نام گائیگی۔ مقصود اس سے قصائد مدحیہ وکثرت درود وغیرہ ہے לְכוּ וּרְאוּ מִפְעֲלוֹת אֱלֹהִים נוֹרָא עֲלִילָה עַל־בְּנֵי אָדָם: لخو ورا و مفعلوث الوہیم نورا علیلہ عل بنی آدام (یعنی محمد) کے کام جو عجوبہ واچنبھا ہے بنی آدم پر یہ اشارہ آنحضرت کے معجزات وآیات کی طرف اور عمدہ تعلیمات کی طرف הָפַךְ יָם לְיַבָּשָׁה בַּנָּהָר יַעַבְרוּ בְרָגֶל שָׁם נִשְׂמְחָה־בּוֹ: ہافخ یام لیبّاشا بنّاہار یعبرو براغل شام نسمحا بو۔ دریا خشک ہوجائے گا نہر میں اتر جائیں گے پاپیادہ وہاں۔ اس سے ہم خوش ہونگے۔ واضح ہو کہ یہ خبر ہے دریائے ساوہ کے خشک ہونے کی جو آنحضرت کی پیدائش کے وقت میں خشک ہوگیا جس کی تصریح خبر ما تقدم میں گزری قبل زمانہ اسلام اس علاقہ پر قبضہ بت پرستوں کا تھا اور وہ بنی اسرائیل کو تکلیف دیتے تھے اور زمانہ اسلام سے

امن ہو گیا اس لئے حضرت داؤد فرماتے ہیں کہ اس سے ہم لوگ خوشی کریں گے :

משל בגבורתו עולם עיניו בגוים
תצפינה הסוררים אל ירימו למו סלה

موشیل بغبوراتو عولام عینا و بگوئیم تصفینا ہسورریم ال یاریمو لاموسیلا

اپنی قوت سے تسلط کرے گا دنیا پر اس کی آنکھیں اقوام بت پرست کی طرف ملتفت ہوں گی کفار اس کی مدح نہ کریں گے۔ معنی واضح ہیں اس سے سمجھا جاتا ہے کہ جو اس کی مدح نہ کرے کافر ہے اس کے بعد حمد باری ہے اب ہم اس کتاب کا ۵۴ باب لکھتے ہیں۔

רני עקרה לא ילדה פצחי רנה וצהלי
לא חלה כי רבים בני שוממה מבני
בעולה אמר יהוה: הרחיבי מקום
אהלך ויריעות משכנותיך יטו אל
תחשכי האריכי מיתריך ויתדתיך
חזקי: כי ימין ושמאול תפרצי
וזרעך גוים יירש וערים נשמות
יושיבו: אל תיראי כי לא תבושי
ואל תכלמי כי לא תחפירי
כי בשת עלומיך תשכחי וחרפת
אלמנותיך לא תזכרי עוד: כי בעליך
עשיך יהוה צבאות שמו וגאלך
קדוש ישראל אלהי כל הארץ יקרא
כי כאשה עזובה ועצובת ר

קְרָאָךְ יְהוָה וְאֵשֶׁת נְעוּרִים

כִּי תִמָּאֵס אָמַר אֱלֹהָיִךְ : בְּרֶגַע קָטֹן

עֲזַבְתִּיךְ וּבְרַחֲמִים גְּדֹלִים

אֲקַבְּצֵךְ : בְּשֶׁצֶף קֶצֶף הִסְתַּרְתִּי פָנַי רֶגַע

מִמֵּךְ וּבְחֶסֶד עוֹלָם רִחַמְתִּיךְ אָמַר

גֹּאֲלֵךְ יְהוָה :

رَنِّی عقارا لو یالِدا پِصحِی رِنّا وِصَحلی لو حالا کی رَبّیم بِنی شومِما مِبنی بِعولا آمر
یہوا: ہرحیبی مقوم آہولیخ وِیریعوت مشکنوتایخ یطوال تحساخی ہاریخی
میتارایخ وِیتیدوتایخ حزقی: کی یامین وشمول تفرُوصی وِزرعیخ گوئیم ییراشو
وعاریم نشموت یوشیبو + ال تیرِئی کی لوتیبوشی وِال تکالمی کی لوتحپیری کی
بُوشت علومایخ تشکاحی وحرپت المنوتایخ لوتزکری عود + کی بوعلایخ عوسایخ
یہوا صباؤت شمو گوالیخ قدوش یسرائیل الوہی کل ہا آرِص یقاری + کی
کاشا عزوبا وعصوبت روح قرامخ یہوا واِیشت نعوریم کی تماایس آمرالو
ہایخ + برِغع قاطون عزبتیخ وبرحمیم گدولیم اقبصیخ + بشصف قصف ہسترتی
پانای رِغع ممیخ وبحسد عولام رحمتیخ آمر گوالیخ یہوا: **لغات** רָנִּי
رَنِّی اس کا مادہ רָנַן رنن بمعنی اُس کے چلانا خوشی سے ہو یا تعجب سے
רִנָּה رِنا ہیج غل خوشی سے خواہ استعجاب سے פִּצְחִי רִנָּה

عَقَارا عاقر عقیم = بانجھ פִּצְחִי پِصْحِی مادہ اس کا פָּצַח پاصح ہے بیشتر استعمال اس کا رنا کے ساتھ ہوتا ہے دونوں مل کے اس کے معنی ہوتے ہیں غل مچانا جیسا یہاں ہے וְצַהֲלִי صَہَلی مادہ اس کا צָהַל صَہَل ہے بمعنی چیخ مارنا۔ عربی صہیل اسی سے نکلا ہے שׁוֹמֵמָה شومیما = ویران غیر آباد۔ اگر عورت پر اطلاق ہو تو مسرحہ متروکہ جس کو شوہر نے علیحدہ کر دیا ہو בְּעוּלָה بعولا مزدوجہ منکوحہ הַרְחִיבִי ہرحیبی مادہ اس کا רָחַב رَحَب بمعنی وسعت یہاں صیغہ امر ہے۔ باب افعال سے بمعنی وسیع کرنا יְרִיעוֹת یریعا۔ ستون خواہ چوب خیمہ מִשְׁכְּנוֹת مشکان خیمہ יַטּוּ یطو اس کا مادہ נָטָה ناطا ہے بمعنی خیمہ کھڑا کرنا אַל־תַּחְשֹׂכִי تحسوخی مادہ اس کا חָשַׂךְ حسخ ہے بمعنی روک لینا הַאֲרִיכִי ہاریخی = بڑھاؤ دراز کر מֵיתָרַיִךְ میتار = طناب יְתֵדֹתַיִךְ یتید وتد = کھونٹی יָמִין یامن = داہنے שְׂמֹאול سموول = بائیں תִּפְרֹצִי تفروصی مادہ اس کا פָּרַץ پارص ہے بمعنی توڑ دینا۔ مجازاً مغلوب کرنا אַל־תַּכְלִמִי ال تکالمی شرمائی باتیں مت کر לֹא תַחְפִּירִי تحپری مادہ اس کا חָפַר حفر ہے۔ بمعنی کھودنا لیکن باب افعال میں بمعنی ندامت و شرمساری مستعمل ہے עֲלוּמַיִךְ علوما = لڑکپن נְעוּרַיִךְ نعوریم = طفولیت רֶגַע رَگع = سکون مت בְּשֶׁצֶף شِصِف = جھانجھ קֶצֶף قصف = غیظ ∴

(ترجمہ) اے عقیمہ نازادہ چلا غل مچا۔ خوشی سے شور کر اے زہ ناچشیدہ کیونکہ متروکہ کی لڑکی بڑھ جائے گی منکوحہ کے لڑکوں سے۔ خدا فرماتا ہے اپنے خیمہ کا مقام وسیع کر کہ تیرے خیمہ کی چوب نصب ہوگی۔ روک مت دراز کر اپنی طناب اور اپنی کھونٹیاں محکم کر

کیونکہ دائیں بائیں تو مغلوب کرے گی اور تیری نسل قبائل کی مالک ہوگی اور ویران
شہروں کو آباد کرے گی خوف مت کر کہ خجل نہ ہوگی اور شرما کے باتیں مت کر کہ شرمندہ
نہ ہوگی بلکہ لڑکپن کی شرمساری بھول جائے گی اور بیوگی کی عار پر یاد نہ کرے گی
کیونکہ تیرا مالک بنانے والے کا نام ذوالجلال ہے اور تیرا آزاد کرنے والا قدوس اسرائیل
تمام دنیا کا معبود کہلائے گا۔ جب متروک غمگین عورت کی طرح تجھے بلائے گا خدا۔ جب
لڑکپن کی عورت ناراض کرے گی تیرا خدا فرماتا ہے تھوڑی مدت کے لئے میں نے تجھے
چھوڑا تھا اور بڑی رحمت کے ساتھ تجھے اکٹھا کروں گا۔ مخلوط غصہ سے کچھ دیر تجھ سے
مونھ چھپایا میں نے اور دائمی مہربانی کے ساتھ تجھ پر رحم کیا میں نے۔ تیرے آزاد
کرنے والے خدا کا فرمان ہے یہ بشارت تھی خدا کی طرف سے مسجد کعبہ کو چونکہ انبیاء بلکہ
عموماً خداپرست خدا کے بیٹے کہلاتے تھے اور مسجد کعبہ میں مدت دراز سے خداپرستی
نہیں ہوتی تھی اور نہ وہاں سے کوئی پیغمبر نکلا۔ بعد حضرت اسمٰعیل کے کچھ دنوں بعد وہاں
بت پرستی شائع ہوئی۔ بتوں سے وہ مسجد معمور تھی۔ کواکب پرستی موجب فلاح دنیا و
آخرت سمجھتے تھے۔ ہندوستان تک کے لوگ وہاں تیرتھ درشن کے لئے جاتے تھے
بخلاف بیت المقدس کے کہ وہاں برابر خداپرستی ہوتی رہی اور انبیاء برابر ہدایت
بنی اسرائیل کے لئے مبعوث ہوتے تھے گو یاربعام بن نباط کے وقت سے وہاں بھی
کواکب پرستی پھیل گئی تھی تاہم کچھ نہ کچھ لوگ خداپرستی بھی کرتے تھے کعبہ کی طرح بالکل
بت خانہ نہیں ہوگیا تھا۔ پس چونکہ وہاں تازمان پیغمبر آخرالزمان کوئی نبی نہیں ہوا۔
اس لئے خدا اُس کو عقیمہ کہتا ہے اور بشارت دیتا ہے کہ بہت خوش ہو کہ تیرے حجاج
بیت المقدس کے حاجیوں سے بڑھ جائیں گے کیونکہ یہ مسجد ویران تھی اور بیت المقدس
آباد۔ اس لئے متروکہ سے مراد کعبہ ہے اور منکوحہ سے بیت المقدس اور لڑکوں سے مراد
حجاج ہیں۔ ظاہر ہے کہ بیت المقدس میں صرف ایک قوم کا حج ہوتا تھا اور یہاں تمام دنیا

لوگ حج کو جاتے ہیں پس اولاد متروکہ کی بڑھ گئی منکوحہ کی اولاد سے یہ بات ہمارے پیغمبر کے وقت میں پوری ہوئی اور کعبہ کو اس وجہ سے بھی متروکہ کہا کہ وہاں ہاجرکی اولاد رہتی تھی جسے حضرت ابراہیم نے ترک کرکے وہاں پہونچا دیا تھا اور حضرت سارہ جو اپنے کو منکوحہ سمجھتی تھیں اُن کی اولاد سے بیت المقدس آباد تھا تو گویا کنایہ یہ کہ متبعان اولاد ہاجر زیادہ ہو جائیں گے متبعان اولاد سارہ سے یہ بات برای العین مشاہد ہے اُس کے بعد کہتا ہے کہ اپنے خیمہ کا مقام وسیع کر عرب کا دستور تھا خیموں میں رہنا خلاف بنی اسرائیل کے کہ وہ شہروں میں آباد تھے اس لئے کہتا ہے کہ اپنے مقام خیام کو وسیع کر یعنی تیرے خیمے ہفت اقلیم میں پھیلیں گے۔ چنانچہ ایسا ہوا اور بنسبت آگے کے اب گرداگرد حرم بڑھا بھی ہے اب اُس کے بعد کہتا ہے کہ تیرے خیمہ کی چوب نصب ہوگی یعنی تو قبلۂ عالم ہوگی۔ قال اللہ تعالیٰ فول وجھک شطر المسجد الحرام وحیث ماکنتم فولوا وجوھکم شطرہٗ وَاِنَّ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکتاب لیعلمون انہ الحق من ربھم وما اللہ بغافل عما یعملون: (ترجمہ) تو پھیر اپنا مونھ مسجد حرام (یعنی کعبہ) کی طرف جہاں تم لوگ ہو مونھ پھیرو اُس کی طرف یقیناً اہل کتاب جانتے ہیں کہ وہ حق ہے خدا کی طرف سے خدا اُن کے کردار سے غافل نہیں) اس کے بعد کہتا ہے کہ اپنی طناب دراز کر اور کھونٹیاں محکم کر کیونکہ یمین و شمال کو تو مغلوب کردے گی اور تیری نسل قبائل کی مالک ہوگی اور ویران شہروں کو آباد کرے گی ویران شہر سے مراد بیت المقدس وغیرہ ہے جو دور اسلام سے آباد ہوا یعنی خدا پرستی وہاں بھی جاری ہوئی اور نجس و نامختون سب نکل گئے، اُس کے بعد کہتا ہے کہ خوف مت کر شرمندہ نہ ہوگی یعنی تجھ میں شائبۂ بت پرستی کبھی نہ ہوگا اور تو ہمیشہ جملہ آفات سے محفوظ رہ کر قبلۂ عالم رہے گی۔ اب اُس کے بعد کہتا ہے کہ یہ کب ہوگا کہ جب لڑکپن کی عورت یعنی بیت المقدس ناراض کرے گی اور

تجھکو متروکہ غمگین عورت کی طرح خدا بلائے گا یعنی ہاجر کی طرح خدا تجھکو بلائے گا کہ حضرت
ابراہیم نے بعد وفات حضرت سارہ کے اُن کو بلا لیا تھا۔ اسی طرح خدا تجھکو بعد خرابی
بیت المقدس کے قبلہ مقرر کرے گا پھر کہتا ہے کہ تھوڑی دن کے لئے میں نے تجھے چھوڑا تھا
اور بڑی رحمت سے تجھکو بلاؤں گا یعنی قبلہ مقرر کروں گا کیونکہ یہ حضرت آدم کے وقت سے
مسجد پرستش گاہ ذوالجلال وحدہ لاشریک لہٗ کی تھی۔ مگر کچھ دنوں سے بت خانہ ہو گئی
تھی۔ بڑی رحمت سے کنایہ ہے ذات بابرکات سرور کائنات سے مَآ اَرْسَلْنٰكَ
اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ کو خیال کرو۔ کتب احادیث میں آپ کا نام نبی الرحمۃ
مرقوم ہے۔ اس کے بعد مذکور ہے کہ دائمی رحمت سے تجھ پہ رحم کیا یعنی شریعت جو تجھ سے
جاری ہوگی منسوخ نہ ہوگی اور ہمیشہ وہاں حج و قربانی و خدا پرستی قائم رہے گی کفار کے
ہاتھ سے مصون و محفوظ رہے گی כִּי־מֵי נֹחַ זֹאת לִי אֲשֶׁר
נִשְׁבַּעְתִּי מֵעֲבֹר מֵי־נֹחַ עוֹד עַל־הָאָרֶץ
כֵּן נִשְׁבַּעְתִּי מִקְּצֹף עָלַיִךְ וּמִגְּעָ
ר־בָּךְ׃ כִּי הֶהָרִים יָמוּשׁוּ וְהַגְּבָעוֹת תְּ
מוּטֶינָה וְחַסְדִּי מֵאִתֵּךְ לֹא־יָמוּשׁ
וּבְרִית שְׁלוֹמִי לֹא תָמוּט אָמַר מְרַ
חֲמֵךְ יְהוָה׃

کِیمی نووَح زُوث لِی اَشِر نِشبَعتی میعَبُور میی نووَح عود عَل ہا آرِص کین
نِشبَعتی مِقصُوف عالایخ وِمِگعار باخ + کی ہھاریم یاموشو وِہگبا عوث تمو
طینا وِحسدی میاتیخ لو یاموش وبریت شلومی لو تاموط آمر مِریحمیخ
یہوا: لغات קְצֹף تِقصوف معنی غضب גְּעָר

گِعار = عتاب خفگی יָמוּשׁוּ یاموش مادہ اس کا מוּשׁ
موش ہے = دور ہونا چھپ جانا תְּמוּטֶינָה تاموط مادہ اس کا موط ہے
پھٹ جانا۔ یہ مادہ عربی میں بھی مستعمل ہے (ترجمہ) یہ ہمارے لئے مثل طوفان نوح ہے
جس کی نسبت ہم نے قسم کھائی ہے کہ پھر دنیا میں طوفان نہ ہوگا۔ یوں ہی ہم نے کھائی ہے
تجھ پر غضب و غیظ کرنے سے پہاڑ ٹل جائیں اور جبال پھٹ جائیں ہماری رحمت تجھ سے
نہ ہٹے گی اور ہمارا عہد اسلام نہ پھٹے گا یہ حکم ہے خدائے رحیم کا۔ توراۃ میں مذکور ہے کہ
بعد از طوفان خدا نے قسم کھائی ہے کہ میں اب دنیا کو غرق نہ کروں گا اور تھا طوفان نوحؑ کا
آغاز زمین کوفہ سے جو ملک عرب میں ہے سرحد شام میں اُس سے عرب و شام دونوں ڈوب گئے
اور مسکن نوحؑ کا مکہ معظمہ تھا اس لئے خدا کہتا ہے کہ جس طرح میں نے قسم کھائی ہے طوفان کی جس کے
خلاف اب تک دیکھا نہیں جاتا اُسی طرح میں قسم کھاتا ہوں کہ اب غضب نہ کروں گا۔ چنانچہ
بعد بعثت آنحضرتؐ ایسے ہولناک حوادث دیکھے نہیں جاتے اُسی کی توثیق کے لئے پھر
کہتا ہے کہ میرے حکم کے خلاف نہیں ہوگا۔ اِنَّ اللّٰہَ یَفْعَلُ مَا یَشَاءُ وَ یَحْکُمُ مَا یُرِید
ھُوَ الْقَاھِرُ فَوْقَ عِبَادِہٖ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْد : עֲנִיָּה סֹעֲרָה
לֹא נֻחָמָה הִנֵּה אָנֹכִי מַרְבִּיץ בַּ
פּוּךְ אֲבָנַיִךְ וִיסַדְתִּיךְ בַּסַּפִּירִים׃
عُنِیّا سُوعَرا لُو نُوحاما ہِنّہ اَنوخی مَربِیص بَپُوخ اَبانائخ وِیسَدتیخ بسپیریم ۔
لغات עֲנִיָּה عنیا = مسکینہ סֹעֲרָה سوعرا = شکستہ
נֻחָמָה نوحامہ = مرحومہ פּוּךְ پوخ = نگینہ סַפִּיר
سپیر = جوہر (ترجمہ) اے مسکینہ شکستہ نامرحومہ ہاں میں تیرے پتھروں کو
نگین کی جگہ بٹھلاؤں گا اور جواہر سے تیری بناء ڈالوں گا یہ سب خطاب ہے کعبہ کی طرف
مسکینہ و شکستہ نامرحومہ ان الفاظ سے بنظر حال حضرت ہاجرہ کی ہے کہ وہ بڑی بے رحمی سے

اس وادی غیر ذی زرع میں پہونچائی گئیں۔ اب اس زمانہ میں ہم دیکھتے ہیں کہ وہاں کی
مٹی کو لوگ مثل نگین لے جاتے ہیں، پتھر کو کون کہے سونے چاندی جواہر کی کچھ وقعت نہیں۔
ابھی ہمارے زمانہ میں ایک نواب ہند نے ایک نردبان چاندی کا وہاں بھیجا علماء نے بڑی بڑی
منت وچاپلوسی سے اس نواب کی قبول کیا لیکن اس طرف لگایا جس طرف عورتوں کا مقام ہے۔
اس کے بعد اس باب میں ۲۰ آیت اور ہیں وہ بھی اسی قسم کی ہیں۔ ۶۰ باب קומי

אורי כי בא אורך וכבוד יהוה על
יך זרח : כי הנה החשך יכסה־
ארץ וערפל לאמים ועליך יז
רח יהוה וכבודו עליך יראה : והל
כו גוים לאורך ומלכים לנגה זר
חך : שאי סביב עיניך וראי כלם נ
קבצו באו־לך בניך מר
חוק יבאו ובנתיך על־צד תאמנה
: אז תראי ונהרת ופחד ורחב לבבך כי
יהפך עליך המון ים חיל גוים יב
או לך : שפעת גמלים תכסך בכ
רי מדין ועיפה כלם משבא יבאו
זהב ולבונה ישאו ותהלת יהוה יב
שרו : כל־צאן קדר יקבצו לך אילי
נביות ישרתונך יעלו על־רצון
מזבחי ובית תפארתי אפאר : מי

אלה כעב־תעופינה וכיוני
ם אל־ארבתיהם: כי־לי איים יקו
ו ואניות תרשיש בראשנה להב
יא בניך מרחוק כספם וזהבם
אתם לשם יהוה אלהיך ולקדו
ש ישראל כי פארך: ובנו בני־נ
כר חומתיך ומלכיהם ישרתונך
כי בקצפי הכיתיך וברצוני ר
חמתיך: ופתחו שעריך תמ
יד יומם ולילה לא יסגרו ל
הביא אליך חיל גוים ומלכי
הם נהוגים: כי־הגוי והממל
כה אשר לא־יעבדוך יאב
דו והגוים חרב יחרבו: כב
וד הלבנון אליך יבוא ברו
ש תדהר ותאשור יחדו לפ
אר מקום מקדשי ומקום רגלי
אכבד: והלכו אליך שחוח ב
ני מעניך והשתחוו על־כפות
רגליך כל־מנאציך:

قومی اوری کی بااور یخ وخبود یہوا عالایخ زاراخ کی ہنہ ہحوشخ یخسہ آرص وعرافیل لائیم وعالایخ یزرح یہوا وخبودو عالایخ یرائی + وہالخو گویم لاوریخ وملاخیم لنوغہ زرحیخ + سئی سابیب عینایخ ورئی کلام نقبصو باؤلاخ بانایخ میراحوق یابوءو وبنوتایخ عل صد تامینا : آز تیرئی ونا ہرت وفاحد وراحب لبابیخ کی یہافخ عالایخ ہموں یام حیل گویم یابوءولاخ + شفعت گملیم تخسیخ بخری ہدیان وعیفا کلام مشبا یابوءو زاہاب ولبونا یسائو وتہلوت یہوا یبسیرو + کل صون قیدار یقبصو لاخ ایلی نبایوث یشارتونیخ یعلو عل راصون مزبحی وبیت تغترتی افائیر + می ایلہ کعاب تعوفینا وکیونیم ال اربوتیہم کی لی ایئیم یقوو وانیوت ترشیش بارشونا لہابی بانایخ میراحوق کسپام وزہابام اتام لشیم یہوا الوہایخ ولقدوش یسرائیل کی پیاراخ + وبانو بنی نیخار حوموتایخ وملخیہم یشارتونیخ کی بقصپی ہکیتیخ وبرصونی رحمتیخ + وفتحو شعارایخ تامید یومام ولائیلا لوئیث غزو لہابی ایلائیخ حیل گویم وملکیہم نہوغیم + کی گوی وہمملاخا اشرلو یعبدوخ یوبیدو وہگویم حاروب یحرابو + کبود ہلبانون ایلائیخ یابو بروش تدہار وتاشور یحدو لفائیر مقوم مقداشی ومقوم رغلی اخبید + وہالخو ایلائیخ شحوح بنی معنیخ وہشتحو عل کپوت رغلائیخ کل منا صائیخ۔

(ترجمہ) [1] اے میرے نور مستعد ہو جا کہ تیرا نور کمال کو پہونچا اور جلال ربانی تجھ پر چمکا۔ [2] جب کہ ظلمت دنیا کو چھپائے گی اور تاریکی امم کو۔ تب تجھ پر خدا متجلی ہوگا اور اس کی عزت

تجھ پر نظر آئے گی اور چلیں گی قومیں تیری روشنی میں اور سلاطین تیرے نور کی کرنوں میں ہر طرف اپنی آنکھ اٹھا اور سب کو دیکھ سب جمع ہو کے تیرے پاس آئیں گے۔ تیرے لڑکے دور سے آئیں گے اور تیری لڑکیاں کندھے پر لدھیں گی اُس وقت تو ڈرے گی اور مستتر ہو گی اور خشوع سے تیرا دل منشرح ہو گا جب کہ لوٹ پڑے گا تیری وجہ سے شور دریا کا قوموں کا لشکر تیرے پاس آئے گا اونٹوں کی قطار تجھے چھپائے گی اور جوان اُٹنیاں مدین وعیفہ کی سب سبا سے آئیں گی سونا اور لوبان لادلائیں گی اور تسبیحات الٰہی سے خوشنود کریں گی سب بھیڑیاں قیدار کی تیرے پاس مجتمع ہونگی۔ بہادران نبایوث تیری خدمت کریں گے رضامندی سے ہمارے مذبح کی طرف چلیں گی۔ جب اپنے بیت الجلال کو ہم رونق دیں گے یہ کون ہیں جو مثل سحاب اوڑ رہی ہیں اور کبوتروں کی طرح اُس کی جھر کھوں کی طرف۔ جب جزائر ہمارے مشتاق ہوں گے تو مراکب فرنگستان تیرے لڑکوں کو دور سے لائیں گے اُن کا سونا چاندی اُن کے ساتھ ہو گا۔ تیرے معبود اللہ کے نام کے واسطے اور قدوس اسرائیل کے لئے جس نے تجھے رونق دی اور اجابت تیرا حلیم بنائیں گے اور اُن کے سلاطین تیری خدمت کریں گے ہم نے اپنے غصہ سے تجھے مارا تھا اور اپنی رضامندی سے رحم کیا۔ تیرے دروازے ہمیشہ کھلے رہیں گے دن و رات بند نہ ہوں گے۔ تیرے قوموں کی فوج لانے کو اور اُن کے سلاطین جلائے جائیں گے۔ کیونکہ جو قوم و سلطنت تیری خدمت نہ کریں گی مٹ جائیں گی اور دارالحرب ویران ہونگے۔ لبنان کی دولت تیرے پاس آئے گی برش اور ساج اور سرو معاً ہمارے پاک گھر کی تزئین کے لئے اور اپنے پاؤں کی جگہ کو عزت دیں گے ہم اور روانہ ہوں گے تیرے پاس رکوع کرتے ہوئے تیرے پاس دوست اور تیرے سب دشمن تیرے پاؤں پر سجدہ کریں گے۔ یہ چودہ [۱۴] آیت مسجد کعبہ کی شان میں ہے خبر دیتا ہے کہ جب دنیا کفر وضلالت سے بھر جائے گی اُس وقت خدا کا جلال تجھ پر نظر آئے گا اور وہ نبی آخر الزمان پیدا ہو گا اور سلوک اقوام اُس کی شریعت پر ہو گا اور سلاطین

اُس کے مطابق عمل کریں گے چنانچہ خلفاء اسلام و امراء مومنین حکم قرآنی سے سرمو تجاوز نہیں کرتے تھے بینکر نص اُن کے مذہب میں کافر ہوتا ہے۔ چوتھی آیت میں حج کا بیان ہے یعنی حجاج مسافات بعیدہ سے آئیں گے لڑکے اور لڑکی سے مقصود حجاج ہیں۔ اب پانچویں آیت میں یہ کہتا ہے کہ تیری نورانیت و انشراح قلب جب ہوگی کہ دریا کا شور تیری سبب سے لوٹ پڑیگا۔ یہ اشارہ ہے دریائے بادیہ سماوہ کے جاری ہونے کی طرف کہ وہ مدت سے خشک پڑا تھا۔ آنحضرت کے پیدا ہونے سے جاری ہوگیا اور لوٹ جانے کا لفظ اس وجہ سے بھی کہا کہ اُس وقت میں بحیرہ ساوہ خشک ہوگا جس کی خبر اوپر گزری ہے تو گویا بحیرہ ساوہ کا پانی دریائے سماوہ میں لوٹ پڑا۔ جو غل پانی کا وہاں ہوتا تھا اب یہاں ہوا اُس کے بعد مضامین سب واضح ہیں۔ نبایوث حضرت اسمٰعیل کے بڑے بیٹے تھے۔ آٹھویں آیت میں ذکر ملائکہ کا ہے جو خانہ کعبہ کی زیارت کو مثل سحاب کے محیط تھے۔ جب آنحضرت پیدا ہوئے اور دسویں آیت میں خبر دی ہے کہ اجنب قوم تیرے حطیم کو درست کریں گی۔ چنانچہ یہ خبر ترکوں کے وقت میں پوری ہوئی۔ باقی مضامین سب واضح ہیں حاجت تفسیر نہیں۔ یہ سب کچھ آنحضرت کی پیدایش سے پورا ہوا ؎

یارب وسلم دائماً ابداً ❊ علی نبیک خیر الخلق کلھم

اب اس کے بعد خطاب ہے بیت المقدس کی طرف ہے جس پہاڑ پر اُس کی تعمیر ہے اُس کا نام عبرانی میں صیون اور عربی میں صہیون (ترجمہ) اے صہیون مقدس اسرائیل متروکہ مبغوضہ اور ویران ہونے کے عوض میں تجھکو جلال ابدی اور سرور سرمدی کے واسطے وضع کروں گا اور قوموں کی شیر نوش کرے گی اور سلاطین کی چھاتی چوسیگی اور تو سمجھے گی کہ میں اللہ تیرا نجات دہندہ اور تیرا آزاد کرنے والا قوی یعقوب ہوں بعوض تانبے کے سونا لاؤں گا اور بعوض لوہے کے لاؤں گا چاندی اور لکڑی کی جگہ تانبا اور بجائے پتھر آہن اور کروں گا تیرا افسر سلمان اور تیرے حکام راست پھر سُنا نہ جائے گا تیرے ملک میں ظلم و جبر

شکست تیرے خط میں اور پڑھے گے۔ تیرے شہر پناہ مناجات اور تیرے دروازے تسبیح پھر شمس و قمر تیرا نور نہ ہوگا ہمیشہ تیرا نور اور معبود اللہ ہوگا۔ تیری رونق کے لئے۔ پھر تیرا سورج نہ آئے گا اور تیرا چاند نہ اکٹھا ہوگا کیونکہ خدا ہمیشہ تیرا نور ہوگا اور تیرے ایام حداد پوری ہوجائے گی اور تیری قوم صدیق ہوگی ہمیشہ مالک ارض رہے گی۔ ہمارے درخت کی شاخ ہمارے ہاتھ کی صنعت رونق دے گی چھوٹا ہزار کے مقابل میں ہوگا اور صغیر ہماری قوم کے برابر۔ میں اللہ ہوں اس کے وقت پر فوراً گردوں گا۔ اب یہ بشارت ہی بیت المقدس کو جو بار بار لوٹا گیا اور وہاں کا حج و قربان موقوف ہوگیا کہ تو پھر آباد ہوگی اور جلال ابدی اُس میں جاگزیں ہوگا۔ سونے اور چاندی سے مراد مسلمان اور تانبے لوہے سے بنی اسرائیل بہ نظر اُن کی سنگدلی کے اور عیسائی مراد نہیں ہوسکتے کیونکہ وہ بھی ایک شاخ ہیں بنی اسرائیل کی اور وہ نامختون ہوتے ہیں جن کی نسبت پہلے بیان ہوچکا ہی کہ وہ بیت المقدس سے نکالے جائیں گے اور پھر شمس و قمر تیرا نور نہ ہوگا یعنی ان کی پرستش بیت المقدس میں نہ ہوگی بلکہ خاص واجب الوجود تعالیٰ شانہ وجلت برہانہ کی عبادت یہاں ہوگی۔ کیونکہ بنی اسرائیل اُن کی پرستش کرتے تھے اور ہمارے درخت کی شاخ اور ہمارے ہاتھ کی صنعت سے مراد ہمارے پیغمبر ہیں یہ سب امور آنحضرت کے وقت میں پورے ہوئے۔ آنحضرت نے فرمایا ہی کہ مسجد اقصیٰ میں ایک نماز پچاس ہزار نماز کے برابر ہی اور نیز حدیث صحیح میں وارد ہے۔

لا تشد الرحال الا الی ثلثۃ مساجد المسجد الحرام و مسجد الرسول محمد و مسجد الاقصیٰ۔ ان فضائل سے مسلمان وہاں شوق سے نماز پڑھتے ہیں فتدبر۔

واضح ہو کہ ۶۰ باب میں حضرت اشعیا نے ہمارے پیغمبر و خانہ کعبہ پر پیشین گوئی کی ہی جو متبادر معنی تھے ہم نے لکھ دیا۔ دقت نظر سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ پیشین گوئی مجموعہ ہی دو چیزوں کا ایک وہ جو حضرت یعقوب نے خبر دی اور دوسری وہ جو حضرت موسیٰ نے بیان فرمایا کہ نور الٰہی جہت سے تجلی ہوگا۔ کوہ فاران سے حضرت اشعیا کے زمانہ میں ضلالت و گمرہی انتہا کو پہونچی تھی

بنی اسرائیل بت پرستی کرتے تھے شمس وقمر وکواکب کی تعظیم وجادو وسحر کی دھن میں سب افعال ناجائز کرتے تھے۔ کفار کا غلبہ ہر طرف سے ہوتا جاتا تھا۔ اشعیا نبی سمجھاتے سمجھاتے تھک گئے۔ اُن کے مواعظ محض لاینفع تھے اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ شریعت موسوی کی نسخ کا زمانہ قریب ہے۔ تنگ ہو کے حضرت اشعیا پہلی آیت میں بطور روحانیت آنحضرت کے نور کی طرف بڑی محبت سے خطاب کرتے ہیں۔ اے میرے نور مستعد ہو جا اب تیرا نور کامل ہو چکا جلال ربانی تجھ پر چمکا یعنی اب تو ظاہر ہو کے خلق کو راہ راست پر لا۔ بدوں تبدیل شریعت اوہام وظنون قلوب سے دور نہ ہوں گے۔ قرآن میں بھی خدا نے آنحضرت کو نور کہا ہے یریدون ان یطفئوا نور اللہ بافواھھم ویابی اللہ الا ان یتم نورہ ولوکرہ الکافرون (ترجمہ) کفار چاہتے ہیں کہ خدا کے نور کو اپنے موںھ سے بجھا دیں خدا اس کی مخالف ہے وہ اپنے نور کو کامل کرے گا گو کافروں پر گراں ہو۔ کفار ضرور آنحضرت کے قتل کی فکر میں تھے جس سے ضرورت ہجرت کی ہوئی۔ اس لئے خدا نے فرمایا جو قلم بند ہوا چنانچہ آگے آتا ہے ھوالذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ولوکرہ المشرکون (ترجمہ) اسی نے اپنے رسول کو رہنمائی ودین حق کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ اُسے جملہ ادیان پر غالب کرے گو مشرکوں پر جبر ہو۔ ان دونوں آیتوں کا مفاد ایک ہے۔ آپ کے اسمارے علما نے نور بھی شمار کیا ہے منشا اس استدعا کا جو حضرت اشعیا نے کیا وہی مکاشفہ ہے جسے وہ آگے لکھتے ہیں۔ نور محمدی کی طرف اشارہ کر کے کہ جب ظلمت یعنی ضلالت دنیا کو چھا لے گی تب تجھ پہ نور الٰہی متجلی ہوگا اور جلال ربانی تجھ پر نازل ہوگا۔ یہ اُسی نور کو کہتے ہیں کہ تیرا ظہور اُس وقت ہوگا جب تمام دنیا میں گمراہی پھیل جائے گی تبعیت وحی قلوب سے محو ہو جائے گی اس کے بعد کہتے ہیں کہ قبائل تیرے نور میں چلیں گے اور سلاطین تیری کرنوں میں خلاصہ کلام یہ ہے کہ جب دنیا میں ضلالت بھر جائے گی اُس وقت ایک نور

خدا کی جانب سے ظاہر ہوگا جس سے ہر خاص و عام فیض یاب ہونگے و راہ راست اختیار کریں گے۔
اُس کے بعد کہتا ہے کہ ہر طرف آنکھ اُٹھا کے دیکھ سب تیرے لئے جمع ہونگے تیرے پاس آئیں گے
تیرے تو ابع زن و مرد مسافات بعیدہ سے حاضر ہونگے چنانچہ اب تک مقامات دور دست
سے مومنین حج و زیارت قبر شریف کے لئے حاضر ہوتے ہیں لڑکے اور لڑکی سے مقصود
مومنین و مومنات ہیں۔ اس کے بعد کہتا ہے مقصود آیت اس قدر ہے کہ اس نور کے واسطے
تمام لوگ کیا مرد کیا عورت دُور دور سے آئیں گے اُس کے بعد کہتا ہے اُس وقت تو
وجد کرے گی اور نور فشاں ہوگی اور تیرا شرح صدر ہوگا جب تیری سبب سے دریا لوٹ
پڑے گا اور قبائل کا لشکر تیرے پاس آئے گا یعنی جب وہ نور کمال درجہ نبوت پر پہونچے گا۔
دریائے ساوہ خشک جاری ہوگا اور قبائل اُس پر چڑھ آئیں گے چنانچہ آپ کے
وقت میں دریائے بادیہ ساوہ جو مدت سے خشک پڑا تھا جاری ہوگیا اور غزوہ خندق میں
کل کفار مدینہ پر چڑھ آئے تھے اس آیت میں لفظ پحد ہے ופחד کا واقع
ہے جس کا مادہ פחד پڑا ہے اس مادہ کے متعارف معنی ہیں ڈرنا لیکن وجد
کے معنی میں بھی آیا ہے جیسا گزینیس میں لکھا ہے۔ چنانچہ یہاں یہی معنی ہیں ורחב
کے معنی بھی بشاشت کے ہیں جو اس کے بعد واقع ہے یہ بھی قرینہ ہے کہ یہاں وجد کے
معنی ہیں قال اللہ تعالیٰ اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ یعنی وعدہ جو اشیا کی
زبان سے ہوا تھا وہ پورا ہوا اُس کے بعد کہتا ہے۔ اونٹوں کی قطار تجھے چھپا لے گی
مدین و عیفہ کے جوان اونٹنیاں ملک سبا کے سب لوگ آئیں گے سونا اور لوبان لائنگے
اور خدا کی حمد سنائیں گے مقصود یہ ہے کہ تمام عرب اُس کی اطاعت کریں گے مدین اور
مصر کے لوگ بھی عیفہ ایک شہر ہے مصر میں اور ملک سبا سے مقصود یمن ہے یعنی یمن کے
لوگ بھی مطیع ہونگے سونا و لوبان وہاں سے آئے گا۔ چنانچہ جناب امیر نے یمن سے
سونا بھیجا تھا جسے آپ نے تقسیم کر دیا اُس کے بعد کہتا ہے کل نبی قیدار و نبا لوث تیرے

پاس مجتمع ہوں گے، تیری خدمت کریں گے ہمارے مذبح پر قربانی کریں گے ہم اپنے بیت الجمال کو رونق دیں گے۔ یہ سب آنحضرت کے وقت میں ہوا اس کے بعد کہتا ہے یہ کون ہیں جو ابر کی طرح اڑ رہے ہیں اور کبوتروں کی طرح اپنی کھڑکیوں میں۔ مقصود یہ ہے ملائکہ اُسے گھیرے رہیں گے۔ جب بلوائی مدینہ پر چڑھ گئے کہ حضرت عثمانؓ کو شہید کریں تو عبداللہ ابن سلام نے منع کیا کہ ایسا مت کرو۔ ملائکہ جو اس شہر پاک کو گھیرے ہیں متفرق ہوں گے۔ بلوائیوں نے کہا تو کیا بکتا ہے، اے یہودی بچہ۔ اُس کے بعد کہتا ہے جب جزائر کے لوگ ہمارے مشتاق ہوں گے تو مراکب فرنگستان تیرے توابع کو لائیں گے جن کا سونا چاندی اُن کے ساتھ ہوگا۔ خدا کے نام کے واسطے اور سچے معبود کی پیش کش کے لئے اس کے بعد کہتا ہے اجانب تیرے شہر پناہ بنائیں گے اُن کے سلاطین تیری خدمت کریں گے کیونکہ ہم نے غصہ سے تجھے صدمہ پہنچایا اور رضامندی سے رحم کیا۔ مقصود یہ ہے کہ چونکہ ہم نے ہاجرہ پر غصہ کرکے وادی غیر ذی زرع میں پھینکا تو برضامندی تجھ پر رحم کر کے یہ مرتبہ تجھے دیا کہ اجانب تیری شہر پناہ بنائیں گے اور سلاطین تیری خدمت کریں گے۔ اس کے بعد کہتا ہے تیرے دروازے ہمیشہ کھلے رہیں گے، رات دن بند نہ ہونگے تاکہ جوق جوق اقوام اور اُن کے سلاطین حاضر ہوں مقصود یہ ہے کہ تیری شریعت منسوخ نہ ہوگی ہمیشہ جوق جوق لوگ اسلام میں داخل ہوتے رہیں گے۔ اُس کے بعد کہتا ہے جو قوم و سلطنت تیری اطاعت نہ کریں گی مٹ جائیں گی یعنی دنیا خواہ عاقبت میں۔ الغرض حضرت اشعیا کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی پیغمبر کی خبر دیتے ہیں کیونکہ کہتے ہیں کہ تیری روشنی میں لوگ چلیں گے، خدا کا نور اُس پر متجلی ہوگا۔ بیان اُن کا یہ ہے کہ ایک نور ظاہر ہوگا کہ اُس کی روشنی میں اقوام چلیں گی اور سلاطین اُس کے احکام تسلیم کریں گے اور سب اُس کے پاس جمع ہو کے آئیں گے مرد و عورت دُور سے اُس پر ایمان لائیں گے۔ یہ اُس وقت ہوگا جب ایک خشک دریا جاری ہوگا۔ مدین و مصر و مین کے لوگ اُس کے پاس آئیں گے اور

خدا کی حمد کریں گے اور بنی اسمٰعیل سب اُس کی خدمت کریں گے اور خدا کی مذبح پر قربانی کرینگے۔
اب ہم پوچھتے ہیں کہ بعد اشعیا کے کون پیغمبر ہوا جس کے وقت میں یہ امور واقع ہوئے۔ اگر
حضرت مسیح کو کہیں تو بنی اسمٰعیل اُن پر ایمان نہ لائے اُن کے وقت میں کوئی دریا خشک جاری
ہوا۔ ملک عرب میں دین عیسوی جاری نہ ہوا۔ ۱۴ آیت میں کہتا ہے کہ تیرے دوست رکوع
کریں گے۔ حضرت مسیح کے دشمن اُن سے مغلوب نہ ہوئے بلکہ اُن کو پھانسی پر چڑھایا۔ بخلاف
آنحضرت کے کہ سب مشرکین عرب جو دشمن تھے مطیع و فرمانبردار ہو گئے۔ اشعیا باب ۲۱
آیت ۶ سے یہاں لکھا جاتا ہے۔ اس میں پہلے ہی متکلمین نے بحث کی ہے۔ כי כה
אמר אדני אלי לך העמד ה
מצפה אשר יראה יגיד: וראה ר
כב צמד פרשים רכב חמור רכב
גמל והקשיב קשב רב קשב: וי
קרא אריה על-מצפה אדני א
נכי עמד תמיד יומם ועל-מש
מרתי אנכי נצב כל-הלילות:
והנה-זה בא רכב איש צמד פרש
ים ויען ויאמר נפלה נפלה בבל:
וכל פסילי אלהיה שבר לארץ:
מדשתי ובן-גרני אשר שמעתי
מאת יהוה צבאות אלהי יש
ראל הגדתי לכם:

کی کو آمَر اِیلا اَدُنای لِیخ ھَعمید ھَمْصَفیّہ اَشِر یِرای یَگِّید وِرا اَ رِخِب صِمِد
پاراشیم رِخِب حَمور رِخِب گامال وِھِقشیب قیشب رَب قاشِب۔ وَیّقرا اَرْیِہ
عَل مِصْفِیہ اَدُنای آنوخی عومید تامید یومام وِعَل مِشمَرتی آنوخی نِصّاب
کُل ھَلیلوث۔ وِھِنّہ زِہ بار رِخِب اِیش صِمِد پاراشیم وَیَّعَن وَیّومِر نافلاہ نافلاہ
بابیل وِکُل پِسیلی اِلوہیھا شبیر لاآرِص مِدُشاتی اوبِن گرنی اَشِر شامعتی
مایث یہوا صباؤت اِلوہی یسرائیل ھِگَّدتی لاخِم

لغات

מְצַפֶּה : مِصَفِّیہ = دیدبان، جس کو اونچے مقام پر بٹھلائیں۔ اس غرض سے کہ وہ جو کچھ دیکھے سو بتائے اور کنایہ نبی سے
רֶכֶב رِخِب = راکب
צֶמֶד صِمِد = جوڑا، جفت جیسے کہیں ایک جوڑا کبوتر، ایک جوڑا جوتا
פָּרָשִׁים پاراشِں = سوار
חֲמוֹר حَمُور = گدھا، حمار
גָּמָל گامال = اونٹ، جمل
אַרְיֵה آرْیِہ = شیر، اسد
מִצְפֶּה مِصْفِیہ = اونچا مقام اور نام ہے ایک شہر کا جو صدر مقام تھا بخت نصر کے وقت میں وہاں عامل رہتا تھا
מְדֻשָׁתִי مِدُوشاتی = مال مدوس
בֶּן־גָּרְנִי بِن گورِن = محصور۔ زراعت جو کاٹ کے خرمن میں انبار ہو۔

(ترجمہ) ہم سے ہمارے مالک نے کہا جا دیدبان قائم کر کے جو دیکھے اس کی خبر دے تو دیکھا سوار یعنی ایک جوڑ سواروں کی ایک سوار گدھے کا اور ایک اونٹ کا اور خوب متوجہ ہوا پھر آواز دی شیر نے مقام بلند پر اے میرے مالک میں رات دن اپنی خدمت پر کھڑا رہتا ہوں اور یہاں پہونچا سوار یعنی مرد یعنی ایک جوڑ سواروں کی تو جواب دے یا خدا نے اور کہا گر گئے گر گئے بابل اس کے جملہ بتان معبود ٹوٹ گئے۔ اے میرے پامال و خراب جو میں نے خدا سے سنا تم کو خبر دی۔ واضح ہو کر گدھے کے سوار سے مراد حضرت عیسیٰ ہیں

اور اونٹ کی سواری سے ہمارے پیغمبر یہ سواریاں ان صاحبوں کی مشہور ہیں اور شرے
مراد روحانیت قمری جو مربی تھی اہل بابل کی لیکن وہاں سے اُس کی درخواست نامنظور
ہوکے ویرانی بابل کا حکم صادر ہوا۔ اور حکم ہوا کہ وہاں کے بت سب توڑے جائیں گے۔
چنانچہ آنحضرت کے خلفاء کے وقت میں وقوع اس کا ہوا۔ بنو العباس کی سلطنت کا مقام
بغداد تھا جو بابل سے متصل ہے۔ اب یہ پیشین گوئی پوری ہوگئی۔ اس باب کے ۱۳ آیت سے
خبر خاص عرب کی نسبت ہے اس کو ذکر کرتے ہیں מַשָּׂא בַּעְרָב
בַּ: בַּיַּעַר בַּעְרַב תָּלִינוּ אֹרְחוֹת דְּדָנִי
ם: לִקְרַאת צָמֵא הֵתָיוּ מַיִם יֹשְׁבֵי
אֶרֶץ תֵּימָא בְּלַחְמוֹ קִדְּמוּ נֹ
דֵד: כִּי מִפְּנֵי חֲרָבוֹת נָדָדוּ
מִפְּנֵי חֶרֶב נְטוּשָׁה וּמִפְּנֵי פְ
נֵי קֶשֶׁת דְּרוּכָה וּמִפְּנֵי כֹּבֶד
מִלְחָמָה:

مَسّا بعَراب بَیَعَر بَعرَب تَالِینُو آرحُوت دِدَانیم لِقراث صَامی ہیتَایُو مایم یوشبی
اِرِص تیما بلحمو قدّمو نود یدکی مپّنی حَرَابُوث نادادو مپّنی حرب نطوشا ومپّنی
قیشیت دِرُوخا ومپّنی کوبد ملخامہ۔

لغات מַשָּׂא مسّا = حادثہ
דְּבַר? יַעַר یوعر جنگل הָלִין تالین = اوترنے کی אֹרְחֹת
اورخ اصل معنی اس کے ہیں راہ اور مجازاً قافلہ דְּדָן دیدان۔ علاقہ بحرین
اور ایک علاقہ ہے شمال عرب میں جہاں قطورہ کی اولاد آباد ہے הֵתָיוּ
ہیتایو آگئی۔ پہنچا יֹשְׁבֵי ساکن תֵּימָא تیما عربی میں اس کو

تیما بالفتح کہتے ہیں اور عبرانی میں بالکسر اصل معنی اس لفظ کے دونوں زبانوں میں بیابان کے ہیں اور نام ہے ایک خطہ کا جہاں تیما بن اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد آباد ہے (ترجمہ) حادثہ عرب بیابان عرب میں اُتریں گے۔ قوافل بحرین کے تشنہ کو پانی پہونچائیں گے۔ ارض تیما کے سکان پریشان کے سامنے قوت رکھیں گے جو کہ بوجہ قتال پریشان ہوئے یعنی برہنہ تلوار اور چڑھی کمان اور سختی ہنگامہ سے یہ خبر ہے ہمارے پیغمبر کے زمانہ کی۔ واضح ہو کہ بعد فتح مکہ سنہ ۹ ہجری میں وفود جابجا سے بہت آئے اور مسلمان ہوتے گئے گو اس کے پہلے بھی قوافل دریافت حال کے لئے آئے تھے چنانچہ کسریٰ نے جب آپ کا نامہ اُس کے پاس گیا پھاڑ ڈالا اور باذان صوبہ دار یمن کو لکھا کہ وہ جو دعویٰ پیغمبری کا کرتے ہیں ملک حجاز میں اُن کو پکڑ کے بھیجدو تو باذان نے دو سردار مع قافلہ کے مدینہ روانہ کیا اور آپ کو خط لکھا کہ تم ان دونوں آدمیوں کے ساتھ کسریٰ کے پاس چلے جاؤ۔ وہ دونوں جناب اقدس میں حاضر ہوکے داڑھیاں مونڈی، مونچھیں بڑی جیسا ہندوستان میں اب تک رواج ہے۔ آپ نے اُن سے پوچھا کہ تمھیں ایسی صورت بنانے کا کس نے حکم دیا ہے۔ انھوں نے کہا کہ ہمارے رب کسریٰ نے۔ آپ نے فرمایا کہ میرے رب نے تو مجھے یہ حکم دیا ہے کہ داڑھی رکھو اور مونچھیں کترواؤ۔ اُن دونوں شخصوں کے دل میں اگرچہ رعب آنحضرت کا چھا گیا تھا بدن اُن کا تھرتھراتا تھا۔

ہیبت حق ست ایں از خلق نیست

لیکن گفتگو انھوں نے بے باکانہ کی اور کہا کہ تم کسریٰ کے پاس چلے چلو نہیں تو اُس کا مزاج بہت بُرا ہے وہ تمھارے ملک عرب کو تباہ کر ڈالے گا۔ آپ نے فرمایا ٹھہرو کل آنا۔ صبح کو اُن دونوں سے کہا کہ رات شیرویہ نے پرویز کو مار ڈالا تم چلے جاؤ اور وہ دسویں جمادی الاولیٰ سنہ ۷ ہجری روز منگل تھا۔ وہ دونوں سردار روانہ ہو کے باذان پاس پہونچے اور حال بیان کیا۔ باذان نے کہا کہ اگر یہ بات سچ ہے تو وہ بے شک پیغمبر ہیں۔ میں سب ملوک سے

پہلے مسلمان ہوں گا۔ اُنھیں دنوں نامہ شیرویہ کا باذان پاس اس مضمون کا پہونچا کہ
پرویز ظالم تھا۔ میں نے اُسے قتل کیا اور تم کو تمہارے عہدہ پر قائم رکھا جو شخص دعوی پیغمبری کا
عرب میں کرتے ہیں اُن سے کچھ تعرض نہ کرنا جب تک میرا حکم اس بارہ میں نہ پہونچے۔
وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ سچا کلام ہے۔ باذان اُسی وقت مع اپنے بیٹوں کے
مسلمان ہوگیا اور سب اہل یمن وفارس جو وہاں تھے مسلمان ہوگئے۔ نجاشی بادشاہ حبشہ نے
جب نامہ مبارک دیکھا تو ایمان لایا اور بہت تعظیم کے ساتھ جواب لکھا اور کچھ تحف و ہدایا آپ
پاس روانہ کئے۔ اُس زمانہ میں سلاطین حبشہ نجاشی کہلاتے تھے اس نجاشی کا نام اصحمہ تھا۔
وہ پہلے مذہب نصاریٰ رکھتا تھا۔ اسی کے عہد میں مہاجران حبشہ حضرت عثمان و حضرت جعفر
وغیرہ رضی اللہ عنہم مکہ سے ہجرت کر گئے تھے اور اسی نجاشی کے بروز وفات سنہ ۹ ہجری
میں آپ نے مدینہ منورہ میں خبر وفات دے کر نماز جنازہ غائبانہ پڑھی تھی۔ مقوقس بادشاہ
مصر واسکندریہ نے آپ کے نامہ کی بہت تعظیم کی اور تحف و ہدایا آپ کو بھیجا دو لونڈیاں
ماریہ قبطیہ اور شیریں کو بھی تحفہ بھیجا تھا چنانچہ ماریہ آپ کی خدمت میں رہیں اور ابراہیم
بن رسول اللہ اُن کے بطن سے پیدا ہوئے (حضرت ابراہیم کو بھی ہاجرہ مصر ہی سے ہاتھ آئیں
تھیں یہ سنت ابراہیمی ادا ہوئی) ایک خچر سفید جس کا نام دلدل تھا وہیں سے آیا تھا۔ شعر

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا عَلٰى نَبِيِّكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

یوں ہی جابجا سے قوافل بیابان عرب میں آ کے ٹھہرے تھے جس کی حکایت حضرت
اشعیا کر رہے ہیں۔ اب کہتے ہیں کہ ارض تیما کے رہنے والوں نے پیاسوں کو پانی پہونچایا۔
مقصود یہ ہے کہ گمرہان بادیہ ضلالت کو ہدایت کر کے فائز المرام کیا اور پریشان کے سامنے
قوت رکھا۔ اُس سے مقصود یہود ہیں جو بوجہ قتل و غارت و خونریزی اور اقوام بت پرست و
نصاریٰ کے ظلم و تعدی سے ملک عرب میں مسکن گزین و پناہ گیر تھے اور مسیح کے انتظار
میں بسر کرتے تھے اُن کے سامنے روٹیاں رکھیں لیکن اُنھوں نے اپنی شقاوت و بدبختی

غلط فہمی سے اُن روٹیوں کو قبول نہ کیا اس کے بعد یہ ہے כִּי כֹה אָמַר
אֲדֹנָי אֵלַי בְּעוֹד שָׁנָה כִּשְׁנֵי
שָׂכִיר וְכָלָה כָּל־כְּבוֹד קֵדָר׃
וּשְׁאָר מִסְפַּר־קֶשֶׁת גִּבּוֹרֵי בְנֵי
קֵדָר יִמְעָטוּ כִּי יְהוָה אֱלֹהֵי
יִשְׂרָאֵל׃ لغات דִּבֵּר׃

کی کو اُمَر اُدُنای ایلای بعود شانہ کِشْنی سَاخِیر وخالا کل کبود قیدار وشیئار مسپر
قیشیث گیبوری بنی قیدار یمعاطو کی یہوا الوہی یسرائیل دبیر **لغات**
בְּעוֹד بعود معنی بعد שָׁנָה شانا معنی سنہ سال שָׂכִיר
ساخیر = مزدور מִסְפַּר اسپار = مقدار بقدر סֵפֶר
سفر = نقش کرنا (ترجمہ) ہم سے ہمارے مالک نے یوں کہا کہ بعد سنین ساخیر کے
کامل ہو جائے گا فخر بنی قیدار کا اور باقی ماندہ لوگ بہادران بنی قیدار کے کمان کے
نقش کرنے سے کم ہو جائیں گے کیونکہ خدا معبود اسرائیل نے کہا ہے بنی قیدار سے مراد قریش
ہیں اور ساخیر بحساب جمل پانسو تیس (۵۳۰) ہوتا ہے۔ عبرانی میں حروف کتابت یہ ہیں:
س ک ی ر جس کا مجموعہ ۵۳۰ ہوا۔ حرف اول اس کا کتابت میں شش معجمہ ہے
گو تلفظ اس کا مہملہ ہے۔ یہود کے استعمال کے موافق ہے کتابت و تلفظ وشمار میں اور فخر
بنی قیدار ہمارے پیغمبر ہیں تو مقصود یہ ہوا کہ بعد انقضائے مدت قریب پانسو تیس سال کے
وہ فخر قریش کامل الجسد ہو کے پیدا ہوگا یعنی زمانہ فترہ جو درمیان دو پیغمبر کے ہوتا ہے
اُس کی مقدار ۵۳۰ سال کے قریب قریب ہے۔ اس واسطے کہ وقت رفع حضرت عیسیٰ سے
تا زمان نبوت آنحضرت ۵۷۰ سال گزرے تھے جیسا اوپر بیان ہوا اُس سے ۴۰ برس
نبوت کے ساقط کرنے سے ۵۳۰ باقی رہتے ہیں اور ہے آیت میں ۵۳۰ کہ تفاوت

۴ سال کا پڑتا ہے۔ اس لئے قریب ۵۲۰ برس بتایا گیا یعنی بعد انقضائے ۵۳۰ سال زمانہ قیدر
کے وہ پیغمبر پیدا ہوگا۔ ساخیر کے معنی ہیں مزدور اُس کے ارادہ کرنے سے کوئی معنی درست نہیں ہوتے۔
یہاں ایک تقریر دوسری ہے وہ یہ ہے کہ کل شانا کشنی ساخیر [illegible]
[illegible] سے مراد عدد ہے۔ مفردات اُس کے جو عبرانی میں لکھے جاتے
ہیں یہ ہیں ش (۳۰۰) ن (۵۰) ہ (۵) ک (۲۰) ش (۳۰۰) ن (۵۰) ی (۱۰) ش (۳۰۰) ک (۲۰) ی (۱۰) ر (۲۰۰)
جس کا مجموعہ ۱۲۶۵ ہوا۔ اب مضمون آیت یہ ہوا کہ بعد بارہ سو پینسٹھ سال کے عزت و فخر
قریش کا کامل ہو جائے گا۔ عزت و فخر قریش ہمارے پیغمبر ہیں اس لئے مقصود یہ ہوا کہ وہ پیغمبر
بعد ۱۲۶۵ سال کے کامل الوجود ہوگا یعنی پیدا ہوگا، خواہ نبی کامل النبوۃ۔ اب یہاں ثبوت
اس امر کا ضرور ہے کہ بعد اس قدر زمانہ کے آپ پیدا ہوئے خواہ پیغمبر کامل ہوئے۔ تواریخ کا
بیان مختلف ہے لیکن جہاں تک قریب تحقیق ہے اُسے اولاً لکھتے ہیں۔ تاریخ عیسوی حضرت
عیسیٰ کی پیدائش سے مقرر ہوئی۔ مبدأ اس تاریخ کا یکم جنوری ہے جس وقت تحویل آفتاب کی
برج جدی میں ہوئی تھی اُس وقت سے آج تک ۱۸۸۸ سال پورے ہو چکے ہیں۔ اب نواسی [۸۹]
شروع ہے۔ یہ سال شمسی اصطلاحی ہے کیونکہ مہینے اس کے شمسی اصطلاحی ہیں۔ دوسری تاریخ رومی
ہے جس کا مبدء جلوس اسکندر رومی ہے۔ واضع اس کا ارسطاطالیس ہے۔ بوقت تحویل آفتاب
برج میزان میں یہ تاریخ تاریخ عیسوی سے ۳۱۲ سال پیشتر مقرر ہوئی یعنی پیدائش حضرت
مسیح ۳۱۲ سنہ اسکندرانی میں ہوئی۔ الغرض ۱۲ ماہ کانون الآخر ۳۱۲ سنہ اسکندرانی کو یہ سنہ مقرر ہوا۔
تیسری تاریخ قبطی ہے یہ تاریخ بخت نصر کے جلوس سے مقرر ہوئی۔ یہ تاریخ ۴۳۶ سال پیشتر
تاریخ رومی سے مقرر ہوئی یعنی ۴۳۶ سنہ قبطی روز اول جلوس اسکندر رومی ہے یہ بھی شمسی اصطلاحی
ہے۔ چوتھی تاریخ ہجری ہے یہ سنہ ہمارے پیغمبرؐ کی ہجرت سے شروع ہوا۔ یہ ۶۲۲ سنہ عیسوی سے
شروع ہوا یعنی ۶۲۲ سنہ عیسوی میں آنحضرتؐ نے مکہ معظمہ سے مدینہ طیبہ کو بحکم ربانی ہجرت فرمائی۔
جیسا حضرت ابراہیم نے ارض کنعان میں ہجرت کی تھی جب اس قدر تمہید ہوا تو کہتے ہیں کہ ۵۹۶ سنہ

مطابق ۸۹۱ سنہ اسکندرانی مطابق ۱۳۱۶ سنہ قبطیہ آپ کی پیدائش ہوا اور ۶۰۹ء مطابق ۹۲۱ سنہ بس مطابق ۱۳۵۶ سنہ ق میں آپ کو نبوت ہوئی اور ۶۲۲ء مطابق ۹۳۴ سنہ اسکندرانی مطابق ۱۳۷۰ سنہ ق آپ نے ہجرت فرمائی چونکہ آپ کو نبوت ۶۰۹ء میں ہوئی اور حضرت عیسیٰ کو رفع ۳۴ سنہ میں تو بعد نکال ڈالنے ۳۴ سال زمانہ زندگانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ۶۰۹ سے ۵۷۵ سال باقی رہتے ہیں لیکن اگر کسور متروک بخوبی جانچی جائیں تو زمانہ فترہ درمیان حضرت عیسیٰ اور ہمارے پیغمبر کی ۵۷۴ سال باقی رہیں گے جیسا اوپر بیان ہوا۔ اور یہاں جو حضرت اشعیا نے بیان کیا ۱۲۶۵ برس بعد بالکل عزت و جلال قیدار کا مکمل ہو جائے گا۔ توضیح اس کی یہ ہے کہ ۴۵ سنہ قبطیہ میں بار اول بیت المقدس جلایا گیا اور ستر برس بعد اس کے یعنی ۱۱۵ سنہ ق میں دوبارہ جلایا گیا۔ اور ۱۳۸۰ سنہ ق میں حجۃ الوداع واقع ہوا تو حساب سے خرابی بیت المقدس بار ثانی سے جو طیطوس کے وقت میں ہوئی تھی تا زمانہ حجۃ الوداع ۱۲۶۵ سال ہوتے ہیں اسی کو حضرت اشعیا کہہ رہے ہیں کہ اس قدر مدت کے بعد خرابی بیت المقدس سے عزت قریش کی کامل ہو جائے گی چنانچہ حجۃ الوداع میں جو ۱۰ سنہ ہجری میں ہوا یہ آیت نازل ہوئی بروز عرفہ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا اس سے ظاہر ہے کہ اس روز عزت قریش کی پوری ہو گئی۔ ایک مرتبہ آنحضرت نے کنجی خانہ کعبہ کی عثمان بن طلحہ سے اس میں داخل ہونے کی غرض سے طلب کی۔ اس نے نہیں دی۔ آپ نے فرمایا کہ ایک دن یہ کنجی میرے ہاتھ میں ہوگی جس کو چاہوں گا دوں گا۔ عثمان نے کہا کہ اس وقت قریش بہت ذلیل ہو جائیں گے جو ایسی بات ہوگی۔ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ اس دن قریش کو بڑی عزت حاصل ہوگی۔ سو مطابق اس پیشین گوئی کے واقع ہوا کہ بعد فتح مکہ کنجی آپ نے عثمان بن طلحہ سے مانگی انھوں نے حاضر کر دی۔ حضرت عباس نے درخواست کی کہ مفتاح مجھے عنایت ہو حضرت علی نے بھی درخواست کی مگر خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا۔ پس آنحضرت نے کنجی عثمان کو دے دی اور فرمایا

تو یہ ہمیشہ کے لئے نہ رہے گا تم سے کوئی مگر ظالم۔ مطابق اس کے کنجی خانہ کعبہ کی خاندان عثمان بن طلحہ میں اب تک چلی آتی ہے۔ عثمان کی اولاد نہ تھی کنجی انھوں نے اپنے بھائی شیبہ کو بوقت وفات دی۔ شیبہ کی اولاد میں وہ کنجی ہے۔ لہذا صاحب مفتاح شیبی کہلاتا ہے۔ وقت سپرد کرنے مفتاح کے آنحضرت نے اپنا کلام عثمان کو یاد دلا دیا تھا ؎

یارب صل وسلم دائماً ابدا ۞ علی نبیک خیر الخلق کلھم

اس کے بعد حضرت اشعیا فرماتے ہیں کہ باقی ماندہ یعنی یہودان بت پرست جو قتل و نہب سے بچ گئے ہیں وہ بہادران قریش کی کمانوں سے کم ہو جائیں گے۔ چنانچہ یہ سب واقع ہوا خدا نے شار کی معنی ہم نے باقی ماندہ بت پرست کے لکھا ہے۔ اس کے موافق صفنیا باب اول میں مذکور ہے اسے ہم لکھ دیتے ہیں۔ אסף אסף כל
מעל פני האדמה נאם־יהוה:
אסף אדם ובהמה אסף עוף־
השמים ודגי הים והמכשלות
את־הרשעים והכרתי את־האד
ם מעל פני האדמה נאם יה
וה ונטיתי ידי על־יהודה ועל־
כל יושבי ירושלים והכרתי מן־
המקום הזה את־שאר הבעל
את־שם הכמרים עם־הכהנים:
ואת־המשתחוים על־הגגות
לצבא השמים ואת־המשתחו
ים הנשבעים ליהוה והנשבע

בעים במלכם: ר - הנשב
עים במלכם: ואת הנסוגים מ
מאחרי יהוה ואשר לא-בקשו
את-יהוה ולא דרשהו: הס מפ
ני אדני יהוה כי קרוב יום
יהוה כי הכין יהוה זבח הקדיש קראיו:
והיה ביום זבח יהוה ופקדתי ע
ל-השרים ועל-בני המלך וע
ל-כל-הלבשים מלבוש נכרי:
ופקדתי על כל-הדולג על-המפ
תן ביום ההוא הממלאים בית
אדניהם חמס ומרמה: והיה
ביום ההוא נאם יהוה קול
צעקה משער הדגים ויללה מן
המשנה ושבר גדול מהגבעות:
הילילו ישבי המכתש כי נדמה כ
ל-עם כנען נכרתו כל נטילי כ
סף: והיה בעת ההיא אחפש
את-ירושלם בנרות ופקדתי
על-האנשים הקפאים על-
שמריהם האמרים בלבבם לא

ייטיב: הוה ולא ירע: והיה
חילם למשסה ובתיהם = לשמ
מה ובנו בתים ולא ישבו ונ
טעו כרמים ולא ישתו את יי
נם: קרוב יום: הוה הגדול קר
וב ומהר מאד קול יום מר צר
ח שם גבור: יום עברה היום
ההוא יום צרה ומצוקה יום
שאה ומשואה יום חשך ואפ
לה יום ענן וערפל: יום
שופר ותרועה על הערים הבצ
רות ועל הפנות הגבה
ת: והצרתי לאדם והלכו כע
רים כי להוה חטאו ושפך דמם
והלכו כעורים כי להוה חטאו
ושפך דמם כעפר ולחמם כ
גללים: גם כספם גם זהבם ל
א יוכל להצילם ביום עברת י
הוה ובאש קנאתו תאכל כל
כל הארץ כי כלה אך נבהלה יעשה
את כל ישבי הארץ:

آسوف آسیف کول سعل مینی ہا اُدا امہ نام یہوا۔ آسیف آدام وبہیما آسیف
عُوف ہشّامایم وَدعی ہیّام وَہمتشلیوٹ اِتْ ہارشاعیم واِہرِزتی اِتْ ہا آدام
مُعل مینی ہا اُدامہ نام یہوا + وِناطیتی یادی عَل یہودا وِعَل کل یوشبی یرو
شالایم وِہرِزتی مِن ہماقوم ہزہ اِتْ شِئر ہبعَل اِتْ شیم ہکرامیم عِم ہکو
ہنیم واِتْ ہمشتحویم عَل ہگٹوٹ لِصبا ہشامایم واِتْ ہمشتحویم ہنشباعیم لیہوا
وہنشباعیم بملکام وِاِتْ ہنسوغیم میاحری یہوا اداشر لو بقشواِتْ یہوا ولو دراشو
ہوس مینی ادنای یہوا کی قاروب یوم یہوا کی ہکین ربح ہقدیش قرونا وہایا
بیوم زبح یہوہ وفاقدے عَل ہساریم وِعَل بنی ہملخ وِعَل کل ہلوبشیم لبوش
نخری + وفاقدتی عَل کل ہدولیغ عَل ہمفتان بیوم ہہو ہملئیم بیت ادنیہیم
حامس ومرما وہایا بیوم ہہو نام یہوا قول صعاقا مشعر ہدّاغیم ویلالا مِن ہمشنہ
وِشبر کادول مہگباعوث ہیلیلو یوشبی ہمختیش کی ندما کل عم کنعن نخرتو کل
نطیلی کاسف وہایا باعیث ہہی اُحبس اِتْ یروشالایم بنیروث وفاقدتی عَل ہا
انا شیم ہقوفئیم عل شمرہم ہا دمریم بلبابام لو ییطیب یہوا ولو یارع وہایا حیلام
المشسا وباتیہم لشمامادو بانو باتیم ولو ییشبو ونا طعو کرامیم ولو یشتو ییئام قاروب
یوم یہوا ہگادول قاروب ومہیر میود قول یوم یہوا مار صورح شام گبور یوم عبرا
ہیوم ہہو یوم صارا ومصوقا یوم شوءا ومشوءا یوم حوشخ واُفیلا یوم عانان
عرافیل یوم شوفار وترو ؏ عَل ہعاریم ہبصوروث وِعَل ہپنوث ہگبوہوث

وَہَصیر وتے لا آدام وِہالخو کعوریم کی لیہوا حاطاؤ وِشُپَّخ دا مام کعا فار ولحعام
کِگلالیم گم کسپام گم زِہاب لو یوخل لِہصیلام بیوم عِبرث یہوا وبا یش قنأثو تأ
خل کل ہا آرص کی خالا اخ نبہالا یعسہ اث کل یوشبی ہا آرص -

لغات אָסֹף אָסֵף آسوف آسیف مادہ اس کا
אסף اَسَف ہے اس کے چند معنی ہیں اول ڈھیر لگانا و اکٹھا کرنا دوسرے کھینچ لینا
ملا دینا سری مٹا دینا، برباد کرنا مار ڈالنا הַמַּכְשֵׁלוֹת مَکشیلات صنم
וְהִכְרַתִּי ہِکرَتّی - مٹائیں گے ہم וְנָטִיתִי ناطیتی بڑھائیں گے ہم
שְׁאָר شَار بمعنی بقیہ باقی הַבַּעַל بَعَل - بت הַכְּמָרִים
کِراہیم مفرد اس کا כֹּמֶר کُرم ہے - اس کے معنی ہیں انگور کی
ٹٹی اور مطلق باغ اور آباد شہر اور بمعنی تصویر بھی آیا ہے הַנְּסוֹגִים نِسوغیم پھر جانے والا
הַס ہَس اس کا مادہ חָסָה حَاسَا ہے جس کے معنی ہیں چپ رہنا سکوت
اختیار کرنا הַדּוֹלֵג دَولیغ اس کا مادہ דָּלַג دَلَغ ہے جس کے
معنی ہیں کودنا، اچھلنا נְטִילֵי نطیل - لدوا - حمال כֶּסֶף
کیسِف - چاندی - نقرہ نطیلی - کاسف کنایہ از دولت مند אֲחַפֵּשׂ
اَحَپیش مادہ اس کا חָפַשׂ حَافَش ہے جس کے معنی ہیں تلاش کرنا - قوپِیم
הַקֹּפְאִים مادہ اس کا קָפָא قافا ہے جس کے معنی سکڑنا جم جانا
שִׁמְרֵיהֶם شِمریہِم خیال - عبرا עֶבְרָה غضب צָרָה
بمعنی سختی וּמְצוּקָה مصوقا معنی تباہی و بربادی - شوآموت
שׁוֹאָה عام فنا - (ترجمہ) فرمان خدا ہے کہ فنا کر دیں گے ہم سب کو
روئے زمین سے فنا کریں گے آدمی کو، بہائم کو اور فنا کریں گے طیورِ سما، اور ماہیانِ دریا کو

اور شیاطین کو تب منقطع کریں گے آدمی کو روئے زمین سے۔ یہ حکم خدا کا ہے۔ پھیلائیں گے اپنا ہاتھ یہودا پر اور سکان یروشلیم پر اور مٹائیں گے اس مقام سے باقی ماندہ بت کو اور اصنام کو مع اُن کے کاہنوں کے محو کریں گے بالغات میں ساجدان کواکب کو اور اُن سجدہ کرنے والوں کو جو خدا کی جگہ اپنے بادشاہ کی قسم کھاتے ہیں اور مرتدوں کو جنھوں نے خدا کی تلاش نہ کی اور نہ اُس کو پوچھا۔ چپ رہو اپنے مالک خدا کے سامنے کہ خدا کا دن اب قریب ہے۔ خدا نے قربانی تیار کر لی اور اُس کی قربت کو مقدس کیا۔ خدا کی قربانی کے دن تلاش کریں گے ہم سرداروں کو شاہزادوں کو اور مبتدع اور اُس دن تلاش کریں گے ہم اُس ملازم کو جنھوں نے اپنے مالک کے گھر کو ظلم و فریب سے بھر دیا۔ خدا کا حکم ہے کہ اُس دن بڑا شور ہوگا باب الحیتان سے اور صبح مثنی سے شکست عظیم جبال سے چلائیں گے۔ سکان مختیش جب کہ برباد ہوں گے۔ کل قوم کنعان مٹ جائے گی، کل دولتمند اور اُس وقت ڈھونڈیں گے ہم اور شلیم کو چراغوں سے اور سمجھیں گے اُن لوگوں کو جو اپنے خیال میں جمے ہیں اور کہتے ہیں کہ خدا نہ نیک کرتا نہ بد تو ہوگی اُن کے غول تکرار اور اُن کے گھر ویران، مکان بنائیں گے مگر رہنا نصیب نہ ہوگا۔ انگور لگائیں گے لیکن اُس کی شراب نہ پئیں گے خدا کا بڑا دن قریب ہے۔ بہت جلد ہوگا۔ خدا کے دن ایک ڈپٹ ہوگی جہاں بہادر ڈپٹے گا وہ دن غضب کا ہوگا۔ دن سختی و تنگی کا دن، شور غوغا کا دن، ظلمت و تاریکی کا دن، بدلی و گھٹا کا دن، برق و قرنا کا۔ اونچے پہاڑوں پر اور بلند گنبدوں پر۔ تب آدمی کو سختی میں ڈالیں گے ہم۔ اندھوں کی طرح چلیں گے جن لوگوں نے خطا کی ہے اور اُن کا خون خاک پر بہایا جائے گا اور اُن کا گوشت غلیظ کی طرح۔ اُن کا سونا چاندی اُن کو بچا نہ سکے گا خدا کے غضب سے۔ اُس کے غضب کی آگ سے تمام روئے زمین جل جائے گی جب تمام سکانِ ارض کو مٹا دوں گا۔

لغات۔ باب الحیتان بیت المقدس میں ایک دروازہ کا نام ہے وعلیٰ ہذا القیاس۔ مشنہ جس کو ہم نے مثنی سے ترجمہ کیا ہے مختیش ایک مقام کا نام ہے قریب بیت المقدس کے۔ اس

باب میں قیامت کا بیان ہے جب دنیا ختم ہو جائے گی چونکہ ہمارے پیغمبر کی بعثت سے نبوت مختتم ہو گئی
اس لئے آپ کا وجود ضمیمۂ قیامت شمار ہوا ہے۔ اس وجہ سے اس باب میں آپ کا بھی کچھ ذکر ہے۔
قیامت اور آپ کے زمانہ کا ذکر مخلوط ہے۔ دوسری آیت سے ۳ تک قیامت کا ذکر ہے یعنی ایک
وقت ایسا آئے گا کہ تمامی جاندار جمع ہو کے فنا ہوں گے۔ اگرچہ فنا کی نسبت صرف آدمی
کی طرف ہوتی ہے لیکن مقصود اس سے کل مرکبات عنصریہ ہیں کیونکہ آدم کی اصل معنی ہیں
خاکی اور ہے موالید ثلثہ میں جزو زائد خاک۔ قرآن میں بھی اِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ
مذکور ہے۔ اب ۴ آیت سے بیت المقدس سے بت پرستی مٹانے کا ذکر ہے اور نظرات کواکب
سحر سازی و شعبدہ بازی کے نیست و نابود کرنے کا بیان ہے کہ وہ آنحضرت کے وقت سے پورا ہوا
اب بیت المقدس میں اس کا نام و نشان نہیں ۷ آیت میں کہتا ہے کہ خدا کا دن قریب ہے۔ خدا نے
قربانی تیار کر لی اور اس کی قرأت پاک سے مقصود قربانی مسجد حرام ہے کہ
وہاں قربانی بتوں کے لئے ہوتی تھی نہ اللہ واحد قہار کے لئے اور قرأت پاک سے مقصود
قرآن ہے۔ چنانچہ اس کتاب کے ۳ باب میں بھی قرآن کو پاک کلام سے تعبیر کیا ہے اس کے بعد
جہاد و جدال و قتال کا بیان ہے جو زمان اسلام میں کفار سے پیش آیا جس سے بڑے بڑے سلاطین و
شیاطین جو خلائق کو بذریعہ رقی و عزائم بطمع دنیاوی ضلالت میں ڈالے تھے محو و بیکار ہوئے
اور عبادت وحدہٗ لاشریک لہٗ صرف بنظر مفاد آخرت شائع ہوئی۔ واضح ہو کہ اہل نظر نے
بحث سے یہ بات ثابت کی ہے کہ صفات واجب الوجود تعالیٰ شانہٗ عین ذات ہیں۔ چنانچہ اکثر
فلاسفہ کا مذہب یہی ہے پس یہ خیال منتہی ہوتا ہے اس عقیدہ کی طرف کہ اس ذات پاک میں کوئی
صفت نہیں جس کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ نہ وہ مارتا نہ جلاتا نہ خوش ہوتا نہ ناراض۔ چنانچہ اکثر عقلاء ہنود
ایسا ہی سمجھ کے اسے نرگن مانتے ہیں۔ گن صفت کو کہتے ہیں یعنی اس میں کوئی صفت نہیں بعد
اس کے ایک فرقہ اسے مستحق عبادت باستحقاق ذاتی سمجھتے ہیں کہ گو وہ کچھ نہیں کرتا لیکن بنظر
کمال ذاتی عبادت کے لائق وہی ہے اس کے سوائے جملہ موجودات ناقص و ناقابل عبادت ہیں۔

اُس عبادت کا خاصہ ہے سرور سرمدی و فلاح ابدی، اور ایک فریق اُس کی عبادت کو فضول سمجھ کر روحانیات کی پرستش کرتے ہیں کہ اصنام سے مقصود وہی ہوتے ہیں۔ عوام الناس اُس میں جملہ صفات کمال تسلیم کرتے ہیں کہ وہ قابلِ عبادت رہے۔ لیکن اشاعرہ نے جب دیکھا کہ صفات کو غیرِ ذات کہنے میں قباحت ہے اور عین ذات کہنے میں نفی صفات لازم ہوتی ہے جو صریح قرآن کے مخالف ہے اس لئے وہ کہتے ہیں کہ نہ عین ہیں نہ غیر۔ لیکن محققین یہ کہتے ہیں کہ وہاں ذات و صفات ایک ہے وہی علم بھی ہے وہی عالم بھی وہی قدرت بھی اور قادر بھی وعلیٰ ہذا القیاس۔ اس کا بیان تو بہت ہی طولانی ہے۔ یہاں بسط و تطویل کے لائق نہیں لیکن اس قدر جاننا چاہیے کہ عام اصول بت پرستی یہی ہے کہ اُس ہستی پاک کی عبادت عبث ہے اور گو عبث بھی نہ ہو چنداں سود مند نہیں اور یہی خیال بنی اسرائیل کا بھی تھا۔ اس نے ۱۲ آیت و ۱۳ میں اُس کی نسبت وعید ہے اور شراب نہ پینے سے یہ بھی اشارہ ہے کہ اُس وقت شراب حرام ہو جائے گی تو جو مسلمان ہو جائیں گے وہ بنظر حرمت نہ پئیں گے اور جو مسلمان نہ ہوں گے اُن سے جبراً انگور ہی چھین جائیں گے۔ ۱۴ آیت سے پھر قیامت کا ذکر ہے یعنی ایک دن ایسا ہی آئے گا جس میں ایک سخت آواز ہو گی تمام دنیا میں اندھیرا چھائے گا۔ آدمی بدحواسی سے اندھوں کی طرح چلیں گے۔ اُس دن کچھ کام نہ آئے گا، نہ سونا نہ چاندی نہ دولت نہ خزانہ پھر دنیا فنا ہو جائے گی۔ قرآن میں قیامت کا ذکر بہت ہے۔ اگلی کتابوں میں تھوڑا تھوڑا ذکر ہے جیسا اس کتاب میں حضرت موسیٰ کی کتاب میں بھی اُس کی طرف اشارہ ہے۔ تجارب و دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ کل عالم اجسام مرکب ہے اجزا لا تتجزیٰ سے یعنی ایسے چھوٹے اجزا جن کی قسمت اب کسی آلہ خواہ تیزاب وغیرہ تدبیرات سے نہ ہو سکے چونکہ وہ متصل حقیقی ہے تو اس کا انفصال محال ہو گا۔ کوئی چیز اپنی ضد کے قابل نہیں ہوتی۔ ہندی میں اُسے پرمان کہتے ہیں۔ اُس کو ذرّہ کا ساٹھواں حصہ بتاتے ہیں وہ مرئی بصر نہیں بلا اعانت خُردبیں اور ترکیب دلالت کرتی ہے تحلیل پر اس لئے قیاس ہوتا ہے کہ عالم اجسام فنا ہو جائے، سب

اجزار اُس کے الگ الگ ہو جائیں لیکن اُس کا علم کسی کو نہیں کہ وہ کب تک متصل رہتے ہیں اور کب منفصل ہو جاتے ہیں۔ قوت بشری اس کے ادراک سے قاصر ہے بلکہ اکثر قویٰ ملکی بھی کفایت نہیں کرتے قال اللہ تعالیٰ اِنَّ یَوْمَ الْفَصْلِ کَانَ مِیْقَاتًا (ترجمہ) یقیناً جدائی کا دن مقرر ہے یعنی ایک وقت مقرر ہے کہ تمام اجزار عالم منحل ہو جائیں اور عالم معدوم ہو جائے پھر اُس کا نشان بتاتا ہے یَوْمَ یُنْفَخُ فِی الصُّوْرِ فَتَاْتُوْنَ اَفْوَاجًا وَّفُتِحَتِ السَّمَآءُ فَکَانَتْ اَبْوَابًا وَّسُیِّرَتِ الْجِبَالُ فَکَانَتْ سَرَابًا (ترجمہ) جس دن سخت آواز ہوگی تو تم لوگ فوج فوج ہو جاؤ گے اور کھل جائیں گے آسمان تو ہو جائیں گے دروازے اور پہاڑ سراب ہو کے اُڑ جائیں گے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے ایک سخت آواز ہوگی جس سے لوگ غول غول پریشان ہونگے پھر آسمان پھٹ جائیں گے اور پہاڑ مثل ریگ اجزار لایتجزیٰ کو ریگ سے بیان کرتا ہے۔ یہاں تک فقط اجسام کے فنا ہونے کا بیان ہے۔ قال اللہ تعالیٰ وَالنَّازِعَاتِ غَرْقًا وَّالنَّاشِطَاتِ نَشْطًا وَّالسَّابِحَاتِ سَبْحًا فَالسَّابِقَاتِ سَبْقًا فَالْمُدَبِّرَاتِ اَمْرًا۔ یَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ قُلُوْبٌ یَّوْمَئِذٍ وَّاجِفَةٌ اَبْصَارُهَا خَاشِعَةٌ فَاِنَّمَا هِیَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ فَاِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ۔

(ترجمہ) قسم ہے ارواح اور ملائکہ کی جس دن کپنے لگے جسم و جسمانیات اُس دن قلوب ہم کپیں گے اور آنکھیں خوف سے بند ہو جائیں گی پھر تو ایک ڈپٹ ہوگی جس سے دفعتاً وہ ریگ ہو جائیں گے)

راجفہ کپنے والے کو کہتے ہیں۔ جسم ہی قابل حرکت ہیں۔ اس لئے راجفہ سے مراد اجسام ہیں اُن کے توابع وہی جسمانیات ہیں۔ ساہرہ ریگستان کو کہتے ہیں۔ اجزار کی تحلیل ہو جانے کو اُن کو ریگستان سے بیان کیا ہے جیسا سراب سے بیان کیا۔ قال اللہ تعالیٰ فَاِذَا جَآءَتِ الصَّآخَّةُ یَوْمَ یَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِیْهِ وَاُمِّهٖ وَاَبِیْهِ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِیْهِ لِکُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ یَوْمَئِذٍ شَاْنٌ یُّغْنِیْهِ وُجُوْهٌ یَّوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ ضَاحِکَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ وَوُجُوْهٌ یَّوْمَئِذٍ عَلَیْهَا غَبَرَةٌ

تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ ۝ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكَفَرَةُ الْفَجَرَةُ (ترجمہ) پھر جب ہوگا وہ غل
جس دن بھاگے گا مرد اپنے بھائی سے اور ماں باپ سے اور جورو لڑکے سے ہر شخص اُس دن اپنے حال
میں پھنسا ہوگا کتنے مونھ اُس دن بحال ہنستے بشاش ہوں گے اور کتنے مونھ پر اُس دن غبار ہوگا جس سے
سیاہی ٹپکے گی وہ کفار بدکار ہوں گے)۔ اس سے ثابت ہے کہ اُس دن غل یعنی آواز
شدید ہوگی جس سے لوگ گھبرا جائیں گے ایک کو دوسرے کی خبر نہ ہوگی ہر شخص اپنے حال میں
مبتلا رہے گا الا کاملین جن کو موت کا کچھ اندیشہ نہیں جو ہمیشہ مشاہدہ جمال ربانی میں مست رہتے ہیں
قال اللہ تعالیٰ اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ۝ وَاِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ ۝ وَاِذَا الْجِبَالُ
سُيِّرَتْ ۝ وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ ۝ وَاِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ ۝ وَاِذَا الْبِحَارُ
سُجِّرَتْ ۝ وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ ۝ وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ ۝ بِاَيِّ ذَنْۢبٍ
قُتِلَتْ ۝ وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ ۝ وَاِذَا السَّمَآءُ كُشِطَتْ ۝ وَاِذَا الْجَحِيْمُ سُعِّرَتْ ۝
وَاِذَا الْجَنَّةُ اُزْلِفَتْ ۝ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّآ اَحْضَرَتْ (ترجمہ) جب دھوپ لپیٹی جائے
اور جب تارے تیرہ ہوجائیں اور جب پہاڑ اُڑ جائیں اور جب بدلیاں بے کار ہوجائیں اور جب جانور جمع
کئے جائیں اور جب سمندر بھڑکائے جائیں اور جب جانیں ساتھ کی جائیں اور جب زندہ درگور پوچھے جائیں کہ
کس گناہ پر ماری گئی اور جب کتابیں پھیلائی جائیں اور جب آسمان ادھیڑے ہوجائیں اور جب دوزخ
بھڑکائی جائے اور جب جنت قریب کی جائے تو سمجھیں گے ہر جان اپنا کام) یہ ایک بڑے تغیر عالم کی
خبر ہے کہ جب نیرات بے نور ہوجائیں گے یعنی اُن کے اجسام خراب ہوجائیں گے اور اُن کے ساتھ
جو ارواح متعلق ہیں اُن کو چھوڑ دیں گے اُن کے نور سے مقصود اُن کی جان ہے کہ وہی باعث
ہے اُن کے نور ظاہری کا اور تعطیل عشار اور حشر وحوش سے مقصود بیان ہول و اضطراب ہے۔
اور بحار کی تسجیر سے مراد تخلخل ہے کہ پہلے میاہ متخلخل ہوں گے پھر منحل اور تزویج نفوس سے
مقصود یہ ہے کہ کل اجسام فنا ہوجائیں گے اور ارواح جو اُن کے ساتھ متعلق ہیں اُن کو چھوڑ کے
ارواح کے ساتھ ہو رہیں گے۔ جب یہ حالت ہولناک بہم پہنچے گی تو آدمی کو اپنے کردار

یاد آئیں گے۔ ارواح کو تو فنا ہی نہیں وہ اپنے اعمال کو دیکھیں گی اور صحف سے مقصود یہاں نفوس منطبعہ فلکیہ ہیں اور اُن کا نشر یعنی یہ کہ اجسام کو چھوڑ دیں گی اور کشط سما ر تو ظاہر ہے۔ الغرض سب کا نتیجہ یہی ہے کہ جملہ اجسام نیست و نابود ہو جائیں گے فقط ارواح رہ جائیں گی چنانچہ اسی بات کو سورۂ نبا کے آخر میں بیان کیا ہے۔ يَوْمَ يَقُومُ الرُّوحُ وَالْمَلَائِكَةُ صَفًّا لَا يَتَكَلَّمُونَ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَٰنُ وَقَالَ صَوَابًا یعنی بعد فنائے عالم صرف ارواح و ملائکہ رہ جائیں گے اُس وقت حالت کی ادراک سے سب کو حیرت ہوگی اور کچھ بول نہ سکیں گے یعنی متحیر ہوں گے الا ارواح کاملین کہ اُن کو کچھ تحیر نہ ہوگا اُس کے بعد مذکور ہے إِنَّا أَنذَرْنَاكُمْ عَذَابًا قَرِيبًا يَوْمَ يَنظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدَاهُ وَيَقُولُ الْكَافِرُ يَا لَيْتَنِي كُنتُ تُرَابًا۔ عذاب قریب سے مقصود وہی حیرت و ہول ہے جو ارواح پر وقت فنائے عالم طاری ہوگا کہ اُس وقت تمامی اعمال اُس کے پیش نظر ہوں گے جو منشا سرور خواہ حزن کا ہوں گے۔ قال اللہ تعالیٰ فَإِذَا جَاءَتِ الطَّامَّةُ الْكُبْرَىٰ يَوْمَ يَتَذَكَّرُ الْإِنسَانُ مَا سَعَىٰ وَبُرِّزَتِ الْجَحِيمُ لِمَن يَرَىٰ فَأَمَّا مَن طَغَىٰ وَآثَرَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا فَإِنَّ الْجَحِيمَ هِيَ الْمَأْوَىٰ وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَىٰ فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَىٰ۔

(ترجمہ) پھر جب آئے گا وہ بڑا ہنگامہ جس دن یاد کرے گا آدمی اپنی کمائی اور نکالی جائیگی دوزخ دیکھنے والوں کے لئے تو جس نے نافرمانی کی اور پسند کی حیات دنیا اس کا ٹھکانا دوزخ ہوگا اور جو ڈرا اپنے رب کے مرتبہ سے اور روکا جی کو خواہش سے اُس کا گھر جنت ہوگا)۔ بڑے ہنگامہ سے مراد وہی وقت ہے جب تمامی عالم اجسام فنا ہو جائیں گے فقط ارواح رہ جائیں گی تب بوجہ تجرد کے اُن کو اپنے مکاسب نظر آئیں گے اُس وقت کاملین کہ جنہوں نے غضب و شہوت کو رام کیا ہے سرور ابدی جس کا نام جنت ہے حاصل ہوگا اور جو لوگ خواہش کے پھندے میں رہے اور لذات جسمانی اُن پر غالب رہیں اور حصول کمالات سے محروم رہے، اُن کو حزن و آلام سرمدی نصیب ہوگا کہ

وہی دوزخ ہے قال اللہ تعالیٰ اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ وَاِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ وَاِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ وَاِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَاَخَّرَتْ (ترجمہ) جب آسمان پھٹ جائے اور تارے جھڑ پڑیں اور سمندر بہ جائیں اور قبریں اکھڑی جائیں تو سمجھ لی جان اپنی اعمال)۔ واضح ہو کہ ارواح کی تین حالت ہیں۔ ایک حالت تعلق بالبدن کی ہے کہ اسی کو عرف میں زندگی کہتے ہیں قرآن میں اسی حالت کو جا بجا دنیا سے تعبیر کیا ہے کیونکہ یہ حالت خسیس ہوتی ہے۔ لذاتِ جسمانی ادون درجہ میں ہیں لذات روحانی سے۔ دوسری حالت مفارقت بدن کی ہے جسے موت کہتے ہیں۔ اس حالت میں جان بوجہ بیکار ہو جانے کے بدن کو چھوڑ دیتی ہے۔ لیکن تاہم اسے کچھ نہ کچھ تعلق اجسام کے ساتھ رہ جاتا ہے خصوصاً جسم مثالی جسے اکثر اہل مجاہدہ تسلیم کرتے ہیں اور بہت حکماء اسی کو روح سمجھتے یعنی ایک جسم لطیف اس جسم کے اندر اور ہے کہ یہ جسم اس کا غلاف ہے وہ جسم اس کی شبیہ ہے جملہ اعضاء اس میں ایسے ہی ہوتے ہیں دونوں میں صرف لطافت وکثافت کا فرق ہے وہ جسم بعد فنا ہو جانے اس جسم کثیف کے مدت دراز تک قائم رہتا ہے کیا عجب ہے کہ یہ جسم تا قیامت باقی رہے۔ مگر چونکہ جسم ہے تو بوجہ ترکیب کے قابل فنا ہے اور اگر اس جسم کو نہ بھی مانیں تو بھی تا قیام عالم اجسام روح کو بعد المفارقت کچھ نہ کچھ تعلق اجسام سے رہتا ہے۔ ہاں جب یہ عالم اجسام بالکلیہ محو ہو جائے گا اس وقت اسے کچھ تعلق اجسام سے نہ رہے گا۔ بالکلیہ تجرد حاصل ہو گا۔ پس یہ حالت جو روح کو بعد مفارقت بدن حاصل ہوتی ہے تا قیام قیامت قبر ہے اس حالت میں جو الم ہوتا ہے وہی عذاب قبر ہے۔ تیسری حالت وہ ہے کہ روح کو کچھ تعلق اجسام سے باقی نہ رہے یہ اس وقت ہو گا جب تمامی عالم اجسام فنا ہو جائیں۔ اس حالت میں جسم مثالی بھی فنا ہو جاتا ہے اسی حالت کو آخرت کہتے ہیں۔ جب یہ ممہد ہوا تو کہتے ہیں کہ قبروں کا اکھڑ جانا جو مذکور ہے اس سے مقصود دوسری حالت کا مٹ جانا ہے۔ خواہ جسم مثالی کے فنا سے جو یا تمامی اجسام کے مٹ جانے سے۔ اس حالت میں چونکہ نفس کو بہایت تجرد ہوتا ہے تو ادراک اس کا بہت بڑھ جاتا ہے حتیٰ کہ تمامی اعمال اسے اپنے نظر آتے ہیں فَكَشَفْنَا عَنْكَ

غِطَاءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ کو لحاظ کرو۔ قَالَ اللہُ تَعَالٰی یَوْمَ نُسَیِّرُ الْجِبَالَ وَتَرَى الْاَرْضَ بَارِزَةً وَّحَشَرْنٰهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَدًا وَعُرِضُوْا عَلٰى رَبِّكَ صَفًّا لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ (ترجمہ) جس دن اڑائیں گے ہم پہاڑوں کو اور دیکھے گا تو زمین کو خالی اور جمع کریں گے ہم اُن کو اس طرح کہ کوئی چھٹ نہ جائے اور سامنے کیے جائیں اپنے رب کے قطار قطار تو تم لوگ آ و گے ہمارے پاس جس طرح اولاً پیدا کئے گئے)۔ اس سے ظاہر ہے کہ جب عالم اجسام فنا ہو جائیں گے تو ارواح خدا کے سامنے ہونگی کیونکہ اول خلقت ارواح کی بلا اجسام تھی۔ یہ موافق ہے یَوْمَ یَقُوْمُ الرُّوْحُ کے ساتھ قَالَ اللہُ تَعَالٰی یَوْمَ نَطْوِی السَّمَآءَ كَطَیِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ كَمَا بَدَاْنَاۤ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِیْدُهٗ وَعْدًا عَلَیْنَا اِنَّا كُنَّا فٰعِلِیْنَ **لغات**۔ طے چھپانا بولتے ہیں۔ طوی الحدیث یعنی بات چھپایا یا مشہور کر لپیٹنا سجل۔ جس پر لکھا جائے جیسے کاغذ خواہ پتا (ترجمہ) جس دن چھپائیں گے ہم آسمانوں کو جیسے طومار کتاب کو (یعنی اُسے بد و نظرت کا سا کر دیں گے)، ہم اپنا وعدہ پورا کریں گے۔ چونکہ بدو نظرت اجزاء لا یتجزیٰ تھے اُن کی ترکیب سے آسمان و زمین کل عالم اجسام حاصل ہوا۔ پھر جب وہ اجزاء متفرق ہو کر اجزاء لا یتجزیٰ رہ جائیں گے تو آسمان بلکہ کل اجسام غائب ہو جائیں گے اسلئے خدا کہتا ہے کہ جس دن چھپا دیں گے ہم آسمان کو بہ تحلیل اجزاء بعد منفطر خواہ خلاء میں جو مکان ہے جملہ اجسام مختفی ہو جانے کے جیسے حروف طومار میں چھپ جاتے ہیں پھر اس کے بعد آگے کا بیان ہے کہ جیسے وہ اجزاء متفرق ہو جائیں گے اس میں رد ہے اُن کا جو آسمان کی پرستش کرتے ہیں۔ جیسے چین میں ایک فرقہ ہے یہاں طے کے معنی لپیٹنے کے نہیں ورنہ اَلسَّمَآءُ كُشِطَتْ کے مخالف ہوگا۔ الحق اَلسَّمٰوٰتُ مَطْوِیّٰتٌۢ بِیَمِیْنِهٖ۔ قَالَ اللہُ تَعَالٰی یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَیْءٌ عَظِیْمٌ۔ یَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّاۤ اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ

حَمۡلٍ حَمۡلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكَٰرَىٰ وَمَا هُم بِسُكَٰرَىٰ وَلَٰكِنَّ عَذَابَ اللَّهِ
شَدِيدٌ (ترجمہ) ڈرو تم لوگ اپنے مالک سے کہ قیامت کا زلزلہ بڑا ہولناک ہے جس دن تم لوگ
اُسے دیکھو گے تو بے سُدھ ہو جائیگی ہر مرضعہ اپنے بچے سے اور ہر حاملہ کا حمل گر جائے گا اور لوگ متوالے
معلوم ہونگے حالانکہ وہ متوالے نہ ہونگے لیکن خدا کا عذاب سخت ہے) قال اللہ تعالیٰ
يَوۡمَ تَرۡجُفُ الۡأَرۡضُ وَالۡجِبَالُ وَكَانَتِ الۡجِبَالُ كَثِيبًا مَّهِيلًا
(ترجمہ) جس دن کپینگے پہاڑ اور زمین اور ہو جائیں گے ایک تودہ منتشر (یعنی اُن کے
اجزاء بالو کی طرح متفرق ہو جائیں گے)۔ یوں ہی السَّمَآءُ مُنفَطِرَةٌ ۔ قال اللہ تعالیٰ
يَوۡمَ تَمُورُ السَّمَآءُ مَوۡرًا وَتَسِيرُ الۡجِبَالُ سَيۡرًا (ترجمہ) جس دن آسمان
خوب کپینگے اور پہاڑ اُڑینگے)۔ قال اللہ تعالیٰ إِن كَانَتۡ إِلَّا صَيۡحَةً وَٰحِدَةً
فَإِذَا هُمۡ خَٰمِدُونَ (ترجمہ) ایک ہی چیخ میں وہ بجھ جائیں گے) ایضاً إِن كَانَتۡ
إِلَّا صَيۡحَةً وَٰحِدَةً فَإِذَا هُمۡ جَمِيعٌ لَّدَيۡنَا مُحۡضَرُونَ (ترجمہ)
ایک چیخ میں وہ سب ہمارے پاس حاضر ہونگے (یعنی ایک سخت آواز سے اجسام فنا ہو جائیں گے اور
ارواح جناب قدس کی طرف متوجہ ہونگی)۔ قال اللہ تعالیٰ نُفِخَ فِي الصُّورِ فَإِذَا هُم مِّنَ
الۡأَجۡدَاثِ إِلَىٰ رَبِّهِمۡ يَنسِلُونَ (ترجمہ) پھونکا جائے گا نرسنگا تو وہ قبروں
سے دوڑیں گے) قبر کے معنی ہم اوپر لکھ چکے ہیں۔ پس مقصود یہ ہوگا کہ وہ حالت جو اُن کو
بعد الموت حاصل ہوتی جاتی رہے گی۔ چنانچہ والصافات میں یوں لکھا ہے۔ إِذَا مِتۡنَا
وَكُنَّا تُرَابًا وَعِظَامًا إِنَّا لَمَبۡعُوثُونَ أَوَآبَاؤُنَا الۡأَوَّلُونَ
قُلۡ نَعَمۡ وَأَنتُمۡ دَاخِرُونَ فَإِنَّمَا هِيَ زَجۡرَةٌ وَاحِدَةٌ فَإِذَا هُمۡ
يَنظُرُونَ وَقَالُوا يَا وَيۡلَنَا هَٰذَا يَوۡمُ الدِّينِ هَٰذَا يَوۡمُ الۡفَصۡلِ
الَّذِي كُنتُم بِهِ تُكَذِّبُونَ (ترجمہ) کیا جب ہم مر جائیں گے اور ہڈی اور مٹی ہو جائینگے
تب ہم اُٹھینگے۔ کیا ہمارے بزرگوار بھی۔ کہہ ہاں اور تم ذلیل ہو گے وہ تو ایک ڈپٹ ہوگی کہ وہ دفعتہ

تکنے لگیں گے کہیں گے کہ افسوس یہ روز جزا ہے جدائی کا دن ہے جسے تم جھٹلاتے تھے۔ اس میں صاف بیان
ہوا کہ جب وہ سخت آواز ہوگی تو وہ فوراً تکنے لگیں گے کیونکہ اجسام تو فنا ہوجائیں گے اور
بسبب کمال تجرد ادراک ارواح بڑھ جائے گا جیسا گزرا فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيدٌ
کے یہی معنی ہیں اُن کے تکنے کے کہ اپنے اعمال کو دیکھیں گے، اچھے ہوں یا بُرے جو مشار
سرور خواہ حزن ہونگے۔ اس لئے وہ کہیں گے کہ یہ دار الجزاء ہے۔ اُس وقت ملائکہ کہیں گے
کہ یہ جدائی کا دن ہے۔ جسے تم جھٹلاتے تھے یعنی اجزاء لایتجزیٰ کے تحلیل کا دن جس کی خبر
دی جاتی تھی یہی ہے۔ کفار سمجھتے تھے کہ ہم لوگ اسی جسم سابق کے ساتھ اٹھیں گے اور اسی کا
انکار کرتے تھے اس لئے خدا نے اٹھنے کے معنی کہدیا کہ وہ تکنے لگیں گے یعنی ادراک اُن کا بڑھ جائیگا
چنانچہ کفار سے جا بجا اسی قسم کی بات منقول ہے۔ اَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا ذٰلِكَ
رَجْعٌ بَعِيدٌ (ترجمہ) کیا جب ہم مرکے مٹی ہوجائیں گے تب زندہ ہونگے ایسا لوٹنا دور ہے۔
ایضاً فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ اَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا اِنَّا لَفِي خَلْقٍ جَدِيدٍ (ترجمہ) اُن کی
بات تعجب کی ہے کہ جب ہم مرکے مٹی ہوجائیں گے تب ہم از سر نو پیدا ہونگے) ایضاً۔ اَاِذَا كُنَّا
عِظَامًا نَخِرَةً۔ اکثر ان کفار سے روح مجرد کے قائل نہ تھے یہ نہیں سمجھتے تھے کہ بعد الموت
کچھ باقی رہتا ہے جیسا بعض حکماء کی رائے ہے۔ سورہ زلزلہ کا بیان صاف ہے۔ اِذَا زُلْزِلَتِ
الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا وَقَالَ الْاِنْسَانُ
مَا لَهَا يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا يَوْمَئِذٍ يَّصْدُرُ
النَّاسُ اَشْتَاتًا لِّيُرَوْا اَعْمَالَهُمْ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ
وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ (ترجمہ) جب سخت بھونچال آئے گا اور
زمین اپنا ثقل نکال ڈالے گی اور آدمی کہے گا کہ اسے کیا ہوا تو اُس دن اُس کا حال کھل جائے گا (یعنی
جس کی نسبت تیرے مالک نے خبر دی اُس دن لوگ جوق جوق رجوع کریں کے اپنے اعمال دیکھنے کی طرف
تو جس نے ذرہ بھر نیکی کی ہوگی اُسے دیکھے گا اور جس نے ذرہ بھر بدی کی ہوگی اسے دیکھے گا)۔ اثقال

سے بظاہر تو مقصود پہاڑ و اشجار وغیرہ یعنی موالید ثلثہ ہیں۔ یہ سب فنا ہو جائیں گے۔ لیکن دقت نظر سے معلوم ہوتا ہے کہ ثقل ارض اُس کی میل طبعی ہے۔ مقصود یہ ہے کہ اُس کی طبیعت فنا ہو کے معدوم ہو جائے گی پس مقصود یہ ہے کہ جس دن زمین کو سخت جنبش ہوگی فنا ہو جائیگی تو لوگ یعنی ارواح تعجب سے کہیں گے کہ اُسے کیا ہوا تو جب ایسا تغیر ہوگا تو اُس وقت زمین کا حال کھل جائے گا کہ مطابق وحی کے فنا ہو گئی اُس وقت ارواح اپنے اعمال کی طرف متوجہ ہو نگے اور اُن کو اپنے اعمال نیک ہوں یا بد نظر آئیں گے یہ گفتگو نسبت ارواح کے ہے کیونکہ اجساد تو قبل فنائے ارض فاسد ہو جائیں گے جیسا سورہ القارعہ میں مذکور ہے اَلْقَارِعَةُ مَا الْقَارِعَةُ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْقَارِعَةُ يَوْمَ يَكُونُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوثِ وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوشِ فَأَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَاضِيَةٍ وَأَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُمُّهُ هَاوِيَةٌ وَمَا أَدْرَاكَ مَا هِيَهْ نَارٌ حَامِيَةٌ (ترجمہ) تو جانتا ہے قیامت کیا ہے جس دن ہو جائیں گے لوگ بکھرے پروانہ کے سے اور پہاڑ جیسے دھنکی روئی تو جس کی تول بھاری ہوگی وہ خوش گزران ہوگا اور جس کی تول ہلکی ہوگی اُس کا ٹھکانا دوزخ ہوگا تو جانتا ہے دوزخ کیا ہے وہ آتش سوزاں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس دن اجسام فنا ہو جائیں گے اُس دن اُن کو اپنے اعمال کی قدر معلوم ہو جائے گی پھر جس کے اعمال حسنہ زیادہ ہو نگے اُن کے لئے فرح و سرور ہوگا اور جن کے کم ہو نگے اُن کے لئے آتش سوزاں یعنی حزن و آلام سرمدی إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ چنانچہ خدا نے فرمایا ہے وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْحُطَمَةُ نَارُ اللَّهِ الْمُوقَدَةُ الَّتِي تَطَّلِعُ عَلَى الْأَفْئِدَةِ (ترجمہ) تو جانتا ہے دوزخ کیا ہے وہ خدا کی سوزاں آگ ہے جو دلوں میں گھس جاتی ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ نار سے مقصود حزن و آلام ہے جو مطابق اعمال کے ارواح پر طاری ہو نگے۔ قال اللہ تعالیٰ إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ وَأَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ وَإِذَا الْأَرْضُ مُدَّتْ

وَاَلْقَتْ مَا فِيْهَا وَتَخَلَّتْ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ (ترجمہ) جب آسمان
پھٹ جائے اور اپنے رب کا مشتاق ہو جس کے لائق ہے اور جب زمین پھیل جائے اور جو اُس میں ہے
اُسے نکال کے خالی ہو جائے اور اپنے مالک کے مشتاق ہو جس کے لائق ہے۔ مقصود یہ ہے کہ ارواح
ان اجسام کی بھی بعد فنائے اجساد مشتاق جناب قدس زیادہ تر ہونگی۔ قال اللہ تعالیٰ
هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ
اَلْاَخِلَّاءُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ يٰعِبَادِ لَا خَوْفٌ
عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ وَلَا اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا
مُسْلِمِيْنَ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ اَنْتُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُوْنَ (ترجمہ)
اب تک رہے ہیں قیامت کو کہ آن پہونچے اُن کے پاس اچانک اور اُن کو خبر نہ ہو۔ اُس دن دوستوں
میں باہم محبت نہ رہے گی مگر خدا ترس۔ اے میرے بندو آج تم کو غم و درد نہیں ہے۔ اے ہمارے
ماننے والے فرماں بردار جاؤ جنت میں تم اور تمھاری عورتیں تم بشاش کئے جاؤ گے)
يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ زُرْقًا يَتَخَافَتُوْنَ بَيْنَهُمْ
اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا عَشْرًا نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ۔ اِذْ يَقُوْلُ اَمْثَلُهُمْ
طَرِيْقَةً اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا يَوْمًا وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا
رَبِّيْ نَسْفًا فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا لَا تَرٰى فِيْهَا عِوَجًا وَّلَا اَمْتًا
يَوْمَئِذٍ يَّتَّبِعُوْنَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهٗ وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ
فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا يَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ
الرَّحْمٰنُ وَرَضِيَ لَهٗ قَوْلًا (ترجمہ) جس دن پھونکے گا صور اور گھیر لائیں گے ہم گنہگاروں
کو اُس دن کرنجا تو ے میں سائیں باتیں کریں گے کہ دنیا میں ہم لوگ دس دن رہے۔ ہم کو خوب
معلوم ہے اُن کی بات جب بولے گا اُن میں اچھی راہ والا تم لوگ صرف ایک دن رہے۔ تجھ سے پہاڑوں کو
پوچھتے ہیں تو کہدے کہ ہمارا رب اُسے بالو کرکے اُڑا دے گا اور کر چھوڑے گا اُس کا مقر برابر میدان

نہ دیکھے گا تو اُس میں موٹا اور نہ پتلا۔ اُس دن پیچھے لگے رہیں گے پکارنے والے کے جس میں کچھ کجی نہیں اور آوازیں نرم ہو جائیں گی خدائے رحمٰن کے ڈر سے تو تو نہ سنے گا مگر بھس بھس (اُس دن کام نہ آئے گی سفارش مگر جس کو خدا نے اجازت دی اور اُس کی بات سے رضامند ہو۔۔۔) کر بھی آنکھ سے مقصود ضعیف البصر ہے جیسا صفینیانے کہا ہو کہ اس روز اندھے کی طرح چلیں گے اور بیان قرآن بھی اوپر گزرا کہ تو سمجھے گا لوگوں کو متوالا۔ یہ ابتداء نفخ میں ہوگا۔ جب تک اجسام فنا نہ ہونگے۔ قال اللہ تعالیٰ

جَاۗءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ ۝ وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ ذٰلِكَ يَوْمُ الْوَعِيْدِ ۝ وَجَاۗءَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّعَهَا سَاۗىِٕقٌ وَّشَهِيْدٌ ۝ لَقَدْ كُنْتَ فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَاۗءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ ۝ يَوْمَ يَسْمَعُوْنَ الصَّيْحَةَ بِالْحَقِّ ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُرُوْجِ ۝ اِنَّا نَحْنُ نُـحْيٖ وَنُمِيْتُ وَاِلَيْنَا الْمَصِيْرُ ۝ يَوْمَ تَشَقَّقُ الْاَرْضُ عَنْهُمْ سِرَاعًا ذٰلِكَ حَشْرٌ عَلَيْنَا يَسِيْرٌ ۝ ان آیات کثیرہ سے اس قدر ثابت مبرہن ہے کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا جس میں ایک سخت آواز پیدا ہوگی جس سے تمامی عالم اجسام فنا ہو جائے گا۔ ارواح قائم رہیں گی اور تمام افعال اُن کے پیش نظر ہونگے قال اللہ تعالیٰ

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَّغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ ۭ وَنُقِرُّ فِي الْاَرْحَامِ مَا نَشَاۗءُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ ۚ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِنْۢ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْــــًٔا ۭ وَتَرَى الْاَرْضَ هَامِدَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاۗءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ وَاَنْۢبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍۢ بَهِيْجٍ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّهٗ يُـحْيِ الْمَوْتٰى وَاَنَّهٗ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ وَّاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ ۝

بعث کے معنی ہیں جگانا بَعَثَهُ مِنَ النَّوۡمِ (ترجمہ) اے لوگو اگر تم کو شبہ ہو جگانے میں تو لحاظ کرو کہ ہم نے تم کو بنایا مٹی سے پھر بوند سے پھر خون بستہ سے پھر بوٹی سے تمام و ناتمام تاکہ ظاہر کریں تم سے اپنی قدرت اور ٹھرائے رکھتے ہیں ہم پیٹ میں جسے چاہتے ہیں ایک مدت معین تک پھر تم کو نکالتے ہیں لڑکا پھر یہاں تک کہ پہونچو اپنے بلوغ کو کوئی تم میں سے مرجاتا ہے اور کوئی تم میں سے پہونچتا ہے پیری کو تاکہ بعد علم کے بے تمیز ہو جائے اور دیکھتا ہے تو زمین کو پڑتی پھر جب گرایا ہم نے اس پر پانی تو آباد ہوئی اور اُبھری اور اُگائیں طرح طرح کی خوشنما چیزیں یہ اس واسطے کہ اللہ سچ ہے اور وہ یقیناً مردہ کو زندہ کرتا ہے اور وہ سب چیز پر قادر ہے اور اس میں شک نہیں کہ قیامت آئے گی اور بے شک اللہ جگائے گا قبر میں پڑوں کو)۔ خدا استدلال کرتا ہے تغیرات عالم سے تغیرات بعد الموت پر اور اپنی قدرت کو جتاتا ہے حالت قبر شبیہ نوم ہے۔ اس لئے اُس حالت کے زوال کو بعث و جگانے سے تعبیر کرتا ہے۔ دلائل و آیات کثیرہ سے یہ بات ثابت ہے کہ کسی وقت یہ زمین موالید ثلثہ سے خالی تھی، پھر یہ اشیاء مٹی سڑ کے پیدا ہوئیں جیسا اب بھی بہت چیزیں پیدا ہوتی ہیں بہت لوگ ایسے ہیں کہ جن چیزوں کو روزمرہ دیکھتے ہیں اُسی کو ممکن الوقوع سمجھتے ہیں اور جو چیزیں مدتہائے دراز پر اتفاقاً ہو جاتی ہیں اُسے قانون قدرت کے خلاف جان کر محال جانتے ہیں۔ یہ قصور نظر ہے اُس شے کا فی نفسہٖ استحالہ و امکان دیکھنا چاہیئے۔ تجربات قاصرہ سے ایک نتیجہ عام پیدا کرتے ہیں جو قانون عقل کے خلاف ہے مثلاً دیکھتے ہیں کہ روزانہ سورج پورب سے نکلتا ہے اور پچھم میں ڈوبتا ہے تو اب پچھم سے نکلنا اُس کا محال سمجھتے ہیں باوجودیکہ زہرہ وغیرہ کواکب کے رجعت استقامت کی رصد بھی کرتے ہیں۔ ایسے اشخاص اگر آدمی کا خاک سے پیدا ہونا مستبعد سمجھیں تو بعید نہیں جیسا ہنود نے ایک قاعدہ انڈج پنڈج اوکھج استھاورکا بنا رکھا ہے بے شک اب تو ایسا ہی ہے لیکن اگر یہ کہیں کہ ایسا ہی ہمیشہ سے ہے اس کے خلاف کبھی نہیں ہوا تو یہ قیاس بے اصل ہے پھر اسی سورہ میں وارد ہے فَالَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا قُطِّعَتۡ لَهُمۡ ثِيَابٌ مِّنۡ نَّارٍ يُصَبُّ مِنۡ فَوۡقِ رُءُوۡسِهِمُ

الحميم يصهر به ما في بطونهم والجلود ولهم مقامع من حديد كلما ارادوا ان يخرجوا منها من غم اعيدوا فيها (ترجمہ) جن لوگوں نے کفر کیا اُن کے لئے آگ کے کپڑے قطع ہیں چھوڑا جائے گا اُن کے سر پر گرم پانی جس سے پگھل جائے گا جو اُن کے بطون میں ہے اور چمڑے اُن کے لئے آہنی کوڑے ہیں جب قصد کریں گے اُس سے نکلنے کا یعنی غم سے اُس میں لوٹائے جائیں گے) یہاں خدا نے عذاب کی تفسیر غم سے کی ہو قال اللہ تعالیٰ نفخ في الصور فصعق من في السموات ومن في الارض الا من شاء الله ثم نفخ فيه اخرى فاذا هم قيام ينظرون واشرقت الارض بنور ربها ووضع الكتاب وجاي بالنبيين والشهداء وقضي بينهم بالحق وهم لا يظلمون (ترجمہ) جب پھونکا جائے گا قرنا تو ڈر جاینگے جو آسمان میں ہیں اور جو زمین میں ہیں مگر جس کو خدا چاہے پھر دوبارہ پھونکے گا کہ وہ دفعتاً کھڑے تکیں گے اور چمکیگی زمین خدا کے نور سے اور رکھی جائے گی کتاب اور بلائے جائیں گے انبیا اور ملائکہ اور اُن کا ٹھیک انصاف ہوگا۔ اُن پر کچھ ظلم نہ ہوگا) اس مقام سے پیدا ہو کہ دو مرتبہ آواز شدید ہو گی۔ مرتبہ اول میں سب جاندار بدحواس ہونگے۔ دوسری مرتبہ کھڑے تکیں گے یعنی اجسام کل فنا ہوجائیں گے جان اپنے اعمال کو تکیں گے۔ ایسا ہی اوپر کی آیات دلالت کرتی ہیں۔ اُس کے بعد کہتا ہو کہ زمین خدا کے نور سے چمکے گی ظاہر ہے کہ زمین تو اُس وقت فنا ہو گی چمکے گی کہاں سے۔ لیکن زمین سے مقصود مکان ہے یعنی خلا، خواہ بُعد مقطور یا اور خدا کے نور سے مقصود ارواح اور ملائکہ پس مقصود یہ ہے کہ نفخہ ثانیہ میں اجسام معدوم ہوجائیں گے اور کتاب سے مقصود نفوس منطبعہ ہیں جو حامل ہیں صور حوادث کے باقی مطلب واضح ہو۔ مُردوں کو اپنے اجساد کے ساتھ اُٹھنے کا یہاں کچھ ذکر نہیں ہو۔ قال اللہ تعالیٰ۔ اذا وقعت الواقعة ليس لوقعتها كاذبة خافضة رافعة اذا رجت الارض رجا وبست الجبال بسا فكانت هباء منبثا واقعہ نام ہو قیامت کا کیونکہ وہ حوادث عظیمہ سے ہے۔

(ترجمہ) جب واقع ہو قیامت جس کے وقوع میں کچھ کذب نہیں جو اُتارے گی چڑھائے گی جب کپے گی
زمین شدت سے اور ٹکڑے ٹکڑے ہونگے پہاڑ ٹوٹ کر پھر ہو جائیں گے اُڑتی دھول) قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی
سَأَلَ سَائِلٌ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ لِّلْكَافِرِيْنَ لَيْسَ لَهٗ دَافِعٌ مِّنَ اللّٰهِ ذِي الْمَعَارِجِ
تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ
سَنَةٍ فَاصْبِرْ صَبْرًا جَمِيْلًا اِنَّهُمْ يَرَوْنَهٗ بَعِيْدًا وَّنَرٰىهُ قَرِيْبًا يَوْمَ تَكُوْنُ
السَّمَآءُ كَالْمُهْلِ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ وَلَا يَسْئَلُ حَمِيْمٌ حَمِيْمًا
يُّبَصَّرُوْنَهُمْ يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِيْ مِنْ عَذَابِ يَوْمِئِذٍ بِبَنِيْهِ وَصَاحِبَتِهٖ
وَاَخِيْهِ وَفَصِيْلَتِهِ الَّتِيْ تُؤْوِيْهِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ثُمَّ يُنْجِيْهِ كَلَّا اِنَّهَا لَظٰى
نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰى تَدْعُوْا مَنْ اَدْبَرَ وَتَوَلّٰى وَجَمَعَ فَاَوْعٰى (ترجمہ

کسی نے پوچھا اُس عذاب کو جو کافروں کو ہونے والا ہے جس کو کوئی روکنے والا نہیں وہ عذاب خدا کی
طرف سے ہے جو سیڑھی والا ہے (اُس تک لوگ بتدریج پہونچتے ہیں وہ سیڑھی عالم اجسام ہے کہ انھیں کے
ذریعہ سے تکملہ نفوس ہوتا ہے کہ وہی خدا تک پہونچاتا ہے۔ ہنود اکثر اہل رائے جو تناسخ کا خیال رکھتے ہیں اس
عالم اجسام کو بھوساگر یعنی بحر الحیات سے تعبیر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تا تکملہ ارواح اجسام سے تعلق
رکھا کرتے ہیں۔ ایک جسم کو چھوڑتے ہیں دوسرے سے تعلق کرتے ہیں یہاں تک کہ تکملہ ہو جائے یا عالم فنا ہو جائے
پس یہ عالم اجسام اُن کے خیال میں ذریعہ تکمیل ہے اس لئے وہ نردبان ہے) چڑھیں گے اُس کی طرف
فرشتے اور ارواح ایک دن میں جس کا زمانہ پچاس ہزار برس ہے تو خوب صبر کر وے اُس کو بعید سمجھتے ہیں
اور ہم اُس کو قریب دیکھتے ہیں جس دن ہو جائیں گے آسمان مس گداختہ اور پہاڑ روئی اور کوئی کسی کو
نہ پوچھے گا۔ گنہگار چاہیں گے کہ کاش اُس دن کی سختی جورو لڑکے بھائی بند اور تمام دنیا کے فدیہ دیتے
سے چھٹے ہرگز نہ چھوٹیں گے وہ تو آتش سوزاں کلیجہ کھینچنے والی ہے پکارتی ہے کفار کو جنہوں نے جمع کرکے
رکھ چھوڑا)۔ واضح ہو کہ ابتدائے خلقت اجسام سے تا فنا ایک دن قرار دیا ہے۔ چنانچہ
فردائے قیامت زبان زد ہے نظر و فکر سے اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ عالم اجسام فنا ہو جائیگا

لیکن یہ کہ کب فنا ہوگا قوت بشری اس کے ادراک سے قاصر ہے۔ انبیا کو بھی یہ پوری طور پہ بتایا نہ گیا تو آنحضرت نے قیامت کا ذکر بار بار فرمایا تو کفار نے سوال کیا کہ وہ زمانہ پیچ ہوگا اور ہوگا تو کب ہوگا۔ یہ اوپر بیان ہو چکا ہے کہ جب تمامی عالم اجسام فنا ہو جائے گا کہ وہی قیامت ہے تو ارواح وملائکہ تمام دل وجاں سے اُس ہستی پاک کی طرف متوجہ ہوں گے اس کو بیان عروج سے بیان کرتا ہے اور کہتا ہے کہ ایک دن میں جو مدت بقائے عالم اجسام ہے قیامت آئیگی اور ارواح متوجہ عالم لاہوت ہونگی اُس دن کی مدت پچاس ہزار برس ہے یعنی مدت قیام عالم اجسام پچاس ہزار برس ہے جیسا کہا ہے کہ کتب اللہ مقادیر الخلایق قبل ان یخلق السّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِخَمسِینَ اَلفَ عامٍ لیکن بات مبہم رہی کہ پچاس ہزار برس دنیا کے مراد ہیں یا اللہ کے دن کیونکہ اللہ کا دن یہاں کے ہزار برس کی برابر بتایا گیا ہے۔ تو اس حساب سے عمر دنیا کی اٹھارہ ارب پچیس کروڑ (۱۸۲۵۰۰۰۰۰۰) سال ہوتی ہے۔ یہود عمر دنیا کی سات ہزار برس کہتے ہیں مگر انھیں سنین سے وقت پیدائش آدم سے زبور میں لکھا ہے کہ ایک دن خدا کا یہاں کے ہزار برس کے برابر ہوتا ہے[1]۔ تو اگر سات ہزار برس سے خدا کی سنین مقصود ہوں تو مدت بقاے دنیا دو ارب پچپن کروڑ پچاس لاکھ برس (۲۵۵۵۰۰۰۰۰۰) ہوگی۔ پیدائش آدم جس کی نسل میں حضرت ابراہیم ہیں اور آدم کی پہلی مدت سے یہ دنیا تھی اُس کے ملانے سے وہی مدت ہوگی جو ہم نے اوپر لکھا ہے لیکن ہنود وگبر مدت بقاے دنیا اس سے زیادہ بتاتے ہیں واللہ اعلم بالصواب۔ بعض اشخاص کہتے ہیں کہ یہ پچاس ہزار برس مدت قطع مسافت ہے مرکز عالم سے تا کنگرہ عرش اعمال رصدیہ اور قواعد ہندسیہ سے ثابت ہے کہ محدب فلک زحل مرکز عالم سے آٹھ کروڑ ستائیس لاکھ پچیس ہزار ایک سو بائیس میل ہے برقوم ہندیہ ۸۲۷۲۵۱۲۲ جس سے دس میل روز کے حساب سے بائیس ہزار چھ سو اکیانوے سال (۲۲۶۹۱) میں قطع کر سکتے ہیں اُس کے بعد فلک ثوابت کا ثخن آتا ہے

---

[1] قال اللہ تعالیٰ ان یوما عند ربک کالف سنۃ مما تعدون

کسی کو معلوم نہ ہوا نہ اُس کے دریافت کا کوئی قاعدہ ہے۔ کیا عجب ہے کہ محدب زحل سے
(۲۷۳۰۹ برس)
تا محدب فلک اطلس اس قدر مسافت ہو جسے ستائیس ہزار تین سو نو سال میں قطع کریں لیکن اس کے
بیان کی یہاں ضرورت نہیں سوائے دیگر جواب دیگر اور اگر کہیں کہ مقصود یہ ہے کہ اس قدر
مدت میں ملائکہ کا تکملہ ہوتا ہے تو ملائکہ سے مقصود وہ ہونگے جن کو تعلق ہے اجسام کے ساتھ۔
کیونکہ جن کو تعلق نہیں ہے اُن کا کمال فطری ہے۔ تو مطلب یہ ہوگا کہ اتنی مدت میں ملائکہ کامل
ہو جاتے ہیں تو وہ اجسام سے تعلق قطع کریں گے تو مطلب یہ ہوا کہ اتنی مدت میں ملائکہ اجسام
سے قطع تعلق کرتے ہیں پس راجع ہوگا ہمارے مطلب کی طرف کیونکہ فنائے اجسام وحی و عقل
دونوں سے ثابت ہے فتدبر۔ اس سورہ کے اخیر میں یہ ہے یَوْمَ یَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ
سِرَاعًا كَاَنَّهُمْ اِلٰى نُصُبٍ یُّوْفِضُوْنَ خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ذٰلِكَ
الْیَوْمُ الَّذِیْ كَانُوْا یُوْعَدُوْنَ (ترجمہ) جس دن نکلیں گے قبروں سے دوڑتے گویا
وہ تیر نشانہ کو دوڑتے ہیں اُن کی آنکھیں بند ڈرسے نکلتی ہوئی اُن سے ذلت یہی دن ہے جس کا وعدہ تھا۔
قبروں سے اُٹھنے کے معنی تو ہم کہہ چکے ہیں کہ وہ حالت جو بعد الموت طاری تھی زائل ہو جائیگی۔
یہاں سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ قیامت بہت سرعت سے قائم ہوگی تو اس کی مدت پچاس ہزار برس
خلاف ہے اجسام کا فنا ہونا اور قبروں سے اُٹھنا معاً ہوگا۔ یَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ
غَیْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ وَتَرَى الْمُجْرِمِیْنَ یَوْمَئِذٍ
مُّقَرَّنِیْنَ فِی الْاَصْفَادِ سَرَابِیْلُهُمْ مِّنْ قَطِرَانٍ وَّتَغْشٰى وُجُوْهَهُمُ النَّارُ
(ترجمہ) جس دن بدلی جائے زمین غیر ارض سے (یعنی جو زمین نہیں ہے زمین قرار پائے) اور
آسمان اور نکل کھڑے ہوں لوگ اللہ واحد زبردست کے سامنے اور دیکھے گا تو اُس دن گنہگاروں کو
زنجیروں میں جکڑے اور اُن کے پاجامے گندک کے اور چھو پیلے اُن کے مونہ کو آگ) ظاہراً یہ دلالت
کرتا ہے کہ بروز قیامت بعد فنائے ارض دوسری زمین بنائی جائے گی حالانکہ اس کا مطلب
یہ ہے کہ اُس دن جو چیز زمین نہیں ہے یعنی خلا، و بُعد مفطور زمین قرار پائے گا۔ جس طرح زمین

اکثر اشیاء کا مقر ہے اس دن خلا ہی مقرر رہے گا اجزا لایتجزیٰ متفرقہ کا اور ارواح
خدائے ذوالجلال کے سامنے ہونگے مجرمین یعنی ناقصین بری حالت میں ہونگے۔ لہذا
آیات مخالف اُن کے نہیں نکلتا جو اوپر گزرا اِنَّ الَّذِینَ کَفَرُوا بِاٰیٰتِنَا سَوْفَ
نُصْلِیْہِمْ نَارًا کُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُھُمْ بَدَّلْنٰھُمْ جُلُوْدًا غَیْرَھَا لِیَذُوْقُوا الْعَذَابَ (ترجمہ
جن لوگوں نے ہماری آیات کا انکار کیا عنقریب اُن کو آگ میں ڈالیں گے ہم جب اُن کا چمڑا پک جائے گا تو
بدل دیں گے ہم دوسرا چمڑا عذاب چکھنے کے لئے)۔ بظاہر یہ آیت ارباب تناسخ کے موافق ہے وہ بھی
کہتے ہیں کہ نفس ناطقہ بدون جسم کے کچھ ادراک نہیں کر سکتے۔ اس لئے اس کا حزن والم
متعلق بجسم ہے تو بدون جسم کے نہ اُس کو ثواب ہو سکتا نہ عذاب ناچار تکملہ ثواب عقاب کے لئے
اُسے دوسرا جسم ملتا ہے یہاں تک کہ اُس کی تکمیل ہو کر انوار الٰہی میں مستغرق ہو جائے اور
بوجہ قدم عالم کے یوں ہی ہمیشہ ہوا کرتا ہے۔ اُن کے نزدیک آدمی مرنے کے ساتھ ہی پیدا
ہو جاتا ہے اس کو ہنود آواگون کہتے ہیں۔ لیکن اس حالت کو ردی سمجھتے ہیں۔ عمدہ حالت
وہ ہے کہ درجہ کمال کو پہونچ کے مشاہدہ جمال ربانی و انوار یزدانی میں محو رہے ایسا ہی
عقیدہ چین والوں کا بھی ہے۔ یہودی بھی ایسا ہی کچھ کہتے ہیں اور اس آواگون کو اپنی
زبان میں گلگول کہتے ہیں چونکہ نفس ناطقہ کا ادراک بلا جسم ثابت ہے تو یہ بنا متزلزل
ہے۔ اس کا بیان بہت طولانی ہے جس کو ہم یہاں لکھ نہیں سکتے۔ عام مسلمانوں کا یہی خیال ہے کہ
آدمی اپنے اُسی بدن کے ساتھ اُٹھے گا جو اُس کا تھا یہ آیت اُن کے لئے دلیل ہے معنی
آیت یہ معلوم ہوتے ہیں کہ جب اُن کا ایک خیال پختہ ہو جائے گا اور بوجہ عادی ہو جانے
طبیعت کے اُس صورت عقابی کے متحمل ہو جائیں گے دوسری صورت عذاب اُن پر طاری
ہوگی۔ دیکھو آدمی جب خواب میں کوئی صورت متوحش دیکھتا ہے تو کیسا بے چین ہوتا ہے پھر
بعد انتباہ کے وہ کرب جاتا رہتا ہے لیکن بعد موت کے تو انتباہ ہی نہیں تو مدتہائے دراز تک
اُس کرب میں پڑا رہے گا جو صورت عذاب اُس کے سامنے پیش آئے گی ہاں جب عادت

ہوجائے گی تو تحمل سے کرب زائل ہوگا تب اُس وقت دوسری صورت طاری ہوگی جلود یہاں جمع جِلد نہیں ہے بلکہ مصدر ہے بمعنی تحمل و برداشت اس مادہ کے یہ معنی آئے ہیں یقولون لا تجلد اخی وتجلد کہتے ہیں فرس مجلد ای لا یفزع من الضرب اور جلود کے معنی ہیں کوڑا مارنا الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَاحِدٍ حاصل بالمصدر ہے مجازاً عذاب تو معنی یہ ہونگے کہ جب اُن کا عذاب پختہ ہو جائے گا تو عذاب بدل دیں گے یا یہ معنی کہیں کہ جب تحمل پختہ ہو جائے گا تو عذاب بدل دیں گے اب رہا یہ کہ غیرہا کی ضمیر کس طرف پھرے گی تو وہ پھرے گی عذاب کی طرف جو جلود اول سے سمجھا جاتا ہے۔ یعنی كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُودُهُمْ الخ غزالی نے لکھا ہے کہ مدت تک عذاب سہنے سے وہ عادی ہو جائیں گے یا اعمال قبیحہ کو بھول جائیں گے آیات جو مذکور ہوئیں اُس سے یہ بات ثابت نہ ہوئی کہ مردے اپنے بدن کے ساتھ اُٹھیں گے۔ پیدائش باب دوم کی پہلی آیت یہ ہے: וַיְכֻלּוּ הַשָּׁמַיִם וְהָאָרֶץ וְכָל־צְבָאָם ویخلو ہشما ہیم وہا ارص وکل صبا آم

لغات

ویخلو اس لفظ کے دو معنی ہیں تیار ہو گئے اور دوسرے فنا ہو گئے اس کا مادہ ضدین میں مستعمل ہے واو جو اُس کے اول میں ہے اگر ہپوح ہو تو یہ صیغہ مضارع بمعنی ماضی ہوجائے گا اور اگر واو استیناف ہو تو مضارع اپنے معنی میں رہے گا۔ اس بنا پر اس آیت کے دو معنی ہوتے ہیں اول تیار ہو گئے آسمان اور زمین اور جو اُن میں ہے یہی معنی دفاتر یہود میں ثبت ہیں اور اُسی بنا پر تراجم ہیں۔ دوسرے معنی فنا ہو جائیں گے آسمان و زمین اور جو کچھ اُن میں ہے۔ یہ خبر دیتا ہے قیامت کی اوپر خبر ہے اُن کے پیدائش کی یعنی وہ نہ تھے اور قدرت یزدانی سے ہوئے۔ اُس سے قیاس ہوتا ہے کہ فنا ہو جائیں۔ خبر سے اُس کی تصدیق کراتا ہے۔ اسی طرح دوسری آیت اور تیسری بھی محتمل المعنیین ہے۔ دوسری آیت کا مضمون یہ ہے کہ فنا کرے گا خدا ساتویں دن اپنی جملہ مصنوعات کو جسے اُس نے

بنایا پھر معطل ہو جائے گا. خدا ساتویں دن اپنے جملہ امور سے ۔ آیت سوم اور برکت
دے گا اللہ ساتویں دن کو اور اُس کو مقدس کرے گا جس میں اپنے سب کاموں سے
فراغت کیا۔ اور دیگر صحف انبیا ریں بھی کچھ ذکر ہی واضح ہو کہ معاد میں آرا ر مختلف ہیں
قدما ء فلاسفہ کی رائے یہ ہو کہ معاد کوئی چیز نہیں یہ عالم یوں ہی ہمیشہ سے ہو اور ہمیشہ
رہے گا۔ اُن کے خیال میں جس طرح نفوس و عقول بسیط ہیں اُسی طرح افلاک و کواکب و
عناصر بھی مرکب نہیں، اس لئے اُن کو فنا نہیں ۔ قابل تغیر فقط مرکبات ہیں سو بھی
انواع قابل فنا نہیں، اشخاص البتہ اِس خیال کی لوگ بہت ہیں لیکن محققین اولین و آخرین
معاد کو تسلیم کرتے ہیں گو اُس کے حدود میں اختلاف کرتے ہیں واضح ہو کہ معاد میں
دو چیز ہیں ایک فنائے عالم دوسری حدوث بعد الفنا. فرقہ اول جو فنائے عالم کو نہیں مانتا
وہ حدوث بعد الفنا کیونکر تسلیم کرے گا۔ فرقہ دوم جو عالم کو حادث سمجھتے ہیں اُن میں
اکثر کی رائے یہ ہو کہ بسائط کو فنا نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ سوائے ذات واجب الوجود
سب فنا ہو جائیں گے اور جو فنا کو خاص کرتے ہیں مرکبات کے ساتھ وہ معاد کو مانتے
ہیں یعنی مرکبات فنا ہو جائیں گے اور ارواح کو عذاب خواہ ثواب ہوگا۔ اس کے
مباحث طویل الذیل ہیں جن سے کتب فلسفہ و کلام بھرے ہیں ۔ اُس کو ہم یہاں ذکر نہیں
کر سکتے جس قدر متعلق بہ نصوص تھا وہ ذکر کر دیا۔ احادیث اس باب میں بہت ہیں
لیکن اُس سے کوئی امر زائد نص سے مستفاد نہیں ہوتا کہیں توضیح ہو کہیں تمثیل صحیح مسلم
میں حضرت عائشہ سے روایت ہو کہ میں نے پوچھا رسول خدا سے کہ خدا کہتا ہو؛ يَوْمَ
تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ تو اُس دن لوگ کہاں رہیں گے آپ نے
فرمایا صراط پر منشا ، سوال حضرت عائشہ یہ تھا کہ زمین تو ہوگی نہیں لوگ کس چیز پر قیام
کریں گے اُس کے جواب میں آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ دوسری زمین تیار ہوگی جیسا ظاہر
آیت سے متوہم ہوتا ہو بلکہ فرمایا کہ صراط پر صراط راہ کو کہتے ہیں یعنی جس میں حرکت دائم

اور حرکت واقع ہوتی ہے خلاء میں پس مقصود جواب یہ ہوا کہ لوگ خلاء میں ہونگے۔ یہ بھی بہ نظر ظاہر تھا ورنہ ارواح تو مکانی نہیں جو حاجت قیام ہو اور حضرت عائشہؓ بھی یہ نہیں سمجھی تھیں کہ اس کی جگہ دوسری زمین قائم ہوگی ورنہ ایسا سوال نہ کرتیں۔ صحیح مسلم و بخاری میں ایک حدیث مروی ہے سہل ابن سعد سے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے یحشر الناس یوم القیمۃ علی ارض بیضاء عفراء کقرصۃ النقی لیس فیہا علم لاحد؛ واضح ہو کہ نفخۂ اول آغاز قیامت ہوگا جس کی شان میں ہے تری الناس سکاریٰ اس وقت کے لئے آپ نے فرمایا ہے کہ لوگ ارض بیضاء میں مجتمع ہونگے ایسی زمین قطبین کے نیچے ہے کیا عجب ہے کہ لوگ گھبراہٹ میں وہاں چلے جائیں یا مراد زمین شام ہو۔ واللہ اعلم بالصواب۔ ایک حدیث ابن عباس سے صحیحین میں مروی ہے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے انکم محشورون حفاۃ عراۃ غرلاً یعنی تم لوگ جمع کئے جاؤگے ننگے بھنگے نامختون۔ کیا عجب ہے کہ اس سے مقصود تجلی عن الاجساد ہو اور یہی حدیث حضرت عائشہؓ سے بھی مروی ہے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے آپ سے پوچھا کہ یا حضرت مرد عورت سب ایک دوسرے کو دیکھیں گے آپ نے فرمایا یا عائشہ الامر یومئذٍ اشد من ان ینظر بعضہم الی بعض جیسا خدا نے فرمایا ہے: لکل امرئ منہم یومئذٍ شان یغنیہ۔ قال اللہ تعالیٰ کُلُّ شَیْءٍ ھَالِکٌ اِلَّا وَجْھَہٗ (ترجمہ) ہر چیز بجز ذات واجب الوجود تعالیٰ شانہٗ کی سب فانی ہے۔ وجہ کے معنی ذات کے آئے ہیں اس آیت سے دلیل لاتے ہیں کہ قیامت میں تمام عالم فنا ہو جائے گا فقط ذات واجب الوجود کی جو قابل عدم نہیں باقی رہے گی اس خیال سے کہ ممکنات بہ نظر اپنی ذات کے قابل عدم ہیں تو ان کا معدوم ہو جانا محال نہیں اور مخبر صادق خبر دیتا ہے تو بالضرور فنا ہو جائیں گی۔ پر واضح ہو کہ یہاں قیامت کا ذکر نہیں ہے یہ نہیں کہتا کہ جملہ ممکنات فنا ہو جائیں گی۔ یہاں اسم فاعل استقبال کے لئے نہیں ہے مضمون آیت یہ ہے کہ جملہ ممکنات قابل عدم ہیں ہاں ذات واجب الوجود پر عدم نہیں آسکتا۔ اس لئے لائق پرستش وہی ہے

علاوہ بریں وجہ کے معنی سردار کے ہیں بھی۔ سردار اُس کو کہتے ہیں جو صاحب رائے
اور مدبر ہو۔ یہ شان ملائکہ اور ارواح کی ہے۔ پس مضمون آیت یہ ہے کہ جملہ اشیا رفانی
ہیں سوائے ارواح اور ملائکہ کے کہ اُن کو فنا نہیں واللہ اعلم بالصواب اوپر جو
ثبت ہوا وہ معنی متبادر تھے لیکن دقت نظر سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کل باب آنحضرت کے
زمانہ کی خبر دیتا ہے۔ پہلے اس کا ترجمہ لکھیں گے تب تفسیر۔ آیۃ ۲ ہم سب کو روئے زمین سے
جمع کر دیں گے خدا کا حکم ہے۔ آیۃ ۳ جمع کریں گے آدمی کو اور بہائم کو اور طیور سما کو اور
ماہیان دریا کو اور اصنام کو مع اشرار کے تب قطع کریں گے گمراہوں کو روئے زمین سے
یہ فرمان الٰہی ہے۔ آیۃ ۴۔ تب ہاتھ بڑھائیں گے یہود پر بلکہ جملہ سکان اورشلیم پر اور
مٹا دیں گے بقیہ بت کو اور اصنام کو مع اُن کے کہنہ کی آیت ۵ اور چھتوں پر ساجد اجرام
کواکب اور اُن سجدہ کرنے والوں کو جو خلاف مرضی خدا کی پرستش کرتے ہیں یعنی جو
بتوں کی قسم کھاتے ہیں۔ آیۃ ۶ اور مرتدوں کو جنھوں نے نہ خدا کی طلب کی نہ تلاش۔
آیت ۷ اپنے مالک خدا کے سامنے چون چرا مت کر اب خدا کا دن قریب ہے کیونکہ
خدا نے تیار کر لی اپنی قربانی اور اپنا کلام پاک۔ آیت ۸ خدا کی قربانی کے دن سزا
دیں گے ہم سرداروں کو اور شاہزادوں کو اور اجنبی لباس پہننے والوں کو۔
آیت ۹ اور سزا دیں گے ہم اُس روز چوکھٹ پر کودنے والوں کو جنھوں نے اپنے
مالک کے گھر کو ظلم و فریب سے بھر دیا۔ آیت ۱۰ خدا کا حکم ہے کہ اُس ایام میں باب شرقی
بیت المقدس سے بڑا غل ہوگا اور ڈپٹ باب المثنیٰ سے اور بڑی شکست پہاڑوں سے
آیت ۱۱ ماتم کرو مختیش کے رہنے والو کہ کل قوم کنعانی مٹ جائے گی اور تباہ ہو جائیں گے
زر دار۔ آیت ۱۲ اُس زمانہ میں تلاش کریں گے ہم اورشلیم کو چراغوں سے اور سزا دیں گے
اُن لوگوں کو جو اپنے خیال پر جمے ہیں اور کہتے ہیں کہ خدا نہ نیک کرتا نہ بد۔ آیت ۱۳ اُن کے
گروہ پامال ہونگے اُن کے گھر ویران ہونگے گھر بنائیں گے رہنا نصیب نہ ہوگا۔ انگور بر

بوئیں گے اُس کی شراب نہ پئیں گے۔ آیت ۱۴ خدا کا بڑا دن قریب ہے بہت نزدیک ہے
خدا کے دن کی منادی تلخ ہوگی جہاں بہادر للکارے گا۔ آیت ۱۵ وہ دن خدا کے جلال کا
ہوگا دن صف آرائی و اضطراب کا دن قتال وجدال کا دن ظلمت و تاریکی کا دن بدلی و
گھٹا کا۔ آیت ۱۶ دن بوق و قرنا کا بلاد حصینہ اور اونچے حصاروں پر۔ آیت ۱۷ اور گمراہ کو
ایسا صدمہ پہنچائیں گے کہ اندھوں کی طرح چلیں گے کیونکہ اُن نے خدا سے عصیان کی اُن کا
خون کیچڑ کی طرح بہایا جائے گا اور اُن کا گوشت غلیظ کی طرح۔ **تفسیر** آیت دوم سوم
دلالت کرتی ہے کہ کوئی زمانہ ایسا آئے گا جس میں تمام ملکوں کے لوگ ایک امر پر اتفاق
کریں گے۔ کیونکہ آدمی سے مقصود انسان باتمیز ہیں اور بہائم سے جہلا اور طیور سے مقصود
وہ ہیں جو اونچے پہاڑوں پر رہتے ہوں اور ماہیان دریا سے اہل جزائر اور اصنام سے مراد
بت پرست ہیں پھر کہتا ہے کہ جب ایسا ہوگا تو گمراہوں کو یعنی بت پرستوں کو برباد کریں گے ہم۔
الغرض خلاصہ ان آیات کا یہ ہے کہ ایک وقت میں تمام ملکوں کے لوگ ایک دین پر متفق ہوکے
بت پرستی کو مٹائیں گے۔ واضح ہو کہ آیت سوم میں مذکور ہے کہ ہم آدمی کو روئے زمین سے
مٹادیں گے جسے لوگ سمجھتے ہیں کہ قیامت کی خبر دیتا ہے۔ لیکن آدام کا لفظ جو یہاں واقع ہے
غالب استعمال اُس کا بمعنی آدمی و انسان میں ہے مگر کبھی کبھی بمعنی گمراہ بھی آیا ہے چنانچہ میں نے
یہاں گمراہ ترجمہ کیا ہے جس سے مقصود بت پرست ہیں۔ آنحضرتؐ کے زمانہ میں قبائل مختلف
عرب جو بت پرست تھے ایک دین پر متفق ہوگئے اور بحرین کے لوگ بھی مسلمان ہوگئے اور
یمن وغیرہ بلاد کوہستان کے لوگ بھی مطیع اسلام ہوئے اور بت پرستی ملک عرب سے نیست و
نابود ہوئی۔ حضرت یعقوب نے بھی آپ کی نسبت فرمایا تھا کہ اُس کے پاس اقوام جمع
ہونگی جیسا گزرا ملک عرب میں تو آپ کی زندگی ہی میں اسلام پھیل گیا تھا۔ آپ کے بعد
تو ایشیا و یورپ و افریقہ تمام ملکوں میں اسلام جاری ہوگیا ایسا اتفاق تمام قوموں کا
ایک دین پر کبھی نہیں ہوا تھا نہ اس طرح بت پرستی مٹی حضرت عیسیٰ کے پیروان تو درحقیقت

بت پرست میں تثلیث کا مسئلہ ان کو دائرۂ توحید سے باہر کرتا ہے۔ علاوہ بریں حضرت مریم و حضرت عیسیٰ کی تصاویر گرجوں میں رکھتے ہیں۔ چوتھی آیت میں کہتا ہے کہ ملک شام پر ہاتھ پڑے گا بقیہ بت کو مٹائیں گے اور ان کی کمنہ کو یعنی جب خوب دین جاری ہوے گا تو ہم ملک شام پر غلبہ کر کے بتوں کو مٹائیں گے۔ حضرت موسیٰ کے وقت سے وہاں کے بتوں کے مٹانے کی فکر ہوتی رہی لیکن کچھ کچھ رہ گئی تھے۔ آنحضرتؐ کے وقت میں بالکل نیست و نابود ہو گئے پانچویں آیت میں کہتا ہے کہ ساجدان کواکب یعنی صابئین و گبروں کو مٹائیں گے۔ مرضی یزدان پاک ہے۔ بتوں سے مقصود حضرت عیسیٰ و مریم ہیں۔ نصاریٰ جن کو معزز جان کے ان کی قسم کھاتے تھے اور چھٹویں آیت میں ذکر یہود ہے کہ وہ بہ ارتداد سحر و کہانت کے فکر میں رہتے تھے خدا کی تلاش نہیں کرتے تھے۔ ساتویں آیت میں کہتا ہے اپنے مالک کے سامنے چون و چرا مت کر اس کا حکم جس کی معرفت پہونچے تسلیم کر اب خدا کا دن قریب ہے۔ خدا کے دن سے مقصود زمانہ اجرائے شریعت دائمی ہے جو شریعت قیامت تک منسوخ نہ ہوگی وہ شریعت محمدی ہے۔ اس کے بعد کہتا ہے کہ خدا نے اپنی قربانی تیار کر لی۔ بیت المقدس کی قربانی موقوف ہو گئی اس کے بعد سوائے مکہ کے نہ کہیں حج ہوتا نہ خدا کے واسطے قربانی خدا نے اپنی قربانی کہاں تیار کر لی سوائے مکہ کے کہیں نشان نہیں ملتا اور کلام پاک سے مراد قرآن ہے۔ آٹھویں آیت میں کہتا ہے کہ خدا کے قربانی کے دن سزا دیں گے ہم سرداروں کو اور اجنبی لباس والوں کو یہ ایک نشان اور بتایا کہ اس قربانی کے ایام میں سرداروں کو سزا دیں گے چنانچہ آنحضرت کے زمانہ میں جب حج و قربانی خدا کے واسطے فرض ہوئی بہت سرداران عرب سزایاب ہوئے اور بت توڑے گئے اور روحانیات اصنام ذلیل و خوار ہوئیں۔ بتوں پر قربانی کا دستور قدیم الایام سے تھا اور اب تک ہے۔ خدا کے واسطے قربانی حضرت براہیم کے وقت سے شائع ہوئی۔ حضرت موسیٰ کے وقت سے بڑی ترقی ہوئی۔ لیکن صرف بنی براہیم میں ہوتی تھی۔ بخت نصر کے وقت میں جب بیت المقدس برباد ہوا تو یہ قربانی بند ہو گئی

پھر عزرا و دانیال کے زمانہ میں بیت المقدس کی از سر نو تعمیر ہوئی اور قربانی جاری ہوئی لیکن اُس وقت نہ کسی کی سزا ہوئی نہ غلبہ تھا بادشاہ فارس نے تعمیر بیت المقدس اور وہاں عبادت کی اجازت دے دی تھی صفنیا کے وقت میں بیت المقدس قائم تھا قربانی ہوتی تھی۔ اس وقت خدا کا کہنا کہ اپنی قربانی ہم نے تیار کر لی دلالت کرتا ہے کہ یہ قربانی جو بیت المقدس میں ہوتی ہے خدا کی قربانی نہیں ہے کیونکہ یہود کے قلوب سحر و کہانت کی دُھن میں خدائے پاک سے منحرف و کواکب و روحانیات کی طرف بہمہ وجوہ راغب تھے وہ لوگ قربانی روحانیات کے لئے کرتے تھے۔ پس خدا نے وہاں کی قربانی بند کرنا چاہا جیسا آیت بھی دلالت کرتی ہے۔ چنانچہ بخت نصر کے وقت میں بیت المقدس برباد ہوا۔ قربانی بالکلیہ مسدود ہوئی۔ پھر بالاستقلال قربانی جاری نہ ہوئی عزرا و دانیال کے وقت میں باجازت شاہ فارس ذمیوں کے طور پر جاری ہوئی پھر بند ہو گئی۔ مستقل قربانی غلبہ سے مکہ ہی میں خدا کے لئے جاری ہوئی جس کی خبر یہاں ہے یہ کلام فتح مکہ سے پورا ہوا۔ ۱۰ر رمضان ۸ھ میں آپ مکہ روانہ ہوئے مکہ فتح ہو گیا۔ کچھ سرداران قریش مارے گئے۔ بت جو سیسہ سے جمائے تھے خود بخود گر پڑے۔ آپ نے فرمایا جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ فقط۔ اجنبی لباس پہننے والوں سے مراد قریش و یہود ہیں جنھوں نے اپنے باپ دادا کا چلن چھوڑ کے بت پرستی میں مشغول تھے۔ ان سب کی سزا اپنے موقع پر ہوئی۔ نویں آیت میں بھی یہی لوگ مقصود ہیں جن لوگوں نے خانۂ خدا میں بت پرستی اختیار کی تھی۔ دسویں و گیارہویں آیت میں غازیان اسلام کے دھاوے کرنا بیت المقدس پر مذکور ہے اور اقوام کنعان کا شکست و نابود ہو جانا۔ چنانچہ دورِ اسلام میں ایسا ہوا۔ بارہویں آیت میں کہتا ہے کہ اُس وقت اورشلیم میں بھی چراغ ہدایت روشن کریں گے۔ وہاں نماز پڑھنے کا ثواب زیادہ کریں گے اور بت پرستوں کا خیال دور کریں گے۔ تیرہویں آیت کا مضمون واضح ہے۔ چودہویں آیت میں کہتا ہے کہ خدا کا دن قریب ہے۔ خدا کے دن سے مقصود زمانِ بعثت پیغمبر آخر الزماں ہے کیونکہ اُس وقت

شریعت موسوی منسوخ ہوگی نیا دین جاری ہوگا تو وہ گویا قیامت ہے۔ آپ کی منادی یہی ہے کہ ایک دن ایسا ہوگا جس میں عالم اجسام فنا ہوجائے گا اور اعمال کا حساب ہوگا جزائے اعمال ہر شخص پر مترتب ہوگی یہ بلاشبہ نئی بات تھی اور سب پر تلخ تھی اور نیز یہ منادی بھی کہ یا ایمان لاؤ یا جزیہ قبول کرو یا قتال کرو۔ یہ کلام چونکہ منجر بقتال یا ذلت تھا لہذا تلخ تھا اور بہادر سے مراد آنحضرت ہیں یہ نام آپ کا حضرت اشعیا نے بھی ذکر کیا ہے اس کے بعد کی آیات میں قتال و جہاد و خوں ریزی کا ذکر ہے جو آنحضرت کے وقت سے بشدت تمام پھیلا۔ فقط اب دیکھنے والوں کو چاہیے کہ بانصاف دیکھیں کہ یہ بات مجموعہ کسی پیغمبر کے وقت میں پوری ہوئی جز زمانہ اسلام فتدبر فقط اب ہم حضرت دانیال کے باب ہشتم کو نقل کرتے ہیں کہ وہ ہمارے مطلب کے موافق ہے: בִּשְׁנַת שָׁלוֹשׁ לְמַלְכוּת בֵּלְאשַׁצַּר הַמֶּלֶךְ חָזוֹן נִרְאָה אֵלַי אֲנִי דָנִיֵּאל אַחֲרֵי הַנִּרְאָה אֵלַי בַּתְּחִלָּה׃

ویشنت سالوس لملخوث بلیشصار ھملخ حازون نرئا الای انی دانی ایل احری ہرنا ابلای بتحلا (ترجمہ) بلیشفر بادشاہ کی سلطنت کے تیسری سال میں مجھ دانیال کو بازنانی خواب نظر آیا بلیشفر سلاطین کسدیم کا آخر بادشاہ تھا۔ וָאֶרְאֶה בֶּחָזוֹן וַיְהִי בִּרְאֹתִי וַאֲנִי בְּשׁוּשַׁן הַבִּירָה אֲשֶׁר בְּעֵילָם הַמְּדִינָה וָאֶרְאֶה בֶּחָזוֹן וַאֲנִי הָיִיתִי עַל־אוּבַל אוּלָי׃

وارہ بحازون وہیی برلوتی وانی بسوشن ہبیرا اشر بعیلام ہمدینا وارہ بحازون وانی ہاییتی عل اوبل اولای שׁוּשַׁן شوشن یہ ایک صوبہ کا نام ہے ملک فارس میں دجلہ کی پورب خلیج فارس سے متصل جس کے پچھم جانب ریاست کلدی ہے۔

دجلہ دونوں ریاستوں کے بیچ میں ہے۔ اس کا دار الامارت شہر سوس ہے۔ اسی وجہ سے اس
ریاست کو اہل یونان سوسینا کہتے ہیں۔ اب یہ علاقہ اہواز سے نامزد ہے۔ اس میں چند شہر مشہور ہیں
رام ہرمز و عسکر مکرم و تستر و جندیسابور و سوس و سرق وغیرہ (دیکھو قاموس) بعد طوفان نوح کے
اول شہر پناہ اسی شہر میں بنایا گیا تھا۔ اس میں قبر دانیال پیغمبر کی بتاتے ہیں۔ حضرت دانیال
یہاں بخت نصر کے وقت سے قید میں تھے جب یہ خواب دیکھا تھا עֵילָם
عیلام یہ دار ریاست فارس کا نام ہے جس کا ایک صوبہ شوشن یعنی سوس تھا عیلام سام بن
نوح کے بیٹے کا نام تھا یہ ملک اُن کا مقبوضہ تھا (ترجمہ) جب میں تھا سوس ہیرا میں جو ملک
عیلام میں ہے تو خواب دیکھتا ہوں اور تھا میں نہر اولای پر) سوس تیسرا نام ہے دار السلطنت کا عیلام
ملک کا نام ہے اولای نام ہے دریا کا וָאֶשָּׂא עֵינַי וָאֶרְאֶה
וְהִנֵּה אַיִל אֶחָד עֹמֵד לִפְנֵי הָאֻבָל
וְלוֹ קְרָנַיִם וְהַקְּרָנַיִם גְּבֹהוֹת וְהָאַחַת
גְּבֹהָה מִן־הַשֵּׁנִית וְהַגְּבֹהָ
ה עֹלָה בָּאַחֲרֹנָה׃
وارسا عینای واریہ وہنہ ایل احاد عومید لفنی ہا اوبال ولو قرانیم وہقرنیم
گبوہوت وہا احت گبوہا من ہشنیث وہگبوہا عولا با حرونا (ترجمہ) میں نے جو
آنکھ اُٹھائی تو دیکھا کہ دریا کے سامنے وہاں ایک بز کوہی کھڑی ہے اُس کے دو بڑے سینگیں ہیں اُن میں سے
بڑی ہے بجانب پشت مائل ہے רָאִיתִי אֶת־הָאַיִל
מְנַגֵּחַ יָמָּה וְצָפוֹנָה וָנֶגְבָּה וְכָל־
חַיּוֹת לֹא־יַעַמְדוּ לְפָנָיו וְאֵין מַ
צִּיל מִיָּדוֹ וְעָשָׂה כִרְצֹנוֹ וְהִגְדִּיל׃
رائیتی اث ہا ایل منگیح یاما وصافونہ والغبا وکل حیوث لو یعمدو لفانا وواین مصیل

ساواو و عاسا گر صوبو دہغدل (ترجمہ) دیکھا میں نے بزکوہی کو سینگ مارتے پچھم
اوتر دکھن اور کوئی جانور اُس کے سامنے نہیں ٹھیرتا اور نہ کوئی اُس کے ہاتھ سے بچا سکتا اور اُس نے
جو چاہا سو کیا اور بہت بڑھا) ואני הייתי מבין והנ
ה צפיר העזים בא מן המערב
על פני כל הארץ ואין נוגע בארץ והצ
פיר קרן חזות בין עיניו:
وانی ہاسی مبن وہنہ صفیر ہاعزیم با من ہمعراب عل پنی کل ہارص واین
نوگیع بارص وہصافر قرن حازوت من عنیاو (ترجمہ) میں سوچ رہا تھا کہ وہاں
ایک بکرا آیا پچھم سے تمام روئے زمین پر اُسے کوئی چھو نہیں سکتا ہے اور اُس بکرے کے ایک مستحکم سینگ
بین العینین) חזות حارث مستحکم ויבא עד האיל
בעל הקרנים אשר ראיתי עמד לפני
האבל וירץ אליו בחמת כ
חו:
ویابو عدہا ایل بعل ہقرانیم اشر راسی عومید لفنی ہاوبال ویارص ایلا
وبحمت کوحو (ترجمہ) اور آیا دو سینگھ والی بزکوہی کے پاس جسے میں نے دریا کے
سامنے کھڑا دیکھا اور دوڑا اُس کی طرف جوشش قوت سے (یعنی بڑے زور سے)

וראיתיו מגיע אצל האיל
ויתמרמר אליו ויך את האיל וישבר
את שתי קרניו ולא היה כח
באיל לעמד לפניו וישליכהו
ארצה וירמסהו ולא היה מציל לאיל מידו

وراایتیو مکمع اصل ہاایل و یتمرمر الاو ویح اث ہاایل و یشبیراث شتی قرناو
ونوہا باکوح باایل لعمود لفاناو و یسلیجہیو ارصا و یرسمہو ولو ہایا مصل لاایل
میادو : **لغات** וַיִּתְמַרְמַר ہتمرمر اس کا مادہ מָרַר
مارری جس کے معنی ہیں بہنا ٹپکنا اُسی سے מַר مور بمعنی قطرہ و بوند نکلا ہو اُسی سے
عربی مرور نکلا اور مرمر جس کے معنی زور شور سے مینھ برسنا۔ یہ بمنزلہ باب افتعال کے ہو
معنی اُس کے حملہ کرنا جھپٹنا۔ اُسی سے مرمر بمعنی غضب نکلا ہو (ترجمہ) پھر اُس بکرے کو
میں نے دیکھا بز کوہی کے پاس جاتے پھر حملہ کیا اُس نے بز کوہی پر اور مارا اُسے اور اُس کے دونوں
سینگھ توڑ دیئے اور بز کوہی میں اُس کے مقابلہ کی صورت نہ رہی اور اُس کو اُس نے گرا دیا زمین پر
اور روند ڈالا۔ اُس وقت بز کوہی کو اُس کے ہاتھ سے کوئی بچانے والا نہ تھا۔ וּצְפִיר
הָעִזִּים הִגְדִּיל עַד־מְאֹד וּכְעָצְמוֹ נִשְׁבְּ
רָה הַקֶּרֶן הַגְּדוֹלָה וַתַּעֲלֶנָה חָזוּת
אַרְבַּע תַּחְתֶּיהָ לְאַרְבַּע רוּחוֹת הַשָּׁמָיִם׃
وصفیر ہاعزیم ہگدیل عدمئود وکعصمو نشبرا ہقرن ہگدولا وتعلینا حازوث
اربع تحتیہا لاربع روحوث ہشامائم (ترجمہ) پھر اُس بکرے نے بڑی ترقی کی اور جب
وہ بڑھ چکا تو اُس کے بڑے سینگھ ٹوٹ گئے اور اُس کی جگہ چار محکم چاروں جہت سما میں صعود کئیں۔
(یعنی چار سینگھ محکم صعود کئیں) וּמִן הָאַחַת מֵהֶם יָצָא קֶרֶן־
אַחַת מִצְּעִירָה וַתִּגְדַּל־יֶתֶר אֶ
ל־הַנֶּגֶב וְאֶל־הַמִּזְרָח וְאֶל־הַצְּ
בִי׃
ومن ہااحت میہم یاصا قرن احت مصعیرا وتغدل یتر ال ہنغب وال ہمزراح
وال ہصبی۔ صبی اصل معنی اس کے ہیں ہرن عربی ظبی لیکن مجازاً کبھی اطلاق اس کا

بیت المقدس پر ہوتا ہے מִצְּעִירָה صعیرہ اصل معنی اس کے ہیں صغیر لیکن اگر اس سے مراد عرب ہو تو بعید نہیں کہ یہ سلطنت بہت چھوٹی تھی اور نیز یہ مسکن حضرت ہاجرہ کا تھا جو حضرت ابراہیم کی بیبیوں میں چھوٹی تھیں (ترجمہ) پھر اُن میں سے ایک نکلی ایک سینگ چھوٹی سی اور وہ بہت بڑھی دکھن اور پورب تا بیت المقدس) مقصود یہ ہے کہ اُن چار سینگھوں میں سے جو چھوٹے سینگ تھے اُس سے ایک سینگ نکلی جو بہت بڑھی وہ دکھن اور پورب تا بیت المقدس ہونچی یعنی ارض اسرائیل تک וַתִּגְדַּל עַד־

צְבָא הַשָּׁמָיִם וַתַּפֵּל אַרְצָה מִן־

הַצָּבָא וּמִן־הַכּוֹכָבִים וַתִּרְמְסֵ

ם׃ وتغدل عد صبا ہشامایم وتپل ارصاہ من ہصابا ومن ہکوکابیم وترمسم

لغات

צָבָא صابا اس کے معنی کثیر الاستعمال و متعارف لشکر کی ہیں چنانچہ צְבָא صبو مصدر ہے بمعنی غزوہ و لشکر کشی اور کبھی جب قرینہ ہو تو اس کے معنی کواکب و روحانیات جس کی پرستش کی جائے بحیثیت عبادت צְבָא הַשָּׁמַיִם صباہشامایم اکثر اطلاق اس کا کواکب پر ہوتا ہے اور اُس کے معنی ملائکہ ملاء اعلیٰ کے بھی ہیں (ترجمہ) پھر بڑھے وہ سینگھ ملائکہ ملاء اعلیٰ تک اور گرا دیا روحانیات اور کواکب کو جن کی پرستش ہوتی تھی زمین پر اور اُن کو روند ڈالا) مقصود یہ ہے کہ بت پرستی خوب مٹایا וְעַד שַׂר־הַצָּבָא הִגְדִּיל וּמִמֶּנּוּ

הוּרַם הַתָּמִיד וְהֻשְׁלַךְ מְכוֹן מִקְדָּ

שׁוֹ׃

وعد سر صابا ہغدیل وممنو ہورم ہتامید وہسلخ مخون مقداسو

لغات

הַתָּמִיד تامید اس کے اصل معنی ہیں دوام و دائما اور وظیفہ و فریضہ اور کبھی بمعنی قربانی جو روزانہ بیت المقدس میں فرضاً ہوا کرتی تھی שַׂר־הַצָּבָא

سرِ صبا یا بمعنی سردار لشکر اور بمعنی علت موجودات یعنی ذات واجب الوجود تعالیٰ شانہ
(ترجمہ) پھر ذات واجب الوجود تک ترقی کی اور اُس سے ترک کی گئی قربانی مفروضہ اور اُس کا
مکان مقدس بیقدر ہوا וְצָבָא תִּנָּתֵן עַל־הַתָּמִיד
בְּפָשַׁע וְתַשְׁלֵךְ אֱמֶת אַרְצָה וְעָשְׂתָה
וְהִצְלִיחָה׃ وصابا تناتین عل ھتامید بفاشع وتسلخ
امت آرصا وعاشتا وھصلیحا **لغات** צָבָא صابا اس کے معنی اوپر
ہم لکھ آئے ہیں کہ روحانیات جن کی پرستش کی جائے اُسی کو بت کہتے ہیں صابا سے بیان
کرتے ہیں اور مجازاً اُسے وہ لوگ جو ایسی ہدایت کریں جن ہوں خواہ انس مراد ہوتے ہیں۔
یہود میں بہت جھوٹے نبی تھے جو اپنے کو نبی کہتے تھے اور نیرنجات و نجوم کے ذریعہ سے
عجائبات دکھلا کے خلائق کو گرویدہ کرتے تھے اور وہ اُن کو نبی کہتے تھے اور اُن کی ہدایت
کواکب و روحانیات کی پرستش کی ہوتی تھی اور تاویلات باردہ سے خلائق کے ذہن نشین
کرتے تھے کہ یہ ممنوع نہیں چنانچہ یہود اس ضلالت میں بعد وفات حضرت سلیمان کے برابر
مبتلا رہے۔ اس قسم کے جھوٹے انبیا بنی اسرائیل میں بکثرت تھے بعض شہروں میں
اُن کے عدد پانسو تک پہونچے تھے اور وہ سچے نبیوں کو ایذا پہونچاتے تھے בְּ
פֶשַׁע پاشع اس کے معنی فسق و خطا کے متعارف ہیں اس کے معنی کبھی کسر و شکست و ہبوط
و گر جانے کے بھی ہوتے ہیں הִצְלִיחָה ھصلیح مہذب کرنا و مکمل کرنا۔
(ترجمہ) اور جھوٹے انبیا ہمیشہ کو لوٹ جائیں گے اور نازل کریں گے وہ سینگ زمین پر صدق
خواہ ایمان اور تعمیل حکم کریں گے اور مہذب کریں گے תִּנָּתֵן בְּפֶשַׁע
تناتین بفاشع اس کے معنی ہیں حوالہ ہوئے شکست کو یعنی لوٹ جائیں گے וָאֶשְׁמְעָה
אֶחָד־קָדוֹשׁ מְדַבֵּר וַיֹּאמֶר
אֶחָד קָדוֹשׁ לַפַּלְמוֹנִי הַמְדַבֵּר עַד

מָתַי הֶחָזוֹן הַתָּמִיד וְהַפֶּשַׁע שֹׁ
מֵם תֵּת וְקֹדֶשׁ וְצָבָא מִרְ
מָס : واشمعا احاد قادوس مدبر ولومر احاد
قادوس لعلمونی همدبر عدماتا ہی ہحاروں ہتامید وحفسع شومم تبث وقادوس
وصابا مرماس (ترجمہ) پھر سنا میں نے ایک ملک کو بولتے تب کہا ایک مقدس شخص نے اس بولنے والے
سے کب تک یہ خواب دائمی ہوگا (یعنی ضلالت کا زوال اور ہیکل اور جھوٹے انبیا کی پامالی) مقصود یہ ہے کہ
بوقت رویا گزشتہ حضرت دانیال نے ایک ملک کی آواز سنی اور اس سے پوچھا کہ اس
خواب کی تعبیر بہ نسبت دوری ضلالت و پامالی ہیکل بیت المقدس و انبیاء کاذب کب ہوگی۔
فقط خواب کے ایک جزو کا زمانہ پوچھا کل خواب کی نسبت یہ استفسار نہ تھا۔ ایک مقدس
شخص سے مراد حضرت دانیال ہیں: וַיֹּאמֶר אֵלַי עַד־עֶרֶב
בֹּקֶר אַלְפַּיִם שְׁלֹשׁ מֵאוֹת וְנִצְדַּק
קֹדֶשׁ : ویومر ایلای عد عرب بوقر الفیم وشلوش
میوث ونصدق قودس (ترجمہ) تب کہا مجھ سے شام سے صبح تک دو ہزار تین سو گزریں گے (۲۳۰۰)
تب سچا ہوگا ملک) یہاں تک خواب ہے حضرت دانیال کا جو انھوں نے مشاہدہ کیا :
וַיְהִי בִּרְאֹתִי אֲנִי דָנִיֵּאל אֶת הֶחָזוֹן וָ
אֲבַקְשָׁה בִינָה וְהִנֵּה עֹמֵד לְנֶגְדִּי
כְּמַרְאֵה גָבֶר : وی برئوتی انی دانی ایل ات ہحازون
والفقشا بینا و ہنہ عومید لنگدی کمرۂ گبر (ترجمہ) اس خواب کے دیکھنے کے وقت میں اپنا
تعبیر کی فکر میں تھا کہ ناگاہ میرے سامنے ایک جوان صورت کھڑا ہوگیا) גָבֶר گبر عبرانی میں
نوجوان کو کہتے ہیں اور אֵל ایل اسما الحسنی سے ہے اسی سے גַּבְרִי
אֵל : گبری ایل نکلا ہے جس کا معرب جبرئیل ہے اکثر یہ ملک بصورت نوجوان

انبیاء کے پاس آیا تھا اس لئے اس کا نام جبرئیل ہوا یعنی مرد خدا וָאֶשְׁמַע
קוֹל־אָדָם בֵּין אוּלָי וַיִּקְרָא וַיֹּאמַר
גַּבְרִיאֵל הָבֵן לְהַלָּז אֶת־הַמַּרְאֶה׃
واشمع قول ادام بین اولای ویقرا ویومر گبری ال ہابین ہلازہ اث ہمرءہ
(ترجمہ) پھر سنا میں نے آواز آدمی کی اولائی ندی میں کہ پکارا اور کہا کہ اے جبرئیل سمجھا دے اس کو
یہ خواب یعنی جبرئیل کو حکم ہوا کہ دانیال سے خواب کی تعبیر کہدے) וַיָּבֹא אֵצֶל
עָמְדִי וּבְבֹאוֹ נִבְעַתִּי וָאֶפְּלָה עַל־פָּנָי
וַיֹּאמֶר אֵלַי הָבֵן בֶּן־אָדָם כִּי לְעֶת
קֵץ הֶחָזוֹן׃
وبالو اصل عمدی وبوئو نبعتی واا ملاعل پانای ولومرا ملای ہامن بن آدام
کی لعث قص ہحارون (ترجمہ) تب آئے جبرئیل جہاں میں کھڑا تھا اس کے آتے ہی میں ڈر گیا
اور اوندھا گرا تب اس نے مجھ سے کہا سمجھ اے آدمی زاد کہ آخر زمانہ میں یہ خواب ہوگا)۔ آخر زمانہ وہ
کہلاتا ہے جب سے وحی منقطع ہو جائے۔ ہمارے پیغمبر آخر زمانہ میں تھے کہ آپ کے بعد سلسلۂ
نبوت و نزول وحی ختم ہو گیا :: וּבְדַבְּרוֹ עִמִּי נִרְדַּמְתִּי
עַל־פָּנַי אָרְצָה וַיִּגַּע־בִּי וַיַּעֲמִידֵנִי
עַל־עָמְדִי׃ وبدبرو عمی بردمتی عل پانای آرصا ویگع لی ویعمیدی
عل عمدی (ترجمہ) جب اس نے مجھ سے خطاب کیا تو میں نے زمین پر سجدہ کیا تب اس نے مجھ پر
ہاتھ پھیر کر مجھے کھڑا کیا اپنے مقام پر) :: וַיֹּאמֶר הִנְנִי מוֹדִיעֲךָ
אֵת אֲשֶׁר־יִהְיֶה בְּאַחֲרִית הַזָּעַם
כִּי לְמוֹעֵד קֵץ׃ ولومر ہننی مودیعاک اث اشر یہیہ باحریث ہزعم کی
لموعید قص (ترجمہ) اور کہا کہ اب میں تجھے بتاتا ہوں جو کچھ ہوگا انتہائے غضب میں جب انبیاء کا اختتام ہوگا

واضح ہو کہ بنی اسرائیل پر بوجہ نافرمانی اور کفران ہمیشہ غضب الٰہی ہوا کرتا تھا جس سے وہ قتل ہوتے تھے، لوٹے مارے جاتے تھے، قحط وجوع میں مبتلا ہوتے تھے لیکن ہمارے پیغمبر کی بعثت کے بعد یہ سب سزائیں موقوف ہوئیں۔ اب جو کچھ ہوگا وہ آخرت میں ہوگا۔ سزائے دنیاوی بند ہوئی کیونکہ آپ رحمۃ للعالمین تھے اِس لئے جبرئیل آپ کے زمانہ کو انتہائے غضب سے تعبیر کرتے ہیں اور اُسی وقت اعیاد بنی اسرائیل کے موقوف ہوجانے کو بیان کرتے ہیں۔ گو یہود اب تک کیا کرتے ہیں لیکن اُس کے موقوفی کی خبر دی گئی ہے پس مقصود آیت یہ ہے کہ اب میں تجھے خبر دیتا ہوں جب اعیاد بنی اسرائیل موقوف ہونگی اور یہ عذاب دنیاوی جو بنی اسرائیل کو ہوا کرتا ہے جس کا منشا غضب الٰہی ہے بند ہوگا הָאַיִל אֲשֶׁר רָאִיתָ
בַּעַל הַקְּרָנָיִם מַלְכֵי מָדַי וּפָרָ
ס : ہائِل اشر رائیتا بعل ہقرانیم ملکی مادای وفاراس (ترجمہ)
وہ بز کہ یہی ذات القرنین جو تونے دیکھی (اُس سے مقصود) سلاطین مدیہ و فارس ہیں تو مطلب یہ ہوا کہ پہلے بادشاہانِ فارس کا اقبال چمکے گا کہ اکثر بلاد اُن کے قبضہ میں ہونگے اور کوئی اُن کا مقابلہ نہ کرسکے گا וְהַצָּפִיר הַשָּׂעִיר מֶלֶךְ יָוָן וְהַ
קֶּרֶן הַגְּדוֹלָה אֲשֶׁר בֵּין-עֵינָיו
הוּא הַמֶּלֶךְ הָרִאשׁוֹן:
ھصافیر ھصاعیر ملیخ یاوان وھقرن ھگدولا اشر بین عیناو ھو ھملیخ ھاریشون
(ترجمہ) اور بکرا بادشاہ یونان ہے اور اُس کی بڑی سینگ سے مقصود اُن کا پہلا بادشاہ ہے (یعنی جس سے سلطنت فارس برباد ہوگی اور بہت سلاطین اُس کے زیر نگیں ہونگے) וְהַנִּשְׁבֶּרֶ
ת וַתַּעֲמֹדְנָה אַרְבַּע תַּחְתֶּיהָ אַרְבַּע
מַלְכֻיוֹת מִגּוֹי יַעֲמֹדְנָה וְלֹא בְ
כֹחוֹ:

وعفشبرت ولعمودنا اربع سمہا اربع مجویوث گوی لعمودنا ولو بحوحو (ترجمہ)
اور اس شکست کی جگہ جو چار دوسرے قائم ہوئیں وہ چار بادشاہت ہیں اقوام مختلف کے جو قائم ہوں گی
نہ اس قوت کی: וּבְאַחֲרִית מַלְכוּתָם כְּהָתֵם
הַפֹּשְׁעִים יַעֲמֹד מֶלֶךְ עַז־פָּנִים
וּמֵבִין חִידוֹת׃ وباحرت ملحوتام کہاتم ہپشاعیم لعمود
ملخ عزپانیم ومبین حیدوث **لغات** הָתֵם ہاتیم مادہ اس کا
תָּמַם تمم ہے اس کے معنی مثل عربی تمام کے پورے ہونے کے ہیں:
עַז־פָּנִים عزپانیم = رعب والا مہیب - اس کے معنی کبھی سنگدل و
بے حیا کے بھی آئے ہیں חִידָה حیدہ - اس کے معنی ہیں پہیلی اور سر
(ترجمہ) اُن سلطنت کی انتہا میں ضلالت غایت درجہ کو پہونچی قائم ہوگا - ایک بادشاہ رعب والا واقف
اسرار) سیاق آیت سے ظاہر ہے کہ اس بادشاہ سے وہ چار مملکت برباد ہوں گی:
וְעָצַם כֹּחוֹ וְלֹא בְכֹחוֹ וְנִפְלָאוֹת
יַשְׁחִית וְהִצְלִיחַ וְעָשָׂה וְהִשְׁחִית
עֲצוּמִים וְעַם־קְדֹשִׁים׃ כד׃
وعاصم کوحو ولو بحوحو ونفلاوث یشحت وہصلیح وعاسا وہشحیت عصومیم و
عم قدوشیم - کواح کے معنی ظلم کے بھی آئے ہیں (ترجمہ) اور بڑھے گی اُس کی قوت
بغیر ظلم کے نہیں بلکہ معجزات سے تباہ کرے گا اور مہذب کرے گا اور تبلیغ احکام اور برباد کرے گا علماء کو
اور یہود کو) اس آیت سے ظاہر ہے کہ وہ بادشاہ صاحب معجزات ہوگا اور قتال اُس کا
بظلم نہ ہوگا - تباہ کرے گا نافرمان اور کفار کو اور وہ مہذب بھی کرے گا - یعنی نفوس کی
تکمیل بھی اُس کا کام ہوگا اور تعمیل فرمان یعنی تبلیغ احکام الٰہی جو لازمۂ رسالت ہے اور
آیت سے ظاہر ہے کہ اُس کے وقت میں یہود برباد ہونگے یعنی قتل ہونگے اور اُن کی شریعت

منسوخ ہوگئی کیونکہ خواب میں پامالی ہیکل اور موقوفی فرمان فرضی کا ذکر ہے: ועל־
שכלו והצליח מרמה בידו ובלבבו
יגדיל ובשלוה ישחית רבים ועל־
שרים יעמד ובאפס:

وعل سخلو وہصلیح مرما بیادو وبلبابو یگدیل وبشلوا یشحیت ربیم وعل سر ساریم یعمود بالیفس یاد یشابیر

لغات מרמה مرما فساد و فریب שלו־
ה: شلوا کفر رَدّت באפס بافس بدون یلا יד

یاد اس لفظ کی اصل معنی ہاتھ کے ہیں عربی ید لیکن مجازاً قوت کے معنی میں مستعمل ہے خصوصاً قوت انسانی جو یہاں مقصود ہے (ترجمہ) اور اپنی دانش سے فساد کی اصلاح کرے گا اپنے ہاتھ اور دل سے کام کردے گا اور بوجہ کفر کے قتل کرے گا۔ اکثروں کو اور شاہنشاہان کے مقابل ہوگا اور اُن کو بقوت قدسیہ توڑ دے گا۔ بدون انسانی قوت کے جس کا حاصل قوت قدسیہ ہے: ישבר یشابیر باب انفعال سے لازمی ہے لیکن کبھی مجرد کے معنی میں بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ چنانچہ حزقیل کی کتاب میں موجود ہے یہاں ایسا ہی ہے۔ **واضح ہو** کہ اس آیت میں تین صفت بیان ہوئیں ایک اصلاح ظاہر ہے کہ آپ نے تمامی قبائل عرب کو جو ہمیشہ باہم جدال و قتال کیا کرتے تھے مطابق مضمون کل مومن اخوة ایک کردیا و قبیلہ انصار اوس اور خزرج میں ہمیشہ نفاق و عداوت رہتی تھی وہ سب ایک ہوگئے۔ اذکروا نعمت اللہ علیکم اذکنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخواناً۔ دوسری صفت تکمیل جو آپ کی اُمت میں ہر زمانہ میں مشاہد ہے۔ تیسری صفت قتل کفار بقوت قدسیہ۔ آپ کے غزوات دیکھنے والوں پر یہ امر مخفی نہیں تاہم غزوہ بدر کو یہاں باختصار لکھہ دیتے ہیں۔ شرح اس غزوہ کی یہ ہے کہ حضور اقدس میں خبر پہونچی کہ ابوسفیان مع قافلہ تجارت شام سے معاودت کیا چاہتا تھا۔ آپ بنفس نفیس مع جماعت مہاجرین و انصار کہ تین سو تیرہ [۳۱۳] تھے بقصد اُس قافلہ کے نکلے۔ ابوسفیان نے خبر پاکے

ضمضم غفاری کو اجیر کر کے مکہ روانہ کیا اور ابو جہل وغیرہ سرداران قریش کو کہلا بھیجا کہ اگر قافلہ کی خیر چاہیں تو مدد کے لئے آئیں اور قافلہ کو بچا لے جائیں۔ یہ خبر سن کے ابو جہل بہت طیش میں آیا اور لشکر مع سامان جنگ اس نے جمع کیا۔ سواران اسپ و شتر اور پیادے بڑے کر و فر سے روانہ ہوا اور جمیع قبائل قریش میں سے اعیان و اشراف حتی کہ عباس بن عبد المطلب بنی ہاشم میں سے کہ ہنوز مسلمان نہ ہوئے تھے حسب قاعدہ حمیت برادری ساتھ ہوئے اگرچہ ابو سفیان نے قافلہ کو دوسری راہ سے نکال کر آدمی مکہ بھیج کر ابو جہل وغیرہ کو کہلا بھیجا تھا کہ اب حاجت مدد لانے کی نہیں، لیکن اللہ جل جلالہ کو منظور ہوا کہ سرداران کفار کو فی النار کرے اور شوکت اسلام علیٰ وجہ الکمال ظاہر کرے لہذا ابو جہل لعین نے لشکر لے جانے پر اصرار کیا اور کہا محمدؐ نے نہایت شورش کی ہے اُن کی شورش کو بالکل دفع کرنا ضرور ہے ابو سفیان کو بہت اصرار کفر پر ان دنوں رکھتا تھا باآنکہ خود ممانعت کہلا بھیجی تھی مکہ میں قافلہ کو پہونچا کے خود چھپ کے ابو جہل کے شریک ہوا۔ اللہ جل جلالہ نے آپ کو وحی بھیجی کہ خدائے تعالیٰ تم کو ظفر دے گا قافلہ پر یا لشکر پر۔ آپ کے اصحاب کا یہ جی چاہتا تھا کہ قافلہ سے مقابلہ ہو اس لئے کہ لشکر جماعت کثیر باسامان و سلاح تھا اور مسلمان بے سامان تھے اور قافلہ بھی جماعت قلیلہ بے سلاح تھا لیکن اللہ تعالیٰ کو اپنی قدرت کاملہ دکھانے اور اسلام کی نصرت عظیمہ کرنی منظور تھی۔ لہذا قافلہ نکل گیا۔ لشکر سے مقابلہ کی ٹھہری۔ لشکر کفار مسلمانوں کے لشکر سے سہ چند تھا بلکہ زیادہ۔ مسلمان تین سو تیرہ ۳۱۳ تھے اور کفار ایک ہزار لیکن کفار کو مسلمان دونے ہی نظر پڑے اور مسلمانوں کا رعب کافروں کے دل میں سما گیا۔ **حال** قبل پہونچنے لشکر کفار آنحضرت صلعم نے صحابہ سے بطور مشورہ کے لڑائی کے باب میں تذکرہ کیا۔ پہلے حضرت ابوبکر نے پھر حضرت عمر نے باتیں مناسب عرض کیں آپ بہت خوش ہوئے اور اُن کے لئے دعائے خیر فرمائی حضرت مقداد نے کہا کہ ہم ایسا نہ کہیں گے جیسا بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ سے کہا تھا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَ رَبُّكَ فَقَاتِلَا اِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُوْنَ یعنی جا کے تو اور تیرا رب

لڑتے ہم یہیں بیٹھے ہیں، بلکہ ہم یہ عرض کرتے ہیں کہ ہم آپ کے آگے پیچھے داہنے بائیں ہر طرف سے
لڑیں گے اور جہاں تک آپ ہمیں لے جائیں گے ساتھ جائیں گے چونکہ انصار نے بوقت بیعت
عقبہ یہ عہد کیا تھا کہ جو کوئی آپ پر مدینہ میں چڑھ آئے گا اُس سے لڑیں گے۔ یہ نہیں کہا تھا کہ ہم
آپ کے ساتھ نکل کے لڑیں گے۔ آپ نے ایسی تقریر کی جس سے انصار سمجھے کہ آپ کو موافق اُس
معاہدہ کے یہ خیال ہے کہ شاید ہم باہر مدینہ کے آپ کے شریک نہ ہونگے۔ اُنھوں نے عرض کیا کہ ہرچند
ہمارا معاہدہ مرافقت کا بوقت چڑھ آنے دشمن کے مدینہ پر تھا لیکن جب ہم آپ پر ایمان لائے اور
آپ کو نبی برحق جانتے ہیں، اب ہماری جان آپ کی جان پر فدا ہے، آپ کہیں ہوں اگر آپ
ہمیں حکم دیں تو ہم سمندر میں گھس جائیں اور کسی طرح دشمن سے لڑائی میں ہمیں عذر نہیں اور بوقت
جنگ انشاء اللہ تعالیٰ آپ ہماری جان نثاری سے راضی ہونگے صحابہ رضی اللہ عنہم کی تقریرات
جاں نثاری سن کے آپ بہت راضی ہوئے۔ **حال** جس جگہ لشکر اسلام رات کو مقیم ہوا تھا
زمین ریت تھی اور پاؤں جمتے نہ تھے اور پانی نہ تھا پیاس غالب ہوئی اور وضو کی حاجت تھی
اس جہت سے لشکریان اسلام پریشان خاطر تھے آپ نے مینہ کے لئے دعا فرمائی۔ خوب مینہ برسا
زمین جم کے سخت ہو گئی۔ پاؤں ٹھیرنے لگے اور لوگ نہائے اور ظروف اپنے پانی سے بھر لئے
بوقت مقابلہ جب آپ نے لشکر کفار اور اُن کا کروفر ملاحظہ فرمایا تو یہ آیت پڑھی سیھزم
الجمع ویولون الدبر یعنی قریب ہے کہ بھاگ جائیگی یہ جماعت اور پشت پھیرے گی چنانچہ
مطابق پیشین گوئی آیت موصوفہ کے ہوا **حال** زمانہ سابق میں دستور تھا کہ قبیل وقت
جنگ میدان میں ایک ایک دو دو آدمی طرفین سے نکل کے لڑتے تھے سو سب سے پہلے
عُتبہ اور شیبہ پسران ربیعہ اور ولید پسر عتبہ کفار کی طرف سے میدان جنگ میں آئے اِن کے
مقابلہ میں پہلے تین آدمی شجاعان انصار سے نکلے۔ کفار نے کہا کہ ہم کو اپنے اخوان قریش سے
مبارزت منظور ہے۔ تب حضرت علی اور حضرت حمزہ اور عبیدہ بن حارث اُن کے مقابلہ میں گئے
حضرت علی مقابل شیبہ کے ہوئے اور حضرت حمزہ مقابل عتبہ کے اور اُن دونوں صاحبوں نے

تو جاتے ہی اپنے مقابل کو مار لیا اور عبیدہ نے اپنے حریف کو کہ ولید تھا زخمی کیا اور آپ بھی زخمی ہوئے۔ حضرت علی نے اپنے حریف سے فارغ ہو کر ولید کو بھی قتل کیا اور تینوں صاحب مظفر و منصور لشکر اسلام میں پھر آئے۔ عتبہ و شیبہ کے سبقت کی وجہ یہ تھی کہ بوقت روانگی لشکر یہ دونوں ہمراہی سے جی چراتے تھے اور ہرگز نہیں چاہتے تھے کہ لڑائی کے لئے جاویں اس وجہ سے کہ ایک بار عداس اُن کا غلام نصرانی جو جناب رسول اللہ صلعم کے ہاتھ پر جب آپ طائف سے پھرے تھے باغ میں مسلمان ہو گیا تھا اُنھیں اس لڑائی میں جانے سے مانع تھا اور کہتا تھا کہ ان سب لوگوں کو واسطے قتل کے خدا لئے جاتا ہے۔ اس لئے عتبہ و شیبہ اس لڑائی میں شامل ہونے سے کارہ تھے اور نفرت کی باتیں اس لڑائی و سفر سے کرتے تھے۔ ابوجہل نے تہمت نامردی کی لگائی تھی۔ **حال** مشکوٰۃ شریف میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف سے روایت ہے کہ اُنھوں نے کہا کہ میں نے بروز بدر اپنے داہنے اور بائیں طرف دو نوجوانوں کو دیکھا میں دل میں ناخوش ہوا کہ ناتجربہ کاروں کا ساتھ ہے۔ اتنے میں ایک نے اُن میں سے مجھ سے پوچھا کہ اے چچا تم ابوجہل کو پہچانتے ہو۔ میں نے کہا پہچانتا ہوں۔ تمھارا کیا مطلب ہے اُس نے کہا میں نے سنا ہے کہ وہ پیغمبر صلعم کو بُرا کہتا ہے اگر میں اُسے دیکھ پاؤں تو اُس سے جدا نہ ہوں جب تک کہ ہم دونوں میں سے ایک مر نہ لے۔ بعد اس کے دوسرے نے بھی اسی طرح پوچھا اور وہی بات بیان کی۔ وہ دونوں جوان انصاری تھے اُن کا نام معاذ تھا عفراء کے بیٹے۔ باپ اُن کے دو تھے یعنی معاذ بن عمرو و معاذ بن حارث۔ حضرت عبدالرحمٰن کو اُنھوں نے چچا تعظیماً کہا تھا حقیقت میں اُن کے بھتیجے نہ تھے۔ حضرت عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ میں اُن کی باتیں سُن کر خوش ہوا۔ اتنے میں ابوجہل کو گھوڑا میدان میں کُداتے دیکھا۔ میں نے اُن دونوں جوانوں سے کہا کہ یہ ہے جسے تم پوچھتے تھے یہ سُنتے ہی وہ دونوں تلواریں میان سے نکال کے باز کی طرح جھپٹے اور ابوجہل سے بھڑ گئے۔ یہاں تک کہ اُس کو گرا دیا۔ بعد فتح جب اُن دونوں نے دعویٰ قتل ابوجہل کیا، آپ نے دونوں کی تلواریں دیکھ کے فرمایا کہ تم دونوں نے قتل کیا اور سلب ابوجہل کا

معاندوں کو دلایا۔ حال اللہ تعالیٰ نے لشکر اسلام کی مدد کے لئے فرشتوں کو بھیجا پہلے ایک ہزار
پھر تین ہزار بعد ازاں پانچ ہزار قرآن مجید میں مذکور ہے۔ اس سے سمجھا جاتا ہے کہ بدر میں
پہونچتے تک لشکر کفار بہت ہوگیا تھا۔ اطراف و جوانب سے کفار مثل مور و ملخ شامل ہوگئے
تھے ایک ہزار وہ تھے جو مکہ سے آئے تھے۔ حال عین گرمی ہنگامۂ جنگ میں آپ نے
ایک مٹھی خاک اور کنکریاں کافروں کے چہرہ کی طرف پھینک ماری اور فرمایا شاہت الوجوہ
یعنی برے ہوئے یہ منھ۔ وہ خاک و کنکریاں کافروں کے چہرے پر پڑیں اُس کے وہاں
پہونچتے ہی نیزے کفار کے کند ہوگئے اور تھوڑی دیر بعد وہ بھاگ گئے۔ ایسی تاثیر نمایاں
جو پھینک مارنے مشت خاک اور کنکریوں میں ہوئی اُس کے حال میں اللہ جل جلالہ نے یہ
یہ آیت نازل فرمائی وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ یعنی نہیں پھینک مارا
تم نے جس وقت پھینک مارا لیکن اللہ نے پھینک مارا یعنی ایسی تاثیر دی کہ ایک مشت
خاک اور کنکریاں نے لشکر جرار کا منھ پھیر دیا طاقت بشری سے باہر ہے۔ لہذا تاثیر تمہاری
قوت سے کہ بشری ہے نہیں ہوئی بلکہ قدرت و قوت ایزدی سے ہوئی یعنی قوت قدسیہ سے
یہ معجزہ مشابہ ہے حضرت موسیٰ کے معجزہ کے ساتھ کہ اُنھوں نے ایک مٹھی خاک اُڑا دی تھی
اُس سے تمام مصریوں کے بدن میں جوں پڑ گئی جس سے نہایت عاجز ہو کر حضرت موسیٰ سے
التجا کی کہ اس بلا سے ہم کو بچائیے۔ اس جنگ میں ستر آدمی بڑے بڑے سردار مثل ابوجہل
کے قتل ہوئے اور ستر اسیر ہوئے اُن میں حضرت عباس عم رسول اللہ بھی تھے جس شخص نے
اسیر کیا تھا بہت حقیر تھا۔ آپ نے پوچھا کہ تو نے کیسے اسیر کیا اُس نے کہا کہ ایک شخص نے
جسے میں نہیں پہچانتا اسیر کر دیا۔ آپ نے فرمایا کہ وہ فرشتہ تھا۔ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] :

دمریہ ہا عبرت وجبو فراشر بنامرامت ہوا واتا سوم بحاروں کی لبا مسم رسم (ترجمہ)
اور خواب شام وصبح جو بیان ہوا ہے اور تو اس خواب کو چھپا جو بہت برسوں میں ہوگا) اولاً تراجم آیات
کو اکٹھا بہ ترتیب لکھتے ہیں: بیلیشسر بادشاہ کے سلطنت کی تیسری سال میں مجھ دانیال کو
بارثانی خواب نظر آیا۔ جب میں تھا سوس میں جو ملک فارس میں ہے تو خواب دیکھتا ہوں اور
تھا میں نہر اولای پر۔ میں نے جو آنکھ اٹھائی تو دیکھا کہ دریا کے سامنے وہاں ایک بز کوہی
کھڑی ہے اس کے دو بڑے سینگیں ہیں ان میں سے جو بڑی ہے بجانب پشت مائل ہے۔
دیکھا میں نے بز کوہی کو سینگ مارتے پچھم دکھن اوترا اور کوئی جانور اس کے سامنے نہیں ٹھیرتا
اور نہ کوئی اس کے ہاتھ سے بچا سکتا اور اس نے جو چاہا کیا اور بہت بڑھی۔ میں سوچ رہا
تھا کہ وہاں ایک بکرا آیا پچھم سے تمام روئے زمین پر اسے کوئی چھو نہیں سکتا اور اس بکرے کے
ایک مستحکم سینگ ہے بین العینین۔ اور آیا دو سینگھ والی بز کوہی پاس جسے میں نے دریا کے سامنے
کھڑا دیکھا اور دوڑا اس کی طرف جوش قوت سے۔ پھر اس بکرے کو میں نے دیکھا بز کوہی کے پاس
جاتے پھر حملہ کیا اس نے بز کوہی پر اور مارا اسے اور اس کے دونوں سینگھ توڑ دیئے پھر تو
بز کوہی میں اس کے مقابلہ کی طاقت نہ رہی اور اس کو اس نے گرا دیا زمین پر اور روند ڈالا
اس وقت بز کوہی کو اس کے ہاتھ سے کوئی بچانے والا نہ تھا۔ پھر اس بکرے نے بڑی
ترقی کی اور جب وہ بڑھ چکا تو اس کے بڑے سینگھ ٹوٹ گئے اور اس کی جگہ چار محکم
چار وجہت سما رہیں صعود کیں۔ پھر ان میں سے چھوٹے سینگھ سے ایک چھوٹی سینگھ نکلی
اور وہ بہت بڑھی دکھن اور پورب اور تا بیت المقدس پہونچی۔ پھر بڑھے وہ سینگھ ملائکہ
ملاء اعلیٰ تک اور گرا دیا روحانیات اور کواکب کو جن کی پرستش ہوتی تھی زمین پر اور
ان کو روند ڈالا۔ پھر ذات واجب الوجود تک پہونچے اور اس سے متروک ہوتی قربانی
مفروضہ اور اس کا مکان مقدس بے قدر ہوا۔ اور چھوٹے انبیاء ہمیشہ کو لوٹ جائیں گے
اور نازل کیا اس سینگھ نے زمین پر صدق اور تعمیل حکم کیا اور مھذب کیا۔ پھر سنا میں نے

ایک ٹک کو بوتے تب کہا ایک مقدس شخص نے اس متکلم سے کب تک یہ خواب دائمی
ہوگا یعنی زوال ضلالت اور بربادی ہیکل اور جھوٹے انبیاء کی بربادی۔ تب[14] کہا مجھ سے شام سے
صبح تک دو ہزار تین سو گزریں گے تب سچا ہوگا ملک۔ اس[15] خواب دیکھنے کے وقت میں دانیال
تعبیر کی فکر میں تھا کہ ناگاہ میرے سامنے ایک جوان صورت کھڑا ہو گیا۔ پھر[16] سنا میں نے
آواز آدمی کی اولائی ندی میں کہ پکار کے اس نے کہا کہ اے جبرئیل سمجھا دے اس کو یہ
خواب۔ تب[17] آیا جبرئیل جہاں میں کھڑا تھا۔ اس کے آتے ہی میں ڈر گیا اور اوندھا گرا۔
تب اس نے مجھ سے کہا۔ سمجھ لے آدمی زاد کہ آخر زمانہ میں یہ خواب ہوگا۔[18] اور کہا کہ اب
میں تجھے بتاتا ہوں جو کچھ ہوگا انتہائی غضب میں جب دور مختتم ہوگا۔[19] اور وہ بز کو ہی ذات القرنین
جو تو نے دیکھی اس سے مقصود سلاطین فارس ہیں اور[20] بکرا بادشاہ یونان اور اس کے
بڑے سینگ سے مراد ان کا بادشاہ اول ہے اور[21] اس شکستہ کی جگہ جو چار دوسری قائم ہوئیں
وہ چار بادشاہت ہیں اقوام مختلف کی جو قائم ہوئیں مگر نہ اس قوت سے۔ ان[22] سلطنتوں کی
انتہا میں جب ضلالت غایت درجہ کو پہونچے گی قائم ہوگا ایک بادشاہ رعب والا واقف
اسرار اور بڑھے[23] گی اس کی قوت لیکن ظلم سے نہیں بلکہ معجزات سے تباہ کرے گا اور مہذب
کرے گا اور تبلیغ احکام اور برباد کردے گا عظماء کو اور یہود کو[24] اور اپنی دانش سے فساد کی
اصلاح کرے گا۔ اپنے دل دہاتھ سے کامل کر دے گا اور بوجہ کفر کے اکثروں کو قتل کرے گا
اور شاہنشاہان کے مقابل ہوگا اور ان کو بقوت قدسیہ توڑ دے گا اور خواب شام و صبح کا
جو بیان ہوا سچ ہے اور تو اس خواب کو چھپا جو بہت برسوں میں ہوگا۔ **تفسیر** اب اس
خواب و تعبیر میں خوب غور کرنا چاہیے تواریخ کے ملانے سے معلوم ہوتا ہے کہ بعد زمانہ اس خواب کے
سلاطین فارس بڑی ترقی ہوئی تمام ملک فارس تا ہند و ترکستان و شام و ارمن و عرب و
مصر و اکثر بلاد افریقہ و یورپ ان کے قبضہ میں تھا اور کوئی ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا تا زمانہ
دارا یہی اقبال رہا جب سکندر یونانی کا وقت آیا تو اس نے دارا کو مار کر تمام بلاد پر قبضہ کرلیا تو گری سے

مراد اسکندر ہی جو بادشاہ یونان تھا جب سکندر مر گیا تو فی الواقع چار سلطنت جداگانہ ہو گئیں ایک سلطنت فارس جو ہند تک پھیلی تھی۔ دوسری سلطنت ترکستان جو چین تک گئی تھی تیسری سلطنت روم جس میں شام و ارمن و مصر و اکثر بلاد افریقہ و یورپ داخل تھے۔ چوتھی سلطنت عرب جو بہت چھوٹی تھی جبرئیل کی تعبیر سے معلوم ہوتا ہی کہ اخیر زمانہ میں ایک بادشاہ صاحب ہیبت و جلال ایسا ہوگا جو ان سلطنتوں کو توڑ کے ایک کر دے گا۔ ایسا بادشاہ بعد سکندر کے کوئی نہیں ہوا جس نے ان سلطنتوں کو توڑ کے ایک کر دیا ہو۔ سوا اے ہمارے پیغمبر کے دور اسلام میں یہ سب مملکتیں ٹوٹ کے ایک ہو گئیں خلیفہ اسلام ہوا کرتا تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت میں تا زمانہ اسلام یہ سب سلطنتیں قائم و مستقل تھیں چونکہ اصل خواب میں مذکور ہی کہ سب سے چھوٹے سینگ سے ایک شاخ بصفات مذکورہ نکلے گی اور اُس چھوٹے سینگ کو جبرئیل کہتے ہیں کہ مراد اُس سے بادشاہ ہی جو اخیر زمانہ میں ہوگا اور سب سلطنتوں کو توڑ کے ایک کرے گا اور اُن چار سینگوں کو چار سلطنت بتاتے ہیں۔ اُن چار سلطنتوں میں سب سے چھوٹی بادشاہت عرب کی تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہ بادشاہ جو اخیر میں ہوگا اور چاروں سلطنت کو ایک کریگا اور رعب والا اور واقف اسرار ہونے میں تو کچھ شبہ نہیں۔ حضرت عیسیٰ بھی واقف اسرار تھے لیکن نہ وہ ملک عرب کے تھے اور نہ اُن سے سلطنتیں ٹوٹ کے ایک ہوئیں جو کچھ جبرئیل نے بتایا ہی وہ سب صفات آپ میں تھیں۔ معجزات تو آپکے اوپر مذکور ہیں جس سے آپ نے کفر دور کیا اور سلاطین کو توڑا۔ آپکے وقت میں توارات منسوخ ہوئی جس سے موقوفی قربانی لازم ہوئی جیسا کہ خبر دی گئی تھی آپ کے وقت میں جہاد قائم ہوا۔ جیسا کہ قتل کفار اس میں مذکور ہی اور تہذیب تو ایسی ہوئی کہ تمام دنیا ذات بابرکات سے مہذب ہوئی۔ عیسائیوں نے بھی تہذیب آپ سے حاصل کی۔ عیسائیوں کے قبل دور اسلام کے حالات کو بعد کے حالات سے ملانے سے اس کے تصدیق ہو جائے گی۔ ہنود و گبر کا معاملہ بھی ایسا ہی ہی۔ یہود پر بھی اثر پڑا ہی۔ وعلیٰ ھذا القیاس۔ جھوٹے انبیاء نیست و نابود ہوئے۔ اب کہیں دعوی نبوت

سُنا نہیں جاتا پس جملہ اُمور جو خواب و تعبیر میں ذکر ہوئے سب آنحضرت میں پائے جاتے تھے۔ اور حضرت عیسیٰ پر منطبق نہیں۔ اہل بصیرت جانچ لیں گے۔ واضح ہو کہ یہ معنی جو لکھے گئے ظاہری ہیں لیکن کچھ رموز بھی یہاں ہیں۔ بیان اُس کا یہ ہے کہ خواب میں یہ دیکھا تھا کہ بکرے کے بڑے سینگ ٹوٹ کے چار شاخیں اُس کی جگہ قائم ہوئیں جس کی تعبیر جبرئیل نے چار مملکت سے کی اُس کی بعد خواب میں دیکھا کہ ایک سینگ صغیرہ سے بصفات مذکورہ نکلی اوپر بیان ہو چکا ہے کہ صغیرہ سے مقصود سب سے چھوٹی سلطنت ہے جو عرب کی بادشاہت تھی۔ اُس سینگ کی تعبیر جبرئیل نے خلیفہ آخر الزماں کہا۔ لیکن ممکن ہے کہ صغیرہ سے مراد ہاجرہ ہوں کہ وہ حضرت ابراہیم کی چھوٹی بی بی تھیں اور اُن سے خدا نے وعدہ کیا تھا کہ اُن کے پیٹ سے خلیفہ پیدا ہوگا جیسا کہ اوپر بیان ہوا تو اگر یہ خلیفہ آخر الزمان ہاجرہ کی نسل سے نہ ہو تو وعدۂ الٰہی جھوٹ ہو جائے کیونکہ حضرت اسمٰعیل سے وہ وعدہ پورا نہیں ہوا جیسا گزرا تو معنی یہ ہوں گے کہ ایک سینگ ہاجرہ سے بصفات مذکورہ نکلے گی جس کو جبرئیل خلیفہ آخر الزمان بتاتے ہیں تو مقصود یہ ہے کہ وہ خلیفہ آخر الزمان ہاجرہ کی نسل سے ہوگا چنانچہ آنحضرت خلیفہ آخر الزمان ہاجرہ کی نسل سے ہوئے۔ اب یہاں ضرور ہے تفسیر اُس مدت کی جو ۱۴ آیت گزشتہ میں مذکور ہے اُس میں تعداد دو ہزار تین سو لکھی ہے نہ لفظ سال ہے نہ ماہ لیکن متبادر یہی ہے کہ مراد سال ہو کیونکہ ایسی مدت مہینوں سے بیان نہیں ہوتی۔ واضح ہو کہ یہ مدت ہے خلیفہ آخر الزمان کے وقت کی جب شریعت موسوی منسوخ ہو کے نئی شریعت جاری ہوگی اور بڑا تغیر اس عالم میں پیدا ہوگا۔ پس شام سے مراد وفات حضرت موسیٰ ہے جب شریعت موسوی مکمل و پوری ہوئی اُس وقت حضرت موسیٰ نے اس دنیا کو چھوڑ دیا۔ چونکہ وہ زمانہ انتقال ایک جلیل القدر پیغمبر کا تھا اس لئے اُسے شام سے تعبیر کیا اور صبح سے مقصود وہ زمانہ ہے جب آنحضرت قابل و متحمل نزول وحی ہوئے اور نیز وفات حضرت موسیٰ بوقت شب تھا جب سے اُن کا مدفن کسی کو معلوم نہ ہوا جیسا توراۃ میں مصرح ہے اور پیدائش ہمارے پیغمبر کی بوقت صبح صادق ہوئی تو مقصود یہ ہے کہ جب وفات حضرت موسیٰ سے

(۲۳۰۰) دو ہزار تین سو سال گزر جائیں گے تو وہ وقت خلیفہ آخر الزمان کا ہوگا۔ مطلوب یہ تھا کہ اتنی ہی مدت کے لئے شریعت موسوی قائم کی گئی تھی جب وہ مدت گزر جائے گی تو شریعت ابدی کے قیام کا وقت پہونچ جائے گا۔ حساب اُس کا یہ ہے کہ ۲۴۷۸ ہبوطی میں حضرت موسیٰ کی وفات ہوئی اور ۲۴۷۹ ہبوطی میں حضرت عیسیٰ پیدا ہوئے اور ۵۰۶۱ ہبوطی میں پیدائش حضرت محمد پیغمبر آخر الزمان کی ہے پھر ۵۰۷۸ ہبوطی میں آپ جب بالغ ہوئے اُس وقت سن شریف ۱۷ سال کا تھا۔ آپ کا شق صدر بار ثالث ہوا۔ اس غرض سے کہ آپ کا دل بار وحی کا متحمل ہو جائے یہی زمانہ آغاز نبوت تھا۔ اشجار و احجار سے احیاناً اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا رَسُوْلَ اللہ مسموع ہوتا تھا رویائے صادقہ و خوارق جو علامات نبوت سے ہیں مشاہدہ ہوتے تھے دیکھو ۲۵ برس کی عمر میں آپ بی بی خدیجہ کا مال لے کر ملک شام میں تجارت کے لئے تشریف لے گئے تھے اس سفر میں بہت خوارق آپ سے ظاہر ہوئے کہ انھیں علامات سے نسطورا راہب نے آپ کو پہچانا اور سمجھا کہ فارقلیطا جس کی خبر حضرت مسیح نے دی ہے یہی ہیں اور میسرہ حضرت خدیجہ کے غلام نے اُن خوارق کو جو سفر میں براءالعین دیکھے تھے۔ خدیجہ سے بیان کئے اور خود خدیجہ نے بھی بوقت معاودت بالاخانہ کے غرفہ سے معائنہ کیا کہ دو فرشتے آپ پر سایہ کئے تھے کہ یہی وجہ خواہش نکاح کی ہوئی۔ فقط۔ اسی زمانہ کو ملک نے اس رویا میں صبح سے تعبیر کی ہے اس حساب سے مدت مصرحہ رویا صحیح و درست ہوتی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب لایخفیٰ علیہ شئی فی الارض ولا فی السماء وھو العلیم الخبیر۔ ہدایت چار مرتبہ آپ کا شق صدر بتاتے ہیں ایک مرتبہ ایام رضاعت میں دوسری مرتبہ جب آپ دس ۱۰ برس کے تھے۔ تیسری مرتبہ جب آپ سترہ ۱۷ سالہ تھے۔ چوتھی مرتبہ شب معراج میں۔ مرتبہ چہارم کی روایت تو صحیح مسلم و بخاری میں بھی ہے اور مراتب باقیہ کی روایات ابونعیم و ابن عساکر و بیہقی وغیرہ کتب احادیث میں موجود ہے۔ لیکن نظر دقیق و فکر سلیم کے نزدیک شق صدر سے مقصود شرح صدر ہے یعنی آپ کا تکملہ مدریجاً ہوا یعنی چار مرتبہ فیضان قوت ملکی و قدسی کا آپ کی روح پاک پر ہوا۔ اولاً ایام رضاعت میں

جس سے آپ اُس سن کے اطفال میں ممتاز ہو گئے۔ دوسری مرتبہ جب سن شریف دَہ سالہ تھا کہ آپ کو اُس سن کے لڑکوں میں امتیاز حاصل ہوا۔ تیسری مرتبہ جب آپ بالغ ہوئے شترہ سالہ تھے اُس وقت آپ تمام جوانانِ روئے زمین سے ممیز اور متحمل بارِ وحی ہوئے کہ وہی آغاز نبوت تھا اور چوتھی مرتبہ شب معراج میں جب آپ انتہائے کمال انسانی کو پہونچے قرآن سے اسی قدر مستفاد ہوتا ہے۔ الم نشرح لك صدرك ٥ ووضعنا عنك وزرك الذی انقض ظهرك ٥ ورفعنا لك ذكرك ٥ فان مع العسر يسرا ٥ ان مع العسر يسرا ٥ فاذا فرغت فانصب والى ربك فارغب ٥

(ترجمہ) ہاں ہم نے تیرا سینہ کھول دیا (یعنی قوتِ ملکی تجھ پر تدریجاً فائض ہوئی جس سے تو انتہائے کمالِ انسانی کو پہونچا) اور تجھ سے تیرا بوجھ اُتار دیا ہم نے جس نے تیری پیٹھ توڑ رکھی تھی (یعنی عیوب نفسانی اور رذائل انسانی سے جس کے اندیشہ میں تو ہمیشہ رہا۔ تجھے پاک کر کے معصوم بنایا ہم نے) اور تیرا ذکر بلند کیا ہم نے (یعنی تیرا ذکر ہم نے صحف انبیاء میں پہلے سے کر رکھا جس کی مدت سے دھوم تھی۔ الحق جس قدر ذکر آپ کا ہوا اُس قدر تو کیا اُس کا ہزاروں حصہ بھی کسی پیغمبر کا ذکر نہیں) (اس کے بعد تسکین کے لئے فان مع العسر یسرا وان مع العسر یسرا کہا گیا) پھر جب تو فارغ ہوا تو محنت کر اور اپنے رب کی طرف جی لگا (یعنی جب تو خود ہر طرح سے کامل ہو چکا تو اب دوسروں کی تکمیل میں کوشش کر، چنانچہ بعض قرأت میں رغب آیا ہے)۔ یہاں ایک تقریر اور ہے وہ یہ ہے کہ شرح صدر سے مقصود یہ ہے کہ مراتب اربعہ نفوس انسانی سے درجہ دوم میں تجھے پہونچایا ہم نے جس سے تجھ پر علوم حقہ کا ورود بکثرت ہونے لگا لیکن باستعمال قوت فکریہ طبع نازک پر بمقتضائے بشریت گرانی تھی یہ بڑا بوجھ تھا تجھ پر۔ چنانچہ آپ بیشتر خلوت گزیں رہتے اگر آپ کا شرح صدر نہ ہوتا تو خود بخود عزلت اختیار نہ فرماتے۔ غار حرا میں کوئی عمل جوارح ثابت نہیں ہوتا جز تفکر جس کا سبب وہی شرح صدر تھا۔ چنانچہ یہ خلوت وعزلت بعد شادی بی بی خدیجہ زیادہ ہو گئی اور ووضعنا عنك وزرك سے مقصود یہ ہے کہ مرتبہ عقل بالملکہ کا تجھے دیا ہم نے کہ جملہ علوم تجھ پر بسہولت فائض

ہونے لگے اُس کے قبل جو دقت تھی رفع ہوئی ورفعنالك ذكرك سے مقصود یہ ہے کہ عقل مطلق کا درجہ تجھے عطا کیا ہم نے یعنی جملہ علوم تیری آنکھوں کے سامنے ہو گئے۔ ایسی صورت میں نفس ناطقہ شبیہ ملک ہو جاتی ہے اور ذکر اُس کا ملائکہ میں ہوتا ہے۔ یہ مرتبہ آپ کو معراج میں حاصل ہوا۔ یہاں تک آپ کے کمالات کا بیان تھا۔ اُس کے بعد کہتا ہے کہ جب تو اپنے تکملہ سے فارغ ہوا تو محنت کر تکمیل امت میں وعظ ئے جہاد سے۔ جب جیسا موقع ہو۔ فقط تو روایات شق صدر محمول ہوں گی اسی شرح صدر پر وہ سب بیانات مثالی ہیں فافہم ؎

ما مضٰی فترۃ من الرسل الّا   بشرت قومها بك الانبیا

قریب زمانہ ولادت اکثر منجمین آپ کی پیدائش کی خبر دیتے تھے چونکہ آپ کے سبب سے اکثر سلطنتوں کا زوال تھا اور ادیان کی بھی بربادی معلوم ہوتی تھی اس لئے اکثر اہل ملل خصوصاً یہود و نصاریٰ جو اپنی شریعت کو ابدی سمجھتے تھے اور آیات مذکورہ کے معنی اور طور پر خیال کرتے تھے آپ سے عداوت رکھتے تھے اور آپ کی ہلاکت کی فکر میں رہتے تھے اُس وقت یہود و نصاریٰ میں نجوم کا رواج بہت تھا۔ علماء یہود و نصاریٰ جو آپ سے عداوت رکھتے تھے جن کا ذکر مو البد میں ہے اسی قسم کے تھے اور جو صحف انبیاء کے ذریعہ سے آپ کی بعثت کے منتظر تھے ہرگز آپ سے عداوت نہیں رکھتے تھے۔ بحیرا راہب جو شہر بصرے میں رہتا تھا جس نے آنحضرتؐ کو بارہ ۱۲ برس کے سن میں ابو طالب کے ساتھ جب وہ وہاں بطور تجارت گئے تھے دیکھ کے پہچانا اور ابو طالب سے کہا کہ اس کو یہود و نصاریٰ سے محفوظ رکھو وہ اس کے دشمن ہیں۔ مرد فہمیدہ و دیندار تھا۔ **شعر**

یا رب صل وسلم دائماً ابداً   علیٰ نبیك خیر الخلق کلهم

حال ولادت

سنہ ۵۰۶۱ ہبوطی مطابق سنہ ۱۳۳۰ بخت نصری موافق سنہ ۸۹۳ رومی مطابق سنہ ۵۸۲ مسیحی

جس سال میں قصۂ اصحاب فیل واقع ہوا تھا بارہویں ربیع الاول روز دوشنبہ کو بوقت صبح صادق جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے۔ اُس وقت تمام روحانیات جن کی پرستش ہوتی تھی اور وہ خوشنود و مسرور ہوتے تھے افسردہ و پژمردہ ہوئے جیساکہ دانیال علیہ السلام نے خبر دی ہے۔ نشان اُس کا یہ تھا کہ فارس کی آگ جو مدت ہزار سال سے روشن تھی بجھ گئی اور تمام اصنام مکہ اوندھے گر پڑے اور قصر نوشیرواں کے چودہ کنگرے گر گئے جس سے تمام ملک فارس میں ایک زلزلہ تھا اور تمام اکابر پریشان و لرزاں تھے چونکہ آپ ماحی اصنام پرستی تھے اور تھا قمر اس کا حامی۔ اس لئے قادر ذوالجلال نے آپ کو دوشنبہ کے دن جو قمر کا ہے خصوصاً صبح صادق کہ وہ گھنٹا بھی اُسی کا شمار ہوتا ہے پیدا کر کے اپنی عظمت و جبروت ظاہر کیا اور قمر آپ کے اشارہ سے شق بھی ہو گیا تاکہ عظمت قمر کی جو لوگوں کے دلوں میں متمکن ہے دور ہو کیونکہ مکہ اور اُس کے حوالی میں قمر پرستی بہت تھی اور چونکہ آپ کی پیدائش سے اجنہ و شیاطین بکمال اضطراب اطراف و جوانب مکہ معظمہ میں منتشر تھے اس لئے اُس رات کو شہب بکثرت فضائے آسمان سے قریب قریب زمین کے چھوٹتے تھے رجوماً للشیاطین

ولد الحبیب ومثلہ لا یولد — ولد الحبیب وخدہ یتورد
قالت ملائکۃ السماء باسرہم — ولد الحبیب ومثلہ لا یولد
صلوا علیہ بکورۃ وعشیۃ — الف الصلوۃ مع السلام وزید

نسب آپ کا یہ ہے: محمد بن عبد اللہ۔ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔ یہاں تک اتفاقی ہے اور قیدار سے تا آدم علیہ السلام درج تورات ہے اُس میں کچھ شبہ نہیں البتہ قیدار و عدنان کے بیچ میں تین خواہ چار پشت ہیں۔ اُن میں اختلاف ہے پشت نامہ مندرجہ تورات یہ ہے: قیدار بن اسمٰعیل بن ابراہیم بن سرح بن ناحور بن سروغ بن رعو بن قلع بن عیبر بن شیلح

بن ارفخشد بن سام بن نوح بن لمخ بن متوشلخ بن حنوخ یعنی ادریس بن یرد بن مہلل ایل بن قینان بن انوش بن شیث بن آدم علیہ السلام ابوالبشر۔ واضح ہو کہ سفر بیاشار میں جو یہود کی معتبر تاریخ ہے قیدار کے چار بیٹے لکھے ہیں۔ علیون و قاسم و حماو و علی۔ تو عدنان انہیں چار میں کسی کی اولاد میں ہوں گے۔

ارباب سیر کا اتفاق ہے کہ قصہ اصحاب فیل آنحضرت کی پیدائش سے چالیس دن یا پچپن دن پہلے واقع ہوا۔ آپ ہی کی برکت سے اہل مکہ اُس فتنہ سے محفوظ رہے۔ حضرت دانیال نے جو خبر دی تھی کہ بہتوں کو قتل و برباد کرے گا یہ اُس کا ضمیمہ تھا کہ اصحاب فیل اولاً تباہ و برباد ہوئے۔ قصہ اصحاب فیل یہ ہے کہ ابرہہ بادشاہ حبشہ اصحمہ نجاشی کی طرف سے یمن کا عامل و گورنر تھا۔ اُس نے ایک گرجا بنایا اس غرض سے کہ وہاں حج ہوا کرے اور حج مکہ معظمہ موقوف ہو جائے۔ مقصود اُس سے انتفاع تھا جیسا اس زمانہ میں بھی اس گروہ سے ایسا مشاہدہ ہے ٹیکس کا طریقہ اس قوم میں ہمیشہ تھا اب حصول زر کی فکر انواع اقسام سے کرتے ہیں۔ جب وہ گرجا تیار ہوا تو قبیلہ کنانہ سے ایک شخص وہاں گیا اور اُس میں رات بھر رہا اور پاخانہ پھر کر بھاگ گیا اس سے ابرہہ کو بہت غضب ہوا اور مکہ پر فوج لے گیا کہ مسجد کعبہ کو گرا دے۔ ابرہہ کے فیل کا نام محمود تھا اور ایک ہتھنی بھی تھی۔ جب یہ انبوہ کثیر مکہ پہونچا تو وہاں کے لوگ مضطرب ہوئے۔ عبدالمطلب آپ کے جد امجد مع چند ہمراہیوں کے جبل ثبیر پر چڑھ کے معائنہ لشکر کا کرنے لگے۔ اُس وقت ایک نور ہلالی آپ کی آنکھوں کے سامنے نمود ہوا اُس سے آپ نے تباہی لشکر ابرہہ کا تفاول کر کے لوگوں سے کہا کہ مطمئن رہو کہ یہ سب تباہ ہونگے۔ لشکریان ابرہہ کچھ اونٹ عبدالمطلب کے پکڑ لے گئے تھے۔ اُن کے چھوڑانے کے لئے وہ ابرہہ پاس گئے اُس نے اُن کی بڑی خاطر کی اور اپنے متصل بٹھلایا اور اُن سے کہا کہ تمھاری سفارش سے میں انہدام کعبہ سے باز آسکتا ہوں۔ اُنھوں نے فرمایا کہ اُس گھر کا مالک آپ بچالے گا۔ سبحان اللہ آپ کا ایمان کیسا راسخ تھا کہ ایسے تنگ وقت میں کچھ اضطراب نہ ہوا۔ پھر ابرہہ نے اونٹ چھوڑا دیے

اور آپ واپس آئے۔ اب حال لشکریانِ ابرہہ کا سنئے۔ اس قدر تو متفق ہے کہ کسی آفت سماوی سے وہ سب لشکر ہلاک ہو گیا اور خانہ کعبہ محفوظ رہا۔ مشہور یہ ہے کہ چڑیوں کا غول اُن پر آیا۔ ہر چڑیا تین کنکر لئے تھی۔ ایک منقار میں اور دو چنگلوں میں اُن کنکروں کو لشکریانِ ابرہہ پر گرا دیا۔ کنکریاں جس پر پڑتی تھیں چھید ڈالتی تھیں۔ اس طرح سب لشکر برباد و تباہ ہو گیا۔ بیضاوی میں اس کے ساتھ یہ بھی لکھا ہے کہ لشکریان ابرہہ نے بعد پہونچنے مکہ کے خانہ کعبہ کے گرانے سے انکار کیا اور ہاتھی کو جو ریلا تو وہ کعبہ کی طرف نہیں جاتا تھا۔ جب یمن کی طرف یا اور کسی طرف ہانکتے تھے تو چلتا تھا۔ اسی عرصہ میں چڑیوں کا غول آیا۔ انتہیٰ۔ یہ بیان صحیح نہیں معلوم ہوتا کیونکہ جب لشکریوں نے مسجد گرانے سے انکار کیا اور فیل نے بھی اُدھر رُخ نہ کیا تو وہ بے قصور تھے اُن پر غضب نازل ہونا بلا وجہ تھا۔ طبع انصاف پسند اس کو قبول نہیں کرتی۔ یہ لوگ طیور و کنکروں پر استدلال سورہ الم ترکیف سے لاتے ہیں جیسا کہ اس کی ظاہر عبارت سے سمجھا جاتا ہے ہر چند کہ چڑیوں کا آنا اور کنکر مار کے لشکر کو تباہ کرنا محالات سے نہیں ہے اگر ایسا ہوا ہو تو ہوا ہو لیکن قیاس صحیح یہ ہے کہ لشکر ابرہہ ایک میدان میں مقیم تھا دفعتًہ ابر تیرہ و تار محیط ہو گیا اس طرح کہ اُن کو کچھ نظر نہ آتا تھا۔ پھر اوپر سے اولے بکثرت گرے جس سے وہ تمام لشکر ہلاک ہو گیا۔ یہ واقعہ قصہ حضرت لوطؑ کے مشابہ ہے کہ جب خدائے ذوالجلال کو تباہی سدوم و عمورا قریات لوط کی منظور ہوئی تو اُس پر اولے و صاعقہ گرا کے اُسے برباد کر دیا۔ عبارت تورات یہ ہے: וַיהוָה הִמְטִיר עַל־סְדֹם וְעַל־עֲמֹרָה גָּפְרִית וָאֵשׁ :

ویہوا ہمطیر عل سدوم وعل عمورا گفریث وا ایش (ترجمہ) خدا نے برسایا سدوم اور عمورا پر گندھک اور آتش۔ چونکہ صاعقہ میں اجزائے کبریتی ہوتے ہیں اس لئے اُسے گندھک آگ سے تعبیر کیا۔ یہاں صاعقہ گرنے کا بیان ہے اولے کا بیان نہیں لیکن قرآن میں اولے کا بیان ہے سورۂ ھود میں نازل ہے۔ وامطرنا علیھا حجارۃ من سجیل منضود

(ترجمہ) برسایا ہم نے اُس پر پتھر ابر منجمد سے (یعنی بدلی جو تہ بہ تہ بہت غلیظ تھی اُس سے پتھر قریات لوط پر برسایا۔ یہاں ذکر پتھر کا ہے) اب ہم کو لفظ سجیل میں بحث کرنا ضرور ہے جس کا ترجمہ ہم نے ابر سے کیا ہے۔ واضح ہو کہ لفظ سجیل کے معنی صراح میں سنگ گل لکھا ہے یعنی کنکر۔ بیضاوی میں بھی اس کے معنی طین متحجر مرقوم ہے کہ وہی کنکر ہے قاموس میں اسی کو حجارۃ کالمدرۃ سے تعبیر کیا ہے جس کا حاصل وہی ہے۔ ماخذ ان سب کا قول ابن عباس ہے جو صحیح بخاری میں منقول ہے قال ابن عباس من سجیل ھی سنگ گل یہ قول مشتبہ ہے کیونکہ فارسی دانی حضرت ابن عباس کی ثابت نہیں۔ اس پر دلیل قوی یہ لاتے ہیں کہ ۲۷ پارہ کے اول میں یہ قصہ یوں مذکور ہے لنرسل علیھم حجارۃ من طین (ترجمہ) تاکہ چھوڑیں ہم اُن پر روڑے مٹی سے (طین متحجر) لیکن قباحت اس میں یہ ہے کہ ایسی صورت میں لازم ہے کہ سجیل کے معنی طین ہوں کیونکہ ایک مقام پہ حجارۃ من سجیل کہا اور یہاں حجارۃ من طین حالانکہ سجیل کو طین متحجر بتاتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ اُن اولوں میں اجزاے ارضی بھی تھے اس وجہ سے اُسے یہاں حجارۃ من طین سے بیان کیا۔ ورنہ حجارہ تو طین سے ہوتا ہی ہے اس قید کی ضرورت نہ تھی۔ علاوہ بریں ایسی صورت میں سجیل عربی لفظ نہوگی۔ ایسے الفاظ قرآن میں سواے اسماء کے نادر الوجود ہیں۔ اب ہم کہتے ہیں کہ گو سجیل کے معنی کنکر ہوں لیکن یہاں قرار نہیں ہو سکتے کیونکہ حجارہ کے معنی ہیں پتھر تو حجارہ من سجیل مہمل ہو جائے گا اور اگر من کو بیانیہ کہیں تو بھی رکاکت سے خالی نہیں۔ واضح ہو کہ سجیل کا مادہ سجل ہے جس کے معنی ہیں پانی بہانا بولتے ہیں سجل الماء فانسجل یعنی صبّ الماء فانصب اسی سے سجول نکلا ہے کہتے ہیں عین سجول چشمہ ریزاں۔ اُسی سے انسجال نکلا ہے بمعنی پر گرنا کہتے ہیں انسجل الحوض اسی سے مشتق ہے سجل بمعنی دلو عظیم یعنی موٹ۔ اسی سے سجلاء نکلا ہے بمعنی دراز پستان۔ کہتے ہیں ناقۃ سجلاء۔ پس سجیل صیغہ مبالغہ ہے صفت سحاب یا بالخصوص سحاب کے لئے یہ لفظ مشتق ہوئے جیسے سجین دفتر کے لئے اسی واسطے خدانے خود اس کی تفسیر کتاب مرقوم سے

کردی تو سجیل سے مقصود ابر ہے۔ اُس پر قرینہ امطرنا ہے اور منضود دوسرا قرینہ ہے کیونکہ کنکر منضود نہیں ہوتا۔ الغرض جس طرح خدا نے قوم لوط کو برباد کیا اُسی طرح بہ برکت نور محمدی لشکر ابرہہ کو پامال کیا۔ اس قصہ کو حکیم مطلق مدبر برحق نے سورۂ الم ترکیف میں بیان کیا ہے جس کی تفسیر اس مقام پر ضروری ہے۔ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِأَصْحَابِ الْفِيلِ ۝ أَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِي تَضْلِيلٍ ۝ وَأَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا أَبَابِيلَ ۝ تَرْمِيهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّن سِجِّيلٍ ۝ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّأْكُولٍ (ترجمہ) کیا تو نہیں جانتا جو تیرے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا کیا اُن کی شورش کو نہیں مٹایا۔ قطار قطار چڑے اُن پر بھیجے جنھوں نے اُن کو اولوں سے پتھراو کر کے پیال سا کر دیا۔ طَیر جمع ہے طائر کی ابابیل جمع ہے جس کا واحد نہیں ہے سجّیل کے معنی میں بحث ہو چکا ہے چڑیوں کی قطار سے مراد ملائکہ ہیں۔ واضح ہو کہ ارباب اشراق کے نزدیک ہر چیز کے ساتھ ایک ملک ہوتا ہے۔ اس لئے ابر کے ساتھ بھی ملک رہتا ہے پس جہاں خدا کا حکم ہوتا ہے وہاں مینھ برساتے ہیں اولا گراتے ہیں صاعقہ نازل کرتے ہیں رعد کڑکاتے ہیں یسبح الرعد کو لحاظ کرو تسبیح بلا شعور نہیں ہو سکتی۔ یہاں ایک تقریر اور ہے کہ طیر یہاں چڑیا کے معنی میں نہیں ہے بیان اُس کا یہ ہے کہ مصدر کبھی بمعنی اسم فاعل مقصود ہوتا ہے اور وہ مذکر و مونث اور واحد و جمع میں یکساں مستعمل ہوتا ہے۔ رضی نے اس کی تصریح کر دی ہے پس یہاں طیر مثل طیران مصدر ہے بمعنی اسم فاعل مطلوب اس سے جمع ہے تو معنی آیت یہ ہوں گے کہ بھیجا اُن پر قطار قطار اُڑنے والے ایسی صورت میں اختیار ہے کہ اُسے ملائکہ ارادہ کریں یا سحاب۔ اب سجّیل کے جو کچھ معنی ہوں حصول مطلب میں مخل نہیں۔ پس خلاصہ یہ ہے کہ لشکر ابرہہ اولوں سے پامال ہوا اور جب اولے زراعت پر گرتے ہیں تو وہ مثل عصف ماکول کے ہو جاتی ہے۔ اس واقعہ کے مشابہ جو غزوۂ خندق میں واقع ہوا کفار کو بھگانے کے لئے اللہ جل جلالہ نے سردی و ہوائے تند کو اُن پر مامور کیا جس سے خیموں کی رسیاں ٹوٹ گئیں میخیں اکھڑ گئیں گھوڑوں نے چھوٹ کر دند مچایا۔ بالآخر کفار ٹھہر نہ سکے خائب و خاسر پھر گئے اس کا بیان قرآن میں بھی ہے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ

عَلَيْكُمْ إِذْ جَاءَتْكُمْ جُنُودٌ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا وَجُنُودًا لَّمْ تَرَوْهَا (ترجمہ)
اے مومنو یاد رکھو خدا کا احسان جب آئیں تم پر فوجیں تو بھیجا ہم نے اُن پر ہوا اور ایسے لشکر جو تم نے نہیں دیکھے۔
اس آیت میں ملائکہ اور ہوا کی تعیناتی مذکور ہے۔ دو مہینے آپ کے حمل سے گزرے تھے کہ عبداللہ
آپ کے والد کا مدینہ میں انتقال ہو گیا اُس وقت عمر شریف اٹھارہ ۱۸ سال تھی دار النابغہ میں مدفون
ہوئے۔ حضرت داؤد نے ۱۹ زبور میں آپ کو بہ لفظ یتیم بیان کیا ہے اُسے ہم یہاں ذکر کرتے ہیں

השמים מספרים כבוד-אל ומעשה
ידיו מגיד הרקיע: יום ליום
יביע אמר ולילה ללילה יחוה-
דעת: אין אמר ואין דברים בלי נ
שמע קולם: בכל-הארץ יצא קו
ם ובקצה תבל מליהם לשמש ש
ם אהל בהם: והוא כחתן יצא מ
חפתו ישיש כגבור לרוץ ארח:
מקצה השמים מוצאו ותקופתו
על-קצותם ואין נסתר מחמתו:
תורת יהוה תמימה משיבת נפ
ש עדות יהוה נאמנה מחכימת
פתי: פקודי יהוה ישרים משמ
חי-לב מצות יהוה ברה מאירת עינ
יים: יראת יהוה טהורה עומ
דת לעד משפטי יהוה אמת צד

דקו יחדו: הנחמדים מזהב ומפז רב ומתוקים מדבש ונפת צופים:

גם עבדך נזהר בהם בשמרם עקב רב:

שגיאות מי יבין מנסתרות נקני:

גם מזדים חשך עבדך אל ימשלו בי אז איתם ונקיתי:

ہشّامایم مسپریم کبود ایل ومعسہ یاداو مگید ہارقیع یوم لیوم یبیع اومر ولایلا للایلا یحوہ دعت ؛ این اومر واین دباریم بلی نشماع قولام ؛ بکل ہاآرص یاصا قوام وبقصہ تبل ملیہم لشمس سام اوہل باہم ؛ وہو کی تان یوصی محپاتو یاسیس کگبور لا روص اورح ؛ مقصہ ہشامایم موصاو وتقوفاتو عل قصوتام واین نستار محماتو ؛ تورت ہوا تمیما مشیبت نافس عدوت ہوا نامانا محکیمت پتی ؛ پقودی ہوا یشاریم مسمحی لیب مصوب ہوا بارا مایرت عینایم یرات ہوا طہورا عومیدت لاعد مشپطی ہوا امت صادقو یحداو ؛ ہنحمادیم مزاہاب ومپاز راب ومتوقیم مدباش ونوفت صوفیم ؛ گم عبدخا نزہار باہم بشامرام عیقب راب ؛ شغیوت می یابین منستاروت نقینی ؛

گم مزید یم حاشیم جبد خا ال مشوبی آزا یخام و نقشی لغات הַשָּׁמַיִם

מְסַפְּרִים مسپریم یہ صیغہ اسم فاعل ہے باب تفعیل سے جو بمنزلہ عربی تفعیل کے ہے بمعنی مخبر یعنی بیان کرنے والے مادہ اس کا סָפַר سفر قلب فسر اصل معنی اس کے ہیں کندہ کرنا اور مجازاً لکھنا۔ اس لئے סֹפֵר سوفیر کاتب کو کہتے ہیں خصوصاً کاتب سلطانی جو صاحب دفتر سلطانی ہو۔ دوسرے معنی ہیں شمار کرنا۔ جب یہ اس باب میں جاتا ہے تو اس کے معنی تفسیر و کہہ دینا بھی ہوتے ہیں اور یہ کثیر الاستعمال ہے اور کبھی بمعنی تسبیح آتا ہے כָּבוֹד کبود عظمت و جلال اور بمعنی روح بھی مستعمل ہے אֵל יָדָיו מַעֲשֵׂה معسہ بمعنی کام صنعت מַגִּיד مگید صیغہ اسم فاعل باب ہفعیل یعنی افعال بمعنی اعلام و اخبار הָרָקִיעַ راقیع۔ طبقات و بروج אֵל ایل بمعنی قوی۔ اطلاق عام اس کا خدائے ذوالجلال پر ہے۔ ہمارے پیغمبر کے اسماء سے بھی ہے جیسا کہ اشعیا کی کتاب سے نقل ہوا אֵל גִּבּוֹר יָדָיו معسہ ماوا و صنائع یعنی دستکاری (ترجمہ) [آیت ۲] افلاک خدا کا بیان کرتے ہیں اور اس کے دستکاری کی خبر دیتے ہیں بروج (یعنی آسمان و بروج سے جلال و صناعی قادر مطلق تعالیٰ شانہٗ ظاہر ہوتی ہے چہ بنظر جان اگر کواکب اور ان کے افلاک و تدویرات اور تاثیرات و حرکات پر نظر ڈالتے ہیں تو عجائب صنعت واجب الوجود و جلت کبریاہ ظاہر ہوتی ہے اور جب ان کے نفوس میں فکر کرتے ہیں جو مخزن صور حادثات زمانی ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ دفتر ہے ایسے سلطان کا جس کا نظیر ہے نہ ہمتا۔ وہاں تک پہونچنے سے عجائب علوم غیبی آشکار ہوتے ہیں) پس حضرت داؤد حمد باری اس عنوان سے کرتے ہیں جس کا سیاق دلالت کرتا ہے کہ کچھ آئندہ کی خبر دیں گے۔ اس آیت کی یہ معنی بھی ہیں کہ افلاک خدا کی تسبیح کرتے ہیں یعنی وہ ایسی ہستی پاک لائق حمد ہے جس کی تسبیح آسمان و بروج باوجود عظمت و شان کیا کرتے ہیں یسبح للہ ما فی السموات والارض چونکہ ایل اسماء الحسنیٰ سے ہے اس لحاظ سے ترجمہ اوپر ثبت ہوا اور یہ لفظ پیغمبر کے ناموں سے بھی ہے تو یہ آیت کنایۃً

دلالت کرتی ہے کہ افلاک و بروج عظمت ایل یعنی خلیفۂ آخر الزمان کی بیان کرتے ہیں خواہ بذریعہ اوضاع فلکی و قواعد ارباب تنجیم ہو خواہ بذریعہ نفوس منطبعہ جو وظیفہ انبیا و ارباب اشراق ہے فافہم۔

لغات יוֹם یوم - دن لام جو دوسرے یوم پر ہے بمنزلہ عربی مِن و ہندی سے کے ہے اور یوم بیوم کا محاورہ روزانہ کا بھی ہے یַבִּיעַ یبیع یہ صیغہ مضارع ہے باب ہفعیل یعنی افعال سے مادہ اس کا נָבַע نبع ہے جس کے معنی ہیں فیضان جریان جوش و بیان کرنا، خبر دینا אֹמֶר اومر کلام خصوصاً وحی و بمعنی شے לַיְלָה لایلا - لیل، رات יְחַוֶּה یحوہ مادہ اس کا חָוָה حوا ہے مجرد اس کا غیر مستعمل ہے باب پعیل یعنی تفعیل کثیر الاستعمال معنی اس کے بتانا سکھانا لفظ وحی اسی سے نکلا ہے דַּעַת دعت علم و دانش (ترجمہ آیت ۳) روزانہ خبر دیتا ہے اور ہر شب سکھاتا ہے (یعنی آسمان و بروج سے ہمیشہ علوم جدیدہ حاصل ہوتے ہیں اگر آدمی کا دل اس قابل ہو اس کے یہ معنی بھی ہیں کہ تغیرات یومیہ و لیلیہ سے قدرت اُس قوی ذوالجلال کی ظاہر ہوتی ہے اور نیز یہ آیت کنایۃً دلالت کرتی ہے کہ وہ خلیفہ روزانہ کلام الٰہی و اخلاق حسنہ کی تعلیم کرے گا اور ہر شب دانش و علم سکھائے گا) **لغات** דְּבָרִים دبار بمعنی شی شل اومر אֵין قول بمعنی آواز و ذکر (ترجمہ آیۃ ۴) کوئی چیز ایسی نہیں جس کا ذکر نہ سنا جائے یعنی ہر چیز خدا کا ذکر کرتی ہے ان من شیٔ الا یسبح بحمدہٖ اس کے یہ معنی بھی ہیں کہ جملہ اشیا، اُس رسول کی تصدیق کرتی ہیں) صحیح بخاری میں حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک دن میں بت خانے میں تھا اور مشرکین نے بت کے لئے قربانی کی بت کے پیٹ سے آئی یا جلیح امر نجیح رجل فصیح یقول لا الٰہ الا اللّٰہ یعنی اے بھلے آدمی کام کی بات ہے جو مرد فصیح کہتا ہے لا الٰہ الا اللّٰہ اس سے ظاہر ہے کہ جو روحانیت اُس بت کے ساتھ تعلق رکھتی تھی وہی علت اس آواز کی تھی۔ صحیحین میں حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ ملک جبال نے آپ کو آواز دی اور سلام کیا اور اپنی اطاعت ظاہر کی اور اجنہ کی اطاعت تو خود قرآن سے ثابت ہے اِذْ صَرَفْنَا

الیك نفراً مِنَ الجِنِّ **لغات** קַו قا و رسا شریعت قوت نغمہ קְצֵה
قصہ = نہایت کنارہ תֵבֵל تیبل - کرۂ ارض (**ترجمہ آیت ۵**) تمام دنیا میں
پھیلا ہے اُن کا نغمہ اور انتہائے کرۂ ارض تک اُن کا کلام اُنھیں بروج وسما میں سورج کا مقام معین اَلشَّمسُ
وَالْقَمرَ وَالنجوم مسخرات بامرہ) اس آیت کے معنی بھی مثل آیت گزشتہ کے ہیں کہ
اُس کی تصدیق رسالت تمام دنیا میں پھیل جائے گی اور شمس باوجود عظمت جسمانی و روحانی اپنا
مندر اُنھیں اشیاء میں قائم کرے گا یعنی وہ بھی مطیع رسالت ہوگا۔ چنانچہ اطاعت اُس کی
معجزہ ردالشمس سے ظاہر ہے۔ یہاں تک حمد باری تعالیٰ ہے اور کنایۃً خبر ہے پیغمبر آخرالزماں کی۔
اب ۴ آیت سے خبر ہے (**ترجمہ آیت ۶**) اور وہ دولہا کی طرح نکلے گا اپنی خلوت سے مسرور ہوگا
مثل جوان کے قطع مسافت (گبور بمعنی جوان ہے اور نام ہے ہمارے پیغمبر کا جیسا کہ اشعیا کی کتاب سے
نقل ہوا اور کاف جو اُس کے اول میں ہے زائد ہے) اس آیت میں واقعہ ہجرت کی خبر ہے۔
(**ترجمہ آیت ۷**) انتہائے آسمان سے اُس کا خروج ہے اور انتہائے سماء پر اُس کا موقف ہوگا اور کوئی
چیز اُس کی شعاع سے مخفی نہ رہے گی) یہ قصہ معراج کی خبر ہے چونکہ فرضیت صلوٰۃ شب معراج سے ہے
کہ اُسی کو آغاز شریعت سمجھنا چاہیے اس لئے اس کے بعد ذکر شریعت ہے (**ترجمہ آیت ۸**)
خدا کی شریعت کامل ہے تسکین دہ دل خدا کا قانون محکم ہے حکمت بخش اُمّی (**ترجمہ آیت ۹**) پیغمبران خدا
راستباز ہیں مسرت دہ قلوب احکام الٰہی پاک ہیں منور عیون۔ پیغمبران سے مقصود عام ہے انبیاء ہوں
خواہ ملائکہ۔ **لغات** יִרְאַת یرأت اصل معنی اس کے خشیت و ڈر ہیں اور
کبھی مقصود اُس سے مشیت ہوتی ہے (**ترجمہ آیت ۱۰**) خشیت ربانی پاک ہے جو ہمیشہ
قائم رہے گی قوانین الٰہی سچ ہیں) یہاں خشیت ربانی سے مقصود قرآن ہے قال اللہ تعالیٰ
لو انزلنا ھذا القرآن علی جبل لرئیتہ خاشعا متصدعا من خشیۃ اللہ
لغات הַנֶּחֱמָדִים نحماد = مرغوب قیمتی מִזָּהָב زاہب = ذہب
سونا וּמִפָּז پاز = خالص سونا רָב راب = کثیر بہت - سردار سید

נזהר نزہر اقتباس עקב عیقت یعنی عاقبت، انجام انتہا اور
اور یہ نام ہے ہمارے پیغمبر کا۔ عربی عاقب کیونکہ آپ آخر الزمان پیغمبر تھے (ترجمہ آیت ۱۱
سونے سے زیادہ قیمتی اور شیریں شہد سے بڑھکر شیریں) (ترجمہ آیت ۱۲) تیرا بندہ اُن سے مقتبس ہوا
جب وہ سید عاقب کی نگرانی میں تھے (یعنی ملائکہ ملاء اعلیٰ جب عالم ارواح میں سید عاقب کے نگراں تھے
تیرا بندہ اُن سے فیضیاب ہوا (ترجمہ آیت ۱۳) مغیبات کون سمجھتا ہے مخفی گناہوں سے مجھے پاک کر)
حضرت داؤد اپنے لئے دعا مانگتے ہیں ۔ اس کے بعد ۱۴ آیت میں کہتے ہیں: گم مزدیم
حاسخ عبدخا ال یمشلو لی از ایتام و نقتی مپشع راب۔ زدیم یعنی شیاطین۔ حاسخ یعنی
محفوظ رہا۔ عبدخا یعنی تیرا بندہ۔ ال یمشلو یتسلط نہ ہوگا لی مجھ پر۔ آز یعنی وقت
ایتام یعنی یتیم۔ مادہ اس کا تیم ہے جیسے تین سے ایتان نکلا ہے۔ نقتی = پاک ہو جاتا میں۔
پشع یعنی گناہ۔ راب یعنی بڑی (ترجمہ آیت ۱۴) گو شیاطین سے تیرا بندہ محفوظ رہا تسلط
نہ ہوگا مجھ پر زمانہ یتیم کہ پاک ہو جاتا میں بڑے گناہ سے) واضح ہو کہ حضرت داؤد سے اوریا کے معاملہ
میں مخفی خطا سرزد ہوئی جس کی معافی کے لئے ۱۳ آیت میں دعا مانگی اب اس آیت میں فرماتے ہیں
کہ گو میں نے شیاطین سے بہت حفاظت کی تاہم مجھ سے مخفی گناہ کا ارتکاب ہو گیا اگر میں زمانہ
اسلام کو پاتا تو بڑے گناہ سے پاک ہو جاتا کیونکہ حضرت داؤد کو معلوم تھا کہ اسلام سے جملہ گناہ
دُھل جاتے ہیں اس لئے حسرت سے فرماتے ہیں کہ زمانہ یتیم تو مجھ پر متسلط ہوگا نہیں جو میں سخت
گناہ سے پاک ہو جاتا تو بھی مخفی گناہ سے پاک کر۔" حضرت داؤد نے اس آیت میں آپ کو بلفظ
یتیم بیان فرمایا ہے۔ ایوب کے ۱ باب میں بھی آپ کا ذکر بلفظ یتیم ہے اُس کا ذکر مناسب ہے۔

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

מָנָה׃ יַטּוּ אֶבְיוֹנִים מִדָּרֶךְ יַחַ
ד חֻבְּאוּ עֲנִיֵּי־אָרֶץ׃ הֵן פְּרָאִים
בַּמִּדְבָּר יָצְאוּ בְּפָעֳלָם מְשַׁחֲרֵי
לַטָּרֶף עֲרָבָה לוֹ לֶחֶם לַנְּעָרִים׃
בַּשָּׂדֶה בְּלִילוֹ יִקְצוֹרוּ וְכֶרֶם רָשָׁ
ע יְלַקֵּשׁוּ׃ עָרוֹם יָלִינוּ מִבְּלִי
לְבוּשׁ וְאֵין כְּסוּת בַּקָּרָה׃ מִזֶּרֶ
ם הָרִים יִרְטָבוּ וּמִבְּלִי מַחְסֶה חִבְּ
קוּ צוּר׃ יִגְזְלוּ מִשֹּׁד יָתוֹם
וְעַל עָנִי יַחְבֹּלוּ׃ עָ
רוֹם הִלְּכוּ בְּלִי לְבוּשׁ וּרְעֵ
בִים נָשְׂאוּ עֹמֶר׃
בֵּין שׁוּרֹתָם יַצְהִירוּ יְקָבִים דָּרְ
כוּ וַיִּצְמָאוּ׃
מֵעִיר מְתִים יִנְאָקוּ וְנֶפֶשׁ חֲלָלִי
ם תְּשַׁוֵּעַ וֶאֱלוֹהַּ לֹא־יָשִׂים תִּ
פְלָה׃
הֵמָּה הָיוּ בְּמֹרְדֵי־אוֹר
לֹא הִכִּירוּ דְרָכָיו וְלֹא יָשְׁ
בוּ בִּנְתִי׃

۱ مدوعِ مشدای لو نصبو عتیم و یودعاو لو حازو یاماو ÷ ۲ گبولوت یسیغو عدر گازلو ویرعو ÷ ۳ حمور یتومیم ینہاگو یحبلو شور المانا ÷ یطو ابیونیم مدارخ یحد حُبّو عنیی ارص ÷ ہن پرائیم
بمدبار یاصوُ بفاعلام مشحری لطارف عرابا لو لحم لنعاریم ÷ بسادہ بلیلو یقصورو و کرم
راشع یلقیشو ÷ عاروم ہیلی نوُ مبلی لبوش و ایں کسوت بقارا ÷ مزرم ہاریم یرطابو و مبلی محسیہ
حبقو صور ÷ یغزلو مشود یاتوم وعل عانی یحبولو ÷ عاروم ہلخو بلی لبوش و رعیبیم
ناسئو عومر ÷ بین شوروتام یصہیرو یقابیم دارخو ویصماؤ ÷ معیر میتیم ینا قوو نفش حلالیم
تسوایع والوہ لو یاسیم تفلا ÷ ہیما ہایو بموردی اور لو ہکیرو دراخاو و لو یاشو ÷

لغات מַדּוּעַ مدوع = معلوم و معروف מִשַּׁדַּי
شدّی اسماء الحسنیٰ سے ہے נִצְפְּנוּ نصبو مادہ اس کا צָפַן صفن ہے
بمعنی اخفا۔ اور یہ باب انفعال سے ہے معنی اختفا۔ یہاں صیغہ ماضی ہے עִתִּים
عتیم جمع ہے עֵת عث کی جو بمعنی وقت ہے וְיֹדְעָו لو ودع = واقف دانا
יֹדְעָיו עֵת یودعی عث = منجم גְּבֻלוֹת گیول = حد سرحد
יַשִּׂיגוּ یسیغو اس کا مادہ נָשַׂג نسغ ہے اس کا مجرد مستعمل نہیں ہے
باب افعال کثیر الاستعمال ہے معنی اس کے تجاوز کرنا עֵדֶר عدر بمعنی گلہ גָּזְלוּ
گازلو مادہ اس کا גָּזַל گازل ہے معنی جبر و تعدی יַטּוּ یطو مادہ اس کا
נָטָה ناطا ہے بمعنی پھیرنا۔ یہاں باب افعال سے ہے אֶבְיוֹנִים ابیون = مسکین و
راست باز۔ חֻבְּאוּ حبّو مادہ اس کا חָבָא حابا ہے بمعنی اختفار
עֲנִיֵּי عانی = مسکین و راست باز הֵן ہین = اس وقت פְּרָאִים
פֶּרֶא جمع ہے פֶּרֶא پرا کی بمعنی گورخر اور چونکہ پرا آدام حضرت
اسمٰعیل کی شان میں ہے اس لئے پرائم کنایۃً اولاد اسمٰعیل سے ہو سکتا ہے מְשַׁחֲרֵי
مشحری = درندہ مفترس לַטָּרֶף طرف = شکار בַּשָּׂדֶה سادہ = کشت زار

בלילו بلیل = حاصل پیداوار : יקצירו یقصیرو مادہ اس کا קצר
قصر بمعنی حصاد ہے כרם کرم = بستان : ילקשו یلقشو مادہ اس کا
לקש نقش ہے معنی چن لینا בקרה قارا = سردی מזרם
زرم = مطر، سیفد سیل מחסה محسہ = امید : יגזלו
یغزلو = جدا کرینگے שד شود کے معنی ہیں شدی اور جبر ظلم יתום
یاثوم = یتیم רעבים راعیب = جوعان گرسنہ עמרים عومر = بوجھ
نام وزن שורתם شور = عربی سور، شہر پناہ : יצהירו یصہیرو مادہ
اس کا צהר سہر ہے جس کے معنی ہیں چمکنا، روشن ہونا۔ لیکن جب باب
افعال میں جاتا ہے تو اس کے معنی ہوتے ہیں تیل نکالنا، کولہو چلانا : יקב
یقب = کولہو עיר מתים عیر میثیم = قبور، گورستان : ינאקו
ناقو مادہ اس کا נאק ناق ہے معنی چلانا۔ شور کرنا חללים
حالال = زخمی۔ کشتہ תפלה تفلا = کافر **(ترجمہ)** معلوم ہے کہ خدا سے اوقات پوشیدہ نہیں اور مخبین اپنی اجل نہیں جانتے ؛ حدود تجاوز کریں گے گلہ جبر کریں گے اور چرجائینگے یتیموں کا گدھا ہانک لے جائیں گے اور بیوہ کا بیل باندھ رکھیں گے ؛ راستبازوں کو گمراہ کریں گے ایک بارگی راست باز گم ہو جائیں گے۔ اس وقت جنگلی گدھے وادی غیر ذی زرع میں خروج کریں گے اُن کی گرد اور پردرندے ؛ کشت زار میں اس کا پیداوار کاٹ لیں گے اور باغ بدکار چن لیں گے ؛ برہنہ سوئیں گے بلا لباس اور سردی میں چادر نہ ہوگی ؛ جبلی سیل سے سر بسر ہونگے بلا فائدہ چٹان صاف کریں گے ؛ نکال دیں گے جبراً یتیم کو اور مسکین کا کپڑا باندھے جائیں گے ننگے نکال دیئے جائیں گے بلا لباس اور بیوہ کے بوجھ اُٹھائیں گے ؛ اپنے شہر پناہوں میں کولہو چلائیں گے ؛ قبور سے چلائیں گے زخمیوں کی جان پناہ مانگے گی مگر خدا کافر کو جینے نہ دے گا ؛ وہ تھے مقام نور میں اس کی راہ نہ پہنچانا نہ اُس کی مجلس میں بیٹھے ۔ ؛

تفسیر: حضرت ایوب کو جو کچھ بذریعہ وحی کے معلوم ہوا اُسے بیان کرتے ہیں اُس

کی تمہید کرتے ہیں کہ یہ امر یقینی ہے کہ خدا سے حوادث زمانی مخفی نہیں و ہی مثل اقوال اربابِ نجوم نہیں ہوتی اُن کو اپنی موت حیات کا وقت نہیں معلوم ہوتا۔ اس پر مجھے ایک قصہ ہارون رشید کا یاد آیا کہ اُسے ایک یہودی نے بقاعدہٗ تنجیم کہا کہ اتنے دن آپ کی زندگی ہے اس سے اُس کو بڑی وحشت ہوئی کاروبارِ سلطنت چھوڑ دیا۔ وزیر کو جب اس واقعہ کی خبر ہوئی تو اُس نے اُس یہودی کو بلا کے ہارون رشید کے سامنے اُس سے پوچھا کہ تو کب مرے گا۔ اُس نے جوڑ جاڑ کے چند سال بتائے۔ وزیر نے فوراً سر اُڑا دیا اور بادشاہ سے کہا کہ اُس کو اپنے ایامِ زندگی تو معلوم نہ تھے دوسرے کے حق میں اُس کا کلام کب لائق تسلیم ہے۔ اُس وقت بادشاہ کا وہم دور ہوا: ؎

تو بر اوجِ فلک چہ دانی چیست　　　چون ندانی کہ در سرائے تو کیست

دوسری آیت سے پانچویں تک کا خلاصہ یہ ہے کہ جب دنیا میں ضلالت و گمراہی چھا جائیگی اور ظلم و تعدی کا استیلا ہوگا اُس وقت گورخر یعنی بنی اسمٰعیل خروج کریں گے جو بوجہ جہالت و کفر کے نشان درندوں کی رکھیں گے قبل بعثت پیغمبر کے حال عربوں کا بہت خراب ہوگیا تھا جدال و قتال و بدکاری و دختر کشی، قمار بازی، صنم پرستی اُن کا شعار تھا ۞ ۶ آیت میں قوم کے ظلم و سنگدلی کا بیان ہے اور ۷ میں اُن کا افلاس و جفاکشی مذکور ہے ۞ ۸ میں بت پرستی کا ذکر ہے ۞ ۹ میں ہمارے پیغمبر کی ہجرت کا ذکر ہے ۞ ۱۰ میں بالعموم مہاجرانِ اسلام کی خبر دیتا ہے کہ سختی کفار اُن کے جلا وطنی کا سبب ہوگی ۞ ۱۱ آیت سے بیان ہے جو کفار کو اہلِ اسلام سے نصیب ہوگا یعنی شراب بنائیں گے لیکن پینا میسر نہ ہوگا۔ قتل ہوں گے اور مجروح پناہ مانگیں گے مگر خدا اُن کو جینے نہ دے گا۔ علت اُس کی کفر ہے جیسا ۱۳ آیت میں مصرح ہے۔ نور سے مراد ہمارے پیغمبر ہیں اور قرآن ۞ الغرض یہاں آپ کا ذکر بہ لفظ یتیم ہوا ہے فتدبر۔ چونکہ آپ کی یتیمی کا ذکر کتب قدیمہ میں تھا اور آپ کی مسکنت کا ذکر بھی ہے جیسا ۹ آیت میں ثبت ہوا اور اُمّی ہونا علامات خاتمہ نبوت سے ہے تو جب کفار نے

بوجہ توقف وحی آنحضرت کو کہا ان محمد اودعہ ربہ وقلاہ (ترجمہ) محمد کو اس کے مالک نے رخصت کیا اور ناپسند (یعنی نبوت جاتی رہی) ایسا ہی کچھ حضرت ایوب پر طعن ہوا تھا جب وہ مصائب شیطانی میں مبتلا ہو گئے تھے۔ تو خدا نے آپ کی تسکین کے لئے فرمایا ما ودعك ربك وما قلىٰ وللآخرة خير لك من الأولىٰ ولسوف يعطيك ربك فترضىٰ الم يجدك يتيما فاوىٰ ووجدك ضالا فهدىٰ ووجدك عائلا فاغنىٰ (ترجمہ) نہ تیرے رب نے تجھے رخصت کیا اور نہ ناپسند تیرا مابعد ماقبل سے اچھا ہو (یعنی ہمیشہ تیری حالت آئندہ حالت ماضیہ سے اچھی ہوگی۔ حضرت ایوب کی آخر کتاب میں ان کے حق میں مرقوم ہے کہ ان کی نہایت بدایت سے اچھی ہوئی) عنقریب تیرا مالک تجھے دے گا جس سے تو راضی ہوگا۔ تجھے یتیم پاکے پناہ دہی اور امی پاکے ہدایت کی اور مسکین پاکے غنی کر دیا (یعنی جب یہ علامات ثلثہ نبوت تجھ میں پائی جاتی ہیں اور نبوت مسلوب ہوتی نہیں تو کفار کی بیہودہ اقوال کی طرف التفات مت کر جیسا ایوب نے کچھ خیال نہ کیا) اب ہم اس مطلب کی طرف رجوع کرتے ہیں جسے چھوڑ آئے ہیں۔ جب آپ کا سن چھ سال کا ہوا تو آپ کی والدہ شریفہ نے مدینہ سے پھرتے ہوئے موضع ابوا میں انتقال فرمایا اور وہیں مدفون ہوئیں پھر جب آپ آٹھ برس کے ہوئے حضرت عبدالمطلب نے وفات پائی اور آپ کے کفالت و نگرانی کی ذمہ داری ابوطالب آپ کے عم مکرم نے کی۔ جب پچیس ۲۵ برس کے ہوئے تو ابوطالب نے آپ کی شادی بی بی خدیجہ سے کر دی جن سے چار لڑکیاں زینب و ام کلثوم و رقیہ و فاطمہ پیدا ہوئیں۔ آپ عہد شباب میں مہذب تھے تمام امور سے جو مخالف تہذیب ہیں منزہ و مصطفیٰ تھے۔ مجالس لغو و محافل لہو میں باوجود طلب تشریف نہ لے جاتے۔ آپ کی دیانت و امانت و صداقت و متانت کا سب کو اقرار تھا۔ قریش آپ کو امین کہا کرتے تھے۔ آپ کے حالات پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اول زبور آپ ہی کی شان میں ہے۔ وھو ھذا۔

אַשְׁרֵי הָאִישׁ אֲשֶׁר לֹא הָלַךְ:
בַּעֲצַת רְשָׁעִים וּבְדֶרֶךְ חַטָּאִים

ים לא עמד ובמושב לצים לא י
שב: כי אם בתורת יהוה חפ
צו ובתורתו יהגה יומם ולי
לה:
והיה כעץ שתול על-פלגי-מ
ים אשר פריו יתן בעתו ועלהו
לא-יבול וכל אשר-יעשה יצל
יח:
לא-כן הרשעים כי אם כמץ אשר-
תדפנו רוח:
על-כן לא-יקמו רשעים במשפ
ט וחטאים בעדת צדיקים:
כי יודע יהוה דרך צדיקים ודר
ך רשעים תאבד:

اشری ہاایش اشر لو ہالخ بعصت رشاعیم وبدرخ خطائیم لو عامد وبموشب لصیم لو یاشب ؛ کی ام بتورث یہوا حفصو وبتوراتو یہگہ یومام والالا وہایا کعیص شاتول عل پلگی مایم اشر پریو یتن بعتو وعالیہو لو یبول وکول اشر یعسہ یصلیح ؛ لو کین ہارشاعیم کی ام کموص اشر تدفنو روح عل کین لو یاقمو رشاعیم بمشپاط و حطائیم بعدث صدیقیم ؛ کی یودیع یہوا درخ صدیقیم ودرخ رشاعیم توبید۔

(ترجمہ) مبارک ہے وہ جوان جو بدکاروں کی مشورت میں نہ گیا اور خطاکاروں کی راہ میں نہ ٹھہرا اور ٹھٹھوں کی مجلس میں نہ بیٹھا ؛ **تفسیر** جوان کے لفظ پر حرف عہد ذہنی داخل ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ

کسی جوان مخصوص و معہود کو کہہ رہے ہیں۔ خود داؤد تو اُس سے مراد ہو نہیں سکتے کیونکہ اُن سے خطا سرزد ہوئی اس لئے عیسائی اُن کی نبوت نہیں مانتے وعلیٰ ہذا القیاس۔ حضرت سلیمان اور اُن کے قبل کے انبیاء بہت کبیر السن تھے۔ اُن پر اطلاق شیخ کبیر کا ہوا ہے۔ ہاں عیسیٰ مراد ہو سکتے ہیں مگر آیت مابعد کسی سے نہیں ملتی۔ "صرف خدا کی شریعت میں اُس کی دُھن ہوگی اور اُس کی شریعت کو رات دن تلاوت کرے گا"۔ امم سابقہ میں قانون الٰہی وکلام ربانی کی تلاوت کا دستور نہ تھا اور نہ وہ صلوٰۃ مقرر ہوا بخلاف دور اسلام کے فاقرؤا ما تیسر من القرآن سے قرأت مفروض ہے۔ اب کچھ یہود نے نماز ترتیب دی ہے اُس میں کچھ تورات کچھ زبور شامل کر دیا ہے منصوص نہیں ہے۔ لہٰذا مصداق آیت سوائے ہمارے پیغمبر کے دوسرا ہو نہیں سکتا۔ "وہ ہوگا ایسا درخت جو منصوب ہو پانی کے کنارہ جو وقت پر پھلے گا اور اُس کے اوراق پژمردہ نہ ہونگے اور جو کچھ کرے گا انجام دے گا۔ **تفسیر**: پانی سے مقصود ذات واجب الوجود ہے جو منشاء ہزار خیر ہے۔ مقصود یہ ہے کہ اُس کو ذات باری ومبدء فیاض سے ہمیشہ وقتاً فوقتاً علوم و حکم پہونچا کریں گے جس طرح درخت مذکور کو پانی سے نفع پہونچا رہتا ہے اُس کے اوراق پژمردہ نہ ہونگے یعنی اُس کی شریعت منسوخ نہ ہوگی"۔ "بالعکس اشرار بھوسے کی طرح اُڑ جائینگے"۔ **تفسیر**: اشرار سے مراد قریش وقبائل عرب ہیں جو مخالفت اسلام پر کمر چست باندھی تھی غزوات کو دیکھو کہ کفار کیسا بھوسے کی طرح اُڑ گئے۔ "کیونکہ اشرار شریعت پر قائم نہ ہونگے اور خاطی جماعت صدیقین میں" (یعنی بوجہ کفر و عصیان کے اُن کی تباہی ہوگی)۔ "کہ خدا صدیقین کے طریق کا نگہبان ہے اور اشرار کا طریق مٹ جائے گا"۔ یہود اس کے معنی دوسرے کہتے ہیں ہماری اُن کی لفظی نزاع ہوگی فافہم۔ **حال**: قریش نے خانہ کعبہ جو بسبب صدمات سیل و باران وغیرہ کے بناء اُس کی ضعیف ہو گئی تھی از سر نو بنا کیا۔ آپس میں اُن کے نزاع اس امر کی ہوئی کہ حجر اسود کو اُس کی جگہ پر کون رکھے۔ بخیال حصول فخر و شرف ہر شخص چاہتا تھا۔ قریب تھا کہ اُن میں قتال واقع ہو۔ بالآخر یہ امر قرار پایا کہ کل صبح کو سب سے

پہلے جو مسجد حرام میں آئے اُس کی حکم پر عمل کرنا چاہیئے۔ صبح کو سب سے پہلے آپ تشریف لائے۔ قریش آپ کو دیکھ کے بہت خوش ہوئے اور کہا کہ یہ امین ہیں ان کا حکم واجب التسلیم ہے۔ آپ نے بمقتضائے عقل سلیم فرمایا کہ حجر اسود کو ایک بڑی چادر میں رکھ کے یہاں سے اُٹھائیں اُس چادر کو ہر قبیلہ قریش کا ایک آدمی تھام لے اس طرح اُٹھا کے متصل دیوار کعبہ معظمہ جہاں رکھنا منظور ہے رکھیں۔ بس اس اُٹھانے میں تو سب شریک ہو کے شاب ہو نگے بعدہٗ سب آدمی مجھے وکیل کر دیں کہ میں اسے اپنے موقع پر رکھدوں چونکہ فعل وکیل بمنزلہ فعل موکل کے ہوتا ہے تو اس طرح حجر اسود کی رکھنے کا شرف سب کو حاصل ہو جائے گا۔ قریش نے اس فیصلہ کو بدل وجان قبول و منظور کیا اور مطابق اُس کے عمل کیا۔ یہ فیصلہ حضرت سلیمان کے فیصلہ سے کم نہیں ہے جو اُنھوں نے اپنے باپ کے سامنے کیا تھا جب دو عورتیں ایک لڑکی پر جھگڑتی آئی تھیں ؎

حسنِ یوسف دمِ عیسیٰ ید بیضا داری   آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

جب بموجب آیہ کریمہ فاصدع بما تومر کھلا کھلی آپ دعوت اسلام کرنے لگے تو کفار بسبب مذمت اصنام نہایت دشمن ہو گئے اور مسلمانوں کو ایذا دینے لگے۔ حضرت بلال اُمیہ بن خلف کافر کے جو سرداران قریش سے تھا غلام تھے وہ اُن کو بسبب مسلمان ہو جانے کے نہایت تکلیف دیتا تھا۔ گرم ریت اور پتھروں میں باندھکر بوقت نصف النہار ڈال دیتا کہ وہ شدت تکلیف سے بیہوش ہو جاتے لیکن جب ہوش ہوتا احد احد چلاتے۔ حال جب آیت انذر عشیرتک الاقربین نازل ہوئی یعنی "ڈرا اپنے کنبے کو" آپ نے کوہ صفا پر چڑھکے ایک ایک قبیلہ قریش کو پکارا۔ لوگ جمع ہوئے۔ آپ نے فرمایا کہ "اگر میں تمھیں خبر دوں کہ اس پہاڑ کی پشت پر ایک لشکر جرار آیا ہے اور تم کو قتل کیا چاہتا ہے تم یقین کرو گے" اُنھوں نے کہا بلاشک سچ جانیں گے کیونکہ تم سے سچ ہی سُنا ہے" آپ نے فرمایا کہ "میں تمھیں عذاب آخرت سے جو بہت سخت ہے ڈراتا ہوں"۔ یہ سُن کے ابولہب نے کہا۔ "تبالک سایر الیوم الھذا جمعتنا" یعنی تیرا برا ہو اسی واسطے ہم کو جمع کیا۔ اور وہ سب متفرق ہو گئے۔ سورہ تبت یدا ابی لہب

تب ہی نازل ہوئی۔ الغرض جب آپ نے اعلان نبوت فرمایا اور بتوں کی مذمت کرنے لگے اور بت پرستوں کے لئے نار وسعیر بیان ہوا پھر تو تمام قبائل عرب دشمن جانی و مالی ہو گئے۔ ابو لہب آپ کے حقیقی چچا نے عتبہ اور عتیبہ اپنے بیٹوں سے رقیہ اور ام کلثوم آپ کی صاحب زادیوں کو جو ان کے نکاح میں تھیں طلاق دلوا دیا۔ سب متفق ہو کے آپ کے قتل کی فکر میں ہوئے۔ ابو طالب سے کہا کہ محمدؐ کو ہمارے حوالہ کر دو ورنہ ہم تم سے لڑیں گے۔ لیکن ابو طالب نے کچھ نہ سنا۔ کفار نے آپ کے قتل کا ارادہ مصمم کیا۔ ابو طالب آپ کو لے کر مع سارے بنی ہاشم اور بنی مطلب کے ایک گھاٹی میں واسطے حفاظت کے جا رہے اور کفار نے آپ سے برادری قطع کی اور بہت کوشش کی اس بات میں کہ کسی طرح کوئی بنی ہاشم اور بنی مطلب سے سلوک نہ کرے بلکہ بنیوں اور سوداگروں کو منع کر دیا تھا کہ ان لوگوں کے پاس کچھ چیز نہ لے جائیں اور کاغذ عہد نامہ قطع تعلق کا ان لوگوں نے لکھ کے خانہ کعبہ میں لٹکا دیا۔ تین سال تک آنحضرتؐ مع بنی ہاشم اور بنی مطلب کے اس گھاٹی میں نہایت تکلیف میں مبتلا رہے۔ آخر کار آنحضرت صلعم کو بوحی الٰہی اس بات کی اطلاع ہوئی کہ کیڑے نے کاغذ عہد نامہ کو جو کعبہ میں لٹکایا تھا بالکل کھا لیا سوائے نام اللہ کے جہاں کہیں اس میں تھا ایک حرف نہیں چھوڑا۔ آپ نے یہ حال ابو طالب سے کہا۔ ابو طالب نے گھاٹی سے نکل کے یہ بات قریش سے بیان کی اور کہا کہ اس کاغذ کو دیکھو اگر محمدؐ کا بیان غلط نکلے تو ہم انھیں تمہارے حوالہ کر دیں گے اور اگر صحیح نکلے تو اتنا تو ہو کہ تم اس قطع رحم سے اور عہد بد سے باز آؤ۔ قریش نے کعبہ پر سے اتار کر اس کاغذ کو دیکھا۔ فی الواقع کیڑے نے سوائے نام اللہ کے کچھ نہ چھوڑا تھا۔

الغرض قریش آپ کے ساتھ کمال عداوت رکھتے تھے وعلیٰ ہذا القیاس۔ یہود و نصاریٰ اور گبر و صابئین بھی مخاصمت میں کچھ کم نہ تھے اسی وقت کی حکایت حضرت داؤد نے دوسری زبور میں کی ہے اُسے ہم نقل کرتے ہیں۔ לָמָּה רָגְשׁוּ גוֹיִם וּלְאֻמִּים יֶהְגּוּ
רִיק׃ יִתְיַצְּבוּ מַלְכֵי

־ארץ ורוזנים נוסדו־יחד על־
יהוה ועל־משיחו:
ננתקה את־מוסרותימו ונשליכ
ה ממנו עבתימו:
יושב בשמים ישחק אדני ילע
ג־למו:
אז ידבר אלימו באפו ובחרונו
יבהלמו: ואני נסכתי מלכי על־ציון הר־קדשי

لاماراعشو گوئیم ولاسم یهگورتق میصیو ملکی ارص ورورزیم نوسدو یاحد عل یهوا
وعل مشیحو ؛ ننتقا اث موسرو تیمو و نشلیحا ممنو عبو تیمو ؛ یوشیب بشاما م یسحق
ادنای ملعع لامو + ازیدبر الیمو بابو و بحرونو یحلیمو وآنی ناسختی ملکی عل صیون
ہر قدشی (ترجمہ) اقوام کیوں غل مچاتے ہیں اور قبائل کیوں بیہودہ بکتے ہیں ؛ سلاطین
روئے زمین آمادۂ جنگ ہونگے اور دولتمند باخود ہا متفق ہونگے خدا اور اُس کے خلیفہ کی مخالفت پر ؛
کہ توڑ ڈالیں اُس کی زنجیروں کو اور پھینک دیں اپنے سے اُن کی رسیاں ؛ جالس سماء اُن پر ہنسے گا ہمارا
مالک اُن پر استہزا کرے گا ؛ تب کہے گا اُن سے غصہ میں اور اپنے غضب سے اُن کو منتشر کردے گا ؛ کہ ہم نے
بٹھلایا اپنے سلطان کو اپنے پاک پہاڑ صیون پر ؛ مقصود یہ ہے کہ اقوام کثیرہ اور سلاطین روئے زمین
جو اس خلیفۂ برحق کی مخالفت کر رہے ہیں اور بجائے محمد مذمّم بکتے ہیں اور اسلام قبول نہیں کرتے
یہ مرضی الٰہی کے برخلاف ہے مشیئت ایزدی کو کوئی روک نہیں سکتا۔ اُس کو خلافت و رسالت ہم نے
دی ہے۔ تخت داؤدی پر ہم نے بٹھلایا صیون بیت المقدس کے پہاڑ کا نام ہے اُس پر بٹھلانے
سے مقصود جانشین داؤد و سلیمان کرنا ہے جیسا حضرت اشعیا نے خبر دی ہے کہ وہ لڑکا وارث تخت
داؤد ہوگا اور آپ شب معراج میں بیت المقدس تشریف لے گئے تھے جیسا اسریٰ بعبدہٖ لیلاً

سے ثابت ہے اور اس میں بھی شبہ نہیں کہ بعد حضرت سلیمان کے بنی اسرائیل میں پھر ویسی سلطنت نہ ہوئی اور مطابق اس خبر کے خدا نے جماعت قریش کو منتشر کر دیا بلکہ تمام سلاطین روئے زمین غازیان اسلام کے سامنے پست ہوئے یریدون ان یطفؤا نور اللہ بافواھھم ویابی اللہ الا ان یتم نورہ ولو کرہ الکافرون ہو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون (ترجمہ) چاہتے ہیں کہ خدا کے نور کو گل کر دیں مگر خدا ضرور اپنے نور کو پورا کرے گا کافروں پر جبر ہوا کرے۔ اس نے بھیجا ہے اپنے رسول کو رہنما اور دین حق کے ساتھ تاکہ اسے جملہ ادیان پر غالب کرے مشرکین برا مانا کریں) رہنما سے مراد قرآن ہے ان القرآن یھدی اور ذلک الکتاب لا ریب فیہ ھدی للمتقین خدا نے فرمایا ہے یہ کلام پر غضب ہے جیسا اس زبور میں مذکور ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر منطبق نہیں کیونکہ ان کی کوئی شریعت نہ تھی۔ انبیاء بنی اسرائیل کل حضرت موسیٰ کی شریعت بموجب احکام جاری کرتے تھے۔ انجیل میں حضرت عیسیٰ کا بیان مسطور ہے کہ میں توراۃ منسوخ کرنے کو نہیں آیا ہوں اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ کوئی توراۃ منسوخ کرنے کو بھی آئے گا اس لئے انہوں نے فرمایا کہ میں وہ نہیں ہوں۔ اس کے بعد اس زبور میں یہ ۶ آیت ہیں ؛

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

וְתֹאבְדוּ דֶרֶךְ כִּי־יִבְעַר כִּמְעַט אַפּוֹ
אַשְׁרֵי כָּל־חוֹסֵי בוֹ׃

اسپرال جوق یہوا آمرالای بی اتا انی ہیوم ملدتیحا ؛ شئل ممنی وا ماگو یم نحلاتحا واحزامحا الپسی آرص ؛ تروعیم سبط برزل کحلی لوصیر تنصیم وعتا ملاحیم ہسکلو ہواسرو شوفطی ارص ؛ عبدو اث یہوا سرا و عیلو برعادا ؛ نشقو برین بالعف وتویدو درح کی سعر کمعط ابواشری کل جوسی لو (ترجمہ) بموجب حکم الٰہی میں حق بات کہتا ہوں کہ تو میرا لڑکا ہے میں آج تجھکو جنا ہوں ؛ تفسیر آیت گزشتہ میں بیان یہ تھا کہ آنحضرت کو اللہ تعالیٰ نے وارث تخت داؤد کیا جب یہ حضرت داؤد کو بالہام ربانی معلوم ہوا تو فرماتے ہیں کہ میں حسب ایمائے خداوندی کہتا ہوں کہ تو میرا بیٹا ہے چونکہ اُسی روز یہ الہام ہوا تھا تو فرماتے ہیں کہ اپنی ماں کے بطن سے تو جب وقت آئے گا تو پیدا ہوگا لیکن میں آج تجھے جنا ہوں (بنظر قائم مقامی) تو مانگ مجھ سے تو میں اقوام کو جو تیری میراث میں تیرے حوالہ کروں ہر چند کہ تیرا حصہ انتہائے زمین تک ہو ؛ تو اُن کی نگہبانی کرے گا آہنی عصا سے کمہار کے برتن کی طرح اُن کو توڑ دے گا یعنی جس طرح گلی ظروف کے توڑنے میں کچھ تکلیف نہیں ہوتی اُسی طرح اقوام مخالف کے برباد کرنے میں تجھے مطلق تردد نہ ہوگا ؛ اب سلاطین ہوش سنبھالو اطاعت کرو حکام روئے زمین ؛ خشوع کے ساتھ خدا کی عبادت کرو اور سجدہ کرو یا وف ؛ چوم لڑکے کو خواہ محبوب کو مبادا ناراض ہو جائے تو گمراہ ہو جاؤ گے کیونکہ عنقریب اس کا غضب بھڑکے گا مبارک وہی ہے جو اُس پر بھروسا رکھے گا ؛ ۔ عیسائی کہتے ہیں کہ یہ حضرت مسیح کی شان میں ہے لیکن چونکہ اُن کو سلطنت نہ تھی لہٰذا اُن پر منطبق نہیں اور ۱۲ آیت میں جو لفظ بیٹے کا وارد ہے تو کہتے ہیں کہ حضرت مسیح خدا کے بیٹے ہیں انھیں کے حق میں یہ زبور ہے مگر چونکہ خدا کے بیٹا ہوتا نہیں اس لئے معنی مرقومہ بالا صحیح قرار پائے۔ سوائے آنحضرت کے کسی پر منطبق نہیں ہے

בַּר بر کے معنی بیٹے کے بھی ہیں اور محبوب کے بھی۔

خاتمہ

چونکہ قصص اکثر قلوب پر اثر کرتے ہیں اور بسا اوقات موجب بصیرت ہوتے ہیں خصوصاً تذکرہ انبیاء علیہم السلام کہ قرآن شریف و توراۃ میں بھی موجود ہیں۔ چنانچہ حکیم مطلق نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فاقصص القصص لعلھم یتفکرون سے اسی کی ہدایت کی ہے حضرت یوسف علیہ السلام کے قصہ کو نظم قرآن میں احسن القصص سے تعبیر کیا ہے۔ نحن نقص علیک احسن القصص اس لئے یہ رسالہ باختصار تمام رقم ہوا تاکہ دیکھنے والوں نے دل میں عظمت و محبت اس عالی جناب کی متمکن ہو اور بروز جزا میری نجات کی سند ہو اب ہم یہاں کچھ حال حضرت ابراہیم علیہ السلام کا لکھتے ہیں کہ بڑے جلیل القدر پیغمبر تھے جب حضرت ابراہیمؑ جنگ نمرود سے فارغ ہوئے تو وحی آئی کہ ڈرو مت میں تمھارا نگہبان ہوں تمھارا اجر بہت زیادہ ہے۔ اُس وقت حضرت ابراہیم نے خواہش اپنی وارث کی ظاہر کی اور یہ استدعا اُن کی قبول ہوئی اور حکم ہوا کہ جو تمھاری کمر سے پیدا ہوگا وہ تمھارا وارث ہوگا۔ اسی کی حکایت سورۃ الصافات میں ہے رب ھب لی من الصالحین فبشرناہ بغلام حلیم یہ واقعہ پیدائش باب ۱۵ میں مرقوم ہے اور باب ۱۶ کے اول سے حضرت اسمٰعیل کی پیدائش کا ذکر ہے۔ آخر باب میں مرقوم ہے کہ جب حضرت ابراہیم کا ۸۶ برس کا سن تھا اُس وقت حضرت اسمٰعیل پیدا ہوئے پھر ۱۷ باب میں ختنہ کا ذکر ہے جب حضرت ابراہیم ۹۹ برس کے تھے تو اپنا ختنہ کیا اور حضرت اسمٰعیل کا بھی ختنہ کیا جب اُن کا سن تیرہ (۱۳) سال ہوا اُس وقت خدا نے حضرت اسحٰق کی پیدائش کی بشارت دی ہے۔ یہاں سے چند امور مستنبط ہوتے ہیں۔ اول یہ کہ جو کچھ خدا نے اب تک حضرت ابراہیم سے اُن کی اولاد کی نسبت کہا وہ حضرت اسمٰعیل سے متعلق ہے اور بعد بشارت حضرت اسحٰق کے جو وعدہ ہے اُس میں سے کچھ خاص ہے حضرت اسحٰق کے ساتھ اور کچھ حضرت اسمٰعیل کے ساتھ جیسا سیاق کلام سے سمجھا جائے۔ دوم یہ کہ ختنہ حضرت اسمٰعیل کا ملک شام میں ہوا تھا کیونکہ اُس کے بعد ہی

سدوم وعمورا قریات لوط کی بربادی کا ذکر ہے جو ملک شام میں ہے اُس وقت حضرت اسمٰعیل وہیں تھے بلکہ ملائکہ جو حضرت ابراہیم پاس یہ خبر لیے گئے تھے اولاً اُن کو انسان سمجھ کے حضرت ابراہیم نے اُن کی دعوت کی تھی تو حضرت اسمٰعیل ہی کو بچھڑو ذبح کے لیے دیا تھا اُن ملائکہ نے بھی حضرت اسحٰق کی بشارت دی۔ پھر ۲۱ باب میں جہاں حضرت اسحٰق کی پیدائش و ختنہ کا ذکر ہے وہاں مرقوم ہے کہ جب اسحٰق پیدا ہوئے اُس وقت سن حضرت ابراہیم کا سو برس تھا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت اسمٰعیل حضرت اسحٰق سے قریب چودہ برس کے بڑے تھے پھر دونوں بھائیوں میں دربارۂ میراث کچھ مباحثہ ہوا اُس وقت حضرت سارہ نے اُن کو نکالنے کو کہا۔ ظاہر ہے کہ یہ سب معاملات ملک شام میں جہاں حضرت اسحٰق تھے واقع ہوئے اور مباحثۂ میراث تمیز سے ہوتا ہے تو اقل درجہ یہ ہے کہ اُس وقت عمر حضرت اسحٰق کی دس برس رہی ہوگی تو عمر حضرت اسمٰعیل کی چوبیس برس کی ہوگی توریت کے بیان سے ثابت ہے کہ جب حضرت ابراہیم نے اپنا ختنہ کیا اُس وقت ۹۹ برس کا سن اُن کا تھا اور صحیح مسلم میں بروایت ابوہریرہ حدیث مروی ہے اختتن ابراهيم النبی وهو ابن ثمانين سنة بالقدوم (ترجمہ) ختنہ کیا ابراہیم پیغمبر نے جب وہ اسی برس کے تھے تبر سے) یہ حدیث مرفوع ہے اور موطا میں حدیث موقوف انھیں حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ اُس وقت سن حضرت ابراہیم کا ایک سو بیس برس تھا امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں حدیث صحیح مسلم کی توثیق کی اور حدیث موطا کو لکھا کہ یہ مباول ہے یا مردود میرے نزدیک یہ دونوں حدیثیں بمخالفت کلام الٰہی بحکم اذا تعارضا تساقطا لائق اعتبار نہیں پیغمبر خدا نے ایسا نہ فرمایا ہوگا اور یہ کیا معلوم ہے کہ آپ نے بوحی فرمایا یا کس طرح۔ قاضی عیاض نے کہا ہے عصمت انبیاء صرف تبلیغ احکام میں ضرور ہے اور یہی قول علماء مسیحی کا بھی ہے تو جب انبیاء کی نسبت یہ مباحث ہیں تو صحابہ و تابعین و تبع تابعین سے امکان خطا میں کیا گفتگو ہے۔ بیانات گزشتہ سے ثابت ہے کہ حضرت ابراہیم نے جب حضرت ہاجرہ و حضرت اسمٰعیل کو مکہ معظمہ پہونچایا وہ شیرخوار نہ تھے۔ اب ہم یہاں آیت قرآن کو نقل کرتے ہیں جو سورۃ الصافات میں نازل ہے۔ فلما بلغ معه السعی

قال یابنی انی اریٰ فی المنام انی اذبحک فانظر ماذا تریٰ قال یاابت افعل ما تومر ستجدنی ان شاء اللہ من الصابرین (ترجمہ) پھر جب پہونچا اُس سن کو کہ اُس کے ساتھ کام کر سکے تو کہا اے بیٹا میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ تجھے ذبح کرتا ہوں سو تو کیا کہتا ہے۔ کہا اے باپ مطابق حکم کے کر انشاء اللہ مجھے صابر پائے گا۔ اس سے ظاہر ہے کہ بوقت قربانی حضرت اسمٰعیل صاحب تمیز تھے اب بحث یہ ہے کہ قربانی اُن کی کہاں ہوئی تھی مکہ میں یا بیت المقدس میں اگر یہ ماجرا بیت المقدس کا ہو تو ظاہر ہے کہ جب حضرت اسمٰعیل مع ہاجر مکہ معظمہ گئے تو شیر خوار نہ تھے اور اگر یہ ماجرا مکہ معظمہ کا ہو جیسا مشہور ہے اور صحیح بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہتے ہیں کہ اُس کبش کے سینگ تا ہنگامہ عبد اللہ ابن زبیر مکہ میں تھے اُس وقت سوخت ہو گئے اور یہ کہتے کہ یہ خواب حضرت ابراہیم نے پہلے دیکھا تو متفکر ہوئے کہ تعبیر اس کی کیا ہے شاید یہ رویا تشبیہی ہو۔ دوسرے دن پھر دیکھا تو پہچانا کہ یہ امر ضروری ہے۔ تیسرے دن ارادہ نحر کیا۔ اس لئے ایام ثلثہ یوم الترویہ و یوم عرفہ و یوم النحر سے مشہور ہیں۔ یہ بھی قرینہ ہے کہ یہ ماجرا مکہ کا ہے۔ ایسی صورت میں ظاہر ہے کہ حضرت اسمٰعیل جب مکہ پہونچائے گئے شیر خوار نہ تھے۔ چنانچہ آیت گزشتہ سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ ترجمہ اُس کا یہ ہے۔ پھر جب پہونچے ابراہیم مع اسمٰعیل مقام سعی میں یعنی بین المیلین الاخضرین جو درمیان صفا و مروہ کے واقع ہے جہاں حجاج سعی کرتے ہیں، تو کہا ابراہیم نے اے بیٹا میں دیکھتا ہوں خواب میں کہ تجھے ذبح کرتا ہوں سو تو کیا کہتا ہے تو کہا بابا جو حکم ہے سو کیجیے میں انشاء اللہ ثابت قدم رہوں گا + سعی کی معنی میں اختلاف ہو گیا جو مفسرین نے تجویز کیا وہ ہمارے خیال سے موافق نہیں قطع نظر کا کت معنی تاویل سے خالی نہیں۔ بیضاوی میں اُس کا ذکر ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مسجد کعبہ اُس وقت قائم و موجود تھی۔ ارکان حج وہاں ادا ہوتے تھے۔ غالباً یہ خواب حضرت ابراہیم نے اثنائے راہ میں دیکھا ہوگا۔ اب کتاب پیدائش کی ۲۲ باب کے ۱۵ آیت سے نقل کرتے ہیں کہ وہی باعث مغالطہ ہے۔ לְךָ:

הַמֹּרִיָּה שָׁם - וְהַ ... לְךָ

ת הילד תחת אחד השיחם : ו
תלך ותשב לה מנגד הרחק כמ
טחוי קשת כי אמרה אל-אראה במו
ות הילד ותשב מנגד ותשא א
ת-קלה ותבך : וישמע אלהי
ם את-קול הנער ויקרא מלאך
אלהים אל-הגר מן-השמ
ים ויאמר לה מה-לך הגר אל-ת
יראי כי-שמע אלהים אל-קו
ל הנער והחזיקי את-ידך ב
ו כי-לגוי גדול אשימנו :
ויפקח אלהים את-עיניה ותר
א באר מים ותלך
ותמלא את-החמת מים ותש
ק את-הנער :

وتحلوحما لم من ہحیث وتشلیخ اث ہیلد تحث احد ہسیحم و تلیخ وتیشب لاہ منیعد ہرحیق
کمطحوہ قیشت کی آمرا ال ارہ بموت ہیلد وتیشب معد وتسا اب قولاہ وتیبک وتیشمع
الوہیم اث قول ہنعر وتقرا ملیخ الوہیم ال ہاعار من ہسامایم ویومر لاہ ملیخ ہاعار ال ہری
کی شامع الوہیم اث قول ہنعر کاشر ہو شام ؛ قومی سئی اث ہنعر وہحزیقی اث
یادیخ لو کی لغوی گادول اسیمنو ؛ وتفقح الوہیم اث عینیہا وسرء بئر مایم وتلیخ

وتملی اش ہحیمت ماءم وتشق ات ہنعر (ترجمہ) جب پانی مشکیزہ کا ختم ہوگیا تو چھوڑ دیا ہاجر نے لڑکے کو ایک بڑے درخت کے پاس ؛ اور چلی گئی اور بیٹھی اُس کے سامنے قریب ایک تیر پرتاب کے فاصلہ پر اس خیال سے کہ لڑکے کو مرتے نہ دیکھے پھر چلا کے رونے لگی ؛ پھر خدا نے اُس جوان کی دعا قبول کی اور پکارا خدا کے فرشتہ نے ہاجر کو آسمان سے اور کہا اُس سے کیا ہے ہاجرہ مت ڈر خدا نے اُس جوان کی دعا قبول کی ؛ اُٹھ اُس جوان کو اُٹھا اور اپنا ہاتھ اُس کے ساتھ محکم کر کہ اُسے ہم بڑی قوم کریں گے ؛ پھر خدا نے اُس کی آنکھیں کھول دیں تو کنواں نظر پڑا پھر تو جا کے مشکیزہ بھر لیا اور جوان کو پلایا + اس ترجمہ میں ہم نے تین لفظوں کا مشہور کے خلاف کیا ہے תשלך تشلیخ اس کے مشہور معنی ہیں پھینک دیا جس سے سمجھا جاتا ہے کہ حضرت اسمٰعیل چھوٹے ہاجر کی گود میں تھے اُنھوں نے پھینک دیا۔ چونکہ یہ واقع کے خلاف تھا اس لئے ہم نے اس کا ترجمہ چھوڑ دیا کیونکہ یہ معنی بھی آئے ہیں۔ השלך על יהוה יהבך یعنی خدا پر چھوڑ دیا۔ دوسرے لفظ קול قول ہے مشہور معنی اس کے آواز ہیں اور ہم نے اُس کا ترجمہ دعا کیا ہے۔ ایسا ہی ربی اسحٰق نے بھی تفسیر کی ہے۔ تیسری הנער نعر ہے اس کا ترجمہ ہم نے جوان کیا ہے اور یہ اس معنی میں کثیر الاستعمال ہے اور ترجمہ مشہور اُس کا لڑکا ہے۔ اس معنی میں بھی یہ لفظ آئے ہیں لیکن الفاظ مذکور کے ایسے ترجمہ سے لوگ سمجھتے ہیں کہ حضرت اسمٰعیل شیر خوار تھے۔ لیکن ہمارے ترجمہ سے اس کے خلاف ثابت ہوتا ہے اور اُسی بنا پر قول ابن عباس کا ہے جو صحیح بخاری میں مروی ہے جس کو ہم نے شروع کتاب میں ذکر کیا ہے۔ پس حقیقت الحال یہ ہے کہ حضرت ابراہیم نے ہاجر و اسمٰعیل کو مقام صفا و مروہ تک پہونچا کے تکملہ قربانی کر کے شام کو لوٹ گئے اُس کے بعد پانی جو مشکیزہ میں تھا ختم ہوگیا۔ اُس وقت گو مسجد کعبہ قائم تھی لیکن وہاں آبادی نہ تھی۔ قبیلہ جرہم و حمیر اطراف کے پہاڑوں میں رہتا تھا ایام حج میں لوگ جمع ہو جاتے تھے جو حال اب منا کا ہے وہی حال تھا اور جب لوگ اپنے مقام پر چلے جاتے تھے تو زمزم کو بند کر دیتے تھے۔ اس لئے ہاجر کو پانی نہیں ملتا تھا پھر جب فرشتہ نے پانی تک پہونچا دیا تو تکلیف رفع ہوئی۔ مسعودی نے اپنی

تاریخ میں لکھا ہے کہ حضرت اسمٰعیل کا سن اُس وقت سولہ برس کا تھا قال اللہ تعالیٰ اِذْ قَالَ
اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ۝
رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ ۚ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ ۚ وَمَنْ
عَصَانِيْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ رَبَّنَآ اِنِّيْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ
غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ ۙ رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ
اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْٓ اِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ ۝

(ترجمہ) یاد کر جب کہا ابراہیم نے اے میرے مالک اس شہر کو جائے امن کر اور بچا مجھکو اور میرے لڑکوں کو بت پرستی سے ۔ اے مولا اُن سبھوں نے بہت لوگوں کو گمراہ کیا پس جو شخص میری اتباع کرے وہ میرا ہے اور جو نافرمانی کرے تو تو غفور رحیم ہے۔ اے میرے مالک میں نے بسائی اپنی اولاد بے پیداوار میدان میں تیرے محرم گھر کے پاس تاکہ نماز پڑھا کریں تو لوگوں کے دلوں کو اُن کی طرف مائل کر اور اُن کو میوے کھلا کہ وہ شکر کریں۔

واضح ہو کہ آیت نمبر ایک اولاد اسحٰق کے حق میں ہے ھذا البلد اس پر قرینہ ہے کیونکہ جہاں حضرت ابراہیم و اسحٰق کی سکونت تھی وہ مقام سیر حاصل تھا مکہ معظمہ میں اُس وقت آبادی نہ تھی اُس پر اطلاق بلد بے محل ہے۔ دوسری جگہ لکھا ہے رب اجعل ھذا بلدًا آمنًا یہ مکہ کی شان میں ہے کیونکہ وہ اُس وقت آباد نہ تھا۔ لہذا اُس کے آبادی کی بھی دعا کی ہے۔ ملک شام میں چند مقام تھے جہاں خوں ریزی حرام تھی۔ اُن میں سے بیت المقدس بھی ہے اور آیت نمبر ۲ میں اُن روحانیات کی طرف اشارہ جن کی پرستش شائع تھی۔ اصنام سے وہی شیاطین مراد ہیں آیت نمبر ۳ میں دعا ہے اولاد اسمٰعیل اور خود اسمٰعیل کے حق میں پس عند بیتک المحرم صاف دلالت کرتا ہے کہ اُس وقت مسجد کعبہ تیار تھی جہاں حضرت ہاجرہ و اسمٰعیل ٹھہرائے گئے اور غرض یہی لیقیموا الصلوٰۃ سے مصرح ہے۔ بعض روایات حدیث میں آیا ہے کہ جب حضرت ابراہیم ہاجرہ اور اسمٰعیل کو مکہ میں پہونچا کے معاودت کی تو جب ثنیہ کے پاس پہونچے تو آیت نمبر ۳ گزشتہ پڑھی بیضاوی میں لکھا ہے کہ اس کو بیت العتیق اس وجہ سے کہتے ہیں کہ صدمہ

طوفان سے محفوظ رہا۔ علاوہ بریں ہابیل قابیل کے قصہ سے جو توارات و قرآن میں یکساں مذکور ہے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت آدمؑ پر قربانی فرض تھی اور اُس وقت سے تا زمانہ موسیٰ علیہ السلام ایک مذبح جو بمنزلہ مسجد ہوتا ہے بنائی بھی اور توارات کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ نماز بھی حضرت آدم علیہ السلام پر بعد پیدائش انوش اُن کے پوتے کے فرض ہوئی۔ اس سے قیاس ہوتا ہے کہ حضرت آدم نے کوئی مسجد ادائے فرائض کے لئے بنائی ہوگی پھر جب قرآن میں وارد ہے کہ

إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَهُدًى لِلْعَالَمِينَ

تو اس سے مستنبط ہوتا ہے کہ یہ مسجد حضرت آدمؑ کے وقت میں بنی کیونکہ اگر یہ مسجد حضرت ابراہیم کے وقت میں بنی ہو پہلے سے نہ رہی ہو تو لازم ہو گا یہ اول بیت نہ رہے کیونکہ قبل پیدائش حضرت ابراہیمؑ کے بت خانہ آذر موجود تھا جو اُن کا معبد تھا اور بموجب اصول اصنام پرستان معابد مثل مساجد سب کے لئے ہوتے ہیں وہ بھی عام وضع للناس ہوتے ہیں اس لئے کعبہ اول معابد نہ رہے گا۔ توارات کے اول میں ایک بڑے منارہ کا ذکر ہے وہ مندر تھا شمس کا گو اُس میں رصد بھی کرتے تھے وہ حضرت ابراہیمؑ کے زمانہ سے پہلے تھا۔ اب میں ایک حدیث صحیح نقل کرتا ہوں۔ صحیح مسلم میں عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ آنحضرت نے بروز فتح مکہ فرمایا ان هذا البلد حرمه الله يوم خلق السموات والارض فهو حرام بحرمه الله الى يوم القيمه اس حدیث سے ثابت ہے کہ مکہ حضرت ابراہیم سے پہلے حرم تھا۔ اس کا کچھ بحث امام نووی نے صحیح مسلم کی شرح میں کیا ہے۔ علاوہ بریں توارات میں لکھا ہے کہ جب نوح علیہ السلام کشتی سے اُترے تو اُنھوں نے ایک مذبح بنایا۔ معبد اُس وقت مذبح کہلاتا تھا۔ کیونکہ عام عبادت اُس زمانہ میں قربانی تھی اور اب چونکہ عام عبادت نماز ہے اس لئے معبد کو مسجد کہتے ہیں تو اگر بنا کعبہ اس سے پہلے نہ ہو تو وہ اول بیت نہ رہے۔ علاوہ بریں سام بن نوح کو توارات میں لکھا ہے کہ وہ علیون کے معبود کے امام تھے علیون عبرانی میں نام ہے حجاز کا عربی میں اُس کا نام عالیہ بھی ہے۔ یہ ترجمہ علیون ہے۔

الغرض بہت علامات و دلائل سے ثابت ہے کہ یہ مسجد حضرت آدم کے وقت میں بنی اور جب
وہاں مسجد بنی ہوگی تو کنواں بھی ضرور کھودا گیا۔ اس لئے زمزم بھی بیر قدیم ہے۔ علاوہ بریں
عبداللہ ابن عباس سے حدیث مرفوع مروی ہے۔ نزل الحجر الاسود من الجنۃ
اس سے سمجھا جاتا ہے کہ یہ پتھر احجار جنت سے ہے تو غالباً آ سے حضرت آدم مسجد میں لگانے کے لئے
لائے ہونگے۔ امام نووی نے صحیح مسلم کی شرح میں لکھا ہے کہ علماء نے بیان کیا کہ کعبہ پانچ مرتبہ
بنایا گیا۔ پہلی ملائکہ نے بنایا یہ حضرت آدمؑ کے وقت میں ہوا ہوگا۔ اور بناء ابراھیمی کو
اس کے بعد لکھا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ اب یہاں ہم وہ حدیث مناسب مقام نقل
کرتے ہیں جو صحیح بخاری میں مروی ہے قال ابن عباس اول ما اتخذ النساء المنطق
من قبل ام اسمعیل اتخذت منطقاً لتعفی اثرھا علی سارۃ ثم جاء بھا
ابراھیم وبابنہا اسمعیل وھی ترضعہ حتی وضعہما عند دوحۃ فوق زمزم
فی اعلی المسجد ولیس بمکۃ یومئذ احد ولیس بھا ماء فوضعہما ھنالک
ووضع عندہما جرابا فیہ تمر وسقاء فیہ ماء ثم قفی ابراھیم منطلقاً فتبعتہ
ام اسمعیل فقالت لہ یا ابراھیم این تذھب وتترکنا بھذا الوادی لیس فیہ
انس ولا شئی فقالت لہ ذلک مراراً وجعل لا یلتفت الیہا فقالت لہ اللہ الذی
امرک بھذا قال نعم قالت اذا لا یضیعنا ثم رجعت فانطلق ابراھیم اذا کان
عند الثنیۃ حیث لا یرونہ استقبل بوجھہ البیت ثم دعا بھولاء الکلمات
ورفع یدیہ فقال رب انی اسکنت من ذریتی بواد غیر ذی زرع عند
بیتک المحرم حتی بلغ یشکرون وجعلت ام اسمعیل ترضع اسمعیل وتشرب
من ذلک الماء حتی اذا نفد ما فی السقاء عطشت وعطش ابنہا وجعلت تنظر الیہ یتلوی فانطلقت
کراھیۃ ان تنظر الیہ فوجدت الصفا اقرب جبل فی الارض یلیہا فقامت علیہ
ثم استقبلت الوادی تنظر ھل تری احداً فلم تر احداً فھبطت من الصفا

حتے اذا بلغت الوادی رفعت طرف درعها ثم سعت سعی الانسان المجهود حتے
جاوزت الوادی ثم اتت المروۃ فقامت علیها و نظرت هل ترئ احدا فلم
ترئ احداً ففعلت ذلك سبع مرات قال ابن عباس قال النبی صلعم فذلك سعی الناس
بینهما فلما اشرفت علی المروۃ سمعت صوتاً فقالت له ثم تسمعت فسمعت ایضاً
فقالت قد اسمعت ان کان عندك غواث فاذا هی بالملك عند موضع زمزم
فبحث بعقبه حتے ظهر الماء فجعلت تحوضه و تقول بیدها هکذا و جعلت
تغرف من الماء فی سقائها وهو یفور بعد ما تغرف قال ابن عباس قال
النبی صلعم یرحم الله ام اسمٰعیل لو ترکت زمزم لکانت زمزم عیناً
معیناً قال فشربت و ارضعت ولدها فقال لها الملك لا تخافوا الضیعة
فان هٰهنا بیت الله یبنی هذا الغلام و ابوہ وان الله لا یضیع اهله وکان
البیت الحرام مرتفعا من الارض کالرابیة - (الحدیث) (ترجمہ) کہا ابن عباس نے
عورتوں نے پٹکا اوّلا ام اسمٰعیل سے سیکھا - اُس نے پٹکا بنایا اپنے قدم کے نشان مٹانے کے لئے بوجہ سارہ کے
پھر لائے اُسے ابراہیم مع اُس کے لڑکے اسمٰعیل کے اور وہ اُسے دودھ پلاتی تھی - یہاں تک کہ اُتارا
اُن کو ایک بڑے درخت کے نیچے زمزم پر فراز مسجد میں اور مکہ میں اُن دنوں کوئی نہ تھا اور نہ پانی تھا
وہیں اُن دونوں کو آ تارا اور رکھدیا اُن کے پاس ایک تھیلا جس میں خرما تھا اور ایک مشکیزہ پانی پھر لوٹنے
ابراہیم تو پیچھے لگی اُس کے ام اسماعیل اور کہا اے ابراہیم کہاں جاتا ہے اور چھوڑتا ہے اس میدان میں
نہ جہاں آدمی ہے نہ کوئی چیز - یہ بات کئی مرتبہ کہی پر ابراہیم کچھ التفات نہ کرتے تھے تو ہاجرہ نے کہا کیا اللہ نے
تجھے ایسا فرمایا ہے کہا ہاں تو ہاجرہ نے کہا وہ ہم کو کھونہ دے گا اور لوٹی - تب روانہ ہوئے ابراہیم یہاں تک
کہ پہونچے ثنیہ کے پاس (ثنیہ اعلائے مکہ کا نام ہے جسے کدا کہتے ہیں وہاں مقبرہ اہل مکہ کا ہے اسی کو حجون
کہتے ہیں) جہاں سے اُسے وہ دیکھتے نہ تھے متوجہ ہوئے کعبہ کی طرف اور ہاتھ اُٹھا کے یہ دعا کی - اے میرے
مالک میں نے بسایا اپنی بعض اولاد کو وادی غیر ذی زرع میں (وادی غیر ذی زرع ایسی زمین ہے

جس میں پیدا وار نہ ہو) تیرے پاک گھر کے پاس۔ بشکروں تک ام اسماعیل اسماعیل کو دودھ پلاتی تھی اور اُس پانی سے پانی پیتی تھی۔ جب پانی ختم ہوگیا تو پیاسی ہوئی اور اُس کا لڑکا بھی پیاسا ہوا۔ اُسے دیکھتی تھی کہ تلملاتا تھا تو وہاں سے چل دی کہ دیکھا اُسے دیکھنا جبر تھا تو کوہ صفا کو قریب پایا اُس پر جا کھڑی ہوئی اور وادی کی طرف تکنے لگی کہ شاید کوئی نظر پڑے لیکن کوئی نظر نہ آیا تو صفا سے اتری پھر جب وادی میں پہونچی تو دامن ٹانگ کے تیز چلی یہاں تک کہ وادی سے بڑھکر مروہ تک پہونچی تو اُس پر کھڑی ہوئی اور تکنے لگی کہ کوئی نظر پڑے لیکن کوئی نظر نہ آیا۔ ایسا ہی سات مرتبہ کیا۔ ابن عباس نے کہا کہ آنحضرت نے فرمایا کہ وہی سعی ہے جو لوگ صفا و مروہ میں کرتے ہیں۔ پھر جب چڑھ گئی مروہ پر تو ایک آواز سُنی تو کہا رہو تو پھر خوب سنا تو پھر بھی سُنا تو کہا کہ کچھ مدد کر تو یکایک فرشتہ موضع زمزم کے پاس تھا تو کھودا اُس نے ایڑی سے یہاں تک کہ پانی ظاہر ہوا تو ہاجرہ اُسے گھیرنے لگی اور چلو چلو مشکیزہ میں بھرنے لگی اور پانی بڑھتا جاتا۔ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ رحم کرے خدا ام اسمٰعیل پر اگر چھوڑ دیتی زمزم کو تو وہ جاری چشمہ ہو جاتا تو ہاجرہ نے پیا اور لڑکے کو دودھ پلایا۔ تب کہا فرشتہ نے تم لوگ ہلاکت کو مت ڈرو یہاں خدا کا گھر ہے جسے یہ گبھرو بنائے گا اور اُس کا باپ اور خدا وہاں کے لوگوں کو ضائع نہ کرے گا اور تھا بیت حرام زمین سے اونچا ٹیلہ کی طرح)۔

اس حدیث سے یہ ثابت ہے کہ جب حضرت ابراہیم نے ہاجرہ و حضرت اسمٰعیل کو مکہ لے گئے تو مسجد مکہ تھی لیکن اُس وقت وہاں آبادی نہ تھی لوگ حج کر کے چلے گئے تھے اور حضرت اسمٰعیل شیر خوار نہ تھے کیونکہ غلام کا اطلاق شیر خوار پر ثابت نہیں ہوتا لیکن جو کچھ خلاف ہے وہ یہ ہے کہ دودھ پلانے کا لفظ اس میں ہے لیکن اگر رضاعت سے مراد مطلق پلانا ہو تو معنی درست ہو جائیں گے اگرچہ یہ تاویل بعید ہے یا لفظ رضاعت غلط راوی ہو۔ واللہ اعلم بالصواب۔ حدیث دوم یہ حدیث ابوذر سے مروی ہے فرمایا ابوذر نے قلت یا رسول ای مسجد وضع فی الارض اوّلاً قال المسجد الحرام قال قلت ثم ای قال المسجد الاقصی قلت یا رسول اللہ کم بینھما قال اربعون سنة (ترجمہ) ابوذر نے کہا میں نے کہا اے رسول اللہ کون مسجد پہلے دنیا میں قائم ہوئی کہا مسجد حرام (یعنی کعبہ)، کہا ابوذر نے میں نے کہا پھر کون کہا مسجد اقصی

(یعنی بیت المقدس) کہا میں نے اے رسول اللہ اُن میں کیا تفاوت ہے کہا چالیس برس) ابن ہشام نے کتاب التیجان میں لکھا ہے جب آدمؑ نے مسجد کعبہ بنائی تو اُن کو حکم ہوا بیت المقدس جانے کا اور وہاں مسجد بنانے کا تو اُنھوں نے تعمیل حکم کیا۔ فافہم۔ یہاں ہم کو ایک بحث اور بھی کرنا ہے کہ قربانی حضرت اسمٰعیل کی ہوئی یا حضرت اسحٰق کی۔ یہودی کہتے ہیں کہ حضرت اسحٰق کی قربانی کا حکم ہوا تھا چنانچہ بموجب حکم الٰہی حضرت ابراہیم اُن کو کوہ موریا پر قربانی کے واسطے لے گئے پھر جب حکم آگیا تو بعوض اُن کے بز کو ہی کو قربان کیا۔ یہ قصّہ توراۃ میں بتصریح مذکور ہے نام بھی اسحٰق مسطور ہے اور قرآن میں نہیں ہے لیکن سیاق کلام دلالت کرتا ہے کہ مراد اسمٰعیل ہوں۔ چنانچہ اکثر مسلمانوں کا یہی عقیدہ ہے لیکن بعض بعض کہتے ہیں کہ وہاں مراد اسحٰق ہیں میرے نزدیک یہ ماجرا دونوں صاحبوں کے ساتھ گزرا۔ پہلے یہ واقعہ حضرت اسمٰعیلؑ کے ساتھ بذریعہ خواب کے پیش آیا پھر بعد اُس کے حکم صریح نسبت اسحٰقؑ کے آیا۔ چونکہ توراۃ حضرت موسیٰؑ پر نازل ہوئی تو اُن کے صورت کا واقعہ اُس میں بیان ہوا اور قرآن میں جو حضرت محمد مصطفےٰ صلعم پر نازل ہوا اُس میں واقعہ اسمٰعیل کا نزول ہوا۔ اسی وجہ سے آپ نے فرمایا انا ابن الذبیحین مراد اُس سے حضرت اسمٰعیل و حضرت اسحٰق ہیں کیونکہ حضرت عبداللہ آپ کے والد ماجد کی مذبوحی منصوص نہیں بعض روایات میں اسحٰق ذبیح اللہ بھی آیا ہے۔ اب ہم رجوع کرتے ہیں حضرت ابراہیمؑ کے قصّہ کی طرف جسے چھوڑ آئے ہیں۔ توراۃ باب پندرہ[۱۵] آیت پانچ[۵] میں لکھا ہے:

וַיּוֹצֵא אֹתוֹ הַחוּצָה וַיֹּאמֶר הַבֶּט־נָא
הַשָּׁמַיְמָה וּסְפֹר הַכּוֹכָבִים אִם
־תּוּכַל לִסְפֹּר אֹתָם וַיֹּאמֶר לוֹ
כֹּה יִהְיֶה זַרְעֶךָ׃

ویوصی اوتو ہجوصا ولومر ھبطنا ہشامایما وسفور ھکوخابیم ام توخل لسپور اوتام ولومر لو کوہی ازغیخا (ترجمہ) پھر نکالا اُسے باہر اور کہا آسمان پر نظر ڈالو اور گنو ستارے

شمار کرو اگر اُن کو گن سکو۔ پھر کہا کہ اسی قدر تمھاری اولاد ہوگی)۔ ربی اسحٰق نے اس کی تفسیر میں لکھا ہے کہ ظاہر معنی تو اس کے یہ ہیں کہ ابراہیم کو اُن کے گھر سے باہر نکالا اور علما، کبار اس کے معنی یہ کہتے ہیں کہ ابراہیم کو باہر نکالا کہ اوضاع فلکی کو دیکھ کے استنباط اپنی اولاد کا کریں یعنی اُن کو اوضاع فلکی کا علم عطا ہوا اور تیسرے معنی اس کے یہ لکھے ہیں کہ اُس کو خصائص جسمانی سے منسلخ کیا تاکہ تجرد تام جملہ اشیا، اُس پر آشکار ہو جائیں اِس طرف اشارہ ہے کلام مجید میں كَذَٰلِكَ نُرِي إِبْرَاهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ پھر حکم ہوا:

ויאמר אליו קחה לי עגלה
משלשת ועז משלשת ואיל
משלש ותר וגוזל: ויקח לו את
כל אלה ויבתר אתם בתוך
ויתן איש בתרו לקראת רעהו ם
ואת הצפר לא בתר: וי
רד העיט על־הפגרים וישב א
תם אברם: ויהי השמש לבוא
ותרדמה נפלה על־אברם
והנה אימה חשכה גדלה נ
פלת עליו:

ولومرایلاو قحالی عجلا مشلشت وعز مشلست وال مشلاس وتور وعوزال ۔ ولیقح لواث کل ایلہ وتیبراوتام ساوح وتبلن الش تیرو لقراث رعیھو واث ھصبور لوباثار وییرد ھارعیط عل ھپغاریم ویشیب اوتام ابرام وھی ھسمس لابو وترد ماثا نفلاعل ابرام وھینہ اسما حشوخا گدو لا لو حلت علاو۔

(**ترجمہ**) ابراہیم سے خدا نے کہا کرے میرے لئے تین بچھیاں اور تین بکرے اور تین بزکوہی اور
یعنی اُس کا پٹھا۔ تب لیا ابراہیم نے یہ سب اور اُن کو چیر ڈالا پھر بکروں کو ملا دیا لیکن چڑیوں کو نہیں چیرا۔
پھر اُن میتہ پر چیلہ گرنے لگے جسے ابراہیم اُڑاتے تھے۔ جب سورج طلوع ہونے لگا تو ابراہیم پر بخت نیند غالب
ہوئی اور ایک ہولناک تاریکی چھا گئی) **تفسیر** اس کی یہ ہے کہ حضرت ابراہیم کو حکم ہوا کہ ملک شام
میں نے تمہاری اولاد کو دیا۔ حضرت ابراہیم نے کہا کہ کون ایسا عمل ہے جس سے اس کی امید ہے
تب اُن کو قربانی کا حکم ہوا کہ تین بچھیاں تین بکری تین بزکوہی اور کبوتر ہمارے لئے ذبح کرو
یہ سب جانور شمار میں دس تھے۔ اس سے اشارہ تھا کہ اقوام عشرہ جو ملک شام میں رہتے تھے
سب کو مع اُس ملک کے تمہاری اولاد کو میں دوں گا۔ انہیں جانور کی شان کی پرستش وہ
کرتے تھے اقوام مذکورہ یہ تھیں جن کی حکومت اُس ملک میں تھی: قینی، قنزی، قدمونی
حتی، پرزی، رفائیم، اموری، کنعانی، گرگاشی، بیبوسی۔ قینی اولاد قابیل
سے تھے۔ قابیل کا نام عبرانی قین ہے چنانچہ پیدائش باب پندرہ کی آیت اٹھارہ سے اکیس تک
اس کا بیان ہے۔ ان آیات میں رموز بھی ہیں یہود اپنی تفاسیر میں لکھتے ہیں۔ کچھ ہم کو بھی بیان کرنا
مناسب ہے۔ واضح ہو کہ اس آیت میں زمانہ بخت نصر کا بیان ہے چیلہ ایک جانور بے حد موذی
ہوتا ہے۔ بخت نصر بت پرست ظالم تھا اُس کے زمانہ تک بیت المقدس قائم تھا قربانی وہاں ہوتی تھی
اُسی کے زمانہ میں اُس مسجد کے اسباب لوٹے و جلائے گئے اور بنی اسرائیل اسیر ہو گئے اُن کا تمام
ملک بت پرستوں کے قبضہ میں آ گیا۔ ستر برس تک بنی اسرائیل اسیری میں رہے اور ابراہیم کے
اُڑانے سے مقصود یہ ہے کہ پھر بیت المقدس آباد ہو گا اور قربانی جاری ہو گی چنانچہ حضرت عزرا
کے زمانہ میں واقع ہوا حضرت اشعیا نے ۴۶ باب کی ۹ آیت سے اس کی تفسیر کر دی کہ

זִכְרוּ רִאשֹׁנוֹת מֵעוֹלָם כִּי אָנֹכִי
אֵל וְאֵין עוֹד אֱלֹהִים וְאֶפֶס

כָמוֹנִי : מַגִּיד מֵרֵאשִׁית אַחֲרִ
ית — וּמִקֶּדֶם אֲשֶׁר לֹא-נַעֲ
שׂוּ אֹמֵר עֲצָתִי תָקוּם וְכָל
חֶפְצִי אֶעֱשֶׂה : קֹרֵא מִמִּזְרָח
עַיִט מֵאֶרֶץ מֶרְחָק אִישׁ עֲצָ
תִי אַף-דִּבַּרְתִּי אַף-אֲבִיאֶנָּה
יָצַרְתִּי אַף-אֶעֱשֶׂנָּה : שִׁמְעוּ
אֵלַי אַבִּירֵי לֵב הָרְחוֹקִים מִ
צְּדָקָה : קֵרַבְתִּי צִדְקָתִי לֹא תִ
רְחָק וּתְשׁוּעָתִי לֹא תְאַחֵר וְ
נָתַתִּי בְצִיּוֹן תְּשׁוּעָה לְיִשְׂרָאֵ
ל תִּפְאַרְתִּי :

زخرو ریشونوث معولام کی انوخی ال واین عود الوہیم وافس کاموئی مگید مریشیت
احریث ومقدم اشر لونعسو اومیر عصاتی تاقوم وکل حفصی اعسہ قوری ممزراح عیط
مارص مرحاق ایش عصاتی اف دبرتی اف ابیانہ یاصرتی اف اعسنا شمو ایلای
ابیری لیب ہرحوقیم مصداقا قیربتی صدقاتی لوترحاق وتشوعاتی لوتاحر وناتی
بصیون تشوعا لیسرائیل تفارتی ۔ (ترجمہ) یاد کرو ابتدا ر امور کو کہ میں ہی تو ہی ہوں
اور دوسرا معبود نہیں اور نہ کوئی مجھسا ہے ۔ پہلے ہی آخر کی خبر دینے والا جو چیز ہنوز کی نہیں گئی پہلے ہی
کہہ دیتا ہوں میری تجویز قائم رہتی ہے ۔ اپنے جملہ ارادات کو کرتا ہوں بلاؤں گا پورب سے چیلہ فاصلہ بعید سے
اپنی تجویز کا شخص جو کہا میں نے اب لاؤں گا جو تجویز کی میں نے اب کروں گا اُسے ۔ سنو ہماری اے
سنگدلو بعدالت سے دور ہمارا صدق قریب ہوا ہے توقف نہ ہوگا ۔ ہماری نجات میں تاخیر نہ ہوگا

کو بیت المقدس کو چھوڑ دیں گے ہم اور بنی اسرائیل کو زینت دیں گے ہم) جو اگیارہویں آیت گزشتہ
میں بالاجمال مرموز تھا وہ یہاں بالتفصیل مذکور ہے۔ حضرت اشعیا و ارمیا وغیرہ بخت نصر کے
زمانہ سے عزرا کے زمانہ تک کی خبر دیتے ہیں فتدبر۔ اب ہم ۱۲ آیت کی طرف متوجہ
ہوتے ہیں۔ ظاہر آیت تو یہی ہے کہ صبح ہونے سے پہلے حضرت ابراہیم پر نیند غالب ہوئی یعنی جب
کچھ رات باقی تھی اور اُس وقت ایک ہولناک ظلمت چھاگئی۔ شمس سے جو اس آیت میں ہے
مراد ذات بابرکات سرور کائنات ہے۔ چنانچہ دانیال کی کتاب سے ہم نے نقل کیا ہے کہ فرشتے نے
آپ کے زمانہ کو صبح سے بیان کیا ہے۔ مقصود آیت یہ ہے کہ بسبب غفلت اولاد ابراہیم جب تمام
دنیا میں ضلالت پھیل جائے گی پیغمبر آخر الزماں پیدا ہوں گے۔ حضرت ابراہیم پر غلبۂ نوم سے مراد
اُن کے اولاد کی غفلت ہے اور ظلمت سے مقصود ضلالت ہے یعنی قبل بعثت خاتم الانبیاء، اولاد
ابراہیم اسمٰعیل کی ذریات ہوں یا اسحٰق کی سب میں غفلت کا استیلا رہو گا جس سے تمام
ملک میں گمراہی پھیل جائے گی۔ کیونکہ نبوت و ہدایت خاندان ابراہیم میں تھی یہ قریب اُس کے ہے
جو خواب دانیال میں گزرا۔ اس باب کے ۱۰ آیت میں بھی ایسا ہی بیان ہے۔ وہ یہ ہے۔

וַיְהִי הַשֶּׁמֶשׁ בָּאָה וַעֲלָטָה הָיָה
וְהִנֵּה תַנּוּר עָשָׁן וְלַפִּיד אֵשׁ
אֲשֶׁר בֵּין הַגְּזָרִים הָאֵלֶּה:

وہی ہشمش بانا وعلاطا ہایا وہنہ تنور عاشان ولپید ایش اشر عابر بین ہگزار ہم ہا
املی + (ترجمہ) جب سورج طلوع کرے گا بوقت ظلمت تو تنور دخان اور شعلہ آتش
گزرے گا اُن کشتوں میں) اوپر بیان ہو چکا ہے کہ جانوران کشتہ سے مراد اقوام بت پرست
ہیں مقصود آیت یہ ہے کہ بوقت ضلالت و کمال جہالت جب خلیفۃ الزماں پیدا ہو گا تو حکم جہاد
کفار کے لئے جاری ہو گا۔ "تنور دخاں و شعلہ آتش" سے مقصود شمشیر براں و سناں و
سہام ہیں اور نیز مقصود نور ایمان ہے یہ سب کچھ آنحضرت کے وقت میں پورا ہوا۔ اُس

ملک میں بت پرستی کا نام نہ رہا سب مسلمان ہو گئے اور جو یہود و نصاریٰ مسلمان نہ ہوئے وہ بہت سنبھل گئے۔ واضح ہو کہ זרח بأ صفت مشبہ ہے ماضی نہیں ہے اور واو جو اوّل آیت میں ہے زمانی ہے اور دوسرا واو حالیہ ہے اور تیسرا محل جزا میں یہاں سورج سے مقصود کوکب نہیں ہو سکتا کیونکہ اُس کے طلوع کے وقت ظلمت نہیں ہوتی تو بالضرور اُس سے کوئی ہادی و رہنما مراد ہو۔ حضرت موسیٰ تو مراد نہیں ہو سکتے کیونکہ زمانہ بخت نصر تک کا حال ۱۱ آیت تک ختم ہو گیا اور حضرت موسیٰ اُس سے پہلے تھے اور نیز ۱۳ آیت سے ۱۶ تک خاص بنی اسرائیل کا ذکر ہے جس میں حضرت موسیٰ و ہارون بھی ہیں زمانہ موسیٰ سے تا زمان سلیمان علیہ السلام شریعت موسوی خوب جاری تھی اُس پر اطلاق ظلمت نہیں ہو سکتا۔ ہاں بعد سلیمان علیہ السلام کے ظلمت و ضلالت شروع ہوئی تو گو ظلمت چھا گئی تھی لیکن انبیاء ہوتے جاتے تھے جو شریعت موسوی بموجب ہدایت کرتے تھے۔ حضرت عزرا کے وقت میں گو بیت المقدس آباد ہوا لیکن قلوب بنی اسرائیل اُن عیوب سے پاک نہ ہوئے جو منشاء غضب الٰہی تھے یہاں تک کہ زمانہ حضرت مسیح کا آیا گو وہ صاحب شریعت نہ تھے لہٰذا اس شمس سے مقصود آنحضرت ہیں كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ۔ حضرت ابراہیم کے زمانہ سے اس گروہ حق پژوہ کا انتظار تھا

یا رب صل و سلم دائما ابدا ؂ علی نبیک خیر الخلق کلہم

جس طرح شمس سے عالم اجسام منور ہوتا ہے اُسی طرح ذات سراسر خیر و برکات سے نفوس انسانی نورانی ہوئے اور ہوتے جاتے ہیں۔ اس لئے شمس سے جو اس آیت میں کنایہ ہوا مناسب ہے علاوہ بریں حضرت آمنہ سے روایت ہے کہ بوقت ولادت آپ کے ایسی روشنی ہوئی کہ ملک شام کی پہاڑیاں مجھے نظر پڑیں۔ چنانچہ حدیث صحیح میں آیا ہے کہ آپ نے فرمایا میں دعا ہوں ابراہیم کی اور بشارت عیسیٰ کی اور جو دیکھا میری ماں نے یا کے دیکھنے سے مقصود وہ روشنی ہے جو حضرت آمنہ نے بوقت ولادت دیکھی تھی؛ اب ہم یہاں حضرت ارمیا کی چند آیت ۱۲ باب کی نقل کرتے ہیں جو مناسب مقام ہے۔

עזבתי את־ביתי נטשתי את־נ
חלתי נתתי את־ידדות נפשי בכף
איביה: היתה־לי נחלתי כאריה
ביער נתנה עלי בקולה על־כן ש
נאתיה: העיט צבוע נחלתי לי
העיט סביב עליה לכו אספו כל
חית השדה התיו לאכלה: רעי
ם רבים שחתו כרמי בססו את
־חלקתי נתנו את־חלקת חמ
דתי למדבר שממה: שמה לשממה א
בלה עלי שממה נשמה כל־הא
רץ כי אין איש שם על־לב:
על־כל־שפים במדבר באו ש
דדים כי חרב ליהוה אכלה מ
קצה ארץ ועד־קצה הארץ
אין שלום לכל־בשר: זרעו ח
טים וקצים קצרו נחלו לא יו

עִלוּ וּבֹשׁוּ מִתְּבוּאֹתֵיכֶם
מֵחֲרוֹן אַף־יְהוָה׃ כֹּה אָמַר יְהוָ
ה עַל־כָּל־שְׁכֵנַי הָרָעִים הַנֹּגְעִים בַּ
נַּחֲלָה אֲשֶׁר־הִנְחַלְתִּי אֶת־עַ
מִּי אֶת־יִשְׂרָאֵל הִנְנִי נֹתְשָׁם מֵ
עַל אַדְמָתָם וְאֶת־בֵּית
יְהוּדָה אֶתּוֹשׁ מִתּוֹכָם׃
וְהָיָה אַחֲרֵי נָתְשִׁי אוֹתָם
אָשׁוּב וְרִחַמְתִּים וַהֲשִׁבֹתִ
ים אִישׁ לְנַחֲלָתוֹ וְאִישׁ לְאַרְ
צוֹ׃ וְהָיָה אִם־לָמֹד יִלְמְדוּ
אֶת־דַּרְכֵי עַמִּי לְהִשָּׁבֵעַ בִּשְׁ
מִי חַי־יְהוָה כַּאֲשֶׁר לִמְּדוּ אֶ
ת־עַמִּי לְהִשָּׁבֵעַ בַּבָּעַל וְנִבְנוּ
בְּתוֹךְ עַמִּי׃ וְאִם לֹא יִשְׁמָעוּ
וְנָתַשְׁתִּי אֶת־הַגּוֹי הַהוּא נָתוֹשׁ
וְאַבֵּד נְאֻם־יְהוָה׃

عازبتی اث بیتی ناطشتی اث نحلاتی نامی اث بدمدوث نفشی بحف او
بیہیا ÷ ہاشیانی نحلاتی کاریہ سعرما ساعالای بقولاہ عل کین شنیتیہا ÷ ہعیط
صالوع نخلال لی ہعیط سابیم عالیہا لخوا سفو کل حیث ہساده ہیتیا لولا خلا ÷
روعیم ربیم شحیتو کرمی لوسسواث حلقانی ناثنواث حلقت حمدالی لمدبر شما ما ÷
ساماہ لشماما ایلا عالای شمیما ناشما کل ہاآرص کی این ایش سام عل لیب عل کل
شفایم بمہ مار بالو شود وہم کی جرب یہوا وخلا مقصہ ارص وعدوصی ہا ارص شالوم
لحل باسارہ ÷ زارعو حطیم وقوصیم فاصارو نحلو لولو عیلو و بوشو مثبوا دثیم میحرون
اف یہوا کوام یہوا عل کل شوخیتیہا راعیم ہنوعنغم سحلا اشر محلی اث عمی اث اسرائیل
ہنیی لوہشام میعل ادماثام واث بیث یہودا انوش منوحام ÷ وہایا احری نشتی
اوثام اسوب ورحمتیم وہشیبو تیم الس لحلاتوہ والس لارصورہا ما ام لا موود
یلمدواث درکی عمی لشابع بیاعل ونوشورح عمی ودام لوشما عودنا لسمی اے
ہکوی حمو نانوشس وابیدناہم یہوا + (ترجمہ) چھوڑ دیا ہم نے اپنا گھر اپنی میراث
پریشان کر دیا ہم نے اپنی عزیز جان کو دشمن کے قبضہ میں دے دیا ہم نے ÷ تفسیر اپنے گھر سے
مقصود بیت المقدس ہے اور میراث اور عزیز جان سے بنی اسرائیل یہ پیشین گوئی بھی فتنہ بخت نصر
کی ہے جس میں بیت المقدس خراب ہوا۔ بنی اسرائیل کچھ گھر چھوڑ کے بھاگ گئے کچھ اسیر ہو کے
بابل گئے۔ ہماری میراث ہمارے لئے جنگلی شیر ہوئے۔ ہمارے اوپر تڑپی اس لئے اُن سے ہم کو
تنفر ہوا۔ تفسیر بوجہ نافرمانی کے بنی اسرائیل ہماری نظر میں خوار ہوئے یہ مقدس قوم
چونکہ خدا پرست تھی اس لئے خدا اُن کو اپنی میراث کہتا ہے۔ یہ نہایت فضیلت کا کلمہ ہے

يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ اذْكُرُوا نِعْمَتِيَ الَّتِي أَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَأَنِّي فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعَالَمِينَ

(ترجمہ) ہماری میراث مجھ پر مثل اُس چیلہ کے ہو جس کا ہر طرف محیط ہے چلو جمع ہو جنگلی سباع کھانے کے لیے) **تفسیر** چیلے سے مقصود بخت نصر ہے اور سباع اُس کی سپاہ۔ یہ وہی چیلہ ہے جسے حضرت ابراہیم قربان پر سے اُڑاتے تھے + (راعیان کثیر نے ہمارے بستان کو برباد کیا ہمارے کھیت کو روند ڈالا ہماری مطبوع مزرع کو ویران میدان کر دیا) **تفسیر** چرواہوں سے سلاطین بنی اسرائیل اور کاہنان اور جھوٹے انبیاء جو قوم کو گمراہ کیے ہوئے تھے مقصود ہیں۔ مضمون گزشتہ کی تصریح و تفصیل ہے (اُنہوں نے اُس کو ویران کر دیا ویران شدہ ہمارے پاس ماتم کرتے ہیں یہ تمام خطہ برباد ہو جائے گا کیونکہ کسی نے اپنا دل نہ سنبھالا) **تفسیر** یہاں تک فتنہ بخت نصر سے متعلق ہے (میدان کے سب سوکھے پہاڑوں پر قائم ہونگے۔ ہاں جب کہ خدا کی شمشیر براں زمین کے اس سرے سے اُس سرے تک مستولی ہوگی کسی کے لئے خیر نہ ہوگی) **تفسیر** شفی عبرانی میں ایسے پہاڑ کو کہتے ہیں جو روئیدگی سے خالی ہو۔ جیسے جبال عرب یہ خبر ہے زمانہ اسلام کی یعنی بعد زمانہ بخت نصر عربستان کے پہاڑوں پر بہادران اسلام مستعد ہونگے اُس وقت کا پتا دیتا ہے کہ جب خدا کی تلوار اہل ارض کو صاف کرے گی۔ خدا کی تلوار سے مقصود جہاد ہے کیونکہ یہ جنگ محض خدا کے واسطے ہوتی ہے اور نیز خالد ابن ولید کا لقب تھا سیف اللہ جن کے ہاتھ سے ملک شام اور اکثر بلاد فتح ہوئے تھے اور اصل سیف اللہ آنحضرتؐ تھے جیسا کہ کعب بن زہیر کے قصیدہ میں ہے

شعر

ان الرسول لسیف یستضاء بہ　　　مہند من سیوف اللہ مسلول

(گیہوں بوئیں گے اور کانٹے کاٹیں گے کاشت کاری کریں گے لیکن نفع نہ ہوگا اور شرمندہ ہونگے اپنے محاصل یعنی کروانے سے خدا کے غضب سے) یہ بنی اسرائیل کا حال ہے زمانہ اسلام میں آیات گزشتہ سے بخت نصر کے زمانہ سے تا عہد اسلام کا حال مذکور ہوا اس کے بعد جو کچھ مسطور ہے اسی کی تاکید ہے (خدا نے یوں فرمایا اُن برے ہمسایوں کی نسبت جنھوں نے قبضہ کر لیا بنی اسرائیل کی میراث پر اب ہم اُن کو پریشان کریں گے اُن کی سرزمین سے خصوصاً خاندان یہودا کو ان کے درمیان سے پریشان کر دیں گے) اس خبر کا وقوع

بخت نصر کے وقت میں ہوا (پھر[15] اُن کی پریشانی کے بعد پھریں گے ہم اور اُن پر رحم کریں گے اور ہر شخص
کو اُس کی میراث پر لوٹائیں گے) یہ حضرت عزرا کے وقت میں پورا ہوا کہ بیت المقدس آباد ہوا
اور بنی اسرائیل جو جابجا منتشر ہوگئے تھے پھر وہاں جا بسے (پھر[16] اگر ہماری قوم کا چال و چلن سیکھیں گے
یعنی صرف خدا پر بھروسا کرنا نہ جیسا کہ بت پرستی سیکھ لی ہے تو وہ ہماری قوم کے درمیان آباد ہونگے ۰ اور[17]
اگر ایمان نہ لائیں گے تو اس قوم کو خوب پریشان کردیں گے ہم اور مٹا دیں گے یہ خدا کا حکم ہے) تفسیر ۱۶
و ۱۷ آیت میں وعدۂ الٰہی ہے اُن سے کہ اگر وہ ہماری قوم کا چال و چلن سیکھیں گے تو ہماری
قوم میں آباد ہونگے اور نہیں تو پھر ذلیل و خوار ہونگے۔ ہماری قوم سے جو ان آیات میں مذکور
ہے مسلمان مراد ہیں خدا کی قوم وہی ہے جو صرف خدا کی پرستش کرے توحید اُس کا ایمان ہو
جیسا کہ پہلے یہود کا تھا۔ جادو سحر کے پیچھے نہ پھرے۔ نصاریٰ ہرچند کہ اپنے کو موحد کہتے ہیں
لیکن عقیدۂ تثلیث اُس کے منافی ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں حرام و
حلال کا کچھ امتیاز نہیں باوجودیکہ حضرت مسیحؑ نے فرمایا کہ میں تورات نہیں منسوخ کرتا عمل
اُن کا اُس کے خلاف ہے اس وجہ سے وہ قوم خدا نہیں ہوسکتی۔ مسلمانوں کے حق میں تمام
قرآن میں جابجا مصرح ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ خدا کی قوم ہے انھیں کے چال و چلن سیکھنے کا
حکم ہے مگر افسوس ہے کہ یہود اس پر خیال نہیں کرتے۔ فقط

شعر

کیف ترقی رقیک الانبیاء
یا سماء ما طاولتها سماء

اللّٰھم صل علیٰ سیدنا محمد و آلہ الاطہار و اصحابہ الاخیار

فقط

۱۳ تا ۱۵ اگست سنہ ۱۸۹۴ء